

# شہادت

فہمی خائب

۱۹-۵۲ء

۵۱۳۳۵  
۱۹۲۲ء

۵۱۳۳۶  
۱۸۳۱ء

۵۱۳۳۳  
۱۹۰۵ء

۵۱۳۹۷  
۱۸۷۹ء

از قلم

احمد العلماء مفتی محمد احمیل صاحب الشہادۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان



جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

دیوبندیوں کی معرکہ الاراکتہ نشہا ثاقب کے مدلل و البطل اور اکابر

وہابیہ کی کفری عبارت کی تاویلات کے مدلل و مسکت جوابات کا مجموعہ

إِحْقَاقُ الدِّينِ عَلَى أَكْبَرِ المُرْتَدِّينَ

۱۳ ۵ ۷۲

ردِ شہادتِ ثاقب بر وہابی خائب

۱۹ ۶ ۵۲

مصنفہ

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین امام الواعظین

حضرت علامہ محقق الحق والدين مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی ہند۔ قدس سرہ

ادارہ غوثیہ ضرویہ لاہور۔ پاکستان



بار دوم تازینج ----- جون ۱۹۹۱ء  
تعداد ----- ۱۱۰۰  
طباعت ----- آفسٹ - کاغذ سفید  
سائز ----- ۱۸ x ۲۳  
صفحات ضخامت ----- ۳۶  
ناشر ----- ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور، پاکستان  
مطبع ----- محمود ریاض پرنٹرز لاہور  
قیمت ----- ۱۵۰/-

باجازت مولانا محمد اول شاہ خلف اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۹۰۰

ملنے کا پتہ

رضوی کتب خانہ اردو بازار لاہور



# فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	
۴۴	مصنف شہاب ثاقب کا ساتواں کذب و افتراء۔	۱۰	۱۲	۱	بھائیو!
۴۵	مصنف شہاب ثاقب کا آٹھواں کذب و افتراء۔	۱۱	۱۵	۲	مسلمانو!
۴۶	مصنف شہاب ثاقب کا دوسرا فریب۔	۱۲	۳۲	۳	مسلمانو!
۴۸	مصنف شہاب ثاقب کا تیسرا فریب۔	۱۳	۳۵	۴	فہرستِ گالی نامہ۔
۴۹	مصنف کا علماءِ حرمین پر حملہ۔	۱۴	۳۸	۵	مسلمانو! نتیجہ نمبر ۱ نتیجہ نمبر ۲۔
۴۹	مصنف شہاب ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور جہالت۔	۱۵	۴۰	۶	مصنف شہاب ثاقب کا پہلا فریب۔
۵۰	غایت المامول کی پہلی تحریف۔	۱۶	۴۱	۷	مصنف شہاب ثاقب کا پہلا کذب و افتراء۔
۵۱	غایت المامول کی دوسری تحریف اور فاضل بریلوی پر افتراء۔	۱۷	۴۲	۸	مصنف شہاب ثاقب کا دوسرا اور تیسرا کذب و افتراء۔
۵۲	مصنف کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر افتراء۔	۱۸		۹	مصنف شہاب ثاقب کا چوتھا و پانچواں و چھٹا کذب افتراء۔



۱۹	مصنف کا علماء مدینہ پر افتراء۔	۵۵	۳۰	اس کا جواب۔	۷۲
۲۰	مصنف شہاب ثاقب کا عجیب دھوکہ۔	۵۸	۳۱	مصنف شہاب ثاقب کے نزدیک قرآن و حدیث خلاف حق اور غیر معتبر ہے۔	۷۳
۲۱	اکابرین امت کی شان میں بے ادبی اور گستاخی۔	۶۰	۳۲	اس کا جواب۔	۷۳
۲۲	مصنف کے نزدیک علامہ سیوطی و علامہ ابراہیم باجوری کا ذب ہیں۔	۶۱	۳۳	مصنف کا نواں کذب و افتراء مع جواب	۷۴
۲۳	مصنف کے نزدیک عبدالعزیز دباغ عالی کا ذب وغیرہ ہیں۔	۶۲	۳۴	مصنف کا دسواں کذب و افتراء	۸۱
۲۴	مصنف شہاب ثاقب کا اعلیٰ حضرت قبلہ پر ایک اور افتراء۔	۶۳	۳۵	جواب	۸۲
۲۵	مصنف کا قاضی اعیاض علامہ علی قاری پر مشابہ نصاریٰ کا فتویٰ۔	۶۵	۳۶	مصنف کا بارہواں کذب و فریب نمبر ۹	۸۳
۲۶	مصنف کا شاہ عبدالحمق ابن حجر مکی پر مشابہ نصاریٰ کا فتویٰ۔	۶۶	۳۸	مصنف کا تیرہواں کذب و فریب نمبر ۱۰	۸۶
۲۷	مصنف کا شاہ عبدالسلام پر مشابہ نصاریٰ کا فتویٰ۔	۶۷	۳۹	مصنف کے نزدیک شارح غفانہ ابو جہل کے برابر مشرک۔	۸۷
۲۸	مصنف کا مفسرین پر اود اللہ تعالیٰ پر بھی ناپاک حملہ۔	۶۹	۴۰	مصنف کے نزدیک ملا علی قاری ابو جہل کے برابر مشرک۔	۸۷
۲۹	مصنف کا قرآن و حدیث کو باطل و ضلال کہنا۔	۷۱	۴۱	مصنف کے نزدیک مفسر امام بغوی ابو جہل کے برابر مشرک۔	۸۸



۱۳۱	مکتوب مفتی حنفیہ حضرت محمد صالح کمال	۵۵	۸۹	مصنف کے نزدیک جھنور نبی کریم	۲۳
	بنام حضرت مولانا سید اسماعیل آفندی			صلی اللہ علیہ وسلم بھی الجہل کے برابر مشرک۔	
۱۳۲	علماء مکہ معظمہ کی شان میں مصنف کی گستاخیاں	۵۶	۸۹	مصنف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی الجہل	۲۳
۱۳۵	اسماء مفتیان و مدین اکابر مکہ	۵۷		کے برابر مشرک۔	
۱۳۹	علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں	۵۸	۹۱	امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کا عامتہ	۲۵
	مصنف کی گستاخیاں۔			المسلمین سے اللہ تک سب کو الجہل	
۱۴۰	اسماء مفتیان و مدین علماء مدینہ منورہ	۵۹		کے برابر مشرک کہنا	
۱۴۳	مصنف کا سفید چھوٹ اور بے بنیاد	۶۰	۹۱	مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی	۲۶
	ڈینگ۔			کافر و مشرک۔	
۱۴۵	کید بہتان اول اور اس کی حقیقت۔	۶۱	۹۲	مصنف کے نزدیک شیخ عبدالحق	۲۷
۱۴۷	دوم و سوم۔۔۔	۶۲		محدث دہلوی کافر و مشرک۔	
۱۴۹	کید ثالث اور چوتھے بہتان کی حقیقت۔	۶۳	۹۳	مصنف کے نزدیک علامہ احمد صاوی	۲۸
				کافر و مشرک۔	
۱۵۱	مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی	۶۴	۹۳	مصنف کے نزدیک علامہ قسطلانی و	۲۹
	شریک ہیں۔			علامہ زرقانی کافر و مشرک۔	
۱۵۲	پانچواں بہتان اور اس کی حقیقت	۶۵	۹۵	مصنف کے نزدیک علامہ لغوسی و	۵۰
۱۵۳	چھٹا بہتان اور اس کی حقیقت۔	۶۶		علامہ خازن کافر و مشرک۔	
۱۵۶	سوال سولھواں۔	۶۷	۱۰۱	مصنف خود امام المفسرین ہے۔	۵۱
۱۵۶	الجواب۔		۱۰۳	عقائد وہابیہ کی فہرست۔	۵۲
۱۵۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا پہلا	۶۸	۱۲۹	حضرت پر بہتانوں کی طویل فہرست	۵۳
	عقیدہ۔		۱۳۰	ضیل احمد بیٹی کی مکہ معظمہ میں زکات	۵۴
				اور اسکے واقع کا جواب۔	



۱۸۱	اسماعیل دہلوی کے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید پانچ حملے۔	۸۰	۱۶۱	دیوبندیوں و ہابیوں کی شرک کی مشین۔	۶۹
۱۸۲	توسل کا عقیدہ شرک ہے۔	۸۱	۱۶۲	دہابیوں دیوبندیوں کی کفر کی مشین	۷۰
۱۸۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ۔	۸۲	۱۶۵	ابن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ۔	۷۱
۱۸۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا چھٹا عقیدہ۔	۸۳	۱۶۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ۔	۷۲
۱۹۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ۔	۸۴	۱۶۱	ابن عبد الوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ	۷۳
۱۹۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا آٹھواں عقیدہ۔	۸۵	۱۶۴	رشید احمد گنگوہی کا مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈاکہ۔	۷۴
۱۹۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا نواں عقیدہ۔	۸۶	۱۶۵	قاسم نانوتوی کا شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ رشید احمد گنگوہی اور خلیل چمن بیٹھی کی شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیخلاف بکواس۔	۷۵
۲۰۱	ابن عبد الوہاب نجدی کا دسواں عقیدہ۔	۸۷	۱۶۶	اشرف علی تھانوی کی شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرے گستاخی۔	۷۶
۲۰۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا گیارہواں عقیدہ۔	۸۸	۱۶۷	اسماعیل دہلوی کی چھ گستاخانہ عبارتیں۔	۷۷
۲۰۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا بارہواں عقیدہ۔	۸۹	۱۶۹	بقول محمود حسن گنگوہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی تھا۔	۷۹
۲۰۹	ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۰			
۲۱۰	آٹھواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۱			
۲۱۰	نواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۲			
۲۱۱	دسواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۳			
۲۱۲	گیارہواں اور بارہواں بہتان اور اس کی حقیقت۔	۹۴			
۲۱۳	تیرہواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۵			
۲۱۴	چودھواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۶			
۲۱۵	پندرہواں بہتان اور اس کی حقیقت	۹۷			



۲۴۱	نانوتوی نے یہ اتنا بڑا ناپاک قدم کیوں اٹھایا۔	۱۰۹	۲۱۴	باب ثانی۔	۹۸
۲۴۲	دیوبندی مذہب میں احادیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام۔	۱۱۰	۲۱۵	قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارت۔	۹۹
۲۴۳	دیوبندی مذہب میں کلام الہی کا مقام۔	۱۱۱	۲۱۸	خاتم النبیین کا ثبوت قرآن پاک سے۔	۱۰۰
۲۴۴	وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔	۱۱۲	۲۱۹	مفسرین اہل سنت کے قلم سے لفظ خاتم النبیین کی تشریح۔	۱۰۱
۲۴۵	جواب فصل ثالث و فتویٰ گنگوہی در وقوع کذب باری تعالیٰ۔	۱۱۳	۲۲۱	لفظ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے۔	۱۰۲
۲۴۸	گنگوہی کا وقوع کذب والا فتویٰ۔	۱۱۴	۲۲۳	علامہ شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں۔	۱۰۳
۲۵۳	حسین احمد ٹانڈوی کو چیلنج۔	۱۱۵	۲۲۳	علامہ ابو بکر سجستانی کے غریب القرآن میں ہے۔	۱۰۴
۲۶۰	دیوبندیّت و ہابیت کی بنیاد متضاد باتوں پر ہے۔	۱۱۶	۲۲۴	لفظ خاتم النبیین کی تشریح مفتی شفیع دیوبندی کی قلم سے۔	۱۰۵
۲۶۲	لوگوں کو وہابی بنانے کا طریقہ۔	۱۱۷	۲۳۲	قاسم نانوتوی کی تکفیر حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے۔	۱۰۶
۲۶۳	سجن السبوح نے قصر و ہابیت بھٹاک کر دیا۔	۱۱۸	۲۳۸	جھوٹے مدعیان نبوت کو نانوتوی نے تقویت دی۔	۱۰۷
۲۶۵	فصل رابع اور مسئلہ امکان کذب۔	۱۱۹	۲۳۹	اکابرین اہل سنت کی شان میں نانوتوی کی زبان درازی۔	۱۰۸
۲۶۵	حسین احمد ٹانڈوی کی تکفیری تلوار۔	۱۲۰			
۲۶۸	دیوبندیّت کی گردن پر پہلا جھوٹ۔	۱۲۱			



۲۸۸	صاحب جہد المقل (مجموعہ حسن دیوبندی) جاہل ہے کتابوں سے بے خبر ہے۔	۱۴۰	۲۶۹	دوسرا جھوٹ۔	۱۲۲
			۲۶۰	تیسرا جھوٹ۔	۱۲۳
			۲۶۰	چوتھا جھوٹ۔	۱۲۴
۲۹۳	حسین احمد ٹانڈوی کی ڈینگس اور ان کا جواب۔	۱۴۱	۲۶۱	پانچواں جھوٹ۔	۱۲۵
			"	چھٹا جھوٹ۔	۱۲۶
۲۹۴	منفتی سنبھل علیہ الرحمۃ کا فیصلہ کن مناظرہ کے لئے چیلنج۔	۱۴۲	۰	ساتواں جھوٹ۔	۱۲۷
			۲۶۲	آٹھواں جھوٹ۔	۱۲۸
۲۹۵	فصل خامس اور براہین قاطعہ۔	۱۴۳	۲۶۳	نواں جھوٹ۔	۱۲۹
۲۹۸	حسین احمد ٹانڈوی اقبالی مجرم ثابت ہو گیا۔	۱۴۴	۲۶۴	دسواں جھوٹ۔	۱۳۰
			۲۶۴	گیارہواں جھوٹ۔	۱۳۱
۲۹۹	حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت امیر مطالبہ۔	۱۴۵	۲۶۵	بارہواں جھوٹ۔	۱۳۲
			۲۶۶	تیرہواں جھوٹ۔	۱۳۳
۳۰۱	حسین احمد ٹانڈوی کے صریح جھوٹ کا جواب۔	۱۴۶	۲۶۷	چودھواں جھوٹ۔	۱۳۴
			۲۶۸	پندرہواں جھوٹ۔	۱۳۵
۳۰۳	حسین احمد ٹانڈوی کے مسئلہ منفتی کا فتویٰ۔	۱۴۷	۲۶۹	سولہواں جھوٹ۔	۱۳۶
			۲۸۳	استاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب۔	۱۳۷
۳۰۴	ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی پر منفتی صاحب کی گرفت۔	۱۴۸		مصنف شہاب ثاقب کا انوکھا	۱۳۸
			۲۸۴	دجل۔	
۳۰۵	معلومات متعلق روحانی جدِ اعلیٰ وہابیت و دیوبندیت۔	۱۴۹	۲۸۵	وہابیت و دیوبندیت کے فرقہ	۱۳۹
			۱۵۰	مزداریہ کے تابع ہیں۔	
۳۰۹	فصل سادس اور عبارت براہین قاطعہ کی پہلی بحث۔				



۳۲۸	لفظِ اعلم اور بے علم کی نفیس تحقیق۔	۱۶۲	۳۱۲	قرآن سے استدلال میں ٹانڈوی	۱۵۱
۳۲۹	دیوبندی ملوں کو اعلم اور زائد فی العلوم کا مطلب بھی نہیں آتا۔	۱۶۳		کی عیاریاں۔	
۳۳۰	اہل سنت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونے کا مطلب۔	۶۴	۳۱۴	حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور عیاری۔	۱۵۲
۳۳۳	فصل سابع اور عبارت برابرین قاطعہ کی دوسری بحث۔	۶۵	۳۱۵	ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔	۱۵۳
۳۳۵	بقول اسماعیل قتیل ٹانڈوی اور انبیٹھوی مشرک ہیں۔	۱۶۶	۳۱۶	ٹانڈوی نے شیطان سے اپنی خوش اعتقادی کا اظہار کر دیا۔	۱۵۴
۳۳۶	دہا بیت کی عمارت میں شگاف ڈالنے والا تضاد۔	۱۶۷	۳۱۹	ٹانڈوی نے اپنا عقیدہ کھل کر ظاہر کر دیا۔	۱۵۵
۳۴۰	انبیٹھوی اور ٹانڈوی گنگوہی کی زد میں۔	۱۶۸	۳۱۹	قرآن و حدیث سے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت۔	۱۵۶
۳۴۲	ٹانڈوی کا نمائشی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا۔	۱۶۹	۳۲۱	حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور شوخی و عیاری۔	۱۵۷
۳۴۳	بقول نانوتوی امتی اپنے نبی سے بڑھ سکتا ہے۔	۱۷۰	۳۲۵	ٹانڈوی کا اوٹ پٹانگ مثال دینا۔	۱۵۸
۳۴۵	علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔	۱۷۱	۳۲۶	ٹانڈوی اور اس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ۔	۱۵۹
۳۴۷	علامہ ابن حجر مکی افضل القرے میں فرماتے ہیں۔	۱۷۲	۳۲۶	خلیل احمد انبیٹھی نے اپنی تکفیر خود ہی کر دی۔	۱۶۰
				پھر مصنف اعلم کی تحقیق کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے۔	۱۶۱



۳۶۷	بقول اسماعیل دہلوی جادو اور طلسم معجزے اور کرامت سے زیادہ ہاکمال ہیں۔	۱۸۵	۳۴۶	امام الکاذبین ٹانڈوی کا ایک نرالا جھوٹ۔	۱۷۳
۳۶۸	بقول اسماعیل دہلوی انبیاء کو قدرتِ تصرف ماننا شرک اور کفر ہے۔	۱۸۶	۳۴۷	ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت۔	۱۷۴
۳۶۹	امام ابوہبیب نے آیات کے تکذیب کی۔	۱۸۷	۳۴۸	منفی سنہیل کا دوسرا چیلنج مناظرہ	۱۷۵
۳۷۰	حسین احمد ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی	۱۸۸	۳۴۹	فصل ثامن اور تھانوی صاحب کا کلمہ و درود۔	۱۷۶
۳۷۱	ٹانڈوی صاحب کی بے بسی میں یا واگوٹیاں۔	۱۸۹	۳۵۰	تھانوی گستاخ کی خیانت باطنی یعنی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی۔	۱۷۷
۳۷۲	تھانوی کے دوسرے وکیل صفائی کی تحقیق۔	۱۹۰	۳۵۱	تھانوی کا شان رسالت پر ڈاکہ	۱۷۸
۳۷۳	تھانوی کے دونوں وکیل تاویلت فاسدہ کے بھنور میں۔	۱۹۱	۳۵۲	تھانوی مجرم کا ٹانڈوی وکیل کہتا ہے	۱۷۹
۳۷۴	دیوبندی گورکھ دہندہ یعنی وبال گتھی۔	۱۹۲	۳۵۳	ٹانڈوی دجال کا بے مثال دجل	۱۸۰
۳۷۵	ٹانڈوی کی شان رسالت میں گستاخی۔	۱۹۳	۳۵۴	ٹانڈوی دجال کا بے مثال دجل ۲	۱۸۱
۳۷۶	جاہل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابرین امت کی نظر میں۔	۱۹۴	۳۵۵	ٹانڈوی کا دیوبندی قوم کو تسلی دینا۔	۱۸۲
			۳۵۶	اصل عبارت حفظ الایمان بلفظ خلاصہ مضمون عبارت حفظ الایمان بلفظ اعلیٰ حضرت قبلہ۔	۱۸۳
			۳۵۷	تھانوی کی عبارت سے ٹانڈوی کا استدلال۔	۱۸۴



۱۹۵	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان افروز بیان۔	۳۸۶	۲۰۵	علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۲۰۹
۱۹۶	علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔	۳۸۹	۲۰۶	علامہ عارف باللہ شیخ احمد تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔	۲۰۹
۱۹۷	تمام دیوبندی توجیہوں اور تاویلوں کا پوسٹ مارٹم۔	۳۹۲	۲۰۷	علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔	۲۱۰
۱۹۸	فصل تاسع اور عبارت حفظ الایمان	۳۹۶	۲۰۸	علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔	۲۱۱
۱۹۹	قاضی عیاض شفا شریف میں اور علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔	۳۹۸	۲۰۹	سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۲۱۲
۲۰۰	حضرت علامہ علی قاری شفا شریف میں اسمائے الہی کے مخلوق پر پر اطلاق کرنے میں مدعیان شکرت کا رد فرماتے ہیں۔	۴۰۰	۲۱۰	شرح عقائد نسفی و شرح فقہ اکبری ہے۔	۲۱۳
۲۰۱	قرآن کریم بھی مسلک اہل سنت کا موید ہے۔	۴۰۰	۲۱۲	علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی کا موقف۔	۲۲۰
۲۰۲	قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۴۰۱	۲۱۳	علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔	۲۲۱
۲۰۳	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۴۰۳	۲۱۴	قطب شعرانی اور علامہ سبکی کا موقف۔	۲۲۴
۲۰۴	ٹانڈھری صاحب دیوبندی قوم کو ایک اور دھوکہ دیتے ہیں	۴۰۶	۲۱۵	تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن میں ہے۔	۲۲۹



۲۱۶	امام الوہابیہ دہلوی اور مجدد وہابیہ	۲۳۳	۲۲۱	خاتمۃ الکتاب -	۲۵۵
	گنگوہی کے اقوال -		۲۲۲	مولوی حسین احمد فیض آبادی	۲۵۰
۲۱۷	ٹانڈوی دجال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی -	۲۳۶		مصنف شہاب ثاقب کے جدید کفریات -	
۲۱۸	مفسرین کرام آیتہ کریمہ خلیق الانساں کے تحت فرماتے ہیں عملہ البیان ۵	۲۳۹	۲۲۳	حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں -	۲۵۲
۲۱۹	علامہ صادق کتاب کی تفسیر کرتے ہیں	۲۴۰	۲۲۴	حضرت علامہ علی قاری اسکی شرح میں فرماتے ہیں	۲۵۵
۲۲۰	علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں -	۲۴۲	۲۲۵	مولوی حسین احمد پریو بند کافتویٰ اور ان ہی سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو -	۲۶۰



# دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین  
 اسلام کے خلاف فتنہ خارجیت کی ریشہ دوانیاں کوئی نئی بات  
 نہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ خارجیوں نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر  
 مسلمانوں میں ہی رخنہ، نا اتفاقی اور افتراق کا بیج بویا۔ لمبی لمبی قزاقیں،  
 طویل قیام و رکوع، ماتھے پر سجدوں کے سیاہ نشان، روزوں کی  
 سخت پابندی، طبیعت میں کجی اور سختی، ظاہری وضع قطع اسلامی، زبان پر کلمہ اور  
 اللہ کی حاکمیت کے دعوے، ایسے کاموں کا پہرہ ان کے جسموں پر  
 تو رہا لیکن ان کے دل محبت رسول سے یکسر خالی رہے۔ حضرات انبیاء  
 علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام، ان نفوس قدسیہ کی شان میں بے  
 ادبی گستاخی اور توہین آمیز کلمات کہنا، لکھنا اور ان پر ڈٹے رہنا  
 خارجیوں کا شعار رہا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوسعید  
 خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ خود فرماتے ہیں، ایک بار  
 ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور  
 مال و غنیمت، تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ  
 جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا، آیا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجئے جنوسید  
 عالم نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر  
 کون عدل کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم اور



بد نصیب ہو گیا۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا:

.... فقال واعرف ان له اصحابا يحقرا حدكم  
صلوته مع صلواتهم وصيامه مع  
صيامهم يقرون القرآن لا يجاوز  
تراقيهم..... (الحديث)

جانے دو۔ اس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود اس کے اس جانور کے پیٹ کی آلائش و خون میں سے پار ہوتا ہے مگر اس کے پیکاں (نوک) میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بدن میں جس سے پیکاں باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پیر میں۔ نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتا ہوگا وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یہی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا۔ انہوں نے فتح کے بعد حکم فرمایا کہ اس شخص کو تلاش کیا جائے جس کی خہر حصور سید عالم نے وہی تھی چنانچہ جب اس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیوں اس کی حصور عالم پناہ نے بیان فرمائی تھیں



سب اس میں موجود تھیں۔ (کنز العمال شریف میں ہے کہ یہ دیکھ کر) تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدہ شکر میں گرے اور حضرت علی نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر ادا کیا۔

اب غور طلب اور عبرت ناک بات یہ ہے کہ اُس ایک گستاخی نے اُس شخص کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا کہ وہ کثرت عبادت و ریاضت (نمازیں اور روزے) اس کے کسی کام نہ آئی۔ خارجیوں کو اپنے تقویٰ و ورع پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ زیاد بن امیہ نے عروہ ابن ادبیرہ خارجی سے پوچھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا۔ کہنے لگا اچھے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا ابتداء میں چھ سال تک اس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں۔ ان سے علیؑ ہوا گیا اس لیے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کافر ہو گئے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا کہ وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حکم بنایا نعوذ باللہ کافر ہو گئے اس لیے ان سے بھی علیؑ کی اختیار کر لی (ملل و نحل)۔

ایک اور روایت میں خارجیوں کی نسل اور تعداد کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ ذیشان، حضرت ابو جعفر یوں بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شہید تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس شخص کو تلاش کرو جس کا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص کی لاش ملی۔ وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبو آتی تھی اور اس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند



بال تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: یا  
 سبح فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے۔۔۔ امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہما، خدا  
 تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔۔۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے صرف تین ہی شخص ہوں جائیں  
 ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا۔  
 وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں۔ روا۔  
 کیا اس کو طرانی نے اوسط میں۔۔۔ اس حدیث شریف سے  
 یہ بھی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا۔

قارئین! پیش نظر کتاب "رؤیایا شہاب ثاقب" اسی  
 فتنہ خارجیت کی ایک شاخ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ جسے  
 پڑھ کر انشاء اللہ العزیز آپ کو اندازہ ہوگا کہ سابقہ اور موجودہ  
 خارجیوں کی فکر و سوچ، قول و فعل، اور طبائع میں کس قدر یگانگت  
 اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

قارئین کو رام! اس جگہ ان تاریخی تلخ حقائق کا  
 ذکر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اس کتاب کے  
 معرین وجود میں آنے کا اولین سبب بنے تاکہ قارئین کو کتاب  
 کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ ہو سکے اور نئے متلاشیان حق  
 کو صحیح منزل کے تعین کرنے میں آسانی بھی۔

آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے اسی خارجی گروہ کے  
 چار پیشواؤں نے امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التیجۃ والثناء کی  
 اس سے مراد رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد بیٹھوی، اشرف علی  
 تھانوی اور محمد قاسم نونو توی ہیں۔



شانِ ارفع و اعلیٰ میں انتہائی جسارت کرتے ہوئے سخت بے ادبی اور گستاخی کے کلمات کہے۔ گستاخانہ عبارات چھپ کر جب خاص و عام میں پہنچیں تو مذہبی دُنیا میں ایک کھرام مہم چلی گیا۔ سرور و منذ مسلمان نے اپنے اپنے پیما نہ محبت کے مطابق غم و غصے کا اظہار کیا۔ علماء اہل سنت نے ان گستاخانہ عبارات کے رد لکھے، چھاپے، مواخذے کیے، کفری کلمات پر ان کے موجدین کو متنبہ کیا۔ یہ سلسلہ حق گوئی و تردید باطل کئی سال جاری رہا۔ لیکن افسوس بُرا ہوا ضدیت اور ہٹ دھرمی کا۔ ان چاروں منشوراؤں میں سے کسی کو بھی اپنے کفری کلمات سے رجوع کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

## خارجیوں کی گستاخانہ عبارات

عبارت اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تخزیر الناس ص ۲۴ مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی)

نوٹ: تخزیر الناس ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۴ء میں تالیف کی گئی۔ عبارت الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت عالم کی کوئی نص قطعی ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱ مصنف رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی)

نوٹ: یہ کتاب ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء میں شائع ہوئی۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)



متحدہ ہندوستان میں دینِ مصطفوی کی حمایت و نصرت اور  
 فتنہٴ خارجیت کی سرکوبی کا سہرا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے سر بندھا۔  
 اخبارات و رسائل و خطوط کا وسیع ذخیرہ اس امر حقیقت پر شاہد  
 ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اولاً کئی سال تک ان خارجی اکابر  
 کو براہِ راست انکی گستاخانہ عبارات پر خیردار کیا بشرعی دلائلِ قاہرہ سے انکی گستاخانہ  
 عبارات کا ردِ بلیغ فرمایا اور متعدد بار ان موجدینِ عبارت کو رجوع الی الحق کی دعوت  
 دی لیکن ان میں سے کسی نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے استدالات کا جواب دیا  
 نہ اپنی گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا۔ آخر جب ان خارجی اکابر کا  
 صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے  
 شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اصولوں کی روشنی  
 میں ان خارجی اکابر کی شانِ نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتہائی  
 گستاخانہ عبارات مع فتویٰ تکفیر، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کرام  
 اور مفتیانِ عظام کے حضور پیش کیں تو ان حضرات قدسیہ و علمائے  
 حجاز مقدس نے نہایت خوش اسلوبی، غیرتِ ایمانی اور حمیتِ دینی  
 سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق فرماتے ہوئے  
 مذکورہ خارجی پیشواؤں کو کافر قرار دیا اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی اس  
 عظیم الشان دینی خدمت کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

عبادتِ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو  
 تو دریافتِ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب  
 اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا  
 علمِ غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے  
 لیے بھی حاصل ہے۔ (مصنف مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ :- یہ رسالہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔



اس فتویٰ تکفیر (المعتد المستند) کو منظر عام پر آئے ہوئے  
 آج نوے سال سے زائد ہو گئے لیکن تا دمِ سخن سیرانِ خارج از  
 اسلام پیشواؤں کے کسی ہم خیال عالم اور مفتی کو یہ ہمت نہیں پڑی  
 کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دلائل کا جواب دیتا۔ بہر حال جو  
 کچھ ان سے ممکن تھا یعنی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذاتِ مجموعہ کمالات  
 پر کھینچ اُچھالنا، گالی گلوٹح دینا، افتراء کرنا، جھوٹا مذہب، بے  
 بنیاد الزام لگانا، چونکہ ان کا موروثی شیوہ تھا، وہ کچھ کرتے چلے  
 آ رہے ہیں۔ انہی جھوٹ کے پلندوں میں سے ایک پلندے کا نام  
 "الشہاب الثاقب علی المسرق الکاذب ہے۔ قارئین کرام شہاب  
 ثاقب" کے مصنف، خارجیوں کے پیشوا حسین احمد ٹانڈوی کا دینی  
 و مذہبی و اخلاقی تفصیلی تعارف تو انشاء اللہ العزیز آپ کو اس  
 کتاب (رد شہاب ثاقب) کے مطالعہ کے بعد بخوبی ہو جائے  
 گا۔ ہر دست کتاب رد شہاب ثاقب کے گہرے مطالعہ کے بعد ہم تقاضو عرض کریں گے  
 کہ حضرت مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی تصنیف  
 میں مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے جھوٹ،  
 فریب، دھوکے اور بہتان طرازیوں کے ایسے ایسے عجیب انکشافات  
 کیے ہیں کہ مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد کی تصویر اپنی ہی کھریا  
 کے آئینے میں انتہائی قبیح اور مکروہ نظر آتی ہے۔ مزید برآں حضرت مفتی  
 صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے اعتراضات اور  
 بے بنیاد الزامات کے ایسے دلائل اور ٹھوس جوابات دیے ہیں کہ آج  
 تک کسی خارجی مولوی یا محقق کو جواب تک سوچنے کی جرأت نہیں ہوئی۔  
 قارئین! مندرجہ بالا الفاظ پر اگر کسی خارجی دیوبندی عالم یا مفتی  
 یا پیشہ ور قلمکار یا بزعم خویش محقق کو اعتراض ہو اور وہ اس  
 (حاشیہ صفحہ نمبر ۸ پر)



حقیقت کو سراسر ظلم، خلاف واقعہ، جانبدارانہ سوچ اور بے بنیاد دعویٰ خیال کرتا ہو تو اس کے لیے مشورہ ہے کہ ایسی خوش فہمی اور ناپختہ خیالی میں مبتلا ہونے سے پہلے آرام و سکون کے ساتھ رو شہاب ثاقب کا بغور مطالعہ کرے اور پھر اگر جہالت، اندھی عقیدت، انا نیت اور شیخ پرستی کا اظہار مقصود نہ ہو تو ادھر ادھر بے تکیاں ہانکنے کی بجائے تحقیق کی زبان میں بات کرے۔ باقی بفضلہ تعالیٰ ہم جانتے ہیں کہ طائفہ خارجیہ دیوبندیہ کی اس موضوع پر لکھی جانے والی ہر کتاب

### عذرا گناہ تراز گناہ

کا قبیح شاہکار ہے۔ مزید اگر دینی و مذہبی نہیں بلکہ نسبی اور تلمیذی ضمیرت، طبیعت میں خلجان پیدا کرے تو تسلی و اطمینان کے لیے آنکھیں کھول کر درج ذیل حوالے پڑھیے۔

حوالہ نمبر ۱: جناب شاہ حمزہ مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ علم الغیب ہے۔“

حوالہ نمبر ۲: مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق، سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

۱۔ علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کے مطالعہ کے لیے —  
 —“حسام الحرمین علی منخر الکفر والمین“ ملاحظہ کیجئے اور اسی مسئلہ پر متحدہ ہندوستان کے ارٹھائی سو سے ناٹد مشہور علماء کی تصدیقات کے لیے الصوارم الہند کا مطالعہ کیجئے۔



حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی وحی کی تعلیم معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا منقضی الی الکفر اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھر کرنا بے دین کا کام ہے۔

قارئین! کسی شریف النفس انسان کی غیرت اور حیا اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ وہ خود جھوٹ گھڑ کے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے یا اس پر بہتان باندھے لیکن آپ کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ رات دن اسلام، اسلام کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں، شریعت، شریعت کا راگ آلاپنے والوں، بڑے بڑے مدرسوں کے کرتا دھرتاؤں، تقویٰ اور پرہیزگاری کے بلند بانگ دعوے کرنے والوں اور دنیا ئے خارجیت و دیوبندیت کے اکابر کا یہ شیوہ ہے کہ وہ کسی پر جھوٹ اور بہتان باندھنے میں کسی قسم کی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔

**دلیل** اس بات کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں کتابیں، ان کے اقتباسات، صفحات اور مطابح سبھی من گھڑت اور جعلی ہیں۔ اور یہ سیاہ کار نامہ کسی عام انسان کا نہیں بلکہ موجودہ خارجیوں سے دیوبندیوں کے پیشوا حسین احمد ٹانڈوی کا ہے۔ جسے دیا بنہ پاک ہند شیخ الاسلام کہہ کر اسلام کی توہین کر رہی ہے۔

ان زبان درازوں سے کوئی پوچھے کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں کہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے دوسروں کے خلاف جھوٹ گھڑتے اور بہتان باندھتے رہو؟

کیا شریعت پاک میں ایسے کاذب اور بہتان طراز شخص کو شیخ الاسلام کہنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام



کے ماننے والوں کا یہی طریقہ ہے کہ جھوٹ لکھو اور چھاپو؟  
 لوگوں کو رات دن جھوٹ، افتراء، دھوکا اور بہتان تراشی  
 سے بچنے کا سبق دینے والو! کیا تم نے خود بھی کبھی جھوٹ اور بہتان  
 سے اتنی نفرت کی ہے اور اگر کی ہے تو تم نے اپنے "شیخ" کی  
 کذب بیانی پر مشتمل کتاب کے خلاف کیوں صدائے حق بلند نہیں  
 کی؟

لوگوں کو آخرت کی جواب دہی سے ڈرانے والو! ذرا اپنے  
 گریبانوں میں جھانک کر دیکھو! کبھی دل کے کسی گوشے میں تم نے  
 خود بھی آخرت کے خوف کو پایا ہے۔ اگر پایا ہے تو تم نے شہاب ثاقب  
 کے مفتری، کذاب اور بہتان طراز کا کیوں نوٹس نہیں لیا؟ کبھی تم  
 نے اس کے نامہ کو جھوٹ چھاپنے پر متنبہ کیا ہے؟

مذکورہ بالا دونوں فرضی کتابیں اور جھوٹے اقتباسات ایسی حقیقت  
 ہے کہ جس کا . . . دے لفظوں میں اعتراف مولوی حسین احمد بانڈوی  
 کے مزاج شناس شاگرد اور ماہنامہ "تجلی" دیوبند کے مدیر مولوی  
 عامر عثمانی کو بھی کرنا پڑا ہے چنانچہ مدیر موصوف اپنی ضروری  
 مارچ ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں رسد شہاب ثاقب پر تبصرہ کرتے  
 ہوئے لکھتا ہے:

کتاب کے لب و لہجے سے سخت وحشت زدہ ہونے  
 کے باوجود اتنا ہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی  
 پر ایک الزام بڑا بھیانک و فکر انگیز لگایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ  
 جن دو کتابوں خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام سے شہاب ثاقب  
 میں بعض اقتباسات دیے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں  
 جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز



ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں..... حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقولی جواب  
یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبزادے مولوی اسعد طولعمرہ کے  
ذمے ہے یا پھر ان مریدین و متوسلین کے ذمے ہے جو بجا طور پر مولانا  
کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگی کہ مولوی عامر عثمانی  
کو بھی اپنے استاد مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو جھوٹ اور بہتان طرازی  
کے الزام سے بچانے کے لیے کوئی تحقیقی و معقولی جواب نہیں ملا۔  
اس لیے جھوٹ کی وکالت کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار کر مولوی  
ٹانڈوی کے صاحبزادے اور پرستاروں پر ڈال دیا ہے۔

کاش مولوی عامر عثمانی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے عاشق  
زاروں کو یہ مشورہ بھی دیتے کہ اگر استاد محترم پر الزام کی صفائی پیش  
نہ ہو سکے تو صاف اقرار کر لینا کہ مولوی ٹانڈوی نے شہاب ثاقب میں  
کذب بیانی کی ہے یا مولوی ٹانڈوی صاحب سے غلطی ہو گئی ہے  
تاکہ آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

لیکن ایسا کیونکر ممکن ہے؟ جبکہ اس طائفہ خارجہ دیوبندیہ  
کے اصاعزو اکابر کا MOTTO (شیوا) ہے کہ  
جھوٹ لکھو، چھاپو اور پیٹ کا دھندا چلاؤ۔

بے ادبی گستاخی کرو اور اس پر ڈٹ جاؤ۔

زیر نظر کتاب ردّ شہاب ثاقب مولوی حسین احمد ٹانڈوی  
کے تمام خوشہ چینیوں اور پرستاروں کو یہ دعوت دیتی ہے کہ آج  
بھی وقت ہے کہ اپنے پیشواؤں کے باطل نظریات اور گستاخانہ  
عبارات سے خود کو بری کر لو۔ عار کو نار پر ترجیح نہ دو۔ جھوٹوں  
کی حمایت اور جھوٹ کی اشاعت سے تائب ہو جاؤ اور یہو یانہ خارجیانہ



روش پر چل کر اپنی آخرت تباہ نہ کرو۔  
 رد شہاب ثاقب کی اشاعت کی وساطت سے اہل سنت و جماعت  
 ایک بار پھر شہاب ثاقب کے متوالوں سے اپنے دیرینہ مطالبہ کا اعادہ کرتے  
 ہیں کہ ان کے شیخ اور مقتدا مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی شہاب  
 ثاقب میں اہل سنت کی جن دو مقتدر علماء ہستیوں پر جھوٹ اور بہتان  
 باندھے ہیں۔ ان کا ثبوت پیش کرو۔ اور اگر ثبوت نہ لاسکو تو اس  
 فرمان الہی کو یاد کرو۔

فَاذْاَلْمُؤَيَّا تُوَابِ الشُّهَدَاءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ  
 هُمُ الْكٰذِبُوْنَ - (جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک  
 وہی جھوٹے ہیں)

ہم جھوٹے اور بہتان طرازوں کے جواب میں فقط اتنا کہتے ہیں  
 کہ لعنة اللہ علی الکاذبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)  
 مصنف شہاب ثاقب کا سیاسی تعارف

مصنف مذکور نے اپنے کانگریسی گاندھی آقاؤں کی پیروی  
 میں نظریہ پاکستان کی شدید مخالفت کی۔ نظریہ پاکستان دشمنی کے  
 "جرثومے" اس قدر پھیلانے کے قیام پاکستان کو آج ۴۴ برس گزر  
 گئے لیکن گاندھی جھولی بردار کی نسبی اور معنوی اولاد آج بھی پاکستان  
 کی مخالفت کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ ۱۹۸۴ء و سمبر کی بات ہے

اے کسی محبت وطن کو اگر ہمارے اس بیان پر شک ہو تو خارجی جماعت  
 کے ایک اہم فرد ڈاکٹر اسرار احمد کے درج ذیل بیان کو ضرور پڑھیے جس  
 میں ڈاکٹر صاحب نے نظریہ پاکستان کی ستم نیا جماعتوں کا تعارف کرایا ہے۔  
 اکھنڈ بھارت کے اس قدر جذباتی اور پر جوش حامی اگرچہ صرف ہندو



کانگریسی لیڈر حسین احمد ٹانڈوی کا بیٹا اسعد مدنی جب لاہور آیا تو  
خارجیوں کی درسگاہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں ایک اجتماع سے  
خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

پاکستان بنانے والے بھارتی مسلمانوں کی آخری رسومات  
ادا کر آئے لیکن وہ آج بھی زندہ ہیں..... مسلمانوں نے چھوٹے سے  
حقے کے لیے پورے ہندوستان سے دست برداری اختیار کر لی.....  
مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ انہیں ہندو کہا جائیں گے۔ لیکن ان کو کسی نے

ہی تھے لیکن انہیں اس معاملے میں بھرپور تائید حاصل تھی ہندوستان کی جملہ  
غیر مسلم اقوام کی جیسے سکھ، پارسی اور عیسائی!! اور اس پر مستزاد یہ کہ  
خود مسلمانوں کے فعال عناصر تقسیم ہند کے خلاف تھے جن میں اہم ترین معاملہ  
تو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی زیر قیادت کانگریسی مسلمانوں اور مولانا  
حسین احمد مدنیؒ کی زیر سرکردگی جمیعت علماء ہند اور ان کے متوسلین  
اور معتقدین کا تھا! پھر پنجاب میں مجلس احرار اسلام ایسی زور دار  
عوامی خطباء و مقررین پر مشتمل جماعت تھی اور سرحد میں خدائی خدمت  
گاروں جیسا پر جوش عوامی کارکنوں کا گروہ تھا!

(استحکام پاکستان باب ہفتم ڈاکٹر اسرار احمد)

(۳ جنوری ۱۹۸۶ء روزنامہ جنگ)

لے حسین احمد ٹانڈوی وہی شخص ہے جس کی دین دشمنی کے متعلق  
۱۹۳۸ء میں شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموز دین و رز

زدیوبند حسین احمد، اس چہ بوالبعی ست

سرود بر سر مہر کہ ملت از وطن است چہ بے خبر مقام محمد عربی است



ہضم نہیں کیا۔ مسلمان ہندوستان میں باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔  
 اس موقع پر جامعہ مدنیہ کے سابق ناظم اعلیٰ مولوی حامد میاں،  
 نوابزادہ نصر اللہ خان اور دیگر کئی خارجی مولوی موجود تھے لیکن کسی کو  
 یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ مقرر کی زبان کو لگام دیتا اور جب یہ بیان اخبار  
 میں چھپا تو کسی خارجی دیوبندی سیاستدان اور ملک کے ٹھیکیدار  
 کو اس کے خلاف کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ ان واقعات سے صاف  
 ظاہر ہوتا ہے کہ گاندھی کے نمک خواروں نے پاکستان میں رہتے  
 ہوئے بھی ابھی تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا، مولوی اسعد مدنی  
 کے اس پاکستان دشمنی بیان کی تازید تقریباً ہر اخبار میں شائع ہوئی  
 نوائے وقت نے اپنی ۱۱ دسمبر کی اشاعت میں طویل تردیدی ادارہ  
 لکھا اور اسعد مدنی کو درج ذیل مشورہ دیا۔

اگر اسعد مدنی اپنے ان بزرگوں دابوالکلام آزاد اور عطاء اللہ  
 بخاری کا یہ طرز عمل در قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی مخالفت

بہ مصطفیٰ بہ رسالے خویش را کہ دیں ہمہ اوست  
 اگر بہ اونہ رسیدی تمام بولہبی است (ارمغان حجاز)  
 - (ترجمہ) عجیبے دینے کے رموز ابھی تک نہیں جانتے  
 ورنہ یہ بات نہ کہتے جیسے کہ حسین احمد دیوبندی نے کہی یہ بالکل عجیب  
 بات ہے۔ برسہ ممبر یہ کہنا کہ ملت دینے وطنیت سے ہے یہ محمد عربی  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اپنے آپ کو مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم تک پہنچا کہ مکمل دیں یہی ہے۔ اگر تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچا تو  
 مکمل بولہب کا پیر و کار ہے۔

مہ روز نامہ جنگ لاہور، ۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ء۔



میں خاموشی اختیار کرنا) اختیار نہیں کر سکتے تو ان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں۔ — جمیعت علمائے اسلام کے سابق صدر، مولوی فضل الرحمن کے والد مصطفیٰ محمود نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد فیصل آباد میں تقریر کرتے ہوئے کہا: "خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان کے قیام کے گناہیں شامل نہیں تھے بلکہ مذکورہ بالا دونوں واقعات سے ہر محبت وطن پاکستانی سمجھ سکتا ہے کہ کانگریسی لیڈر حسین احمد دیوبندی نے اپنے پسماندگان میں کیسے کیسے عذاران قوم چھوڑے ہیں جو پاکستان میں رہتے ہوئے بھی پاکستان کی مخالفت کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔"

۱۷ ماہنامہ "فیضان" فیصل آباد جون جولائی ۱۹۷۵ء ص ۱۳۔ بحوالہ جعفران ایس زمان ص ۱۵۔ مؤلفہ میاں محمد صادق قصوری صاحب۔ اس زمانے میں دیوبندی وہی ہے جو ان چاروں اکابر دیوبند درشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد بیٹھوی اور مشرف علی تھانوی جن کے کافر ہونے کی تصدیق علماء حرمین شریفین نے بھی فرمائی ہے، کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہو کر ان کو صحیح مسلمان تسلیم کرے یا پھر ان کی گستاخانہ عبارات کو درست خیال کرے چاہے وہ دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتا ہو۔

ہماری مذکورہ بالا وضاحت سے ان جدید تعلیم یافتہ حضرات کے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔

جو یہ خیال کرتے ہیں دیوبندی دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے کہا جاتا ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں۔ دیوبندی عقیدے کے گستاخ اور بے ادب کو کہتے ہیں۔ اور ایسا ہونا خارجیوں کی بڑی علامت ہے یا جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ



آخر میں ہم ملک و ملت کے سچے خیر خواہوں کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ ہر چھوٹے بڑے حاکم کو آخر ایک دن اپنے عہدے و ذمہ داری کا جواب دینا ہے اس لیے دینی و ملکی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ملک پاکستان میں ایسے لٹریچر کی اشاعت پر فی الفور پابندی لگائی جائے جو دین کے نام پر شائع ہوتا ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام و اہل بیت کرام اور اولیائے کرام کی شان کے خلاف کلمات اور اقتباسات موجود ہیں جو کہ ہر امر دین کا مذاق اڑانے کے مترادف ہیں۔ اسی طرح ہر قسم کے اخلاق سوز، ایمان و ہتھیاسوز لٹریچر، جو رنگین و دیدہ زیب سرورقوں میں کھلے بندوں تک رہا ہے۔ اس پر فوری پابندی لگائی جائے اور ناشر، طابع اور دوکاندار کو قرار واقع سزا دی جائے۔ یہ عمل تطہیر ایمانی و ملکی تحفظ و سالمیت کے لیے ناگزیر ہے۔

باقی رہا ایسی کتابوں اور رسائل کی نشاندہی اور ان میں گستاخانہ بے ادبانہ اور کفری کلمات کو ثابت کرنا۔ اس کے لیے محبت و وطن علماء و مشائخ اور دانشوروں کی سرپرستی میں حکومتی سطح جو لائحہ عمل تیار کیا جائے ہمیں قبول ہے۔

سب درِ غوث و برضا  
محمد جاوید اکبر قادری

اصلاً دیوبندی اسے کہتے ہیں جو میلا و شریف نہیں مناتا، اذان سے پہلے درود و سلام نہیں پڑھتا، فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجبر نہیں کرتا اور مزاراتِ اولیاء پر حاضری نہیں دیتا۔ انبیاء اولیاء کے گستاخ کو وہابی دیوبندی کہتے ہیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي أرسل إلينا سيد الأنبياء والمرسلين  
 وبعث فينا حبيبه الذي ختم به النبيين - وعلمه علوم  
 الأولين والآخرين - وفضله بخصائصه على جميع المقربين  
 والصلوة والسلام على سيدنا ونبينا محمد رحمة للعالمين  
 قاسم الارزاق ومالك السموات والارضين عالم ما كان  
 وما سيكون الى يوم الدين - واسطة الخلق وشفيع للمذنبين  
 وعلى الله الطيبين وصحبه الطاهرين وعلى أئمة المجتهدين  
 وفقهاء أمة الكاملين وعلى أولياء ملته المرشدين  
 وعلماء أهل السنة المهديين وعلينا منحهم  
 وبهم أجمعين.

أَمَّا بَعْدُ الْفَقِيرُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ . الْمُعْتَصِمُ بِذِيْلِ سَيِّدِ كُلِّ نَبِيٍّ وَ

مرسل - العبد محمد اجمل بن الحافظ الحاج الشاه محمد اكل - السنّي الحنفی مذہباً والقادی  
 الرضوی مشرباً - المتوطن فی بلدة سنبل - اپنے برادران اہلسنت وجماعت کی خدمت  
 میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ ایک سال سے جناب محبت ملت قاری مولانا شاہ  
 عبد اللطیف صاحب ساکن سیکری ضلع مظفرنگر کا اصرار تھا کہ رسالہ الشہاب  
 الثاقب علی المسترق الکاذب مؤلفہ مولوی حسین احمد فیض آبادی کا مکمل رد و جواب  
 لکھ دیا جائے۔ لیکن میں اپنی عدیم الفرستی اور کثرت اشغال کی بنا پر اس کو شروع  
 نہ کر سکا تو انہوں نے صدر المدرسین جامع معقول و منقول - حاوی فروع و اصول -  
 مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ میرٹھ سے شکایت کی  
 انہوں نے اپنی محبت سے زور ڈالاتوں میں اپنے مشاغل کی بنا پر مختصر طور پر اس کتاب  
 کا جواب شروع کرتا ہوں - وباللہ التوفیق وهو الموفق للحق والتحقیق -



**بھائیو! مدعیان اسلام میں اہلسنت و جماعت کا مقابلہ کرنے والے۔**  
 عقائد حقہ و احکام شرعیہ کو مٹانے والے۔ حقانی علماء اہلسنت کے دینی عز و وقار کو  
 گھٹانے والے۔ پیشوا یا ان ملت پر افترا و بہتان کرنے والے۔ مقتدیان مذہب کو  
 منہ بھر مہر کر گالیاں دینے والے۔ مفتیان شریعت کو صال و مضل کہنے والے۔ حق  
 کی حقانیت پر پردہ ڈالنے والے۔ باطل کی حمایت کرنے والے۔ عقائد باطلہ اور  
 مسائل فاسدہ کی اشاعت کرنے والے۔ گمراہی اور بے دینی کی تبلیغ کرنے والے۔  
 کفر و شرک کو دین و ایمان ٹھہرانے والے۔ فرقے صدیوں سے برابر چلے آ رہے  
 ہیں۔ ان باطل فرقوں نے ہمیشہ عوام مسلمین کو فریب دینے کی ناپاک سعی کی۔ ان  
 گمراہ جماعتوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام تزیویر میں پھانسنے کی کوشش  
 کی۔ ان بے دینوں نے حق کو باطل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کے زور  
 لگائے۔ ان بد مذہبوں نے باطل کی تبلیغ کے لیے ہمیشہ زبردست مجھے جملے  
 اور پُر مکر و فریب تفریریں کیں اور افترا و بہتان کیے۔ لیکن رب العزت تبارک و تعالیٰ  
 نے ہر زمانے میں اپنے دین حق کی محافظت کی اور اہل حق کی ہر قرن میں نصرت و انت  
 کی اور باطل کو سر بخاک کیا اور اہل باطل کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا۔ اس دور  
 پُرفتن میں دیوبندیوں کی جمعیت نے جو عامۃ المسلمین میں فتنہ و فساد پھیلایا وہ ان  
 کے عمل سے ظاہر ہے انہوں نے جو اختلاف و افتراق کا بیج بویا وہ احاطہ تحریر سے  
 باہر ہے۔ یہ فرقہ اپنی فریب کاری اور گمراہی میں پہلے فرق باطلہ پر سبقت لے گیا  
 یہ فرقہ اپنی تقیہ بازی اور مکاری میں روافض کو بھی شرمندہ کر گیا۔ بلکہ انہوں نے  
 تو اپنے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور کذب پر جمائی۔ انہوں نے تو اپنی عبادت  
 کی تعمیر ہی دجل و فریب پر بنائی۔ انہوں نے ہی افترا کا رواج دیا۔ انہوں نے ہی  
 بہتان طرازی کا بازار گرم کیا۔ کتب دینیہ میں تحریفیں کرنا ان کی مخصوص عادت ہے  
 عبارات میں کنوپیونت کرنا ان کی مشہور خصلت ہے۔ یہ فرقہ جب اپنی مکاری پر اتر آئے  
 تو اپنے خصم (مخالف) کا قول اپنے دل سے بنا کر لے آئے یہ جماعت جب اپنی



افترا پروازی پر آجائے تو خصم (مخالف) کے آباؤ اجداد اور مشائخ کی طرف سے جو عبارات چاہے گڑھ کر لے آئے۔ ان کی تصانیف کے نام تراش لے پھر ان کے مطبع تک بنا ڈالے۔ چنانچہ اس پارٹی کا سر جوڑ کر تیار کیا ہوا رسالہ سیف النقی ان کے افترا و بہتان کا پورا کفیل ہے اس وقت بطور نمونہ اس کی چند مثالوں کا پیش کر دینا ان امور کی بین دلیل ہے۔

(۱) اس کے صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے حیائی کہہ دیا۔ مطبوعہ صبح صادق سینا پور صفحہ ۱۵

(۲) اس کے صفحہ ۱۱ و صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب ہدایتہ البریۃ مطبوعہ لاہور اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف نسبت کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں صفحہ ۲۱ میں فرماتے ہیں۔

(۳) اس کے صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلیٰ حضرت کے جد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے شرمی کہہ دیا۔ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲

(۴) اس کے صفحہ ۱۲ پر ایک کتاب بنام مرآة الحقیقۃ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے گڑھی اور بکمال بے ایمانی کہہ دیا۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸

(۵) اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کی مہر مبارک بھی دل سے گڑھی اور اس کی یہ صورت بنالی نقی علیٰ خنی سنی حالانکہ حضرت کی مہر مبارک یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہو چکی ہے۔

لطف یہ ہے کہ مہر گڑھی اور پھر بات نہ نبی کہ حضرت کی وقت ۱۲۶۹ مولوی رضا علی خاں محمد نقی خاں ولد ۲۹۴ھ میں ہوئی اور مہر کا سال ۳۱۳ھ لکھا تو نتیجہ یہ نکلا کہ ۳۱۳ھ لایف کے چار برس بعد مہر کندہ ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ جھوٹ میں کچھ نہ کچھ کمی باقی رہ



جاتی ہے۔ جس سے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا ایسا جتنا افترا و بہتان کیا ایسی گندی اور گھنونی تحریر تم نے کوئی اور بھی دیکھی ہے کیا ایسا صریح کذب اور جھوٹ کیا ایسی جیاں اور ڈھٹائیوں کی نظیر تم نے کوئی اور بھی سنی ہے کیا ایسی بے شرمی کا مظاہرہ تم نے کہیں اور بھی کیا ہے کیا ایسی بے ایمانی اور مکروکید کا مجموعہ تم نے کبھی اور بھی دیکھا ہے قابل توجہ یہ چیز ہے کہ یہ سارا افترا و بہتان۔ دجل و فریب۔ مکروکید۔ تحریف کذب محض اس لیے عمل میں آیا کہ اے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تم تو یہ کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ لکھتے ہیں تمہارے جد ماجد فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔ تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہے نہ ان مطالب کا کہیں نام و نشان۔

مسلمانو اس فرقہ کی جرأت تو دیکھو کہ ان کتابوں کے یہ یہ نام اور یہ عبارات ہیں اور ان کے فلاں فلاں مطالب اور صفحات ہیں اور اس جماعت کی اس دلیری کا ملاحظہ کرو کہ قدوۃ المحققین حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نقی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہنر تک گڑھ لی اور محض اپنے دل سے اس کا سن اور عبارت تراش لی۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اس فرقہ وہابیہ میں نہ کچھ شرم و جیا ہے۔ نہ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا جرم و خطا ہے۔ نہ افترا و بہتان باندھنا فعل حرام ہے۔ نہ دجل و فریب دنیا بڑا کام ہے اور ہو بھی کس طرح کہ جب وہ جھوٹ جیسے عیب کو اپنے خدا کی صفت ثابت کریں اور اس کے لیے غلط گوئی اور بکر جیسے نقص کو روار کہیں تو پھر ایسے کاذب بالافعل اور مکار خدا کے پیجاویوں کو جیتا جھوٹ بولتے۔ افترا و بہتان کرتے کیوں خوف و ہراس ہو اور منگھڑھٹ کتابیں اور عبارتیں اپنے دل سے تراشتے ہوئے اور صفحات مطالب گڑھنتے ہوئے کس کا لحاظ و پاس ہو۔ یہ جو کچھ معروض ہو یا یہ سارے فرقہ کا مختصر حال اور نحا۔ اب باقی رہا۔ مصنف شہاب ثاقب کا حال تو یہ تو فرقہ بھر میں افترا کی مشین



کا ٹھیکیدار اور کذب کی ایجنسی کا مالک و مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہابِ ثاقب کی بنا ہی کذب و افترا پر قرار دی۔ اس کی تعمیر ہی انتہائی دجل و فریب پر رکھی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ شاید اس مصنف نے بوقت تصنیف یہ قسم کھالی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی سچ نہ بولے گا۔ اور کذب و افترا کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاید ایسے پیش کردوں جو اس کے صریح کذب ہونے اور جیتا افترا ہونے میں بے نظیر ہوں۔ تاکہ ہر ناظر کو میرے اس دعوے کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرانے پر مجبور و دلیر رہے۔ سینے اسی شہابِ ثاقب کے ص ۱۲ میں ہے۔

جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گرا ہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات لغو و باطل عالم الغیب ہے۔ انتہی۔

یہ شاید اول سے شاید دوم بھی ملاحظہ ہو اسی شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۲ پر ہے مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایتہ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سینا پور صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے تجلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علم قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق وبالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔ الخ

مسلمانو! مصنف شہابِ ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور کذب اور صریح



افترا و بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کانپور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہاں بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی ہدایتہ الاسلام کتاب ہے۔ نہ وہ سینٹاپور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی نہ اس کے صفحہ ۳۰ پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنف شہاب ثاقب کی دروغ گوئی و کذب بیانی اور افترا پردازی و بہتان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے محض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گڑھ لیں اور خود ہی ان کے مطابَع بنا لیے۔ اپنے آپ ہی ان کے صفحات تجویز کر لیے محض اپنی طرف سے یہ عبارات تصنیف کر لیں۔ اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی اس کتاب شہابِ ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس متہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی اور آپ کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔ مسلمانو اور نہ صرف مسلمانو بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسند و ذرا سوچو تو کبھی کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیا سے بے حیا نے بھی اپنے خصم کے مقابل بے دہرک ایسی حرکات کیں۔ ایسا منہ پھاڑ کر بولا۔ ایسا سر بازار شائع کیا۔ واقعی کسی نے کیا خواب کہا ہے ع۔

بے حیا باش آنچه خواہی کن

نیز اس کتاب شہابِ ثاقب کی زبان نہایت گندی اور گھناؤنی ہے کلام میں نہایت بے باکی اور آزادی ہے۔ خطابت میں سوقیانہ روش اور بیہودہ پن ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے گالی گلوچ کی کافی مشاقی پیدا کر لی ہے اور اس نے گالیاں بکنا باقاعدہ کسی ہٹیاریے سے سیکھ لی ہیں پھر گالیاں دیتے وقت اس کے دماغ کا صحیح توازن بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا جو گالی



زبان پر آئی بک دی۔ نہ تہذیب و شرافت کا ذرہ بھرا احساس ہے نہ ظاہری علم و وجاہت کا کچھ لحاظ و پاس ہے تو یہ کتاب کیا ہے گالی نامہ ہے۔ بازاری گالیوں اور بیہودہ و لغو باتوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ کتاب میرے پاس تقریباً ۲۸ سال سے ہے۔ لیکن کبھی اس کے چند ورق بالترام نہ دیکھ سکا اور یہ سمجھ کر اس کو اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ یہ ایک جیسا سوزا انسان کی تہذیب کی نشکی تصویر ہے۔ اب جو بغرض رد اس کو باستیغاب دیکھا تو حیرت ہو گئی کہ اس کتاب کا شاید ہی کوئی صفحہ کسی گالی سے خالی ہو اس مطالعہ میں جو چند موٹی موٹی گالیاں نظر سے گذریں صرف ان کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے آپ لوگ بھی شرافت انسانی کو بد نظر رکھتے ہوئے اس مصنف کی تہذیب پر ماتم کریں۔



فہرست کلمات گالی نامہ رجم المذنبین علی رؤس الشیاطین  
المشہورہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب بار دوم  
مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۲۶ھ

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱-	الشیاطین (جمع شیطان)	۳	۱۳	۱۵-	دجال بریلوی	۳	۱۳
۲-	المسترق (چور)	"	۱۲	۱۶-	حق کو قبول نہیں کرتا	"	۱۲
۳-	الکاذب (یعنی جھوٹا)	"	۳	۱۷-	مگر دجال بریلوی	۲	۳
۴-	مجذوالتکفیر (کافر کہنے کے مجذو)	۱	۵	۱۸-	اس دجال کے استدلال	"	۶
۵-	مجذوالتضلیل (گمراہی کے مجذو)	"	۸	۱۹-	یہ اہل بطلان میں سے ہے	"	۷
۶-	اعلحضرت مجذوالتضلیل	"	۱۲	۲۰-	بے علم	"	۱۵
۷-	ان کا دھوکا دینا	"	۱۵	۲۱-	مجذوالذجالین (فریبیوں کا مجذو)	"	۱۷
۸-	المسترق (چور)	"	۱۶	۲۲-	دجال بریلوی	"	۲۰
۹-	الکاذب (جھوٹا)	"	"	۲۳-	دجال المجددین	۵	۲
۱۰-	جناب مجذوالتکفیر صاحب	"	"	۲۴-	مستحق دوزخ و نار	"	"
۱۱-	بریلوی صاحب کی پوری	۲	۲	۲۵-	اعلیٰ درجہ کا دجال	۶	۱۲
	قلعی کھل گئی	"	۳	۲۶-	مخرب دین (دین کو خراب	"	"
۱۲-	ان کی پوری حقیقت	"	۱۲		کرنے والا)		۹
	معلوم ہو جائے گی			۲۷-	اس کے افعال باطل	"	۱۵
۱۳-	عامی شخص (رادنی شخص)	۳	۳	۲۸-	دین کی مضبوط رسیوں کو کھولنے والے	۴	۱۳
۱۴-	حقارت سے عوام کی طرح	"	۷	۲۹-	فسادِ عظیم پر پہنچا نیوالے	"	"
	مہاں خاں صاحب						



صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
۱۸	۱۵	مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے	۵۲	۱۲	۱	کھلم کھلا جھوٹ بولا	۳۰
		ہوئے ہیں		"	۶	تحریف کی اس نے	۳۱
۲۰	۱۹	خالصاحب بریلوی خذلہ	۵۵	"	۱۳	جاہل	۳۲
		اللہ تعالیٰ فی الدارین سے		"	۱۶	تحریف کرنے والا	۳۳
۲۱	۲	بریلوی مجدداً افترا پرداز	۵۶	"	۲۱	حد سے تجاوز کرنے والا	۳۴
۲۳	۱۵	اہلِ دجل و جور کی عمدہ یادگار	۵۷	۱۲	۱۲	نافرمانی کرنے والے	۳۵
"	"	جملہ مفتر تبیین کے مایہ افتخار	۵۹	"	"	زیادہ تر شدید مخالفت سنت میں	۳۶
"	"	اعلیٰ حضرت کے دستِ جفا	۶۰	"	۱۵	نصاری کے مشابہ	۳۷
۲۲	۳	یہ ربوہ کو شیر مادر سمجھتے ہیں	۶۱	"	۱۷	صریح جھوٹی حدیثوں کے مصدق	۳۸
"	"	وہ تحریف قرآن و حدیث	۶۲	"	"	صحیح حدیثوں کے محرف	۳۹
		کرتے ہیں	۶۳	۱۵	۴	قولِ بریلوی کا ضلال و باطل	۴۱
"	"	مجدد تزییل و تفسیق	۶۴	"	"	مجدد بریلوی اپنی خرافات	۴۲
			۶۵			بھری کتاب	
"	"	فلک ضلالت کے شمس لامعہ	۶۶	"	۱۵	وہ مثل نصاریٰ کے ہے	۴۳
"	"	برزخ عنوایت کے بدر ساطع	۶۷	"	۱۹	بریلوی اہلِ باطل میں سے ہے	۴۴
"	"	مجدد التکفیر صاحب	۶۸	"	۲۱	بریلوی اہلِ بطلان میں سے ہے	۴۵
"	"	انہوں نے عجیب مکر و فریب	۶۹	"	۸	بریلوی کے عقائد و کلمات	۴۶
"	"	کے جال پھیلانے	۷۰	"	"	جھوٹ و افترا اور گمراہی و طغیان	۴۹
"	"	انواع انواع کے حیل و مکر	۷۱	"	"	اصحاب ضلال میں سے ہے	۵۰
		سے دھوکا دیا		"	۱۰	بریلوی طالبِ خلافِ حق کا ہے	۵۱
"	"	ان کے دام تزویر	۷۲	۱۸	۳۰۲	بریلوی نفاقی جھگڑوں میں مبتلا	۵۲
"	"	حضرت مجدداً التکفیر	۷۳	"	۱۲	اس کا محکم سردار شیاطین ہے	۵۳

لے اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے



صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
۲۷	۱	اس بدگو کی گالیوں اور خرافات	۹۷-۹۸	۲۴	۲۰	انہوں نے سخت سخت افترا پر دازیاں کیں	۷۳
"	۳	رذیل النسب	۹۹	۲۵	۲	ان کی مکاریوں اور افترا	۷۵
"	۴	قیح الاخلاق	۱۰۰	"	"	پر دازیوں	۷۶
"	"	جاہل اُجڈ	۱۰۱	"	۶	حضرت مجدّد التّٰیلیل	۷۷
"	۵	اس نے طریقہ آبائی یعنی	۱۰۲	"	۹	اپنے افعالِ قبیحہ	۷۸
"	۶	یقتلون الانبیاء کو زندہ کیا	"	"	۱۱	بریلوی نے سفرِ حجاز بغرضِ گناہ	۷۹
"	۱۳	یہ اعلیٰ درجہ کا خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا	۱۰۳	"	۱۲	بلکہ بغرضِ اکبر الیکبار کیا	۸۰
"	"	یہ بدعاتِ شیطانی میں مبتلا	۱۰۴	"	۱۲	ان میں کیا کیا جو ہر تفسیلِ تفسیق	۸۱
"	"	یہ مسلمانوں کی عموماً اور علما کی	۱۰۵	"	"	غواہیت بھرے ہوئے	۸۳
"	"	خصوصاً تفسیل و تفسیق کرتا ہے	۱۰۶	"	۱۹	مجدّد التّٰیلیل	۸۴
"	۱۲	اپنے خیالاتِ فاسدہ	۱۰۷	"	۲۰	مصدق صم یعنی (برے)	۸۵
"	"	صد ہا علما کی تکفیر اور سب و شتم	۱۰۸	"	"	مصدق بکم " (گونگے)	۸۶
"	"	میں رسالے لکھے	۱۰۹	"	"	مصدق عمی " (اندھے)	۸۷
"	۱۵	عقائدِ فاسدہ پھیلاتا ہے	۱۱۰	"	۲۶	مجدّد التّٰیلیل	۸۸
"	۱۶	روزانہ نئے نئے فتنے برپا کرتا ہے	۱۱۱	"	۹	ان کی کچی کچی حالت	۸۹
"	۱۵	۲۸	۱۱۲	"	"	ان کی افترا پر دازیوں و	۹۰
"	"	بہت سٹ پٹائے	۱۱۳	"	"	بہتان بندیوں پر	۹۱
"	"	لینے کے دینے پر گئے	۱۱۴	"	۱۲	ان کی باتوں کو لایعنی	۹۲
"	"	یہاں خود ہی پھنس گئے	۱۱۵	"	"	خرافات	۹۳
"	۱۶	کس قدر فریب دہی و مکر کی	۱۱۶	"	۱۶	ان کی خود غرضی و طلب	۹۴
"	۵	۲۹	۱۱۷	"	"	شہرت و جاہ دینا	۹۶



نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۱۸	تفصیل عالم کے لیے عقیدہ تحریر کریں	۲۹	۷	۱۳۷	یہ محض افترا و بہتان ہے	۳۱	۱۸
۱۱۹	ایک من گھڑت معنی دل میں لیں	"	۸	۱۳۹	افترا پر دازی ہے	"	۲۰
۱۲۰	اس مکرو خدع کو خیال کیجئے	"	۱۲	۱۴۰	اس مفتری کذاب نے	"	"
۱۲۱	یہ جھوٹ اور فریب نہ کرتے	"	۱۵	۱۴۱	یہ بہتان باندھا	۳۲	۲
۱۲۲	مثل روافض تقیہ پر مکر باندھی	"	۱۶	۱۴۲	مجّد صاحب ممنوع عن السفر تھے	"	۱۴
۱۲۵	جھوٹی باتیں بتائیں	"	۱۷	۱۴۳	ان پر بلا آسمانی نازل ہوئی	۳۳	۶
۱۲۶	یہ کیا دھوکہ دہی ہے	"	۱۹	۱۴۴	مجّد صاحب نے ہزاروں طرح کی	"	۱۰
۱۲۷	ان کا عاجز ہونا	"	"	۱۴۵	چالاکیاں اور بہتان	"	"
۱۲۸	بغلیں جھانکنا	"	۲۰	۱۴۵	بندیاں کیس	"	"
۱۲۹	فریب دینا	"	"	۱۴۶	شائبہ نفسانیت و افترا	۳۴	۴
۱۳۰	جس کو نہ جیا ہو نہ جھوٹ بولنے سے کچھ گریز	۳۰	۲	۱۴۷	پر دازی	"	"
۱۳۱	شریف نے کہا اس کو نکال دینا چاہیے۔	"	۱۷	۱۴۸	یہ اصحاب عقائد باطلہ ہیں	"	۵
۱۳۲	بریلوی صاحب اس ذلت سے وہاں سے نکالے گئے	۳۱	۳	۱۴۹	مجّد المصلّین	۳۵	۱۰
۱۳۳	شریف نے انہیں منہ لگانے کے قابل نہ مانا	"	"	۱۵۰	ان کے دام تزویر	"	۱۲
۱۳۴	ایسے نا اہلوں	"	"	۱۵۱	وہی طریقہ فریب دہی	"	۲۰
۱۳۵	یہ محض افترا و بہتان بندی ہے۔	"	۱۲	۱۵۲	وہ فریب بازی	۳۶	۱۱
۱۳۶		"	"	۱۵۳	مجّد کی بے اعتباری	"	۱۲
		"	"	۱۵۴	اہل ضلال و فساد میں سے	"	۱۸
		"	"	۱۵۵	مجّد المصلّین	"	۱۹
		"	"	۱۵۶	اوسے کذاب	۳۷	۷
		"	"	۱۵۷	مجّد المصلّین	"	۱۲



صفحہ	سطر	اصل کلمات	صفحہ	سطر	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۱	۲۰	اظہار افترا پردازی	۳۷	۱۲	اہل ضلال	۱۵۸	
"	۲۱	اتہام بر مولانا نانوتوی	"	۱۳	مجدد المضلین	۱۵۹	
۴۲	۱	تہمت بر مولانا گنگوہی	"	"	صاحب تہمید شیطانی	۱۶۰	
"	۲	تہمت بر مولانا سہانپوری	۱۸۵	۲۰	بریلوی صاحب کا گلا کاٹنا ہے	۱۶۱	
"	۳	تہمت ثانی	۱۸۶	۳	بالکل قلعی کھل جائے گی	۱۶۲	
"	۴	تہمت بر مولانا سھانوی	۱۸۷	۵	مدینہ منورہ سے بھاگ آئے	۱۶۳	
"	۵	جو دھوکہ اور کید و فریب	۱۸۸	۶	اس درگوخ گو	۱۶۴	
"	۶	بازی	۱۹۰	۱۰	نیچا دیکھنا پڑا	۱۶۵	
"	۷	کید اول پہلا فریب	۱۹۱	۱۱	منظرے سے فرار کیا	۱۶۶	
"	۸	جھوٹے الزام و اتہام	۱۹۲	۱۲	مجدد المضلین	۱۶۷	
"	۹		۱۹۳	"	یہ سب افترا اور	۱۶۸	
"	۱۰	یہی الزام و بہتان	۱۹۳	"	دھوکہ دہی	۱۶۹	
"	۱۱		۱۹۵	۱۶	ان کی تفصیل و تمہیل	۱۷۰	
"	۱۲	بریلوی شیخ چلی	۱۹۶	۲۰	ایک فقرہ	۱۷۱	
"	۱۳	الزام و اتہام	۱۹۷	۲۱	گمراہ شخص	۱۷۲	
"	۱۴	محض افترا و تہمت	۱۹۸	۱۵	حضرت مجدد المضلین	۱۷۳	
"	۱۵		۱۹۹	"	افترا پردازی	۱۷۴	
"	۱۶	جو کچھ وہاں ہو وہ بریلوی کی گون	۲۰۰	"	دروغ گوئی	۱۷۵	
"	۱۷	پر ہے	۲۰۱	"	بہتان بندی	۱۷۶	
"	۱۸	بہتان تراشے	۲۰۲	"	ان مکائد	۱۷۷	
"	۱۹	دھوکا دیا	۲۰۳	"	اپنی خواہش نفسانی اور	۱۷۸	
"	۲۰	حلال سمجھا دھوکہ کو	۲۰۴	"	ہوا شیطانی	۱۷۹	
"	۲۱	سفر حجاز کیا اسی دھوکہ دہی کیلئے	۲۰۵	۱۹	جو دھوکہ اور کید و	۱۸۰	
"	۲۲				فریب کیا	۱۸۱	



نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۲۰۶	جو بہتان اور تمہیں	۲۵	۴	۲۳۰	آپ کے ہفوات	۲۷	۱۰
۲۰۷	مجہد التذلیل کے ناشائستہ	"	۵	۲۳۱	وہزلیات	"	"
۲۰۸	افعال پر لاجول پڑھیے	"	"	۲۳۲	آپ کے لقمہ چرب	"	۱۲
۲۰۹	کید ثانی و بہتان	"	۶	۲۳۳	اور شہرت کی فکر کی جاوے	"	"
۲۱۰	عظیم	"	"	۲۳۴	آپ کے ہفوات و اباطل	"	۱۸
۲۱۱	کید ثالث و بہتان	"	۱۶	۲۳۵	کو گوز خریال کر کے	"	"
۲۱۲	تبیح	"	"	۲۳۶	آپ کی لن ترانیاں دروغ گوئیاں	"	۱۹
۲۱۳	چنانچہ بکتا ہے	"	۱۹	۲۳۸	اور دعاوی باطلہ	"	"
۲۱۴	علماء حرمین کو دھوکہ دینے	۲۶	۱	۲۳۹	روافض کے چھوٹے بھائی	۲۸	۲
۲۱۵	ایک چالباز	"	۶	۲۴۰	بہتان بنیاں بر علماء	"	۹
۲۱۶	مفتزی	"	"	۲۴۱	دروغ گوئیاں بر حفاظ ہیں	"	"
۲۱۷	کذاب	"	"	۲۴۲	بہت بڑا مکر	۲۹	۱
۲۱۸	بریلوی مجہد التذلیل	"	۷	۲۴۳	پانچواں بہتان و مکر	"	۲
۲۱۹	مکر و افتراء	"	۱۲	۲۴۴	"	"	"
۲۲۰	"	"	"	۲۴۵	دجال المجددین	"	۱۸
۲۲۱	دنیا کی رسوائی و آخرت	"	"	۲۴۶	دجال المجددین	"	۲۰
۲۲۲	کا و نبال ساتھ لایا	"	۱۳	۲۴۷	بہتان چھٹا اور مکر	۵۰	۲
۲۲۳	بریلوی مجہد المفترین	"	۱۴	۲۴۸	عظیم	"	"
۲۲۴	شیطنت کا جال پھیلایا	"	۱۵	۲۴۹	دجال المجددین	"	"
۲۲۵	اس کو دھکے دلوادینے	"	۱۷	۲۵۰	دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں	"	۶
۲۲۶	چوتھا بہتان اور فریب	"	۱۸	۲۵۱	یہ جملہ مکاریوں کی اصل تمام	"	۷
۲۲۷	مجہد التذلیل صاحب	۲۷	۴	۲۵۲	دغا بازیوں کی بنیاد	"	"
۲۲۸	آپ کی تصانیف سب و شتم	"	۶	۲۵۳	مجہد التذلیل	"	۱۹
۲۲۹	اہل اسلام و تفسیق و تکفیر عمائدین سے پڑھے	"	"	۲۵۴	جو طرح طرح کی مکاریوں کا حال	۵۱	۲



صفحہ	سطر	اصل کتاب	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کتاب	نمبر شمار
۶۲	۱۳	مثل اپنے آبار روانہ	۲۷۲	۵۱	۸	دجال المجددین	۲۵۵
"	۱۷	تیرا باطن قبیح	۲۷۳	"	۱۶	بریلوی دجال اور اس کے اتباع	۲۵۶ تا
"	"	صحابہ کی عداوتوں سے تاریخ	۲۷۳	"	۱۷	ظلم و بہتان بندی کرہے ہیں	۲۵۸
"	"	منظوم		۵۲	۱	دجال المجددین	۲۵۹
۶۳	۱۱	عیار بے ایمان	۲۷۵	"	۶	یہ مردود	۲۶۰
"	"		۲۷۶	۵۳	۱۸	مجدد الدجالین	۲۶۱
۶۷	۲۱	ان افترا پردازوں کا	۲۷۷	۵۴	۱	زور لگا کر قطع و برید کر کے	۲۶۲
۶۸	۱	منہ کالا کرے	۲۷۸			مسلمانوں کا کافر بنانا	
		خذلہم اللہ تعالیٰ	۲۷۹	۵۴	۴	غبن اور ختم خداوندی ان کے	۲۶۳
		فی الدارین				قلوب پر چھا گئی خذلہم	
۶۸	۲	اللہ تعالیٰ ان کو دو جہان میں				اللہ تعالیٰ فی الدینا	
		رسوا کرے				والاخرۃ	
"	۳	ظالم	۲۸۰			یعنی اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و	۲۶۴
۶۹	۲۰	اہل ہوا	۲۸۱	"	۶	آخرت میں رسوا کرے	
		موافق اپنی عادت افترا	۲۸۲	۵۹	۳	سیاہ قلب	۲۶۵
۷۰	۲	پردازی کے		"	۱۰	تبرہ گوئی خمیر اور نطق میں پڑی	۲۶۶
"	۳	یہ افترا صریح	۲۸۳			روافض کے سچے جانشین	۲۶۷
"	۹	ان کی گندہ خیالی اور قطع	۲۸۴	"	۱۳	و برگزیدہ اولاد	
		و برید	۲۸۵	۶۲	۱۲	اس عذر رسول و مبعوض	۲۶۸
۷۰	۱۶	ان کج فہموں	۲۸۶	"	۱۳	خیر الانام	۲۶۹
"	۱۸	خذلہم اللہ تعالیٰ	۲۸۷	"	"	افترا پرداز	۲۷۰
		فی الدارین		"	۱۴	جھوٹے جھوٹے الزام	۲۷۱



صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
۴۸	۹	ونخذل جنوده فی	۳۰۶	۴۱	۱۹	اہل بدع و اہل	۲۸۸
		الدارین یعنی اشد اس کے				ہوا	۲۸۹
		فشکر کو دارین میں رسوا کرے۔				حیل و مکر و افترا	۲۹۰
۸۱	۱	مجدد بریلوی نجدیوں کے ہم	۳۰۷	"	"	پردازیاں	۲۹۲
		عقائد و موافق ہے				جاہلوں	۲۹۳
۸۳	۶	مجدد الدجالین کی روٹیاں	۳۰۸	"	"	اہل ضلال و ہوا	۲۹۴
		سیدھی ہونی محال تھیں					۲۹۵
"	۷	طرح طرح کے جھوٹے الزامات	۳۰۹	"	"	مجدد بریلوی خذلہ اللہ	۲۹۶
		لگائے				گالیاں بکنے کا پیشہ	۲۹۷
"	۱۳	سخت افترا اور بہتان بندی	۳۱۰	"	"	سود کھادیں	۲۹۸
			۳۱۱			حظوظ شہوانیہ و نفسانیہ	۲۹۹
"	۱۶	یہ کتنا بڑا مکر اور فریب	۳۱۲	"	"	میں عمریں گنوا دیں	۳۰۰
		مجدد بریلوی کا ہے	۳۱۳			مثل اراذل گالی گلوچ میں	۳۰۱
"	"	کس قدر چال بازیوں اس میں	۳۱۴	"	"	رات دن مشغول رہیں	
		کی گئی ہیں بعینہ یہی طریقہ				حیل و مکر کے ہزاروں طریقے	۳۰۲
"	۱۹	ان جھوٹے رافضیوں کا ہے۔	۳۱۵	"	"	تکفیر علماء کے واسطے عمل میں	۳۰۳
		ساتواں بہتان	۳۱۶			لائیں	
"	۲۰	ان کے استاد یعنی ابلیس کا	۳۱۷	"	"	مجدد بریلوی اپنی افترا پر دازیاں	۳۰۴
"	۲۱	بے حیائی اور جھوٹ	۳۱۸	"	"	سود اللہ و جمعہ فی	۳۰۵
"	۲۲	مجدد صاحب نے بیحیائی کا	۳۱۹			الدنیا والآخرۃ یعنی	
"	۲۳	برقع پہن کر جو الزام دل میں	۳۲۰			اشدان کے چہرے کو دنیا و	
		آیا لگا دیا۔				آخرت میں کالا کرے۔	
"	۲۴	لعنة اللہ علی الکاذبین	۳۲۱				
"	۲۵	اشہ کی لعنت جھوٹوں پر کا					



صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار
۸۶	۱۱	اس بہتان بندی	۳۲۳			طوق گلے میں ڈال کر کو دیں	
"	۱۳	یہودیوں والی تحریف بریلوی نے کی ہے	۳۲۴	۸	۱۲	آٹھواں بہتان	۳۲۲
"	۹	مؤلف تہید بے ایمانی	۳۲۵	۱۳	"	ایسے جھوٹ پر کمر باندھی	۳۲۳
۱۲	"	کذاب		۱۴	"	ایسی بڑی ہمت لگائی	۳۲۴
۱۵	"	یہ ہمت تراشی	۳۲۶	"	"	گمراہ کنندہ عالم	۳۲۵
"	"	عقل کا دشمن	۳۲۷	"	"	سارا کفر پھر پھر اگر مجدد	۳۲۶
۱۸	"	کفر کے فتوے لے کر اپنے گلے کا طوق بنایا	۳۲۸	"	"	بریلوی، پر جا ٹھہرے گا	
"	۲۱	تیرہواں بہتان	۳۲۹	۱۷	"	خدا کی مار جھوٹے بہتان بندن	۳۲۸
۸۷	۲	یہ بالکل افترا اور سفید جھوٹ ہے	۳۵۰	۲	"	کاذبین کا اصلی طوق زیب	۳۲۹
"	"	بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے شیاطین الانس والجن	۳۵۱	۳	۱۵	گردن ہوگا	
"	"	چودھواں بہتان	۳۵۲	۴	"	دسواں بہتان	۳۳۰
"	۱۲	بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو شرم نہ آئی	۳۵۳	۵	"	بریلوی نے یہ نہ بیان بکا ہے	۳۳۱
۱۵	"	بریلوی کے اس بہتان	۳۵۴	۱۰	"	بے حیا مؤلف	۳۳۲
"	"	یہ انتہا درجہ کا دجل و فریب ہے	۳۵۵	"	"	کمال شقاوت و	۳۳۳
"	۱۶	مؤلف کذاب نے بیجائی کے ساتھ	۳۵۶	"	"	افترا پرداز	۳۳۴
"	"	بے اصل اور خارج از عقل الزام و اتہام لگائے	۳۵۷	۱۱	"	تہمت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا	۳۳۵
"	"	اگر صیح النسب ہے	۳۵۸	۱۲	"	کفر کا اثر بریلی پہنچا اور پاگل	۳۳۶
			۳۵۹	تا	"	خانہ کے اسی سند اس پر جا پڑا مخلصاً	
			۳۶۰	۱۶	"	ناقد رمان - مفری	۳۳۷
			۳۶۱	۲۰	"	کذاب	۳۳۹
			۳۶۲	۳	۱۶	گیارہواں بہتان	۳۴۰
				۴	"	بارہواں بہتان	۳۴۱
				"	"	یہ بھی الزام لگایا	۳۴۲



صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
۹۰	۱۰	اس جہانت و نجاست	۳۸۴	۸۷	۲۰	پندرہواں بہتان	۳۶۳
		کا کیا ٹھکانا	۳۸۵	۸۸	۵	عوام کو دھوکہ دینے اور	۳۶۴
		مجہد التّضلیل نے قطع	۳۸۶	"	۴	اپنے شیطانی جال میں	۳۶۵
۹۲	۱۳	و برید کر کے افترا پردازی کی	۳۸۸	"	"	پھنسانے کے لئے بریلوی	۳۶۶
"	۱۵	اپنے آپ کو شیاطین انس	۳۸۹			نے محض افترا کیا	
		ثابت کیا		"	۷	اس کی تمام فوج شیطانی	۳۶۷
"	۱۶	طوق کفر و لعنت گردن	۳۹۰	"	۱۰	فضحہ اللہ تعالیٰ علیٰ دین	۳۶۸
		میں ڈالا	۳۹۱			الخلائق یوم الحشر یعنی	
"	۱۷	خدا اللہ تعالیٰ فی الدارین	۳۹۲			اللہ تعالیٰ اس کو روز حشر	۳۶۹
"	۱۸	سود و جہنم فی الکوین	۳۹۳			سب مخلوق کے سامنے	
۹۳	۹	مجہد بریلوی آنکھوں میں	۳۹۴			شرمندہ کرے	
		دھول ڈال رہا ہے		۸۸	۱۰	وخذ له فی الدارین	۳۷۰
"	۱۰	لعنت اللہ تعالیٰ فی الدارین	۳۹۵	"	۱۵	اتہام بر مولانا نونوتوی	۳۷۱
		اللہ تعالیٰ اس پر دو جہان میں		"	۱۸	اس مفتری نے یہ بہتان	۳۷۲
		لعنت کرے				باندھا	
"	"	اس مفتری کذاب	۳۹۶	۸۹	۱	اس افترا کی قوت دینے	۳۷۳
		نے	۳۹۷			کے واسطے	
۹۴	۴	مجہد الدجالین	۳۹۸	"	۸	اس مفتری کذاب نے قطع	۳۷۴
"	۱۰	کذاب نے ان کے	۳۹۹			و برید کر کے بہتان باندھا	۳۷۵
		ساتھ مکر کیا	۴۰۰	"	۹	فاخذہ اللہ فی الدارین	۳۷۶
"	"	خود طوق لعنت میں گرفتار ہوا	۴۰۱	"	۱۰	یہ کیسا افترا خالص اور کذب	۳۷۷
"	۱۲	ملازم کفر ہوا	۴۰۲			سفید ہے	۳۷۸
"	۱۳	یہ عیاری اور افترا بندی	۴۰۳	"	۱۸	مجہد الدجالین	۳۷۹
		کی	۴۰۴	"	۹۰	اس شخص گمراہ کنندہ عالم	۳۸۰
"	۱۸	مجہد بریلوی عذاب الیم	۴۰۵	"	۸	مجہد الدجالین کی جرأت	۳۸۱
		کا مستحق ہوا				در ونگونی	۳۸۲



صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار
۹۸	۱۹	خذله اللہ فی الدارین	۲۱۹	۹۷	۱۰	خذله اللہ تعالیٰ	۲۰۶
"	"	اللہ اس کو دو جہانیں رسوا کرے	"	"	"	مجہد اللہ جالین کی عقل	۲۰۷
"	"	اس بریلوی دجال	۲۲۰	"	"	و جیا پر پردہ جہالت پڑا ہوا ہے	۲۰۸
۹۹	۱	جعلی فتویٰ بنا لینے سے	۲۲۱	"	۱۹	متبعین شیطانی	۲۰۹
"	"	جھوٹی نسبت اور بہتان	۲۲۲	"	"	متبدعین دجلہ جہ	۲۱۰
"	"	بندی	۲۲۳	"	۲۰	فسود اللہ تعالیٰ وجواہم	۲۱۱
"	"	مجہد اللہ جالین اور رئیس	۲۲۴	"	"	یعنی اللہ تعالیٰ ان کے چہروں	"
"	"	الکذابین	۲۲۵	"	"	کو کالا کرے	"
"	"	عظیم الشان افترا باندھا	۲۲۶	"	۲۱	مثل روافض ان کو عداوت	۲۱۲
"	"	نیا طریقہ اصلا خلق گڑھا	۲۲۷	"	"	رسول ہے	"
"	"	جلسا سازی	۲۲۸	"	۱	۹۸ فضیلت رسول کو دیکھ کر	۲۱۳
"	"	ایسا کذب سفید	۲۲۹	"	"	دم نکلا جاتا ہے	"
"	"	صریح خالص جھوٹ	۲۳۰	"	"	بنی اسرائیل میں سے ہیں	۲۱۴
"	"	ایمان سے پہلے ہی ہاتھ دھو چکا	۲۳۱	"	"	فعل آباتی پسند	"
"	"	بے حیائی بے ایمانی	۲۳۲	"	۵	سلب اللہ تعالیٰ ایمانہ	۲۱۵
"	"		۲۳۳	"	"	یعنی اللہ تعالیٰ اس کے ایمان	"
"	"	اے فوارہ لعنت	۲۳۴	"	"	کو سلب کرے	"
"	"	اے چشم تکفیر و تنزیل	۲۳۵	"	۵	ادخله فی الدرك الا	۲۱۶
"	"	خدا تیرا منہ دنیا اور آخرت	۲۳۶	"	۹	سفل من النار مع	"
"	"	میں کالا کرے اور رسوا کرے	۲۳۷	"	۶	المنافقین والمشرکین	"
"	"	دجال بریلوی	۲۳۸	"	"	اللہ اس کو دوزخ کے نچلے	"
"	"	محض افترا پردازی	۲۳۹	"	"	طبقہ میں منافقوں اور مشرکوں	"
"	"	خبت باطنی اور	۲۴۰	"	"	کے ساتھ داخل کرے۔	"
"	"	دروغ گوئی	۲۴۱	"	۸	ہمت بر مولانا گنگوہی	۲۱۷
"	"	فجہم اللہ تعالیٰ	۲۴۲	"	۱۷	اپنی جھوٹی بڑائیاں	۲۱۸



صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار
۱۰۵	۱۲	مجدد الدجالین	۲۶۸	۱۰۱	۲	مجدد التّضلیل نے یہ خبیث فتویٰ گڑھا	۲۲۳
۱۰۶	۲	یہ خاصہ دجالیت	۲۶۹	"	"	مجدد التّضلیل صاحب	۲۲۴
"	<	شرم و جیا کا جامہ اتار رکھا	۲۷۰	"	"	گالی گلو توج و	۲۲۵
"	۸	جو چاہا زبان سے بک دیا	۲۷۱	"	۱۲	مزخرفات	۲۲۶
"	۱۵	جب جیا و شرم ہی نہ ہو	۲۷۲	"	۱۳	بازاری باتوں	۲۲۷
"	۱۸	سود اللہ وجہک فی الذّارین اللہ تیرے چہرے کو دونوں جہاں میں کالا کرے	۲۷۳	"	"	کسی عالم نے ان کو اہل علم سے شمار نہ کیا	۲۲۸
۱۰۷	۲	ہمت بر مولانا سہارنپوری	۲۷۴	"	۲۱	لچر دلیلیں	۲۲۹
"	۶	یہ ہمت لگائی	۲۷۵	"	"	ان کی گالیوں اور دشنام	۲۵۰
"	۸	کذب محض اور	۲۷۶	"	۳	مجدد التّضلیل	۲۵۱
"	"	دروغِ خالص	۲۷۷	"	"	محض کذب اور دروغ	۲۵۲
"	۱۵	اس کا کذب	۲۷۸	"	"	خالص	۲۵۳
"	۲۱	دجال بریلوی	۲۷۹	"	۸	مجدد الضالین	۲۵۴
۱۰۸	۵	اس دریدہ دہن	۲۸۰	"	۹	محض افترا اور جہالت	۲۵۵
"	۹	افترا محض اور دروغ	۲۸۱	"	"	محض	۲۵۶
"	"	خالص	۲۸۲	"	۳	مجدد المضلین کی قلت	۲۵۷
"	"	دھوکہ دیا	۲۸۳	"	۵	واقفیت اور عدم تبحر	۲۵۹
"	۱۱	دجال بریلوی نے محض	۲۸۴	"	۷	محض بے بضاعتی و کم	۲۶۰
"	۱۰	بے سمجھی اور بے عقلی	۲۸۵	"	۸	فہمی و عدم واقفیت	۲۶۱
"	۱۲	سے کام لیا	"	"	۹	اپنے خیالاتِ فاسدہ	۲۶۲
"	"	اور تحریف قطع و برید	۲۸۶	"	"	و عقائد کا سدہ	۲۶۳
"	"	پر جملہ اعتراضات کی بنا ہے	۲۸۷	"	"	ان کو قابلیت نہ ہو	۲۶۴
"	۱۵	تکفیر مجدّد بریلوی کی گردن پر وار	۲۸۸	"	۸	بالکل غلط اور افتراء	۲۶۵
۱۰۹	۱	محض مفسطہ دجالی ہے	۲۸۹	"	"	محض	۲۶۶



صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
		پر عمل کرتے	۵۱۲ اور	۱۰۹	۶	یہ افتراء دجال بریلوی نے بھیجا	۴۹۰
۱	۱۱۸	مجہد بریلوی اپنے مرض قلبی	۵۱۳	"	۷	افتراء اور	۴۹۱
۲	"	نہ حق کی باتیں اس کو دکھائی	۵۱۴	"	۸	کذب	۴۹۲
		دیتی ہیں		"	۱۱	مجہد الدجالین	۴۹۳
۸	"	افتراء محض	۵۱۵	"	۱۲	اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا	۴۹۴
"	"	اس دجال	۵۱۶	"	۱۱۱	مجہد بریلوی جیسا کوڑمغز	۴۹۵
"	"	اس کا اصل ہے اور	۵۱۷ اور	"	۱۱۲	مجہد الدجالین	۴۹۶
		نزیب ہے	۵۱۸	"	۲۱	ان کی عقل و جیا پر پردے	۴۹۷
۱۳	"	فخذہ اللہ تعالیٰ فی	۵۱۹			پڑے ہوئے	
		الدارین		"	۱۳	مگر مجہد الدجالین	۴۹۸
۱۷	"	مجہد التذلیل	۵۲۰	"	۱۲	بھلا اللہ تعالیٰ	۴۹۹
۲۰	"	مجہد بدعات	۵۲۱	"	۵	نجاست کا کپڑا مجہد	۵۰۰
۲	۱۱۹	سلب اللہ ایمانک	۵۲۲	"	"	صاحب سے اعلم	
		یعنی اللہ تیرے ایمان کو سلب کرے		"	۱۸	مجہد صاحب گریبان میں منہ	۵۰۱
"	"	وسود و جھک فی الدارین	۵۲۳			ڈال کر فکر کریں	
		اور تیرے چہرے کو دنیا و آخرت		"	۲۱	بریلوی خود کافر ہے	۵۰۲
		میں کالا کرے		"	۲	تہمت ثانی بر مولانا سہارنپوری	۵۰۳
۲	"	وعاقبتک وبما عاقب بہ	۵۲۴	"	۵	یہ تہمت بھی لگائی	۵۰۴
۵	"	اباجہل و عبد اللہ بن		"	۹	محض افتراء خالص و	۵۰۵
"	"	ابی یاریس المتبدعین		"		دروغ سفید ہے	۵۰۶
		اور تجھ کو وہ عذاب دے جو ابو جہل	۵۲۵	"	"	نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبادت کی سمجھے	۵۰۷
		اور عبد اللہ بن ابی منافق کو دیا		"	۱۲	خود دجال بریلوی	۵۰۸
۸	"	اے گراہوں کے سردار	۵۲۶	"	۱۶	مجہد الدجالین علیہ ما علیہ	۵۰۹
		تہمت بر مولانا مقانوی		"	۱۸	کج فہم بریلوی	۵۱۰
۹	"	دجال زمانہ	۵۲۷	"	۱۹	اگر انصاف ہوتا یا عقل	۵۱۱



صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ
۱۶	۱۲۳	اس کے مکر اور	۵۵۰	۱۲	۱۱۹	یہ ہمت لگانی	۵۲۸
		بہتان	۵۵۱	۱۳	"	اس مبتدع	۵۲۹
۱۷	"	سود اللہ وجہہ فی	۵۵۲	۲۱	"	محض دروغ اور افتراء	۵۳۰
		الذاریں اللہ اس کے				بندی	۵۳۱
		چہرے کو دونوں جہان میں		"	"	اس گمراہ کفندہ عالم	۵۳۲
		کالا کرے		۱	۱۲۰	بہتان بندی	۵۳۳
۳	۱۲۴	اس عبد الدینار	۵۵۳	۴	"	مجید المفضلین نے	۵۳۴
۴	"	اپنی آنکھوں کو بند کر لیا ہے	۵۵۴			تحریف کر کے	۵۳۵
۹	۱۲۵	جن کو مجید صاحب کی سات	۵۵۵	۹	۱۲۱	جناب مجید مفضلین صاحب	۵۳۶
		پشت نے خواب میں بھی نہ		"	۱۲۲	جناب مجید عبد الدینار گمراہ	۵۳۷
		دیکھا ہوگا۔ محضاً				بے دین	۵۳۹
۱	۱۲۶	خائنین (یعنی خیانت کرنے والے)	۵۵۶	۶	"	یہ عبد الدینا والدرہم	۵۴۰
"	"	خذلہم اللہ تعالیٰ	۵۵۷	۱۲	"	جناب بندہ درہم و دینار صاحب	۵۴۱
۲	"	یہ ہمت لگاتے ہیں	۵۵۸	۲	۱۲۳	یہ عبد الدینار	۵۴۲
۳	"	خدا و رسول سے شرم	۵۵۹	۴	"	تبالہ سائر الایام و	۵۴۳
		تو تھقی ہی نہیں	۵۶۰			الیالی نام راتیں اور دن	
۴	"	صاف عبارت کو حذف	۵۶۱			اس کو ہلاکت ہو	
		کئے ڈالتے ہیں اور ہمتیں	۵۶۲	"	"	جو کچھ بریلوی نے ہمتیں	۵۴۴
		لگاتے ہیں		۷	"	دروغ خالص	۵۴۵
۱۲	"	یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے	۵۶۳	۹	"	اس شخص کو ہرگز ہرگز شرم دیا	۵۴۶
		کچھ فہم بریلوی بوجہ بے عقلی و	۵۶۴			نہیں	
۲۰	۱۲۸	بے علمی کے اتنا شعور نہیں رکھتا	۵۶۷	۱۰	"	جو چاہتا ہے زبان سے	۵۴۷
		اولئک کالا لعام بل	۵۶۸			بک دیتا ہے	
۲۱	"	ہم اصل یہ مثل جانوروں		"	"	خدا سے خوف اور رسول سے	۵۴۸
		کے بلکہ ان سے بدتر	۵۶۹			شرم بالکل نہیں کرتا	۵۴۹



صفحہ	اسطر	اصول کلمات	نمبر شمار	صفحہ	اسطر	اصول کلمات	نمبر شمار
۱۳۳	۷	ہم آپ کی خدمت کفر برکت	۵۹۵	۱۳۰	۲۱	مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے	۵۷۰
"	۱۳	اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے	۵۹۶	"	"	"	"
۱۳۴	۲	یہ محض آپ کی بے عقلی اور بے سمجھی ہے	۵۹۷	۱۳۱	۳	خذلہ اللہ تعالیٰ واخزاه فی الدارین	۵۷۱
"	۸	آپ کو سمجھ ہی نہ ہو	۵۹۸	"	۷	"	۵۷۲
"	۱۸	مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں	۶۰۰	"	۸	محض دجل و فریب کا نتیجہ ہے یا غبادت و سوہنہمی کا	۵۷۳
"	۲۱	ہنایت کج فہمی اور کم عقلی	۶۰۱	"	۱۰	"	۵۷۴
"	۳	علم کلام سے مس بھی نہیں	۶۰۲	"	"	"	۵۷۵
"	۸	جملہ تقاریر آپ کی محض لالیعنی	۶۰۳	"	"	"	۵۷۶
"	۹	مدرسہ دیوبند یا سہارنپور کے کسی طالب علم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیجئے	۶۰۴	"	۱۸	"	۵۷۷
"	۱۰	مجدد التذلیل عبدالنیار والہام کے عناد و افترا کج فہمی و کم عقلی پر مبنی ہے	۶۰۵	"	۱۹	"	۵۷۸
"	۱۱	مثلاً دجال	۶۰۶	"	۱	۱۳۲	۵۷۹
"	۱۲	فسود اللہ وجہم فی الدارین تو اللہ اس کے چہرہ کو دونوں جہاں میں کالا کرے۔	۶۰۷	"	۳	"	۵۸۰
"	۱۳	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۱	"	۱۲	"	۵۸۱
"	۱۴	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۲	"	"	"	۵۸۲
"	۱۵	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۳	"	۱۸	"	۵۸۳
"	۱۶	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۴	"	۱۹	"	۵۸۴
"	۱۷	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۵	"	۲۱	"	۵۸۵
"	۱۸	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۶	"	"	"	۵۸۶
"	۱۹	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۷	"	"	"	۵۸۷
"	۲۰	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۸	"	"	"	۵۸۸
"	۲۱	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۱۹	"	"	"	۵۸۹
"	۲۲	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۰	"	"	"	۵۹۰
"	۲۳	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۱	"	"	"	۵۹۱
"	۲۴	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۲	"	"	"	۵۹۲
"	۲۵	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۳	"	"	"	۵۹۳
"	۲۶	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۴	"	"	"	۵۹۴
"	۲۷	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۵	"	"	"	۵۹۵
"	۲۸	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۶	"	"	"	۵۹۶
"	۲۹	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۷	"	"	"	۵۹۷
"	۳۰	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۸	"	"	"	۵۹۸
"	۳۱	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۲۹	"	"	"	۵۹۹
"	۳۲	واسکنہ ببحوتہ الدرك الاسفل من النار مع اعدائہ سید	۶۳۰	"	"	"	۶۰۰



صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	شمار
		دجال بریلوی اور اس کے اتباع کو حضور علیہ السلام سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورود و شفاعت محمود سے	۶۳۰ تا ۶۳۸			الکونین اللہ اس کو دوزخ کے نیچے کے درجے کے درمیان حضور کے دشمنوں کے ساتھ ٹھہرائے	
۱۵	۱۳۶	کتوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے اجر و ثواب و منازل و نعیم سے محروم کئے جائیں گے	۶۳۹	۱۸	۱۳۴	دجال بریلوی	۶۱۵
		سود اللہ وجوہہم فی الدارین	۶۴۰	"	۱۳۵	محض افترا اور بہتان بندی ہے	۶۱۶
"	"	وجعل قلوبہم قاسیة فلا یومنونوا حتی یروا العذاب الالیم	۶۴۰	۱۹	"	امور لایعینہ و مزخرفات خبیثہ	۶۱۷ ۶۱۸
"	"	الشدان کے چہروں کو دونوں جہان میں کالا کرے اور انکے دلوں کو سخت بنا دے تو یہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں		"	"	مجدد صاحب نے طلب شہرت و طلب دنیا و درہم اغوار خلق کی وجہ سے یہ مکر فریب کیا ہے	۶۱۹ تا ۶۲۳
۱۶				۲۰	"	انکو دھوکا دیکر تکفیر کرائی یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں اس کیلئے عذاب اور بوقتِ خاتمہ موجب خروج ایمان و انا لہ تصدیق و ایقان ہوں گی	۶۲۴ ۶۲۵ تا ۶۲۹

ہم سے مفت اور کم قیمت پر کتابیں  
حاصل کریں



مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ اس رسالہ شہابِ ثاقب کے کل ۱۳۶ ایک صد  
چھتیس صفحات ہیں اور اس میں یہ مولیٰ مونی گالیاں ۶۴۰ (چھ صد چالیس) ہیں  
اور اگر اس کی تمام گالیوں کو جمع کیا جائے تو تقریباً ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے  
گی۔ لیکن ان ۶۴۰ (چھ صد چالیس) گالیوں کو دیکھ کر ہی ہر شریف النفس مہذب  
انسان پہلا نتیجہ تو یہ اخذ کرے گا کہ جب اس کتاب میں اس قدر گالیاں ہیں تو  
کتاب کا بہت کافی حصہ تو انہیں لغویات سے پُر ہو گیا تو پھر اس میں اور علمی مضامین  
کتنے ہوں گے علاوہ بریں جب کوئی کتاب کسی کے رد و جواب میں تصنیف کی جاتی  
ہے تو اس میں اختلافی مسائل لکھے جاتے ہیں۔ پھر ان پر دلائل و براہین قائم کیے جاتے  
ہیں۔ مخالف کے استدلالوں کے علمی جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ہر بات کا  
متانت و سنجیدگی معقولیت و تہذیب کے ساتھ رد کیا جاتا ہے۔ جب کوئی مصنف  
اپنی کتاب میں بجائے ان باتوں کے سب و شتم اور گالی گلوہج سے کام لے اور خوب  
مکروکید۔ دجل و فریب۔ افترا و بہتان کرے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب حقیقتہً مخالف  
کی کتاب کا رد و جواب نہیں ہے بلکہ صرف اپنے معتقدین پر اپنا وقار باقی رکھنے  
کے لیے ان چند اوراق کو سیاہ کر دیا گیا ہے اور براہِ عناد اس کو جواب کے نام سے  
مشہور کیا جا رہا ہے اور عوام متبعین کو اس پردہ میں فریب دیا جا رہا ہے۔  
دوسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو مصنف تحقیقی دلائل اور علمی بحثوں کے  
پیش کرنے اور مخالف کی ہر بات کا تہذیب و متانت سے جواب دینے کے  
بجائے سب و شتم اور گالی گلوہج پر اتر آئے اور کید و فریب۔ کذب و افترا کرنے پر  
مجبور ہو جائے تو یہ اس کے انتہائی عجز و لاجواب ہونے کی بڑی دلیل ہے اور اسی  
کے ضمن میں خود مصنف کی ناقابلیت و نااہلیت اور اس کی لاعلمی و جہالت بلکہ اس  
کی گندی ذہنیت اور گھناؤنی طبیعت کا بھی کافی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس کی جیا  
سوز اور سوقیانہ خطابت اور بے باکانہ طردِ عبارت کو دیکھ کر خود اس کی دشمنی و عداوت  
کا معیار بھی قائم ہو جاتا ہے۔



میں ہیں اور اگر مصنف غصہ میں آکر تہذیبِ علم کا جامہ پھاڑ کر برہنہ ہو جاتے تو اپنی زبان و قلم سے اول قول ماں بہن کی صاف صاف مغلطات گالیاں دیتے بلکہ چھاپتے اور شائع کرتے اور اپنی بے تہذیبی کا علی الاعلان درس دے کر اپنے فرزند دیوبند ہونے کا ثبوت دیتے مگر ان کی تہذیبِ علم نے صرف ۶۲۰ (چھ صد چالیس) موٹی موٹی گالیاں چھاپنے کی اجازت دی ہے۔

بالجملہ ہم مصنف کی گالیوں کا جواب دیکر اپنی شرافت و تہذیب کا خون کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ مصنف کے لب و لہجہ میں گفتگو کرنے میں یہ بڑا فائدہ حاصل ہو جاتا کہ مصنف کے معتقدین ہمارے الفاظ کو گالیاں کہتے اور ضرور کہتے تو شہابِ ثاقب کی گالیوں کا گالیاں ہونا خود انہیں بھی تسلیم ہو جاتا اور ہماری اقبالی ڈگری ہو جاتی مگر ہم آپ کے اور اپنے عزیز اوقات کو ان لغویات میں صرف نہیں کرنا چاہتے علاوہ بریں جب ہمارے پاس ان کی ہر بات کا واقعی اور تحقیقی علمی جواب موجود ہے تو ہم کیوں ان لغویات میں پڑیں۔

ہم مصنف کی ان تمام گالیوں کے جواب میں اسی شہابِ ثاقب کے یہ الفاظ پیش کر دینا ہی نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ مصنف خود ہی فرماتے ہیں۔

”گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جن کا یہ پیشہ ہے۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں  
مثل ارادل گالی گلوتج میں دن و رات مشغول رہیں“

اب مصنف صاحب کی رذالت اور گالیاں دینے کا پیشہ خود انہیں کی کتاب اور خود انہیں کے قول سے ثابت ہو گیا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مصنف کا یہ گالیاں بکنے کا پیشہ انہیں کو مبارک ہو اور وہ مثل ارادل گالی گلوتج میں ہی مشغول رہیں۔ لہذا اس گالی نامہ کے جواب میں ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس شہابِ ثاقب میں دل بھر کر جھوٹ اور کذب سے کام لیا گیا ہے۔ جی بھر کر مکر و کید کیا گیا ہے۔ آنکھیں بند کر کے دجل و فریب دیا گیا ہے



تیسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو جماعت ایسی گندی اور گھنائنی کتاب کی بار بار طباعت کرے۔ اس کو دلیری سے برابر اشاعت کرے۔ اس پر اپنے مذہب کی بنیاد جمائے۔ اس کو بغرض جواب مخالف کے سامنے لائے اور اس کے مصنف کو اپنا پیشوا و شیخ بنائے اس کی ہر ہر بات پر اپنا سر جھکائے۔ اس کے ہر قول پر ایمان لائے۔ اس کے ہر لفظ کو آنکھیں بند کر کے مانے۔ اس کی ہر غلطی کو صحیح جانے۔ اس کی ہر افترا و بہتان کو حق سمجھے اس کی ہر گالی گلوچ کو حقیقت متصور کرے وہ جماعت نہایت بے حس ہے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا۔ اس کی قوتِ مدبرکہ کا جنازہ نکل گیا۔ اسے صحیح اور غلط کی معرفت کا احساس جاتا رہا۔ اسے حق و باطل کا امتیاز باقی نہ رہا۔ اس نے تہذیب کا خون کر دیا۔ شرافت کو میٹ دیا۔

افسوس دیوبندی قوم اور وہابی جماعت کی بے حسی اور نااہلیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ دنیا بھر کا ہر منصف اور مہذب انسان تو یہ اعتراف کرنے کیلئے مجبور ہے کہ یہ ۶۴۰ (چھ صد چالیس) کلمات صریح سب و شتم اور گندی گالیاں ہیں۔ مگر مصنف شہابِ ثاقب ان الفاظ و کلمات کو نہ سب و شتم کہتا ہے نہ گالی گلوچ لکھتا ہے نہ جیسا سوز اور خلافِ تہذیب جانتا ہے۔ نہ باقتضائے غضب اور غصہ قرار دیتا ہے بلکہ شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۲۰ (ایک صد بیس) پر سب کی آنکھوں میں اس طرح دھول جھونکتا ہے۔

غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیبِ علم کوئی لفظ مجددِ بریلوی کے شایانِ  
| شانِ قلم سے نہیں نکلنے دیتی لے

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مصنف نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ غصہ سے نہیں کہا ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بصحت ہوش و حواس اپنی گندی ذہنیت اور ناپاک تخیل کا اظہار کیا ہے اور پھر کوئی لفظ اس کی اپنی تہذیبِ علم کے خلاف نہیں ہے تو گویا اس کے یہ ۶۴۰ (چھ صد چالیس) الفاظ سب تہذیبِ علم کے دائرہ



بے جیابن کرافتر او بہتان گرٹھا گیا ہے۔ منہ بھر کر سبب و شتم اور گالیاں دی گئیں ہیں اسی وجہ سے کسی عالم اہلسنت نے اس گندی اور گھڈائی کتاب کا کوئی رد و جواب نہیں لکھا کہ ان لغویات و مزخرفات کا جواب کسی عالم دین کے شایان شان نہیں۔ قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا

لیکن دیوبندی قوم نے اس سے یہ ناجائز فائدہ حاصل کیا کہ اس کا کسی سنی عالم سے جواب نہیں بن سکا اور اس پر بحال بے جیابی ناز و افتخار کیا۔ میں نے اپنے اجاب کے اصرار پر یہ ضروری سمجھا کہ اجمالی طور سے اس کتاب کی تمام خباثتیں اس کے سبب افترا و بہتان گنادوں اور اس کے مکر و کید اور دجل و فریب سے اپنے عوام اہلسنت و جماعت کو واقف کر دوں اور وہابیہ کے سارے ناز و افتخار کو خاک میں ملا دوں اور احقاقِ حق و البطلانِ باطل کا فریضہ ادا کر دوں۔

لہذا میں اس کتاب شہابِ ثاقب کی عبارتوں کو دو خطوں کے درمیان نقل کروں گا اور رد کو جواب کی سرخی سے شروع کروں گا۔ تاکہ اس کتاب کی عبارت اور جواب میں امتیاز حاصل ہو جائے اور ناظرین کو ہر دو عبارتوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو سکے مصنف (رٹانڈوی) بعد خطبہ لکھتا ہے۔

اما بعد جملہ اہل اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب مجدد السلفیہ بریلوی کی شان میں جو جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسبِ اخلاقِ کریمانہ ان کی چند مدائح اپنی اپنی تقاریظ میں تحریر کی تھیں یا اشارہ و کنایہ خطبوں میں ان کو یا ان کے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصل مجموعہ تمہید میں کر کے دکھایا گیا ہے۔

جواب مصنف نے اس عبارت میں ایک تو اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت

لہ شہابِ ثاقب مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۲۶ھ



شیخ الاسلام والمسلمین۔ وارث علوم سید المرسلین۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مؤید ملت طاہرہ۔ مجدد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی سیدی و مرشدی الحاج الشاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی شان میں علماء حرمین شریفین نے الفاظ مدح اپنی اپنی تحریروں تقریظوں خطبوں میں تحریر فرمائے۔ دوسرے اس امر کا اعتراف کیا کہ مجموعہ تمہید الایمان میں علماء حرمین شریفین کی تقریظیں بعینہ نقل ہیں تو مصنف نہ تو ان الفاظ مدح میں سے کسی لفظ کا منکر ہے۔ نہ تقریظوں کے کسی کلمہ سے اس کو انکار ہے اور یہ بھی ماننا ہے مجموعہ تمہید الایمان میں ان تقریظوں کو نہایت دیانت داری سے بعینہ نقل کر دیا گیا ہے تو اس پر لازم تھا کہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں جو جو الفاظ مدح لکھے ان کو ماننا اور انہوں نے اکابر و ہابوہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی اشرف علی تھانوی پر جو جو احکام صادر فرمائے ان کو حق جانا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان علماء حرمین شریفین ہی کو نہیں ماننا۔ اسی شہباز ناقد میں صاف طور پر کہتا ہے۔

## مصنف شہابِ ثاقب کا پہلا فریب

ان اسامی میں جن کو مجدد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشغول ہیں۔ علماء مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا یہ تو مصنف نے ان علماء مکہ معظمہ کے متعلق کہا اب باقی رہے مصدقین علماء مدینہ منورہ ان کے متعلق اسی شہابِ ثاقب میں ہے۔

باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر مہریں کرائی گئیں چونکہ ابتداً یہاں مثل مکہ معظمہ کے کوئی سمجھڑا پیش نہیں آیا تھا اس لیے لوگ خالی الذہن تھے بعض لوگ فریب میں آگئے اور اکثر علماء مدینہ بالکل



فریب میں نہ آئے

جواب ان ہر دو عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جن علماء مکہ کی مجموعہ تمہید الایمان میں تصدیقیں ہیں ان کے اکثر بالکل عالم ہی نہیں کہ وہ نہ تو علم میں کچھ دخل رکھتے ہیں نہ درس و تدریس کا شغل کر سکتے ہیں نہ ان کا علماء میں شمار ہے یعنی وہ نہ سب جاہل ہیں تو وہ کسی فتویٰ دینے کے اہل ہی کب ہوئے۔ باقی رہے علماء مدینہ ان میں سے بعض نے فریب میں آ کر مہرین کر دی ہیں تو وہ بھی عالم کب ہوئے کہ جو فریب میں آ کر فتوے دے دے وہ عالم کس طرح ہو سکتا ہے تو جب یہ حضرات مصنف کے نزدیک عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہیں تو اب مصنف کا انہیں کو بہاں علماء حرمین شریفین کہنا فریب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب باقی رہا مصنف کا قول کہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں جو الفاظ مدح لکھے وہ قبل از واقفیت لکھے تو اس دشمن عقل سے دریافت کرو کیا ناواقفیت میں کوئی کسی کے لیے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ کسی کی تعریف و اقیقت کے بعد ہی ہوا کرتی ہے لیکن مصنف نے جو لکھا ہے وہ اس کی دلی عداوت اور قلبی بخارات کی ترجمانی ہے جس کا جواب کسی شاعر نے خوب دیا ہے۔

ہے آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پھر مصنف یہ عبارت تو بلا سوچے سمجھے لکھ گیا تھا کہ اس سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عظمت علماء حرمین شریفین کی نظر میں بھی ثابت ہو گئی۔ اب جو اس چیز کا مصنف کو احساس ہوا تو خود ہی اپنے اس قول کو بدلتا ہے اور اپنی افترا پر دازی کی عادت کا اس طرح اظہار کرتا ہے۔

اے شہابِ ثاقب ص ۳۶



## مصنف شہاب ثاقب کا پہلا کذب و افتراء

مگر جو کچھ وقائع وہاں پراس کے خلاف یا ان کی شان کے اہانت کے ہوتے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ سالہ الشہاب الثاقب کے ابتدا میں چند اوراق ایسے بھی لاحق کر دیں جن سے اعلیٰ حضرت مجدد التذلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد و بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک ان کی ہے۔

جواب مصنف کے اس جیتے جھوٹ اور کذب صریح کے جواب میں اس آیت کریمہ کا لکھنا ہی بہت کافی ہے لعنة الله على الكاذبين حقیقت یہ ہے کہ میں نے عام طور پر ساکنان حرمین شریفین کو یہ کہتے سنا کہ سرزمین حرمین شریفین میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جو اعزاز و اکرام ہوا ایسا کسی عجمی عالم کا نہ دیکھا گیا کہ اہل حرمین نے ان کا بوقت آمد استقبال کیا۔ ان کو بوقت وداع بیرون شہر تک رخصت کیا۔ ان سے مشکل مسائل دریافت کئے۔ ان سے بیعتیں کیں۔ ان سے سندیں لیں۔ جن کا ثبوت آج رسالہ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدرہم اور رسالہ الاجازات المتینہ وغیرہ میں ہے۔

اب رہا علماء مدینہ منورہ کی عقیدتوں کا حال اس کے لیے حضرت فاضل کامل عالم عامل حضرت مولانا الشیخ عبدالقادر صاحب شلمی طرابلسی مدرس مسجد نبوی کے کلمات طیبات وہی نہایت کافی ہیں جن کا ذکر خود مصنف نے بھی اسی شہاب ثاقب کے ص ۳۸ و ص ۴۰ و ص ۴۱ میں نہایت عظمت سے کیا ہے اور ص ۴۱ میں یہ لکھا ہے کہ واقعات کی تصدیق بلا واسطہ ان سے کی جائے۔ اتفاق یہ ہوا کہ میں مفتی محمد اہل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف کتاب حضرت فاضل جلیل عالم بلیل مولانا موسیٰ ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا

اے شہاب ثاقب ص



کہ کل حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب شملی طرابلسی کی خبر آئی تھی کہ انہوں نے آپ کے مناظرہ کا راجہ مسجد نبوی شریف کے باب مجیدی کے متصل مکان عالیشان میں وہابی مناظر کے ساتھ دو دن تک رہا اور اس میں آپ کو فتحِ عظیم حاصل ہوئی، حال سنا وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام اوصاف سے پہلے ہی سے واقف تھا کہ یہ متبحر عالم ہیں اور حضرت مفتی شافعیہ علامہ برزنجی کے شاگرد رشید ہیں اور حسام الحرمین شریف میں ان کی آخری تقریظ ہے۔ لہذا مجھے بھی ان کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ تو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اور ہمارے متدین نوجوان الحاج چودھری خورشید علی خاں رئیس اعظم سنبھل اور یہ فقیر بعد مغرب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شملی طرابلسی کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو ان سے منجملہ اور گفتگو و مباحث کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور تصدیقات حسام الحرمین کا ذکر آ گیا تو حضرت شملی صاحب نے فرمایا کہ علماء مدینہ منورہ نے نہ فقط حسام الحرمین پر تقریظیں لکھیں بلکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا بمثل اعزاز کیا ان کا استقبال کیا ان کی دعوتیں کیں اور بعض علماء نے بیعتیں کیں سندیں لیں۔

مصنف کا کیسا سفید جھوٹ اور صریح افتراء ہے لعنة اللہ علی العاذبین اس کے بعد مصنف بحال افتراء پر دازی لکھتا ہے۔

## مصنف شہاب ثاقب کا دوسرا اونیسرا کذب و افتراء

جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد برنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ و تصدیق چاہی چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لیے انہوں نے اس مسئلے میں مخالفت کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی یہ



جواب مصنف کا یہ دوسرا افترا و کذب ہے کہ حضرت مفتی شافعیہ اور دیوبندی عقیدہ علم غیب کے موافق ہوں اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی اور اگر اس میں کسی ایک کلمہ یا ایک نقطہ میں بھی موافقت ہوتی تو یہ مصنف اس کو نہایت جلی حروف میں نمایاں لفظوں میں نہایت تعلیٰ کے ساتھ پیش کرتا اور ہاتھوں اچھلتا کودتا اور پھر افترا و کذب کی شرمناک بات سے باز رہتا اور اپنی اس کتاب میں اس کی ایک مستقل فصل ہی لکھتا اور جب پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا کذب و افترا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بات ہے بھی ناممکن کہ اہل حق و اہل باطل میں ایسی موافقت ہو سکے اور باطل حق کے موافق ہو جائے۔

باقی رہا مفتی صاحب اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی گفتگو و مباحثہ یہ بھی کذب و افترا ہے۔ بلکہ واقعہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ مفتی شافعیہ چونکہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے اور سید عبداللہ صاحب ان کے داماد تھے ان کے مکان پر بعد نماز عشاء سالہ الدولۃ الملکیہ کا سناٹا طے ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے وہ کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے انہوں نے دریافت کیا اعلیٰ حضرت قبلہ نے ان کے ایسے مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمتِ شان کے سبب ناگوار ہوئے بارہ بجے یہ جلسہ ختم ہوا۔ صرف اتنا واقعہ گذرا۔ مصنف کا یہ کہنا کہ مجددِ بریلوی کے دلائل کا مفتی صاحب نے رد کیا اور دیر تک گفتگوں ہی یہ حقیقت اس واقعہ کا رخ بدل دینا ہے اور اپنے قلبی بخار کو نکالنا ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ سے اپنی عداوت و دشمنی کا اظہار کرنا ہے ورنہ ایسا علمی مذاکرہ تو مجالسِ علمائیں ہوا ہی کرتا ہے۔ یہ بات بھی کوئی قابل ذکر تھی جس کو مصنف نے اہمیت دی اور اس سے اعلیٰ حضرت قبلہ کی توہین پیدا کر کے اپنی خباثتِ قلبی کو ظاہر کیا اس کے بعد یہ مصنف لکھتا ہے۔

**مصنف شہابِ ثاقب کا چوتھا پانچواں اور چھٹا کذب و افترا**

مفتی صاحب دامِ فضلہ نے حسامِ الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اس پر



سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سخت ان کو کہا مگر دوسرے روز مجھ صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر پر گز نفع نہ دے گی۔

جواب یہ مصنف کا ایسا صریح کذب ہے جس کو کوئی ذی عقل کسی طرح باور ہی نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے اپنی تقریظ میں مستقل طور پر غلام احمد قادیانی کے اپنی طرف وحی آنے اور مدعی نبوت ہونے پر اور قاسم نانوتوی کے قول ختم نبوت کے بعد کسی کو نبوتِ جدیدہ جائز مان لینے پر اور رشید احمد گنگوہی کے قول اللہ تعالیٰ کے لیے وقوع کذب کے معنی صحیح ہو جانے پر اور خلیل احمد انبیٹھی کے قول شیطان کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے وسیع ماننے پر اور اشرف علی تھانوی کے قول

مگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو

زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے، پر احکام کفر دینے اور اس پر اپنے دستخط کر دینے۔ اب بقول مصنف مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام مٹا دیا تو کیا اب ان کے نزدیک یہ اقوال ایمان ہو گئے پھر بقول مصنف دوسرے روز مفتی صاحب نے پھر اس پر مہر کر دی تو کیا وہ ایمانیات دوسرے دن ہی پھر کفریات ہو گئے۔ ایسی خلاف عقل حرکت تو کوئی معمولی علم والا بھی نہیں کر سکتا کہ ایک دن ایک چیز کو کفر کہے دوسرے روز اسی کو ایمان قرار دے پھر تیسرے روز اسی کو کفر ٹھہرائے۔ چہ جائیکہ ایسے جلیل القدر مفتی شافعیہ کی طرف ایسی ناپاک حرکت کی نسبت کی جائے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ مصنف شہاب ثاقب کا اس مفتی شافعیہ پر جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان ہے۔

علاوہ بریں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حضرت مفتی صاحب سے اگر کچھ گفتگو

۱۰ شہاب ثاقب ص ۲



بھی ہوئی تھی تو والد الدولۃ المکیۃ پر ہوئی تھی نہ کہ حسام الحرمین کی تصدیق پر اور حسام الحرمین کی تصدیقات تو پہلے ہوئی تھیں اس وقت الدولۃ المکیۃ پر تقریبات کا سلسلہ شروع بھی نہ کیا گیا تھا بلکہ خود مفتی صاحب نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھ کر یہ فرما دیا تھا کہ اس کتاب کی تائید میں، اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا۔ چنانچہ وہ حسام الحرمین میں مستقل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا ہے۔ تو والد الدولۃ المکیۃ پر تقریظ کے وقت جو گفتگو ہوئی اس کا اثر تصدیق حسام الحرمین پر جو اس سے پہلے ہے کس طرح پڑ گیا مصنف صاحب آپ کی یہ بات تو کسی طرح نہیں بنتی اور یہ بھی کیسے کہ یہ صریح کذب و افتراء ہے۔

پھر مصنف کا چھٹا کذب و افتراء یہ ہے کہ مفتی صاحب نے دوبارہ مہر کرتے وقت یہ فرما دیا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔ ہر ذی فہم جانتا ہے کہ اس تقریظ میں یہ شرط تو پہلے ہی سے موجود تھی۔ لہذا اگر یہ تقریظ مفید نہیں تھی تو مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ہی کیوں کاٹا تھا کہ وہ اسی وقت بلا نام کاٹے بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے جو تقریظ لکھ دی ہے وہ تم کو ہرگز نفع نہ دے گی چونکہ میں نے شرط لگا دی ہے اور اپنا نام اس سے نہ کاٹتے۔ پھر جب اپنا نام ہی اس سے مٹا دیا تھا تو پھر دوسرے دن مہر کے مقصد صحیح کے لیے ثبوت کی اور اس قول نے کیا افادہ کیا۔

مسلمانوں! کیا کسی مفتی کی یہ شان اور ایسا حال ہو سکتا ہے حاشی اللہ! لہذا ثابت ہو گیا کہ مفتی صاحب پر اس مصنف کا یہ صریح افتراء و بہتان ہے۔ پھر مصنف کہتا ہے۔

**مصنف شہاب شاقب کا سوال کذب و افتراء**

کاش اہل مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ان کے حالات سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علماء اور علماء مدینہ منورہ



مطلع ہو گئے تھے۔ اے

جواب مصنف کا یہ سنا تو ان کذب ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کو علماء مکہ مکرمہ نہیں جانتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ان تصدیقات حسام الحرمین سے سات برس پہلے سے خوب جانتے تھے کہ ان حضرات علماء مکہ مکرمہ نے اعلیٰ حضرت قبلہ کے فتوے ندوہ پر تصدیقتیں کی تھیں اور ان میں اعلیٰ حضرت قبلہ کو انہوں نے العالم العامل۔ الفاضل الكامل۔ العلامة الاوحد الہمام الامجد۔ الشہیر الفاضل۔ قدو الامثل۔ الحاوی جمیع العلوم۔ عمدۃ المحققین۔ خلاصۃ اہل العلم والیقین۔ محی الشریعۃ السنیۃ مؤید الطریقۃ المرضیہ۔ عین الاعیان۔ سراج الزماں وغیرہ خطابات لکھے تھے اور اب بعد حج اعلیٰ حضرت قبلہ کا ۲۲ صفر تک تخمیناً اڑھائی ماہ قیام رہا اور یہ حضرات روزانہ قیام گاہ پر ملاقات کے لیے آتے جاتے تھے۔ مسائل مشککہ دریافت کرتے اور اعلیٰ حضرت قبلہ ان کے مفصل جوابات دیتے۔ وہاں اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ والفیوضات الملیئہ وانباء الحی ان کلامہ المصون بقیان لکل شیء وکفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدارہو رسائل تصنیف فرمائے انہوں نے ان رسائل کو پڑھا اور ان کی نقلیں کیں ان حضرات علماء میں سے اکثر نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے بیعتیں کیں اور سندیں حاصل کیں باوجود ان باتوں کے مصنف کہتا ہے کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت کے حالات سے مطلع نہیں ہوئے یہ صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر یہ مصنف کہتا ہے۔

## مصنف شہاب ثاقب کا اٹھواں کذب و افتراء

اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جن کو علماء مدینہ منورہ نے رسالہ غایتہ الامول میں مجدد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کیے ہیں۔ جن سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ

اے شہاب ثاقب صرا



بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء حریم شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں۔ مجدد صاحب ان کے مستحق نہیں اور نہ ان کو وہ الفاظ مایہ افتخار ہو سکتے ہیں۔

جواب مصنف کا یہ آٹھواں کذب و افتراء ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلمیات قدس سرہ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہوں۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو علماء کرام اپنی تقریظوں میں اعلمیات قبلہ کو المولیٰ الفاضل۔ الفاضل الکامل۔ البحر الفہام۔ مولانا العلامہ۔ المرشد المحقق الفہامہ۔ العلامۃ الامام۔ الذکی الہمام۔ البنیہ النبیل۔ الوجیہ الجلیل۔ ذوالتحقیق الباہر۔ العلامۃ التحریر۔ الدراکۃ الشہیر۔ العالم الفاضل الانسان الکامل العلامۃ المحقق۔ الفہامۃ المدقق۔ صاحب المعارف والعوارف المنح الالہیۃ اللطائف باقر مشکلات العلوم۔ مبین المنطوق منہاد المفہوم۔ سیدنا الاستاذ علم الدین و رکنہ۔ عماد المستفید و متنہ۔ وحید العصر و الزمان وغیرہ الفاظ تحریر فرما چکے ہیں۔ تو ان حضرات سے اس کے خلاف کسی کلمہ توہین آمیز کا استعمال کس طرح ممکن ہے۔ مصنف بھی جب حسام الحرمین اور اس کی تقریظوں کو مانتا ہے تو ان الفاظ سے کس طرح انکار کر سکتا ہے پھر اس کا ان الفاظ کے مخالف کسی لفظ کا استعمال انہیں حضرات کی طرف منسوب کرنا کذب و افتراء نہیں تو اور کیا ہے۔

اب رہا رسالہ غایتہ المامول کا حال زار تو اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ جب علماء حریم شریفین نے حسام الحرمین پر اپنی اپنی تقریظیں لکھ دیں اور اس میں اکابر فرقہ و ہابیہ پر احکام کفر صادر فرما دیئے۔ تو سارا طائفہ اپنا اپنا سر ہننے اور چھاتیاں پیٹنے لگا کہ ہائے ہائے اللہ تعالیٰ کے شہر مکہ میں ہمارا منہ کالا ہوا رسول پاک کے شہر مدینہ میں ہمارے سر پر قہر ٹوٹا تو رامپور۔ دیوبند۔ نقانہ بھٹون انبیٹھ۔ گنگوہ۔ دہلی۔ پنجاب وغیرہ کے سب پنج جمع ہوئے اور سر جوڑ کر بیٹھے اور ان پنچوں نے یہ رائے طے کی اور حسام الحرمین کے احکام کفر کے سر سے اتارنے

لے شہاب ثاقب ص ۲



ان عبارات سے آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان امورِ خمسہ اور خاص کر قیامت کا علم عطا فرما دیا جن کا ذکر اس آیت سورہ لقمان (إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَعْلَمُ السَّاعَةَ الْآئِيَةَ) میں ہے۔ لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔ اب یہ ہر دو مصنف آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ علومِ خمس کا اثبات صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مسلک ہی نہیں ہے بلکہ ان اکابرِ علماء کرام و مشائخ اولیاء عظام کا بھی یہی مسلک ہے تو کیا یہ مصنف اسی بنا پر ان پیشوایانِ دین کو بھی غالی و متجاوز عن الشرع کھلم کھلا جھوٹے محرف بڑے جاہل کہنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اعلیٰ حضرت کے لئے اس کے یہ الفاظ استعمال کرنا دلی عداوت اور قلبی جہالت کا نتیجہ ہے پھر مصنف نے صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر غایتہ المامول سے واقعہ نزول آیتہ تیمم و قصہ اہل افک و تلیقہ تمہ کی احادیث اور آیات نفی پیش کر کے اعلیٰ حضرت کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے۔

## مصنف شہاب ثاقب کا اعلیٰ حضرت قبلہ پر ایک اور افتراء

یہ لوگ اللہ اور رسول کے علم کی برابری کر کے کافر اور حضور کے لئے جملہ ماکان و مایکون کا علم تفصیلی ثابت کر کے حکم رسول کے نافرمان مخالف سنت۔ مشابہ نصاریٰ۔ مخالف دین احادیث کا ذبہ کے مصدق۔ ایجاد صحیحہ کے محرف ہیں اور ان کا قول ضلال و باطل ہے ملخصاً لے

جواب و ہا یہ نے نفی علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمیشہ جاہل اعتراضات کئے اور ہمارے علماء کرام نے ان کے نہایت مسکت اور محققانہ جواب دینے۔ بلکہ ان پر مستقل رسالے تصنیف کر کے شائع کر دیئے۔ دیکھو فیوض الملکیۃ۔ انبار الچی۔ حاسم المفتری۔ انبار المصطفیٰ خالص الاعتقاد وغیر ہا رسال اعلیٰ حضرت قدس سرہ خاص کر اس واقعہ نزول آیتہ تیمم اور قصہ اہل افک اور آیات نفی علم



غیب کے استدلالوں کے مکمل جوابات میں الکلمۃ العلیا مصنفہ حضرت صدر الافاضل نائل  
مراد آبادی قدس سرہ مطبوعہ موجود ہے اور تلیغ تم کا مکمل جواب میں نے رسالہ رؤیہ  
یمانی میں طبع کرا دیا ہے جس کو تحقیق حق مقصود ہو وہ ان رسائل کا مطالعہ کرے۔  
مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ افترا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے علم میں مساوات اور برابری کرتے ہیں۔ دیکھو اعلیٰ حضرت الدولہ الکیلیہ میں  
فرماتے ہیں۔

ہمارے رب العالمین کے علم کے ساتھ  
مخلوق کے علم کی برابری کا شبہ مسلمانوں کے  
دلوں میں تو خطرہ پیدا نہیں کر سکتا کیا اندھے  
نہیں دیکھتے کہ بیشک اللہ کا علم ذاتی ہے  
اور مخلوق کا علم عطائی۔ اللہ کا علم واجب  
لذاتہ ہے اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔ اللہ کا علم  
ازلی۔ سرمدی۔ قدیم۔ حقیقی ہے اور مخلوق کا  
علم حادث ہے اس لئے کہ مخلوق خود حادث  
ہے اور صفت موصوف سے مقدم نہیں  
ہوتی۔ اللہ کا علم غیر مخلوق ہے اور مخلوق  
کا علم مخلوق ہے اللہ کا علم غیر مقدور ہے  
اور مخلوق کا علم مقدور و مقہور ہے۔ اللہ کا علم  
التغیو واجب البقا ہے اور مخلوق کا جائز الفنا  
ہے۔ اللہ کا علم ممتنع التغیر ہے اور مخلوق  
کا علم ممکن التبدل ہے۔ تو علم خالق اور  
علم مخلوق میں اتنے فرقوں کے باوجود  
برابر ہونے کا وہم وہی کر سکتے ہیں جن

ان شبہ مساوات علوم المخلوقین بعلم  
ربنا الہ العالمین۔ ما کانت لتخطر ببال  
المسلمین اما تری العمیان ان علم اللہ  
ذاتی و علم المخلوق عطائی۔ علم  
اللہ واجب لذاتہ و علم المخلوق ممکن  
لہ۔ علم اللہ ازلی سرمدی قدیم  
حقیقی و علم المخلوق حادث لان  
المخلوق کله حادث والصفة  
لا تتقدم الموصوف علم اللہ  
غیر مخلوق و علم المخلوق علم  
اللہ غیر مقدور و علم المخلوق مقدور  
و مقہور علم اللہ واجب البقا و علم  
المخلوق جائز الفنا۔ علم اللہ ممتنع  
و علم المخلوق ممکن التبدل۔  
ومع هذه التفرقات لا  
یتوهم المساواة الا الذين  
لعنہم اللہ واصمہم



واعی البصار هم پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کر دیا

اور ان کی بصارتوں کو لے لیا۔ اے

اب رہا اعلیٰ حضرت قبلہ کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم ثابت کرنا تو یہ صرف اعلیٰ حضرت ہی کا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ سلف و خلف کا یہی مسلک ہے ہم چند اکابر امت کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

**مصنف کا علامہ قاضی عیاض و علامہ علی قاری پر مخالف**

**دین و سنت مشابہ نصاریٰ محرف احادیث کے فتوے و احکام**

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبوں کی خبر دینا اور مایکون یعنی پھلوں میں جو ہوگا ماکان یعنی پہلوں میں جو کچھ ہوگا یا جو کچھ غیبوں میں آئندہ ہوگا اور جو کچھ معدوم ہو چکا ان سب کو بتایا۔ اے

و كذلك و اخباره من الغيوب و ابناءه بما يكون، ای فی الاخرین روکان، ای بما کان فی الاولین او بما يكون فی الغيوب و بما کان من العدم۔

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون پر مطلع کیا۔

و اطلعہ علیہ من علم ما يكون و ما کان

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا۔

میں فرمایا۔

۱۷ شرح شفا شریف مصری ص ۵۲ ج ۱

۱۸ از الدولة المکیة ص ۱۵ و ص ۱۶

۱۹ شرح شفا شریف ص ۲۳۳ ج ۱۲



اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ان غیبوں پر جو اس وقت امور غیب  
ہیں اور ان پر جو آئندہ ہوں گے سب  
پر مطلع کیا۔ اے

(ما اطلع علیہ من الغیوب) ای  
الامور المعبیة فی الحال وما یكون  
ای سیکون فی الاستقبال۔

## مصنف کا شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ابن حجر مکی پر مخالفین مخالف سنت اور مشابہ نصاریٰ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں  
جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال  
شریف کا اول سے آخر تک مطالعہ کرے۔  
تو دیکھ لے گا کہ پروردگانے انہیں کیا  
تعلیم کیا ہے اور ان پر ماکان وما یكون  
کے علوم و اسرار کا اضافہ فرمایا ہے اے  
اعلیٰ حضرت قبلہ نے خود الدولۃ المکیۃ میں حضرت امام علامہ ابن حجر مکی کی کتاب  
افضل القرئی کی یہ عبارت پیش کی۔

لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم  
فعلّم علم الاولین والآخرین  
وماکان وما یكون  
ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت قاضی عیاض حضرت علامہ علی قاری حضرت

۱۲ مدارج ص ۲۲ ج ۱

۱۳ شرح شفا مصری ص ۶۴ ج ۱

۱۴ افضل القرئی بحوار الدولۃ المکیۃ



علامہ ابن حجر مکی حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کے علوم پر مطلع مانا تو یہ حضرات بھی مصنف کے نزدیک نافرمان مخالف سنت - مخالف دین - مشابہ نصاریٰ - احادیث کا ذبحہ کے مصدق - احادیث صحیحہ کے محرف ٹھہرے اور ان کے یہ اقوال ضلال و باطل قرار پائے۔

مسلمانوں کو دیکھو اس مصنف نے یہ ناپاک الفاظ اور گندی گالیاں صرف اعلیٰ حضرت ہی کو نہیں دیں بلکہ ان حضرات کو بھی دیں کہ یہ حضرات بھی ان کے نزدیک اسی جرم کے مرتکب ہوئے جو ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت قبلہ کا جرم تھا۔ پھر ان کے یہ الفاظ اور گالیاں کہاں تک پہنچتی ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کے علوم کا ثبوت خود احادیث سے بھی ثابت ہے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

## مصنف کے نواسع علیہ السلام پر بھی مخالف دین مشابہ نصاریٰ وغیر حکام کے

حدیث بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بد الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم

حدیث مسلم شریف میں حضرت عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں یہ بیان فرمایا۔  
فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمة قال فاعلمنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں یہ بیان فرمایا۔  
تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے ہمیں سب کی خبر دی تو ہم میں زیادہ جانتے والا وہ ہے جو ان واقعات کو زیادہ یاد

۱۷ بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶



کرنے والا ہے۔ اے

لحفظنا۔

حدیث ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک طویل

حدیث مروی ہے جس میں یہ کلمات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔

پھر میں نے اللہ عزوجل کو دیکھا کہ اس

فرایتہ عزوجل وضع کفہ

نے اپنا دست قدرت میرے دونوں

بین کتفی فوجدت برد

کندھوں کے درمیان دکھا چہاں تک کہ

اناملہ بین ثدی فی فتجلی لی

اس کے پوروں کی سردی اپنی دونوں

کل شئی و عرفت

چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی پس

۵۲

مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان

حدیث یہی حدیث شریف روایت اللہ عزوجل کا ذکر فرماتے ہوئے یہ الفاظ

بھی مروی ہیں۔

فعلت الاولین والآخرین مجھے اولین و آخرین کا علم اور ماکان و

اونی (روایۃ) علم ماکان وما سیکون مایکون کا علم دے دیا گیا۔ ۵۳

ان احادیث سے آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ تو کیا اب یہ مصنف

اپنے وہ ناپاک الفاظ اور گالیاں خود آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں

بھی استعمال کر کے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کرے گا اور احادیث صحیحہ

کو احادیث کاذبہ اور ضلال و باطل قرار دے گا۔ پھر احادیث ہی پر بس نہیں

خود قرآن کریم سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کا علم ثابت

ہو رہا ہے۔

۵۱ مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳

۵۲ ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲

۵۳ تفسیر روح البیان ص ۲۴ مصری جلد ۶



مصنف شہاب ثاقب کا مفسرین پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی ناپاک الفاظ سے حملہ  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ  
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس  
کو بیان سکھایا۔ اے

امام جلیل محی السنۃ علامہ لغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیتہ کریمہ فرماتے ہیں

قال ابن کيسان خلق الانسان

يعني محمدًا صلى الله عليه وسلم

علمه البيان يعني بيان ما كان وما يكون  
لانه كان يبين عن الاولين و

الآخرين وعن يوم الدين

ابن کيسان نے فرمایا کہ اللہ نے انسان  
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

اور انہیں ماکان و مایکون کا بیان سکھا  
دیا کیونکہ وہ اولین و آخرین کو اور قیامت

کے دن کو بیان کرتے ہیں۔ ۲۷

علامہ ناصر الشریعہ علاؤ الدین خازن تفسیر لباب التاویل میں اس آیتہ کریمہ

کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمدًا صلى الله عليه

وسلم علمه البيان يعني بيان ما يكون

وما كان لانه صلى الله عليه

وسلم يبيّن عن خير الاولين و

الآخرين وعن يوم الدين

انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ

فرمایا اور انہیں مایکون اور ماکان کا

بیان تعلیم فرمادیا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم اولین و آخرین اور قیامت کے

دن کی خبر دیتے ہیں۔ ۲۸

علامہ سلیمان بن عمر مجمل اپنی تفسیر الفتوحات الالہیہ میں اس آیت کریمہ کے تحت

میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمدًا صلى الله

عليه وسلم علمه البيان يعني

بيان ما يكون وما كان لانه

انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں

انہیں ماکان و مایکون کا بیان تعلیم کیا

کیونکہ وہ اولین و آخرین اور روز قیامت

﴿معالم التنزیل مصری ص ۲۰۷﴾

۱۷ سورۃ رحمن ج ۲۷ آیت نمبر ۲۰-۲۱

۲۸ تفسیر خازن مصری ص ۲۰۷



کی خبر دیتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم ینبی عن خبر

الأولین والآخرین وعن یوم الدین

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی اپنی تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانه

الانسان الكامل والمراد بالبيان

علم ما کان وما یكون وما هو

کائن۔

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے مراد ماکان و ما یكون کا علم ہے یعنی جو ہو گیا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کا علم دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعلماک ما لم تکن تعلم وکان

فضل اللہ علیک عظیماً

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

تفسیر حسینی میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

وعلماک ودر آموزاينده ست ترا

ما لم تکن تعلم آنچه نہ بودی

کہ بخود بدانی از خفیات امور و

مکتونات ضمائر و در بحر الحقائق میفرماید

آن علم ماکان و ما یكون ست کہ حق

سبحانه در شب اسرا بدار حضرت عطا

فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آردہ ست

کہ در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند

فعلت بها ماکان و ما یكون پس دانستم

آنچه بود و آنچه خواهد بود۔

اور تم کو سکھا دیا ہے وہ جو خود آپ نہیں جانتے تھے پوشیدہ امور اور دلوں کی چھپی ہوئی باتیں۔ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ ماکان و ما یكون کا علم ہے کہ اللہ سبحانہ نے شب معراج میں آنحضرت کو عطا فرمایا جیسا کہ احادیث معراجیہ میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے اس کی وجہ سے ماکان و ما یكون کو جان لیا یعنی جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا سب کو جان لیا۔

۱۲۹۹ء تفسیر ترمذی ص ۲۴

۱۰۸۰ء تفسیر قرآن مجید مطبوعہ تہناتی ص ۱۰۸

۲۵۳ ج ۲ تفسیر جبل معری ص ۲۵۳

۱۱۳۰ء سورة النساء آیت ۱۱۳



ان آیات و تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ما یكون کا علم عطا فرمایا گیا۔ اب مصنف اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں بھی گستاخیاں کرے گا۔ مسلمانو! علحضرت قدس سرہ نے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان و ما یكون مانا یہی علماء ائمت کا مسلک ثابت ہوا۔ اسی کا حدیث شریف سے ثبوت ہوا۔ یہی قرآن کریم سے ثابت ہوا۔ تو یہی تو دین و سنت اور حق و ہدایت ثابت ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہوا اور یہ مصنف اسی کو خلاف دین و سنت اور ضلال و باطل کہہ کر خود حکم رسول کا نافرمان اور مخالف دین اور مشابہ یہود و نصاریٰ ٹھہرا اور احادیث صحیحہ کا تحریف کرنے والا اس کے مقابل اپنے اکابر کی باطل اور جھوٹی باتوں کی تصدیق کرنے والا قرار پایا اور اس کی یہ ساری تقریر ضلال و باطل ثابت ہوئی

## مصنف شہاب ثاقب کا کذب و افتراء یعنی قرآن و حدیث

### کو باطل و ضلال کہنا

پھر مصنف نے غایتہ الامول کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ کے کچھ الفاظ و ناقص جملے شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۵-۱۶-۱۷ میں نقل کر کے علحضرت قبلہ کے لئے یہ کلمات لکھے۔

مجدد بریلوی مثل نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی اوصاف باری عزوجل سے مدح کرتا ہے۔ وہ اہل باطل میں سے ہے۔ اس کے عقائد و کلمات جھوٹ و افتراء اور گمراہی و طغیان ہیں۔ وہ اصحاب ضلال میں سے ہے۔ مجادل ہے کہ خلاف حق پر تعنت جما ہوا ہے اس کے قول کو چھوڑنا اور روندنا ضروری ہے اس کے اقوال قبیل خرافات سے تھے۔ اور التباس و شک کی اندھیری راہیں ہیں مصنف غایتہ الامول نے اس کے اقوال کو باطل کر دیا۔ اور شبہات کو جڑ سے زائل کر دیا۔ اس کا مخالف دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کا مضبوط کرنے والا ہے۔ ملخصاً



**جواب** اعلیٰ حضرت قدس سرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و  
 مایکون کا علم عطائی مانتے ہیں جیسے حضرت قاضی عیاض و علامہ علی قاری و علامہ ابن  
 حجر و شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ علماء کرام مانتے ہیں جس کا ثبوت قرآن  
 و حدیث سے منقول ہوا تو اس مصنف کے نزدیک سب مثل نصاریٰ کے ہوئے  
 مصنف پہلے تو اس کا اعتراف کرے۔ پھر اپنی اس جہالت کا اقرار کرے کہ ماکان  
 و مایکون کا علم جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ اس کا علم ذاتی۔ واجب۔ ازلی۔ سرمدی  
 قدیم۔ حقیقی۔ غیر مخلوق و مقدور و واجب البقا۔ ممتنع التیغیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو جو علم حاصل ہے۔ وہ علم عطائی۔ ممکن۔ حادث۔ مخلوق مقدور۔ جائز الفناء۔ ممکن التیغیر  
 ہے۔ تو حضور کے اس علم کو صفت عز و جل قرار دے دینا کیسی زبردست جہالت  
 ہے کیا مصنف کے نزدیک علم جو صفت باری ہے وہ عطائی۔ ممکن حادث وغیرہ  
 ہے۔ اگر نہیں ہے تو مثل نصاریٰ کہہ دینا افتراء اور فریب نہیں۔ علاوہ بریں جب  
 اعلیٰ حضرت کا یہ اعتقاد تصریحات علماء اور قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہے تو اعلیٰ حضرت  
 کے عقیدہ کو جھوٹ۔ افتراء۔ گمراہی۔ طغیان۔ باطل ضلال کہہ دینا گویا مصنف کا قرآن  
 حدیث کو جھوٹ۔ افتراء۔ گمراہی۔ طغیان باطل ضلال کہنا ہے اور اعلیٰ حضرت کے  
 اس قول کو چھوڑنا اور روندنا ضروری بتانا اور اس کو خرافات اور البتاس و شک کی اندھیری  
 رات ٹھہرانا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو چھوڑنے اور روندنے کی ترغیب دینا اور  
 خرافات و البتاس و شک کی اندھیری رات قرار دینا ہے اور اعلیٰ حضرت کے اس قول کی  
 مخالفت کرنے والے کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کو مضبوط کرنے  
 والا کہنا گویا مصنف کا مخالف قرآن و حدیث کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے  
 شرع کو مضبوط کرنے والا بتانا ہے اور مصنف غایتہ الامول نے جب اعلیٰ حضرت کے  
 اس قول کو باطل کر دیا اور اس شبہ کو جھوٹ سے زائل کر دیا تو گویا مصنف کے نزدیک  
 مصنف غایتہ الامول نے قرآن و حدیث کو باطل کر دیا اور جھوٹ سے زائل کر دیا۔  
 مسلمانو! دیکھو یہ ہے اس مصنف کا عقیدہ اور مذہب کہ اس کا جو حملہ ہوا وہ یا خدا



رسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا یا قرآن و حدیث پر ہوا تو یہ ہے اس کے بہتانِ عظیم و جبل و فریب اور گمراہی و ضلالت کی ننگی تصویر اور اصل حقیقت العیاذ باللہ تعالیٰ۔

## مصنف شہاب ثاقب کے نزدیک قرآن و حدیث خلاف حق اور نامعتبر ہے

پھر مصنف نے غایتہ الامول کے صفحہ ۳۲ و ۳۵ کے کچھ الفاظ اور عبارات شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۹ پر مصدقین کے نقل کر کے اعلیٰ حضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

بریلوی طالب خلاف حق کا ہے۔ ایسے امور میں پڑا ہوا ہے کہ صاحبِ حیا ان کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاوے اور اپنے مقاصد میں پام شمع و تعنت کا قصد کر رہا ہے اور نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے۔ اس کی رائے نہایت ضعیف ہے اپنے وساوس کا متبع ہے۔ ان امور پر عقیدہ کئے ہوئے ہے جس کو شیطان نے سکھایا۔ اس کا استاد و معلم شیطانوں کا سردار ہے۔ مجددِ بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اسے ایسے فرقہ میں داخل مانتے ہیں۔ جن کے اقوال قابلِ اعتبار نہیں انہوں نے حاکم بنایا عقل کو اور تحکیم عقل گمراہی و ضلال ہے۔

جواب اعلیٰ حضرت قبلہ کا یہ عقیدہ کہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ما یون کا علم عطائی حاصل ہے۔ بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے تو اعلیٰ حضرت کے اس عقیدہ کو خلاف حق و ناقابلِ اعتبار بتانا۔ اور نفاقی جھگڑا اور ضعیف رائے و وساوس قرار دے کر اور تحکیم عقل کہہ کر اسے شیطان کا سکھایا ہوا ٹھہرانا اور گمراہی و ضلالت قرار دینا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو خلاف حق و ناقابلِ اعتبار نفاقی جھگڑا ضعیف رائے۔ وساوس حکم عقل بتانا ہے اور رحمانی تعلیم کو شیطانِ تعلیم ٹھہرانا ہے تو اب ہم اس کا فیصلہ ناظرین کی انصاف پسند طبیعت پر چھوڑتے ہیں کہ شیطان اب کس کا معلم استاد ہوا اور کون شیطان سے بڑھا ہوا ثابت ہوا اور صاحب

لے شہاب ثاقب لمحضاً از ص ۱۸ تا ۱۸



جیسا کس کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جائے گا اور کون ریا و سمعہ و تعنت کا قصد کر رہا ہے اور کس کے فرقے کے اقوال قابل اعتبار نہیں۔ پھر اس مصنف کا افتراء یہ ہے کہ ایسے ناپاک الفاظ کی ایسے غلط عقیدہ کی نسبت حضرت علیؑ مدینہ طیبہ کی طرف کر دی اور ذرہ بھر شرم نہ کی اور اپنی طرف سے الفاظ گڑھ کر ان حضرات کی طرف منسوب کر دیئے۔ ہدایہ اللہ تعالیٰ۔

## مصنف کا نواں کذب و افتراء

پھر مصنف نے غایتہ الامول کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے کچھ الفاظ شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۰ میں نقل کر کے اعلیٰ حضرت کی تنقیصِ شان میں یہ الفاظ لکھے۔

مجہد صاحب کو غیبی مناصل گمراہ اہل باطل۔ مبطل قرار دیا اور ان کے قول کو گمراہی اور ظلمت قرار دیا (تبذیر) واضح ہو کہ یہ جو کچھ علماء مدینہ منورہ نے خال صاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین کی شان میں لکھا ہے یہ صرف اسی گفتگو اور اخیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو سید مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالف مجہد صاحب کے احوال کے فوٹو کو لے کر علماء مدینہ کے پاس نہ گیا تھا نہ ان کی تصانیف و خیالات و مظالم براہل حق کو ان کے سامنے پیش کیا تھا۔

جواب مصنف نے یہ تو ظاہر کیا کہ یہ الفاظ مصدقین علماء مدینہ کے ہیں لیکن اس میں فریب یہ ہے کہ ان مصدقین کے نام بنام سے الفاظ نقل نہیں کئے اور کمال بے حیائی یہ کہہ دیا کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیق حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے اگر اس دعوے میں صداقت تھی تو ہر مصدق حسام الحرمین کا نام لکھ کر اس کے الفاظ ظاہر کرتا تو اس کے دعوے کی صداقت ظاہر ہو جاتی۔ مگر مصنف نے یہ بات خوب صاف کر دی کہ مفتی برزنجی صاحب اور مصدقین نے جو الفاظ غایتہ

لہ رشہاب ثاقب ص ۲۰ و ص ۲۱ ملاحظہ



الاموال میں لکھے ہیں وہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی نہ تصانیف و خیالات پر مطلع ہونے کے بعد  
 تحریر ہوئے ہیں نہ کسی مخالف اعلیٰ حضرت کے ان کے حالات سنانے کے بعد لکھے  
 بلکہ صرف وہی الدولۃ الملیّۃ کے سنانے اور مفتی صاحب سے گفتگو کے سبب سے  
 ہیں۔ اور الدولۃ الملیّۃ میں اعلیٰ حضرت نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم  
 غیب عطائی خصوصاً علوم خمسہ اور ماکان و مایکون کا علم ثابت کیا ہے اور اس پر آیات و  
 احادیث و اقوال سلف و خلف پیش کیے ہیں۔ تو گویا مفتی صاحب اور تمام مصدّقین  
 نے اعلیٰ حضرت کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کا علم عطائی اور  
 امور خمسہ کے علوم ثابت کرنے کی بنا پر یہ تمام الفاظ لکھے ہیں تو کیا مفتی صاحب اور یہ  
 مصدّقین ان علماء سلف و خلف کو بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور آیات و  
 احادیث کو بھی ایسے گندے الفاظ لکھ سکتے ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو ثابت ہو  
 گیا کہ یہ سارے الفاظ ان حضرات کے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ یہ سب الفاظ منور علی  
 رامپوری کے ہیں جس نے اس غایت الاموال کو طبع کرایا ہے اور اس کی شان سے  
 کچھ بعید نہیں جیسا ہم اوپر ثابت کر چکے علاوہ بریں مصدّقین حسام الحرمین و دیگر علماء  
 مدینہ منورہ نے خود الدولۃ الملیّۃ کی بھی تصدیقیں فرمائیں اس پر تقریظیں لکھیں۔ تو اس  
 مصنف سے دریافت کرو کہ پھر تو وہ سارے الفاظ جو اعلیٰ حضرت قبلہ کے لئے بقول  
 اس کے انہوں نے لکھے اب تصدیقوں اور تقریظوں کے بعد کیا خود ان پر نہیں لوٹ  
 کرا جائیں گے۔ لہذا اب خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلیٰ حضرت  
 قبلہ کے لئے کوئی ایسا کلمہ ہرگز ہرگز نہیں لکھا۔ ان حضرات پر یہ صریح افتراء ہے۔ میں  
 نے خود مفتی برزنجی صاحب کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شلبی طبرسی  
 سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا جو وقار و  
 عظمت اہل مدینہ نے عموماً اور علماء مدینہ نے خصوصاً کیا یہ شان دیکھنے میں نہیں  
 آئی مصنف صریح جھوٹ بول کر ان واقعات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے پھر مصنف  
 اخیر میں اپنی عداوت قلبی اور خباثت باطنی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔



مجدد بریلوی نے اہل حق کی شان میں افترا پردازی کر کے علماء حرین شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفل السافلین اور مقام سحیثین کے درے کہیں ان کا ٹھکانا نہ ہوتا یہ انعام تو حضار بارگاہ نبوی اور مخصوصین حضرت مصطفوی علیہ السلام سے ان کو بغیر تحریک مخالفین ملا ہے۔ اے

جواب مصنف اس میں یہ کہہ رہا ہے کہ علماء حرین شریفین نے اکابر دیوبند قاسم نانائوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کے جن اقوال کفریہ پر ان کے کافر مرتد ہونے کے فتوے دیئے ہیں۔ جن کو حسام الحرمین میں درج کیا گیا ہے تو ہم اہل دیوبند پر ان فتاویٰ کو دو وجہ سے تسلیم نہیں کرتے وجہ اول تو یہ ہے کہ یہ اقوال کفریہ ہمارے ان اکابر ہی کے نہیں ہیں بلکہ ان اقوال کفریہ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی طرف سے بنا کر اور گڑھ کر ہمارے ان اکابر کی طرف منسوب کر دیا ہے اور ان پر افترا پردازی کی ہے۔

تو مصنف کی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ حاشا وکلاً اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان اکابر علماء دیوبند کے یہ اقوال کفریہ نہ اپنی طرف سے بنائے نہ گڑھے بلکہ ان کے اکابر کی وہ کتابیں جو دیوبندیوں ہی کی چھپوائی ہوئی آج بھی موجود ہیں اور وہ بار بار طبع ہوئیں اور اب بھی طبع ہو رہی ہیں ان کی بلفظہ اصل عبارات کو نقل کیا اور ان کا عربی میں ترجمہ کر کے علماء حرین شریفین کے سامنے پیش کیا۔ لہذا جس کسی کو اصل کتابوں کی عبارات اور اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ عبارتوں اور عربی ترجموں میں مطابقت کرنی منظور ہو وہ گھڑ بیٹھ کر ان میں مطابقت کر لے۔ اور بیچ جھوٹ کا فیصلہ خود اپنے آپ کر لے اور قطعی طور پر یہ طے کر لے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سچے ہیں یا مصنف اور اعلیٰ حضرت افترا پردازی کر رہے ہیں یا مفتریوں کا پیشوا مصنف مفتری ہے۔

ہاں رشید احمد گنگوہی کا وہ فتویٰ جس میں وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل کی عدم تکفیر

اے (از شہاب ثاقب ص ۱۲)



ہے۔ اصل دستخطی مہری فتوے اعلیٰ حضرت کے پاس تھا جس کے بہت سے فتوے اب بھی موجود ہیں اور وہ طبع بھی ہو چکا ہے اور جس کی تائید میں اور بھی وہابیہ کی عبارات مطبوعہ موجود ہیں۔ اس کا انکار بھی کوئی وہابی نہیں کر سکتا۔ باقی تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان بکثرت ہزار ہا کی تعداد میں اب بھی موجود ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت اور سچائی کو مصنف کا افتراء پر داز کہنا خود مصنف کا کذب صریح اور زبردست افتراء ہے شرم نہیں آتی کہ خود تو صریح افتراء پر داز کرتا ہے اور دوسروں کو افتراء پر داز کہتا ہے لہذا مصنف کی یہ وجہ اول بالکل غلط سراسر باطل ہے اور ان اکابر دیوبند کے یہ وہ اقوال کفریہ ہیں جو ان کی کتابوں میں آج بھی بعینہ و بلفصل مطبوعہ موجود ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کے ان پر کفر و ارتداد کے فتاوے صحیح و حق ثابت ہو گئے۔

مصنف کی وجہ دوم یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے ان اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتاووں کو صرف حسام الحرمین ہی میں اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں ہی نے بریلی میں طبع کیا ہے اس لئے ہمیں اس کا اعتبار نہیں ہے اسی بنا پر ہم ان فتاوؤں کو حق و صحیح نہیں مانتے اور اپنے اکابر کو کافر و مرتد نہیں کہتے۔ ہاں ان کو اگر کوئی ہمالا معتبر شخص طبع کرانا تو ہم ان فتاوؤں کو صحیح و حق مان لیتے۔ تو مصنف کی اس وجہ دوم کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ بات صحیح ہے اور اس میں کچھ شتمہ بھر بھی صداقت ہے کہ تم علماء حرمین شریفین کے اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتاوے اگر علاوہ حسام الحرمین کے کسی اور کتاب میں دکھا دیئے جائیں اور وہ کتاب بھی دیوبندیوں کے نزدیک معتبر مستند ہو اور اس کتاب کے طبع کرانے والے اور شائع کرنے والے بھی دیوبندی عقیدہ کے شخص ہوں اور وہ شخص بھی دیوبندیوں کا معتد و مستند شخص ہو تو دیوبندی خیال کے علماء اور خود مصنف بھی ان فتاوؤں کو حق و صحیح مان لیں گے۔ تو مصنف اور اس کی تمام دیوبندی قوم خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ تمہارے مذہب کی وہ معتبر کتاب غایتہ المامول جس کے لفظ لفظ پر مصنف



کا ایمان ہے جس کے حرفِ حرف پر دیوبندی قوم کو اعتماد ہے جس کو سند بنا کر مصنف اسی شہابِ ثاقب میں پیش کر رہا ہے۔ جس کو معتقد و مستند جان کر یہ مصنف اس کے حوالے دے رہا ہے۔ پھر اس کا طبع کرانے والا بھی وہ دیوبندیوں کا پیشوا مولوی منور علی رامپوری ہے جس کا ذکر خود مصنف نے اسی شہابِ ثاقب میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

مفتی برزنجی صاحب نے اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ سالہ (غایتہ الامول) اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجھ و صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منور علی صاحب اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امروز فردا میں اب تک ڈالے رکھا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے۔

تو اسی دیوبندیوں کی معتبر و معتد و مستند کتاب غایتہ الامول فی تہمتہ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول طبع کنائندہ مولوی منور علی رامپوری مطبوعہ سعیدی رامپور ۳

ورد الی المدینۃ المنورۃ رجل  
من علماء الہند یدع احمد رضا  
خان فلما اجتمع بی الخیرنی اولایان  
فی الہند اناسا من اهل الکفر و  
الضلال منہم غلام احمد القایانی  
فانہ یدعی مماثلۃ المسیح والوحی  
الیہ والنبوۃ ومنہم الفرقة المسماة  
بالامیریۃ والفرقة المسماة  
بالتذیریۃ والفرقة المسماة  
بالقاسمیۃ یدعون انہ  
لو فرض فی زمنہ صلی اللہ

ہندوستان کے علماء میں سے ایک  
صاحب جن کو احمد رضا خاں کہا جاتا  
ہے۔ مدینہ منورہ آئے تو جب وہ مجھ  
سے ملے تو پہلے مجھے خبر دی کہ ہندوستان  
میں کچھ لوگ کافر و گمراہ ہیں انہیں میں  
سے غلام احمد قادیانی ہے کہ وہ مسیح  
علیہ السلام کے مثل ہونے اور اپنی  
طرف وحی آنے اور نبی ہونے کا دعویٰ  
کرتا ہے اور انہیں میں سے وہ طائفہ  
جس کا نام فرقہ امیریہ ہے اور وہ طائفہ

۳ شہابِ ثاقب ص ۳



کی یہ تدبیر نکالی کہ مکہ مکرمہ کے علماء پر تو تمہارا کوئی مکر و فریب چلے گا نہیں کہ وہاں پر اعلیٰ حضرت کا دو ماہ سے زائد قیام رہا ہے اور ان کے مشکل سوالات پر اعلیٰ حضرت نے بے تکلف قلم اٹھا کر وہ محققانہ جوابات لکھ دیئے ہیں۔ جن کو دیکھ کر وہ سب علماء دنگ ہو کر رہ گئے اور ان کے تبحر علمی اور فضل موہبی کے خطبے پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر اعلیٰ حضرت کے مرید و شاگرد ہو گئے اور سندیں حاصل کیں۔ ہاں تمہارا مکر و کید و جل و فریب بعض علماء مدینہ پر چل جائے گا۔ اور خصوصاً مفتی شافعیہ علامہ برزنجی جو نابینا بھی ہو چکے ہیں تو تم اپنی افترا کی مشین اور کذب کی ایجنسی سے مفتی صاحب پر پیٹ بھر کر جھوٹ بولو۔ دل کھول کر افتراؤں بہتان کرو اور جناب منور علی رامپوری کو افترا کی مشین کا مالک و مختار اور کذب کی ایجنسی کا ذمہ دار بناؤ۔ جناب حسین احمد صاحب (جو مصنف شہاب ثاقب ہیں) کو اس مشین اور ایجنسی کا ٹھیکہ دار تجویز کرو۔ لہذا منور علی صاحب اپنے سارے سامان کذب و افترا کی لوٹ باندھ کر مدینہ طیبہ پہنچے اور جناب حسین احمد صاحب فیض آبادی کا اس وقت وہاں عارضی طور پر قیام تھا ان سے ملے اور ان پر اپنی کلیٹی کی ساری کارروائی کے راز ظاہر کئے۔ تو یہ فیض آبادی صاحب اپنے عہدہ ٹھیکیداری پر خوش ہو کر اچھلے اور وہاں کے واقعات بالکل محو کر کے منہ سے اگلے۔

## مصنف شہاب ثاقب کا دو کرا فریب

پھر ان دونوں نے حضرت مفتی صاحب سے رسالہ غایتہ الامول کا اصل مسودہ حاصل کیا اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ حضرت ہم اس کا مبیضہ کر کے ہندوستان میں طبع کرائیں گے وہ اپنی ظاہری نابینائی کی وجہ سے معذور تھے انہوں نے اعتماد فرما کر انہیں یہ رسالہ دے دیا۔ پھر کیا تھا ان کی منہ مانگی مراد مل گئی۔ دلی مقصد حاصل ہو گیا۔ یہ اس رسالے کو بے کمرہ ہندوستان بھاگے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب ہمارے اکابر اور ہم خدا و رسول پر کذب و افترا کرنے سے نہیں ڈرتے تو اب ان مفتی برزنجی پر کذب و افترا کرتے



ہوئے کیسا شرم و خیا کرتے ہ پھر کیا تھا کہ انہوں نے اس کو اپنی افترا کی مشین اور کذب کی ایجنسی میں ڈھال لیا اور اس میں دل کھول کر افترا کیا پیٹ بھر کر جھوٹ بولا جو چاہا کم کر دیا جو چاہا زائد کر دیا اور پھر ہندوستان ہی میں اس من گھڑت رسالہ کو بحال بھیجائی حضرت مفتی برزنجی صاحب ہی کے نام سے چھاپ دیا یہ اس رسالہ غایتہ الامول کی حقیقت ہے کہ وہ بالکل ساختہ پر داختہ تو انہیں دونوں کا ہے اور براہ قریب حضرت مفتی صاحب کی اس کو تصنیف ظاہر کر دیا۔ اس چیز کا اجمالی طور پر نہایت کترانے اور پختے ہوئے الفاظ میں ذرا سا اعتراف خود مصنف نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ شہابِ ثاقب میں ہے۔

## مصنف شہابِ ثاقب کا تیسرا فریب

وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدد صاحب کے ہموطن لوگ مولوی منور علی صاحب اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امر و زفر دایں اب تک ڈالے رکھا۔ اب مولوی موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے۔

جو اب مسلمانو! یہ مولوی منور علی وہی کاذب و مفتری ہے جس نے رسالہ سیف النقی لکھا ہے جس کے افترا و بہتان کے پانچ نمبر ابتدا میں ہم نے پیش کیے کہ اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ جس کی طرف سے جو چاہے کتاب بنا لے۔ اس کا نام تراش لے اس کا مطبع گڑھ لے۔ اس میں اپنے مفید مطلب عبارتیں بنا کر لکھ دے مصنف کی مہر بالکل اپنی طرف سے بنا ڈالے۔ اس شخص کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ انتہائی افترا کرتے ہوئے جہاں نہیں معلوم ہوتی تو ایسے شخص کے اہتمام سے چھپوائی ہوئی کتاب غایتہ الامول کا کون اعتبار کرے اس کی کسی بات پر کس طرح اعتماد ہو اس کا کوئی قول کیسے قابل استناد ہو مصنف نے ایسی ناپاک کتاب پر اعتماد کر کے اور



اس کے اقوال کو سند بنا کر مسلمانوں کو حقیقتہً فریب دیا اور اپنے عناد دلی اور فساد قلبی کا ثبوت دیا۔

## مصنف کا علماء حرمین پر حملہ

بالجملہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں اپنی تقریظوں میں جو جو تعریف کے الفاظ لکھے ہیں وہ مصنف کے نزدیک بھی انہیں حضرات کے الفاظ ہیں لیکن وہ ان الفاظ کے لیے اپنی عداوت سے یہ کہتا ہے کہ انہوں نے بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کی بنا پر لکھ دیئے ہیں تو گویا اس کے نزدیک یہ سب الفاظ کذب اور جھوٹ قرار پائے اور یہ وہ مدح ہوتی جو شرعاً مذموم ہے تو مصنف کی نظر میں علماء حرمین شریفین کی یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لاعلمی میں کسی کی مدح کر دیتے ہیں۔ اسی کو ان کا حسن اخلاق کہہ کر حقیقتہً وہ ان کی ہجو ملح کر رہا ہے اور خود اپنے قلبی عناد کا ان الفاظ میں اظہار کر رہا ہے کہ مجدد صاحب ان الفاظ کے مستحق نہیں تھے۔ تو گویا اس کے نزدیک علماء حرمین ان الفاظ کو غیر مستحق کے لئے لکھ کر مدح مذموم کے مرتکب ہوئے لہذا اس نے علماء حرمین پر یہ سخت ناپاک حملہ کیا اور انہیں گہنگار ٹھہرایا۔

ایجاد باللہ تعالیٰ شہاب ثاقب میں ہے۔

## مصنف شہاب ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور جہالت

اب خیال فرمائیے کہ جن کی (یعنی مفتی برزنجی صاحب کی نسبت مجدد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور ان کی تقریظ کو الکلم العلیہ سے یاد کرتے ہیں وہ خود بھی ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں۔

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضرت مفتی صاحب کی شان میں جو جو الفاظ لکھے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ فی الواقع ان الفاظ کے مستحق ہیں لیکن کسی فرعی مسئلہ میں

۱۔ شہاب ثاقب ص ۲



ایک عالم کا اپنے مسلک کی تائید میں کسی سائل کا لکھ دینا دوسرے کے فضل و کمال کے منافی نہیں ہے۔ علماءِ حق میں فروعی مسائل میں بجز اختلافات ہوتے ہی رہے ہیں۔ خود ہمارے ائمہ میں فروعی مسائل کے اندر اختلافات رہے اور ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں تصنیفات کی ہیں اور قولِ مخالف کا رد بھی کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے اس رو سے دوسرے کے علم و فضل کی منقصدت پر کبھی کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔ یہ ناپاک اور گندی ذہنیت اسی مصنف کی ہے۔ پھر مصنف اسی غایتہ المامول کے صفحہ ۳ کی سطر ۴- اور ص ۲۰ سے نمبر (۱) و (۲) میں صرف احمد رضا خاں سے یہ استدلال کرتا ہے۔

## غایتہ المامول کی پہلی تحریف

دیکھئے یہاں پر کس طرح حقارت سے عوام کے اسماء کی طرح میاں خاں صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انہیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رہتے جو اولاً علماءِ حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور الفاظِ تعظیمی استعمال کئے جاتے۔ لے

جواب حضرت مفتی بزرگ صاحب کی حسام الحرمین کی وہ تقریظ جس کو خود مصنف نے بھی شہابِ ثاقب کے اسی صفحہ ۲ پر ان کی تقریظ تسلیم کی ہے اسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کیلئے یہ تعریف کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔

العلامة الخیر والعلم الشہیر  
ذوالتحقیق والتحریر والتدقیق و  
التجیر عالم اهل السنة والجماعة  
جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی  
ادام اللہ توفیقہ وارتفاعہ  
علامة کمال ماہر مشہود مشہر صاحب تحقیق و  
بینقح و تدقیق و تزیین عالم اہلسنت و  
جماعت جناب حضرت احمد رضا خاں  
بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی توفیق و بلندی  
ہمیشہ رکھے۔ لے



تو جس مفتی نے ایسے تعریف کے الفاظ تحریر فرمائے اس سے کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کا صرف نام ہی لکھے۔ مگر یہ درحقیقت منوڈ علی رامپوری کی تحریف و شرارت ہے کہ غایتہ المامول سے تعریف کے الفاظ ہی نکال ڈالے کہ انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں اس کو لکھ ہی مارا اور غلط استدلال کر ہی لیا۔ لہذا خود مصنف اپنے مونہہ پر ہی تھوک لے کہ اس نے کہاں تو علماء حرمین کا یہ حسن اخلاق قرار دیا تھا اب وہ اس کو کن الفاظ سے تعبیر کرے گا اور مفتی صاحب کو بد خلق ٹھہرائے گا یا نہیں۔ پھر یہ مصنف غایتہ المامول کی عبارت اور ترجمہ اور اپنی عداوت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

## غایتہ المامول کی دوسری تحریف اور قابل بریلوی پر افتراء

ولم یقل بخصولہا الغیورہ تعالیٰ احد من امة الدین  
 فلم یرجع عن ذلك واصر وعاند یعنی لا اور نہ کہا ان  
 معلومات غیر متناہیہ کے حاصل ہونے کو غیر خدا تعالیٰ کے لئے کسی  
 نے بھی دین کے اماموں میں سے پس رجوع نہ کیا احمد صنانے اس سے  
 اور اصرار کیا اور عناد کیا، اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علما  
 مدینہ منورہ کے نزدیک دجال بریلوی تمام علماء دین و ائمہ شرع متین  
 کا مخالف ہے اور باوجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے  
 خیال باطل پر اصرار کرتا ہے اور معاندین حق میں سے ہے حضرات  
 ذرا غور فرمائیں کہ یہ الفاظ مجدد بریلوی کے کس شان اور کس مرتبت  
 پر دلالت کرتے ہیں۔

جواب اس غایتہ المامول کے جواب میں ایک مستقل رسالہ :-

لے شہاب ثاقب ص ۳



حاسم المفتری علی سید البری موجود ہے جس میں اس کی ہر ایک بات کا مفصل جواب ہے اور اس کتاب کے دجل و فریب، کذب و افترا کو خوب اچھی طرح دیکھا گیا ہے اور یہ بات ظاہر کر دی گئی ہے کہ وہابیہ نے مفتی صاحب کے رسالہ کو بہت تحریف کر کے چھاپا ہے۔ چنانچہ مصنف کی اسی پیش کردہ عبارت ہی کا امتحان کر لیجئے اور دیکھ لیجئے کہ یہ غایتہ المامول کس قدر افترا کرتی ہے کیسا صریح جھوٹ بولتی ہے۔ غایتہ المامول بقول مصنف بلکہ بنجیال فرقہ وہابیہ رسالہ الدولة المکیة میں اعلیٰ حضرت قبلہ تو یہ تحریر فرماتے ہیں۔

اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم ان واحد میں غیر متناسبی کا احاطہ نہیں کرتا تو علم مخلوق جو بالفصل حاصل ہوا اگرچہ کثیر ہو جائے وہ صرف متناسبی ہوگا۔

اور اس میں ہے، ہم نے اس بات پر دلائل قاطعہ قائم کر دیئے کہ علم مخلوق کا تمام معلومات الہیہ کو احاطہ کرنا از روئے عقل و نقل محال ہے۔

اور اس میں ہے، بیشک ہم ہرگز اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معلومات الہی کا احاطہ کر لیا کہ یہ امر مخلوق کیلئے محال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے کہا۔

ومعلوم ان علم المخلوق لا یحیط فی ان واحد بغیر المتناهی فعلم المخلوق الحاصل بالفعل وان کثر لا یكون قط الا متناهی

وفیہا ایضاً، وقد اثبتنا الدلائل القاطعہ علی ان احاطة علم المخلوق بجميع المعلومات الالهية محال قطعاً عقلاً وسمعاً

وفیہا ایضاً، فاننا لا ندعی انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط بجميع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق كما قد منا

۱۔ الدولة المکیة ص ۹

۲۔ الدولة المکیة ص ۱۰

۳۔ الدولة المکیة ص ۲۶



(اور دولتہ الملکیہ کے حاشیہ میں ہے)  
بیشک علم مخلوق غیر متناہی بالفعل کا احاطہ  
نہیں کرتا۔ لہ

(اور اسی میں ہے) بیشک علم مخلوق امور  
غیر متناہیہ بالفعل میں سے کسی چیز کا احاطہ  
نہیں کرتا اور تیرے لئے ظاہر ہو گیا اس  
شخص کا جھوٹ جس نے مجھ پر اس بات  
کا افترا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ  
علمی سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات  
کے سوا اور کوئی شے مستثنیٰ نہیں ہے۔

(و فی حاشیہا، ان علم المخلوق لا  
یحیط بغیر المتناہی بالفعل

(و فیہا ایضاً، ان علم المخلوق لا  
یحیط بشئی من الامور الغیر  
المتناہیۃ بالفعل یظہرک  
کذب من افتروا علی القول  
بان احاطۃ علمہ صلی اللہ علیہ  
وسلم لا یتثنیٰ منہ شئی غیر ذاتہ  
تعالیٰ و صفاتہ۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو ایک جگہ نہیں بلکہ چند  
مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ علم مخلوق صرف  
امور متناہیہ کو محیط ہو سکتا ہے اور عقلاً و نقلاً محال ہے کہ علم مخلوق امور غیر متناہیہ معلوماً  
الہیہ کا احاطہ کر سکے کہ امور غیر متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ  
خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا یہ دعوے نہیں کہ تمام امور غیر متناہیہ  
و معلومات الہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف علوم ذات و صفات اس سے مستثنیٰ ہیں  
بلکہ یہ بات محال ہے۔ لہذا اب مصنف غایتہ الامول اور اس مصنف کا باوجود  
تصریحات کے یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے الدولۃ الملکیہ میں حضور علیہ السلام کے لئے تمام  
معلومات غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا کیا جیسا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان نہیں ہے  
پھر اس افترا پر بھی صبر نہ آیا بلکہ مصنف کی مزید جرات ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت علماء مدینہ منورہ  
اور تمام علماء دین و ائمہ شرع متین کے مخالف ہیں اور خیالی باطل پر مصر اور معاند حق ہیں  
تو کیا اس کا یہ دوسرا افترا نہیں ہے بلکہ اس نے یہ افترا صرف اعلیٰ حضرت قبلہ ہی پر نہیں

لہ از حاشیہ الدولۃ الملکیہ ص ۵

لہ از حاشیہ الدولۃ الملکیہ ص ۱۱



کیا تمام علماء اور ائمہ دین پر کیا اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کیسی شرمناک سعی اور ناپاک کوشش کی۔

مسلمانو! یہ ہے اس رسالہ غایتہ المامول کا کذب و افتراء تو کیا یہ کتاب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی بعینہ ہو سکتی ہے۔ عاشر لفظ لہذا اب ثابت ہو گیا کہ اس کتاب میں منور علی صاحب نے تحریف کی ہے اور یہ مصنف بھی اس تحریف میں شامل ہے۔ جبھی تو نہایت دیدہ دلیری سے اس کی عبارتیں پیش کر رہا ہے۔ پھر مصنف نے اسی غایتہ المامول کے صفحہ ۴ کی اور صفحہ ۵ کی سطور کی عبارت کے چند ناقص جملے نقل کر کے یہ نتائج نکالے جو شہاب ثاقب کے صفحہ ۳، ۴ پر ہیں۔

## مصنف کا علحضرت فاضل بریلوی پر افتراء

مجدد بریلوی کی تحریرات و عقائد از قبیل گمان ہیں اور وہ بھی غلط اور مح اس کے یہ شخص قرآن کی تفسیر پر جرمی ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہو جاتا ہے تو کافر ہو گیا ٹھکانا بنا ليو سے اپنا دوزخ میں۔ یہ اہل بطلان میں سے ہے۔ ان کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔ لے

جواب غایتہ المامول کی یہ عبارات تو اعلحضرت قبلہ پر اس وقت چسپاں ہوئیں جب وہ معلومات غیر متناہیہ کا علم کسی مخلوق کے لئے ثابت مانتے اور جب وہ اس کو شرعاً و عقلاً محال فرما رہے ہیں تو اعلحضرت کا یہ دعویٰ اور اس پر جو استدلالات ہیں وہی مفتی صاحب کا دعویٰ اور استدلال قرار پائے بلکہ ایک مفتی صاحب ہی کیا ساری امت کا یہی دعویٰ ہے تو اعلحضرت قبلہ کی اس تحریر و عقیدہ کو از قبیل گمان اور غلط کہنا اور اسی بنا پر انہیں اہل باطل قرار دینا اور ان کے دلائل کو منقوض اور غیر صحیح ٹھہرانا گویا تمام امت کے عقیدہ کو گمان کہنا اور غلط ٹھہرانا ہے اور اسلامی دلائل کو منقوض اور غیر صحیح قرار دینا ہے اور تمام اہل اسلام کو اہل بطلان ثابت کرنا ہے۔ مصنف اس پردہ میں اپنے اصل مذہب کو بیان کر گیا کہ مصنف اور اس



کے اکابر کے نزدیک وہابی جماعت اور دیوبندی قوم کے سوا ساری امت مشرک اور بدعتی اور اہل باطل و گمراہ ہے۔ اب باقی رہا مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ افترا کہ وہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور بلا دلیل تفسیر پر جری ہیں۔ یہ منجملہ ان کی گالیوں کے ایک گالی ہے۔ ورنہ اعلیٰ حضرت کی صد ہا تصنیفات ہیں۔ جو ملک میں عام طور پر شائع ہیں۔ لیکن آج تک کسی دیوبندی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ کسی ایک آیت کے متعلق یہ ثابت کرتا کہ اعلیٰ حضرت نے فلاں آیت میں تفسیر بالرائے کی ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تا قیامت کسی فرزند دیوبند میں یہ ہمت ہو سکتی ہے۔

مصنف کو ہم بتائیں کہ تفسیر بالرائے کرنے پر جری آپ ہی کا دادا استاد قاسم نانوتوی ہے جس نے تحذیر الناس میں آیہ کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین الایہ میں خاتم النبیین کی تفسیر بالرائے کی اور تمام علماء دین فقہاء و متکلمین مفسرین و محدثین۔ بلکہ صحابہ و تابعین۔ بلکہ خود رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین کی تفاسیر کی مخالفت کی۔ جس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔ اور یہ بات ثابت کر دی جائے گی۔ تو کیا مصنف اپنی ان پیش کردہ احادیث کی بنا پر نانوتوی صاحب کو بھی کافر اور دوزخی کہنے کو تیار ہیں۔ یا یہ سارا غیظ و غضب صرف اعلیٰ حضرت قبلہ ہی پر ہے۔ پھر مصنف نے غایتہ الامول کے صفحہ ۱۰-۱۵-۱۸ کی عبارات نقل کر کے اعلیٰ حضرت قبلہ کے متعلق یہ سو قیانہ الفاظ اور گالیاں دیں جو شہاب ثاقب کے صفحہ ۶ پر ہیں۔

## مصنف کا علمائے مدینہ پر افتراء

اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ متورہ کے نزدیک دلائل بریلویہ ضعیف ضعیف شبہے ہیں۔ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجال اور مخرب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مسلمانوں کو حیرت میں ڈالنے والے اور دین کی مضبوط ریٹوں کو کھول ڈالنے والے اور فساد



عظیم پر پہنچانے والے باطل ہیں۔ اے

جواب مصنف کا علماء مدینہ پر یہ افتراء ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلیٰ حضرت  
قدس سرہ کو جن تعریف کے الفاظ سے نوازا ان کو تو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ان کے  
علاوہ بعض کے مزید الفاظ اسی حسام الحرمین کی تقریظوں سے نقل کرتے ہیں۔ جن  
کو مصنف بھی صحیح مانتا ہے۔ حضرت مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس فرماتے ہیں

تو اللہ سے را علیٰ حضرت بریلوی کو اپنے  
بنی اور دین اور مسلمانوں کی طرف سے  
سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اور اس  
کی عمر میں برکت دے یہاں تک کہ اس  
کے سبب بد بخت گمراہوں کے سب  
شعبے مٹا دے اور امت میں اس جیسے  
اور اس کی مانند اور اس کے شبیہ بکثرت  
پیدا کرے۔ اے

فجزاه الله عن نبیه و دینہ  
و المسلمین خیر الجزاء و بارک  
فی حیاته حتی یزیح به شبه  
اهل الضلالة الاشیاء  
و اکثر فی الامۃ المحمدیۃ  
امثاله و اشباهه و  
اشکاله

اور فاضل جلیل حضرت مولانا محمد بن احمد عمری اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی کو اپنے دین  
اور نبی کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے  
اور اسلام و مسلمین کی طرف سے سب سے  
زیادہ کامل پیمانے سے اس کا ثواب پورا  
کرے وہ ہمیشہ رہے اسلام میں ایک حصین  
حصین جس سے عسکی و ترمی والے  
ہدایت پائیں۔ اے

فجزاه الله ربہ عن نبیه  
و دینہ احسن الجزاء و وفاه  
اجرہ عن الاسلام و اہلہ  
بالمکیال الاوفی شعر  
و لا زال فی الاسلام فخر  
امثیدا بہ بیعتدی فی البرو  
البحر من یسرے

۲ حسام الحرمین ص ۱۸۶

۱ شہاب ثاقب ص ۶

۳ حسام الحرمین ص ۲۰۰



اسی طرح علماء مدینہ منورہ کے نزدیک اعلیٰ حضرت کے دلائل قوی و حق ہیں اور ظاہر و روشن ہیں چنانچہ فاضل کامل مولانا سید محمد بن محمد مدنی فرماتے ہیں۔

ان قوله حق وادلتہ المرسومة  
صدق فيجب على كل  
مسلم العمل بمقتضاها۔  
اعلیٰ حضرت بریلوی کا قول سچا ہے اور اس  
کی لکھی ہوئی دلیلیں حق ہیں تو ہر مسلمان  
پر واجب ہے کہ انہیں دلائل کے حکم  
پر عمل کریں۔ یہ

لہذا ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے مصنف کا علماء مدینہ کی طرف یہ  
نسبت کرنا کہ وہ اعلیٰ حضرت قبلہ کو اعلیٰ درجہ کا دجال اور مخرّب دین اور دین کی مضبوطیوں  
کا کھول ڈالنے والا اور فسادِ عظیم پر پہنچا نیوالا وغیرہ کہتے ہیں صریح افترا و بہتان نہیں تو  
اور کیا ہے کہ ان کے اخلاق و صداقت سے ایسے الفاظ کا نکلنا ممکن نہیں۔

اب باقی رہا مصنف غایتہ الاماموں کا اعلیٰ حضرت قبلہ کی تقسیم علم پر یہ کہنا کہ اگرچہ یہ  
فی نفسہا صحیح بھی ہو لیکن وہ تدقیقاتِ فلسفہ میں سے ہیں جن کو علماء شرع اور اصحاب  
عقول سلیمہ معانی کتاب و سنت کے سمجھنے میں اعتبار نہیں کرتے ہیں اور اس میں  
واقع کرنا ہے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں اور کھول ڈالنا ہے۔ دین کی مضبوطیوں  
کو اور نہیں پوشیدہ ہے جو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد سے اور جو چیزیں اس  
تک پہنچانے والی ہوں وہ باطل ہیں۔ ۲

اور خود اسی رسالہ غایتہ الاماموں کے صفحہ ۲۷ میں حضرت امام اجل ابو زکریا نووی  
اور امام ابن حجر مکی کی تصریحات نقل کی ہیں۔

ان المنفی عن الخلق هو لعلم  
الاستقلال والعلم المحيط الكلي  
توان اماموں نے علم کی تقسیم کی تو گویا مصنف غایتہ الاماموں کے نزدیک یہ ہر دو امام نہ علماً  
یعنی آیات نفی علم غیب میں علم استقلال  
اور علم محیط کلی کی نفی کی گئی ہے۔ ۳

۳ شہاب ثاقب ۵ (۶۹ مختصاً)

۲ از حساب الحرمین ص ۲۰۸

۳ غایتہ الاماموں ص ۲



شریعت سے ہوئے نہ اصحابِ عقولِ سلیمہ سے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں واقع کیا اور دین کی مضبوط ریٹوں کو کھول ڈالا اور یہ فسادِ عظیم پر پہنچانے والے باطل ہیں۔ تو اب اس مصنفِ غایتہ المامول اور مصنفِ شہابِ ثاقب سے دریا کر و کہ تم نے یہ ناپاک الفاظ فقط اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی ہی کی شان میں نہیں بکے بلکہ امام ابو زکریا نووی اور علامہ ابن حجر مکی کی شانوں میں بھی کہہ کر اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کیا۔ پھر مصنف نے غایتہ المامول کے صفحہ ۹ کی ایک طویل عبارت نقل کی جس میں مفسر کے لئے پندرہ علوم کی جامعیت کا مفصل ذکر ہے اس سے اعلیٰ حضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

## مصنفِ شہابِ ثاقب کا عجیب دھوکہ

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تقریباتِ حسام الحرمین میں مجددِ بریلوی کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق ہیں قابلِ اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شرط ہرگز موجود نہیں پس امام اور مجددِ دین کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تفسیر ہی مردود ہے۔

جواب مصنف نے اس عبارت میں پھر دوبارہ یہ اعتراف کیا کہ حسام الحرمین کی تقریظوں میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی جو تعریفیں ہیں وہ فی الواقع علما حرمین شریفین ہی کی ہیں حقیقتاً اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور مسلمانوں! جب مصنف جیسا شخص اس کا انکار نہ کر سکا تو اس کا اب یا آئندہ اور کون انکار کر سکتا ہے پھر خود ہی اس مصنف کو اس اعتراف کے بعد یہ خیال آیا کہ ہمارا یہ اعتراف تو خود اپنے ہی اوپر اقبالی ڈگری کرالینی ہے کہ ان کے متبعین ہماری اس بات کو سند بنا کر دنیا بھر میں اعلیٰ حضرت کی تعریفوں کے خطبے پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ایک یہی وہ ذات ہے جو شیخ الاسلام اور امام المسلمین اور مجدد مائتہ حاضرہ ہے اور جس کی تعریفیں ہندوستان، عراق، شام ہی کے علماء نہیں بلکہ حرمین الشریفین

لے شہابِ ثاقب ص ۹



کے علماء بھی کرتے ہیں۔ اس بات کا مخالفین کو بھی اعتراف و اقرار ہے تو اس اعتراف کو اس طرح انکار سے بدلو اور اس کی اتنی تاویل تو کر ہی لو کہ علماء حرمین نے اعلیٰ حضرت قبلہ کی جو تعریفیں کی ہیں وہ محض اپنے حسن اخلاق سے کر دی ہیں وہ خود اس قابل تو نہیں تھے کہ ان کی ایسی تعریفیں کی جاتیں۔ پھر مصنف کو خطرہ گذرا کہ صرف ہماری اس تاویل سے لوگ اعلیٰ حضرت بریلوی سے منحرف نہ ہوں گے اور ہم سے یوں کہیں گے کہ جس شخص کی علماء حرمین اپنے حسن اخلاق سے تعریف کرتے ہیں تم بھی حسن اخلاق ہی سے ان کی تعریف کرو تو پھر ہم سے کوئی بات بنائے نہیں بنے گی تو اب اس پہلی حسن اخلاق والی تاویل ہی کا ذکر چھوڑ دو اور اب صرف یہ بات کہو کہ علماء حرمین نے اعلیٰ حضرت کی جو تعریفیں کیں تھیں وہ سب قبل از تحقیق تھیں جو ناقابل اعتبار ہیں۔ تو مصنف کا یہ صریح کذب و فریب ہے ہم نے پہلے اس کو واضح کر دیا ہے کہ علماء حرمین تشریف اعلیٰ حضرت سے خوب اچھی طرح واقف تھے کہ اپنے مشکل مسائل اور لاینحل عقدے انہوں نے اعلیٰ حضرت سے حل کروائے تو ان کے تبحر علمی کی تحقیق کے بعد ہی تو بعض علماء حرمین نے اعلیٰ حضرت سے بیعتیں کیں اور سندیں لیں لہذا مصنف کا علماء حرمین پر افترا ہے کہ انہوں نے قبل از تحقیق تعریفیں کیں۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ دعویٰ کہ اعلیٰ حضرت میں شروط تفسیر موجود نہیں تو مصنف کے نزدیک اگر قاسم نانوتوی اور اسماعیل دہلوی میں شروط تفسیر موجود ہیں تو اعلیٰ حضرت قبلہ میں بدرجہ اولیٰ موجود ہیں اور اگر ان دونوں میں شروط تفسیر موجود نہیں ہیں۔ تو نا تو توئی اس کے نزدیک شمس الاسلام و المسلمین حجۃ اللہ علی العالمین اور دہلوی امام و متقدم اکتسے ہو گئے اور ان کی مردود تفسیریں کس طرح حق اور ایمان ٹھہرائیں اور اعلیٰ حضرت قبلہ تو کوئی تفسیر بالرائے فرماتے ہی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ اقوال مفسرین ہی کو نقل فرمایا کرتے ہیں مصنف میں اگر کچھ ہمت ہو تو اس باطل دعوے کے ثبوت میں ان کا کوئی ایسا قول یا ایسی تفسیر نقل کر کے اپنی بات کی سچائی ظاہر کرے۔ پھر مصنف نے شہاب ناقب صنا سے صدائے غایتہ الامول سے علوم خمس اور علم قیامت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے



حاصل نہ ہونے کی عبارات نقل کیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ چونکہ ان علوم خمس کا حضور  
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اثبات فرماتے ہیں تو انہیں مصنف نے یہ الفاظ لکھے۔

اس میں بریلوی کو غالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ کہ حدود شرع سے تجاوز  
کیے ہوں۔ کھلم کھلا جھوٹ بولا بعض ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے  
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ پس  
تحریف کی اس نے یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف۔

## اکابرین امت کی شان میں ادبی اور گستاخی

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علوم خمس کا  
اثبات کیا تو اس مصنف نے بلکہ مصنف غایتہ الامول نے اعلیٰ حضرت قبلہ کو نہایت  
منہ کھول کر غالی۔ حدود شرع سے متجاوز کھلم کھلا جھوٹا۔ تحریف کرنے والا۔ بہت بڑی  
جہالت والا کہہ دیا۔ لیکن انہوں نے یہ خود نہ دیکھا کہ اس کے قائل اور مثبت اکابر  
امت سے کون کون حضرات ہیں۔ مصنف شہاب ثاقب کے نزدیک شیخ احمد صاوی  
غالی۔ متجاوز عن الشرع کاذب۔ محرف۔ جاہل ہیں۔ یہ ہر دو مصنف کان کھول کر نہیں  
حضرت عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں زیر آیت قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا  
عِنْدَ اللَّهِ فرماتے ہیں۔

انہما راى القيامة، من الامر الملتوم  
الذی استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع  
علیہ احد الا من ارتضاه من  
الرسول والذی یجب الايمان به  
ان رسول اللہ لم ینقل من الدینا  
حتى اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات

بیشک قیامت وہ پوشیدہ چیز ہے جس کو  
اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص  
فرمایا تو اس پر سوا منتخب رسولوں کے  
اور کوئی مطلع ہی نہیں ہوتا اور وہ بات  
جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے  
رسول دنیا سے تشریف نہیں لے گئے

لے اللہ شہاب ثاقب مذا و صلا لخصاً



اللتی تحصل فی الدنیا والآخرۃ  
فہو لعلہا کما ہی عین یقین  
ولکن امریکمان البعض  
ملخصاً

یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیوب جو دنیا  
و آخرت میں حاصل ہوں گے اللہ نے  
تعلیم فرما دیئے۔ تو حضور قیامت کو جانتے  
ہیں جیسا کہ لفظی طور پر جانتے ہیں لیکن بعض  
غیوب کے چھپانے کا حکم ہوا ہے

## مصنف کے نزدیک علامہ سیوطی و مہتمم بہیم باجوڑی علی کاذب محرف جاہل ہیں

خاتم المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی۔ کتاب الخصال الکبریٰ میں  
فرماتے ہیں:-

ذہب بعضہم الی انہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اوتی علم الخمس  
ایضاً و علم وقت الساعة والروح  
وانہ امریکتم ذلک

بعض علماء نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو امور خمس کا علم اور وقت قیامت  
کا علم اور روح کا علم دے دیا گیا اور انہیں  
ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

علامہ فاضل شیخ مشائخ الاسلام حضرت شیخ ابراہیم باجوڑی شرح قصیدہ بردہ  
شریف میں فرماتے ہیں:-

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج  
من الدنیا الا بعد ان اعلمہ  
اللہ تعالیٰ بہذہ الامور  
الخمسۃ

بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے  
تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ  
اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں غیبوں  
کا علم دے دیا۔

۲ الخصال ص ۱۹۵ ج ۲

۱ تفسیر صاوی مصری ص ۲۹۶

۳ شرح قصیدہ بردہ مصری ص ۷۶



# مصنف کے نزدیک غوثِ زمانِ عبد العزیز باغِ عالی

## کاذب محرف جاہل ہیں

حافظ الحدیث سیدی احمد اپنے شیخ قطب الواصلین سیدی عبد العزیز باغ  
رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الابریز میں راوی ہیں۔

میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے  
عرض کی کہ علماءِ ظاہرِ محمدین وغیر ہم  
خمس میں اختلاف کرتے ہیں ایک گروہ  
کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان امور  
خمس کا علم ہے جو اس آیت میں مذکور  
ہیں (بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت  
کا علم اور اتارتا ہے مینہ۔ اور جانتا ہے  
جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور  
کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمانے گی اور  
کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے  
گی بیشک اللہ جانیوالا بتائیوالا ہے شیخ نے جواب دیا  
حصنور سے یہ غیب کیونکر چھے رہیں گے  
اور آپ کی امت شریفہ کا ہر اہل تصرف  
جب تک ان پانچوں کا علم نہ رکھے  
اس کو تصرف کرنا ممکن نہیں۔ لے

قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان  
علماء الظاہر من المحدثین وغیرہم  
اختلفوا فی البی صلی اللہ علیہ  
وسلم هل کان یعلم الخمس  
المذکورات فی قوله ان اللہ  
عندہ علم الساعة وینزل  
الغیث ویعلم ما فی الارحام  
وما تدری نفس ما ذاتکسب  
عند او ما تدری نفس بای ارض  
تموت ان اللہ علیم خبیر فقال  
رضی اللہ عنہ وکیف یخفی  
امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ  
وسلم والواحد من اهل التصرف  
من امتہ الشریفہ لا یمکنہ  
التصرف الا بمعرفة هذه الخمس



عليه وسلم بل لو حدث بعده  
 نبى جديد لم يخل ذلك بخاتمته  
 ومنهم الفرقة الوهابية  
 الكذابية اتباع رشيد احمد  
 لكن هو القائل بعدم تكفير من  
 يقول بوقوع الكذب من الله  
 بالفعل ومنهم رشيد احمد  
 الذى يدعى ثبوت الساع  
 العلم للشيطان وعدم ثبوته للنبى  
 صلى الله عليه وسلم ومنهم  
 اشرف على التابى القائل ان صح الحكم  
 على ذات النبى صلى الله عليه وسلم  
 بعلم المغيبات كما يقول به زيد فالمستول  
 عنه انه ما اذا اراد به هذا  
 البعض الغيوب ام كلها فان  
 اراد البعض فائى خصوصية فيه  
 بحضرة الرسالة فان مثل هذا  
 العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل  
 لكل صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات  
 والبهائم وانه الف رسالة فى الرد  
 عليهم وابطال اقوالهم سماها  
 المعتمد المستند ثم اطلعنى على خلاصة  
 من تلك الرسالة فيها بيان اقاويلهم

ہے جس کا نام فرقہ نذیریہ ہے اور وہ طائفہ  
 ہے جس کا نام فرقہ قاسمیہ ہے، یہ سب  
 دعوے کرتے ہیں کہ اگر بالفرض آپ کے  
 زمانہ میں بھی بلکہ بعد زمانہ بنوی بھی کوئی  
 نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ  
 فرقہ نہ آئے گا، اور انہیں میں سے فرقہ  
 وہابیہ کنا بیہ اس رشید احمد گنگوہی کے پیرو  
 ہیں جو اس شخص کی عدم تکفیر کا قائل ہے  
 جو خدا کے لئے وقوع کذب بالفعل کا قائل  
 ہے اور انہیں میں سے رشید احمد ہے جو  
 اس بات کا مدعی ہے کہ شیطان کے لئے  
 علم کا وسیع ہونا تو ثابت ہے اور نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں  
 اور انہیں میں سے اشرف علی تھا نووی ہے  
 جو یہ کہتا ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر  
 علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو  
 تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب  
 سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر  
 بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی  
 تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ  
 ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کہتے  
 بھی حاصل ہے اور اس عالم احمد رضا خان  
 نے ان کے رد میں اور ان کے اقوال کے



باطل کرنے میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ جس کا نام المعتمد المستند رکھا ہے پھر انہوں نے اس رسالہ کے خلاصہ پر مجھ کو مطلع کیا جس میں ان کفار کے اقوال مذکورہ کا بیان اور مختصراً ان پر رد ہے اور اس پر تقریظ و تصدیق طلب کی توجہ تقریظ و تصدیق انہوں نے طلب کی تھی وہ ہم نے ان کو لکھ کر دے دی اور جو ہم نے لکھا ہے۔

المذكورة فقط والرد عليهم على سبيل الاختصار وطلب تقریظاً وتصديقاً على ذلك فكتبنا له التقریظ والتصديق المطلوب وحاصل ما كتبنا انه ان ثبت عن هؤلاء تلك المقالات الشنيعة فهم اهل كفر وضلال لان جميع ذلك خارق لاجتماع الامة وانشرنا في ضمن ذلك الى بعض الادلة في البطلان اقاويلهم

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں غلام احمد طواقیب، امیر یہ نذیر یہ، قاسم یہ رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی سے یہ بُرے اقوال ثابت ہوں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب باتیں اجماع اُمت کو توڑنے والی ہیں اور ان تقریظ و تصدیق کے ضمن میں ان لوگوں کے ان اقوال کے البطلان پر بعض دلیلوں کی طرف بھی ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

پھر اسی رسالہ غایتہ الامول کے صفحہ ۳۲ سے ۳۳ تک سید احمد بن سید اسمعیل برزنجی مفتی الشافیہ بالمدینۃ المنورہ اور علامہ عبدالقادر شلمی طرابلسی صفحہ ۳۲ سے ۳۵ تک علامہ فالح بن محمد ظاہری صفحہ ۳۶ پر علامہ تاج الدین الیاس مفتی الحنفیہ بالمدینۃ الطیبہ، علامہ محمد سعید شیخ الدلائل، علامہ سید محمد امین بن سید احمد رضوان اور علامہ سید عبداللہ اسعد صفحہ ۳۷ پر علامہ عباس بن سید محمد رضوان، علامہ عمر بن حمدان مالکی، علامہ احمد بن محمد خیر عیاسی، علامہ محمد عزیز وزیر تونس، علامہ موسیٰ علی شامی ازہری، علامہ محمد بن احمد عمری، علامہ محمد مہدی بن احمد، علامہ سید احمد جزائری اور علامہ خلیل بن ابراہیم خرلوتی سولہ علماء مدینہ منورہ کی تصدیقی تقریظیں معہ مہروں کے ہیں۔ الحاصل اسی رسالہ غایتہ الامول ہی میں علماء مدینہ منورہ نے اکابر علماء دیوبند قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرفی



تھانوی کے انہیں اقوال پر ان کو کافر اور گمراہ ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ لہذا مصنف او اس کی ساری دیوبندی قوم اپنی اس معتبر و مستند کتاب غایتہ المامول کی کس طرح تکذیب کر سکتی ہے اور اگر اسکی تکذیب کرتی ہے تو یہ کتاب شہابِ ثاقب بھی جھوٹی قرار پاتی ہے کہ اس شہابِ ثاقب حصہ اول کی ساری بنیاد ہی غایتہ المامول پر موقوف ہے اور اگر دیوبندی قوم غایتہ المامول کی اس عبارت کی تصدیق کرتی ہے تو انہوں نے حسامِ الحرمین کی تصدیق کر دی کہ غایتہ المامول نے ان اکابر علماء دیوبندی کی بالکل اسی طرح تکفیر کی جس طرح حسامِ الحرمین نے ان کی تکفیر کی تو پھر مصنف کو اور تمام دیوبندیوں کو قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کو کافر اور گمراہ ماننا بلکہ کہنا پڑیگا۔

## مصنف کا سوالِ کذب و فترہ

اب مصنف اگر اس غایتہ المامول کو جھوٹا کہتا ہے تو خود اس کی کتاب شہابِ ثاقب سخت جھوٹی و باطل کتاب قرار پاتی ہے اور اگر اس کو سچا مانتا ہے تو حسامِ الحرمین سچی کتاب ثابت ہوتی ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نہایت سچے اور راست گو ثابت ہوتے ہیں اور خود مصنف کے نزدیک بھی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کافر اور گمراہ قرار پاتے ہیں اور اس کو یہ اعتراف بھی کرنا پڑے گا۔ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان اکابر دیوبندی کے جو اقوال پیش کئے تھے ان کی نقل کردہ عبارات صحیح ہیں۔ اور مطابق اصل ہیں اور حسامِ الحرمین کے فتاویٰ بالکل حق و صحیح ہیں۔

مسلمانو! خدارا انصاف کرو کہ حسامِ الحرمین میں قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی اشرف علی تھانوی کی جس طرح تکفیر کی ہے بالکل اسی کی تصدیق مصنف کی مستند۔ معتبر و مقصد کتاب غایتہ المامول نے کر دی۔ تو اب مصنف اور ساری دیوبندی قوم کو اپنے ان ہر سہ اکابر کو بھی علماء عرب کے فتاویٰ کی بنا پر کافر و گمراہ کہنا فرض ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو سچا اور راست گو ماننا لازم ہے اور ان اکابر علماء دیوبندی کے ان اقوال کفریہ کی تائید و تاویل سے اجتناب کرنا اہم فرائض سے ہے اور مصنف کی کتاب شہابِ



تاقب کو جھوٹا اور باطل ماننا اور کہنا بھی ضروری ہے۔

الحاصل اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو علماءِ حرمین شریفین کی خدمت میں ان اکابرِ علماءِ دیوبند کے اقوال کے پیش کرنے میں صادق اور سچے ثابت ہو گئے اب ان پر افترا کرنے والا مصنف ہی ثابت ہوا۔ تو یہ مصنف اب اہل باطل کو اہل حق کہہ کر اور اہل حق کو مفتری و کاذب بنا کر ضرور اسفل السافلین اور مقامِ سجین کے ورے کہیں اور ٹھکانہ بنائے گا جہاں بارگاہِ نبوی و مخصوصین حضرت مصطفوی میں سے حضرت علامہ شیخ عبدالقادر شہلی نے میر سمانے اس مصنف کو مفتری، کذاب، عدوِ رسول کے خطابات دیتے تو اگر یہ بلا توبہ کے دنیا سے چلا گیا تو ہر روز قیامت ضرور سخت سخت مصائب و عذاب میں مبتلا ہوگا۔ وادخلہ اللہ فی درک الاسفل من النار مع المنافقین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین و علی الہ و صحبہ اجمعین امین۔

مصنف نے شہابِ تاقب کے صفحہ ۲۲ پر تو صرف طویل خطبہ ہی لکھا اور صفحہ ۲۳ پر اپنا وطن اصلی فیض آباد دہونا اور قیامِ مدینہ طیبہ کا واقعہ لکھ کر یہ کہا۔

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضراتِ علماءِ کرامِ سکانِ مدینہ منورہ زاد ہا اللہ شرفاً و فضلاً پوری طرح سے عقائد و غیرہ میں اہلسنت و الجماعۃ اور اکابرِ اسلاف کے متبع ہیں اور حضراتِ اکابرِ علماءِ دیوبند و سہا پتور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں جزئیات و کلیات میں سرمو تفاوت نہیں۔ اے

جواب مصنف نے اس عبارت میں دو باتیں کہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ علماءِ مدینہ منورہ عقائد و غیرہ میں اہلسنت و جماعت کے پوری طرح متبع ہیں۔ یہ بات مصنف نے فی الواقع صحیح کہی ہمارے نزدیک بھی اس وقت علماءِ مدینہ اہلسنت و جماعت ہی تھے و حقیقت اس نے یہ ہمارے مسلک کا اظہار کیا۔ خود مصنف اور اس کے اکابر کا مسلک مذہب اس بارگیں بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ ہر آئین قاطعہ میں حضراتِ علماءِ حرمین کے متعلق

اے شہابِ تاقب ص ۲۳







تو اب اس عبارت براہین قاطعہ کے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص یہ کہنے کے لئے مجبور ہے کہ گنگوہی اور انبیٹھوی سہارنپوری صاحب نے علماء حرمین کو فاسق گنہگار خلاف شرع فاجر تارک امر بالمعروف - دین فروش - غلط فتوے نویس - طماع - اہل بدعت - مخالف احادیث - کافر کو مومن لکھنے والا لکھا تو یہی مصنف کے نزدیک ان کا حالِ زار ہے۔

## مصنف کا کیا رُحواں کذب و فریب

اب مصنف کا علماء حرمین کو عقائد وغیرہ میں اہلسنت وجماعت اور اکابر اسلاف کا متبع کہنا کیا اپنے اکابر کے مذہب کے خلاف نہیں ہے اور مصنف کا بھی یہی مذہب ہے جو اس کے اکابر کا ہے۔ لہذا اس مصنف کا اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے خلاف یہاں لکھ دینا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے اور اس بارے میں مصنف سچا ہے یا اس کے اکابر سچے ہیں تو دونوں تو پتھے ہو نہیں سکتے لہذا ان میں کا ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

## مصنف کا بارہواں کذب و فریب

اسی طرح مصنف کی دوسری بات کہ علماء حرمین علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں سرسرفادات نہیں، تو مصنف کی یہ بات تو واقع اور اس کے اعتقاد کے بالکل خلاف ہے۔ مصنف اس میں صریح کذب اور نہایت کید و فریب سے کام لے رہا ہے اسی براہین قاطعہ میں ہے۔

علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں کہ ظاہر لباس و ہیئت موافق شرع کے رکھتے ہیں اور نماز کو بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرط قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور تحریر فتوے میں رعایت غنی فقیر کی نہیں۔ حتیٰ جو اثب دیتے ہیں اور جوان کو کوئی متنبہ کسی خطا پر کر دیوے تو بشرط صحت کے قبول سے دریغ نہیں



بسر و چشم معترف ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لیوے۔" ۱۷

اسی میں ہے پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح بوجہ اعتماد کے دے دی تو کون سا غضب کیا اہل فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علماء دیوبند کا فتویٰ قابل اعتماد ہو گا یا علماء حرمین کا۔ ۱۸

اور مصنف کے دادا پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک جواب خط میں جو فتاویٰ رشیدیہ پر مطبوع ہے۔ سینے۔

بندہ آپ کے واسطے دعا کرتا ہے آپ کے سفر حج کی خبر سے مسرور ہوا۔ حضرت (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہونا اور اگر کوئی امر خلاف طبیعت دیکھو تو سکوت اختیار کرنا اور میں بخیریت ہوں آنکھوں کا حال بدستور ہے فقط والسلام اور وہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا اور حافظ احمد حسین صاحب سے میرا سلام کہنا اور ان سے ملنا فقط والسلام ۱۹

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ علماء دیوبند کا عملی حال علماء حرمین کے بالکل خلاف ہے۔ علماء حرمین میں جو جو بد عملی تھی اس کے مقابل علماء دیوبند میں خوش عملی ہے علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح حاصل ہے۔ علماء دیوبند کے فتوے پر اعتماد ہے اور علماء حرمین کا فتویٰ غیر معتد ہے۔ علماء دیوبند کے عقائد و اعمال اور ہیں

اور علماء حرمین کے عقائد و اعمال اور دیگر یہ ہی ہے مفہوم اس خط کے ان الفاظ

(وہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں

۱۷ براہین قاطعہ ص ۱۹

۱۸ براہین قاطعہ ص ۱۸

۱۹ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۲



ویسے ہی رکھنا) کا کیونکہ وہاں یعنی حرمین کے علماء اگر علماء دیوبند کے ہم عقیدہ وہم عمل ہوتے تو انہیں گنگوہی صاحب بدو صبح کیوں لکھتے اور ان سے الجھنے کا کیوں ذکر کرتے۔ بلکہ ان سے الجھنے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوتا اور پھر اس جملہ (اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ہیں ویسے ہی رکھنا) کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہذا اصاف ظاہر ہو گیا کہ یہاں علماء دیوبند کے جیسے عقائد و اعمال ہیں ویسے علماء حرمین شریفین کے عقائد و اعمال گنگوہی صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

مصنف نے یہاں اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد کو علماء حرمین کے عقائد کے موافق بتا کر نہایت جھوٹ بولا اور مسلمانوں کو بہت بڑا فریب دیا۔ ورنہ مصنف خود ہی بتائے کہ اس کا یہ کلام سچا ہے یا اس کے اکابر کے وہ کلام۔

## مصنف کا تیرھواں کذب فریب

پھر مصنف نے اسی شہاب ثاقب میں اپنے زبردست فریب کی ابتدا ان الفاظ سے شروع کی۔

جو لوگ زمانہ سلف میں اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں کوشش و سعی بلیغ کیا کرتے تھے ان کی عزت و آبرو کے خواہاں اور ان کی تزیل و تکفیر میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و علوم راہت سمجھتے تھے۔ ان کا کچھ عرصہ سے زور نہایت کم ہو گیا تھا۔ ان کی قوتیں فریب الالعدا ہو چکی تھیں۔

جواب مصنف کی اتنی بات تو بالکل صحیح ہے کہ اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں سعی کرنے والے ان کی عزت و آبرو نہ چاہنے والے اور ربانی و حقانی علماء کی تزیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے والے اور اسی کو باعث نجات سمجھنے والے زمانہ سلف میں



ہمیشہ سے اہل باطل ہی ہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ ان اہل باطل کا کچھ عرصہ سے زور کم ہو گیا تھا اور ان کی قوتیں قریب الانحدام ہو چکی تھیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ زمانہ سلف کے بعد جس قدر فتنے اور فساد روز بروز بڑھتے رہے اتنی ہی اہل باطل کی بھی پیداوار زیادہ ہوتی رہی یہاں تک کہ مصنف کے زمانہ میں نچر نیوں - قادیانیوں - رافضیوں - غیر مقلدوں - چکڑ الویوں وغیرہم باطل فرقوں کا کس قدر زور ہو گیا۔ مگر مصنف کو انکار اکابر و اہل حق کی تفصیل و تفسیق میں سعی بلیغ کرنا ان کی عزت و آبرو کے خواہاں ہونا اور ان کی تذلیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے کو باعث نجات سمجھنا نظر ہی نہ آیا۔ نہیں نہیں نظر تو آیا۔ لیکن مصنف کے نزدیک نچر نیوں کا اکابر علماء حق کی تذلیل کرنا غیر مقلدوں کا آئمہ دین کی تفسیق کرنا۔ رافضیوں کا صحابہ کرام کی تفصیل کرنا۔ قادیانیوں چکڑ الویوں کا انبیاء کرام کی شانوں میں گستاخیاں کرنا جرم ہی کب ہے اور ان کے بطلان کی دلیل ہی کب ہے کیونکہ مصنف کے اکابر و پیشوا تو ان سے بہت بڑھ چڑھ کر اس کام کو انجام دے چکے ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان تو ہمارے اس رسالے میں آئے گا۔ یہاں بطور اجمال صرف دو نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تمام امت کا اتفاقی اجماعی و اعتقادی مسئلہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام گنہگاروں کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

**مصنف کے نزدیک شارح عقائد ابوہل کے برابر مشرک**  
شرح عقائد میں ہے۔

الشفاعة ثابتة للرسول و انبیاء و اولیاء کی شفاعت اہل  
الاخیار فی حق اهل الکبائر کہاؤر کے حق میں ثابت ہے بے

**مصنف کے نزدیک علامہ علی قاری ابوہل کے برابر مشرک**  
علامہ علی قاری شرح شفاہ میں فرماتے ہیں۔



الشفاعة ثابتة على ما اجمع  
عليه اهل السنة  
اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے  
کہ شفاعت ثابت ہے۔ لے

## مصنف کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ ابو جہل کے برابر مشرک

حضرت امام الاثر سراج الامم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

شفاعة نبيا عليه الصلوة  
والسلام للمؤمنين المذنبين  
ولا اهل الكباثر منهم المستوجبين  
العقاب حق ثابت  
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
شفاعت گنہگار مسلمانوں اور ان  
کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے جو  
عذاب کے مستوجب تھے گئے حق اور ثابت ہے۔ لے

## مصنف کے نزدیک مفسر امام بغوی ابو جہل کے برابر مشرک

امام جلیل حضرت محی السنن بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت فرماتے ہیں۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى  
قال عطاء عن ابن عباس هو  
الشفاعة في امته حتى يرضى و  
هو قول علي والحسن۔  
آیہ ولسوف يعطيك ربك بے شک  
عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ  
تم راضی ہو جاؤ گے، کے متعلق حضرت  
عطاء نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس سے  
مروی ہے کہ وہ امت کے حق میں

شفاعت ہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور یہی حضرت مولا علی اور حضرت  
حسن بصری کا قول ہے یہ

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابن عباس کرام علماء و اولیاء عظام کا مستحقین  
عذاب و اہل کباثر کی شفاعت و سفارش کرنا باجماع اہلسنت ثابت ہے اور حق ہے

لے شرح شفا مصری ص ۲۶۶ ج ۱ لے فقہ اکبر مصری ص ۳

لے (معالم ص ۲۱۵ ج ۱)



یہ عقیدہ بالاتفاق تمام امت کا ہے تمام علماء دین و ائمہ مجتہدین بلکہ صحابہ و تابعین کا اس پر اجماع ہے۔ یہاں تک کہ خود فرمان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی ثابت ہے۔

**مصنف کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ بھی ابو جہل کے برابر مشرک ہے**

بخاری و مسلم شریف میں ایک طویل حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

واعطيت الشفاعة لالحديث) مجھے شفاعت عطا فرمادی گئی۔ اے

ترمذی شریف و ابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شفاعتی لا اهل الکبائر  
من امتی

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ  
گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

ابن ماجہ شریف میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یشفع یوم القيمة ثلثة

بروز قیامت تین گروہ شفاعت کریں

الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء

گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عطا فرمادی گئی اور امت کے اہل کبائر کے لئے وہ شفاعت ہوگی اور قیامت کے روز نہ صرف سید انبیاء بلکہ اور انبیاء علماء شہداء بھی شفاعت کریں گے۔

**مصنف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی ابو جہل کے برابر مشرک ہے**  
بلکہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔



استغفر لذنوبك للمؤمنين

وللمؤمنات

اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان  
مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی  
مانگو (یعنی شفاعت کرو) ۱۷

اس آیت اور آیہ ولسوف يعطيك ربك فترضى سے نہایت روشن طور پر ثابت  
ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن دے دیا اور  
حضور شفاعت یہاں تک کریں گے کہ خوش ہو جائیں گے۔ اور حضور کے خوش ہونے  
کی یہ حد ہے جو حضور نے خود ہی ظاہر فرمادی جس کو علامہ محی السنۃ نسفی نے تفسیر مدارک  
التنزیل میں نقل فرمایا۔

(وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ)

فِي الْآخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَ

مَقَامِ الشَّفَاعَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ

وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَأَرْضِي قَطُّ وَ

وَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ

یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں  
ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے  
سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرما  
گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ  
آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں

گا جب تک میرا ایک امّتی بھی دوزخ میں رہے۔ ۱۸

بالجملہ حضرات انبیاء کرام کا گنہگاروں کی شفاعت و سفارش فرمانا ایسا اعتقادی  
اجماعی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین اور فقہاء و مجتہدین اور صحابہ و تابعین کی تصریحات  
سے بلکہ احادیث سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے بلکہ قرآنی حکم  
رب العالمین سے ثابت ہے اب دیکھو امام ابوہامیہ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان  
میں اس اعتقادی اتفاقی مسئلہ کے مقابلہ میں لکھتا ہے۔

۱۷ سورہ محمد ۲۶ ج

۱۸ (مدارک مصری ص ۱۷۲ ج ۲)



امام ابو ہابیرہ اسمعیل دھلوی کا عامۃ المسلمین سے کہے

اللہ تعالیٰ تک سب کو ابو جہل کہنا

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اے

مسلمانو! دیکھو اس امام ابو ہابیرہ نے تمام امت۔ سارے علماء دین اولیاء صالحین۔ ائمہ و مجتہدین۔ صحابہ و تابعین کو بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین عزرا سمۃ تک کو کیا ابو جہل کے برابر مشرک نہیں کہا اور ضرور کہا! اب مصنف سے دریافت کرو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی تزییل و تکفیر بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم تک کو ابو جہل کے برابر مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھ کو اس سے زائد اور درکار ہیں۔ تو مصنف اپنے اکابر کی ایسی تزییل و تفسیق بلکہ تکفیر کی بمثل مثال کے موجود ہوتے ہوئے نیچر لوں، رافضیوں، قادیانیوں، چکرالولویوں، غیر مقلدوں کی تزییل و تفسیق و تزییل و تکفیر کو کب نظر میں لاتا اور اپنے اکابر کی یہ بات دیکھتے ہوئے ان کی کس منہ سے شکایت کرتا یہ ہے وہابیت کی برہنہ تصویر۔

(۲) اسی طرح تمام امت کا اجماعی اعتقاد ہی مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام غیب پر مطلع ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں مغیبات کا علم عطا فرمایا ہے۔

مصنف کے نزدیک علامہ نفاذانی کا فر و مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

اے (تقویۃ الایمان ص ۸)



حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا ہے  
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ منفرد  
ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں  
مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے  
بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔<sup>۱۵</sup>

بالجملة العلم لغیب امر تفرديه  
الله تعالى لا سبيل اليه للعباد  
الا باعلام منه او الہام  
بطريق المعجزة او الكرامة

## مصنف کے نزدیک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فریضہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں۔

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے پہلے  
صورت تک جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرما دیا۔  
یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک  
حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب  
کو ان میں سے بعض کی خبر دی۔<sup>۱۶</sup>

ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا  
آوان نوح اولے برے (صلی اللہ علیہ  
وسلم) منکشف ساخت تا ہمہ  
احوال را از اول تا آخر معلوم گردد  
یا زان خود را نیز از بعضی ازاں احوال  
خبر داد۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کے جاننے  
والے اور شیونات ذات الہی اور  
احکام و صفات حق اور اسماء افعال  
آثار اور تمام علوم ظاہر و باطن اول سے  
آخر تک ان کے احاطہ علمی میں داخل  
ہے اور ان پر فوق کل ذی علم علیم صادق  
آگیا۔ یعنی وہ ہر علم والے سے اوپر جاننے  
والے ہیں۔<sup>۱۷</sup>

(اسی میں ہے) وہو بکل شیء علیم  
ووے صلی اللہ علیہ وسلم داناست  
بر ہمہ چیز از شیونات ذات الہی و  
احکام و صفات حق و اسماء افعال و  
آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر  
احاطہ نموده و مصدوق و فوق کل ذی  
علم علیم شدہ

<sup>۱۶</sup> مدارج النبوت مطبوعہ نامری ص ۱۶۵ ج ۱

<sup>۱۷</sup> شرح عقائد ص ۲۲

<sup>۱۸</sup> از خطبہ مدارج النبوت ص ۳



## مصنف کے نزدیک علامہ احمد صاوی کا فر و شرک

عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

والذی یحب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینقل من الدینا حتی اعلمہ اللہ بجمع المغیبات الّتی تحصل فی الدینا والآخرۃ

اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیوب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمادیں۔

## مصنف کے نزدیک علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی کا فر و شرک

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

رفکل ما ورد عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس هو الا من اعلام اللہ لہ بہ لتکون تلك الغیوب راعلاما علی ثبوت نبوتہ و دلائلہ، ای علامت علی صدق رسالتہ، وقد تواترت الاخبار و اتفقت معانیہا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب

پس تمام وہ باتیں جو غیب کی خبروں پر مشتمل ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئیں تو وہ انہیں اللہ ہی کے علم دینے سے ہیں تاکہ یہ غیوب حضور کے ثبوت نبوت اور صدق رسالت پر نشانیاں اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر اجابت متواتر اور ان کے معانی متفق ہو چکے ہیں۔

۵۲



علامہ قسطلانی موہب لدینہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وقد اشتهر وانتشر امره اور صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ  
عليه الصلوة والسلام بين نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے  
اصحابه بالاطلاع على الغیب (یعنی وہ غیب پر مطلع ہیں)

فاما اصحابه المومنون فانهم صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے  
جازمون باطلا على الغیب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ علم غیب انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی عطا  
سے بطریق معجزہ اولیاء کو الہام سے بطریق کرامت حاصل ہوتا ہے اور ہمارے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ دنیا میں سیدنا آدم علیہ السلام کے وقت سے پہلے  
صور تک ہوگا از اول تا آخر تمام حالات روشن ہو گئے اور ہر شے کے جاننے والے

ہیں اور تمام اول و آخر ظاہر و باطن کے علوم ان کے احاطہ علمی میں ہیں اور اس  
بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دنیا سے منتقل ہونے

سے قبل ہی وہ تمام غیب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے والے تھے تعلیم  
فرمادینے۔ تو جن غیبوں کی خبریں آپ سے وارد ہیں وہ اللہ ہی کی تعلیم سے

ہیں تاکہ یہ غیب حضور کے ثبوت نبوت اور صدق رسالت پر نشانیوں اور علامتیں  
ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواتر ہیں

اور ان کے معانی متفق ہیں۔ یہی عقیدہ علماء دین اور ائمہ مجتہدین کا ہے اور صحابہ  
کرام بھی اسی عقیدہ پر جزم کرتے تھے کہ اور ان میں یہی بات مشہور تھی کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں تو یہ عقیدہ ساری امت کا قرار پایا اب باقی رہے  
خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے بھی اس کا اقرار ان الفاظ میں فرمایا۔

(حدیث) فعلمت ما فی السموات والارض  
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں  
اور زمین میں ہے۔



فتجلی لی کل شی فعرفت مجھے ہر چیز روشن ہو گئی تو میں نے پہچان لیا۔

(حدیث) فعلت علم الاولین مجھے اولین و آخرین کا علم دیا۔

والاخرین روفی روایة)

فعلت ماکان وماسیکون میں نے ماکان و ما یکون کو جان لیا۔

رجو ہوا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کو جان لیا۔<sup>۲</sup>

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور مجھ پر ہر شے روشن ہو گئی اور مجھے اولین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا اور میں نے جان لیا جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے تو حضور کا عینوب پر مطلع ہونا ان احادیث سے بصراحت ثابت ہو گیا۔ اب دیکھتے ان کا عطا فرمانے والا رب العالمین ہی فرماتا ہے۔

وما هو علی العیب بصنین اور یہ نبی غیب کے بتانے میں نخل نہیں<sup>۳</sup>

## مصنف کے نزدیک علامہ لغوی و علامہ خازن کا فر و شرک

امام محی السنۃ علامہ لغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

يقول انا، ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم به ولا يكتمه۔

اللہ فرماتا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں نخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں ہیں۔<sup>۴</sup>

اور محی السنۃ علامہ لغوی تفسیر معالم التنزیل میں اور علامہ خازن تفسیر لباب التأویل

<sup>۲</sup> لہ تفسیر روح البیان ص ۲۴ ج ۶

<sup>۱</sup> لہ از مشکوٰۃ ص ۲

<sup>۳</sup> لہ تفسیر معالم و تفسیر خازن مصری ص ۱۸ ج ۷

<sup>۴</sup> لہ (سورۃ التکوثر آیت ۲۲)



میں آیت کریمہ عَلَّمَهُ اَلْبَيَانَ کے تحت میں فرماتے ہیں۔  
 اراد بالانسان مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ النَّاسَانَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں  
 علیہ وسلم رعلمہ البیان یعنی اور انہیں ماکان وما یكون کا بیان  
 بیان ماکان وما یكون لانه تعلیم کیا اسی لئے تو وہ اولین و آخرین او  
 کان یبین عن الاولین ..... روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔ اے  
 والاخرین وعن یوم الدین۔

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 ماکان وما یكون پر مطلع فرما دیا اسی لئے تو وہ اولین و آخرین اور روز قیامت  
 کا بیان کرتے ہیں اور وہ تم پر نخل نہیں کرتے۔ بلکہ تمہیں بھی سکھاتے اور خبر دیتے  
 ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں۔

باجملہ انبیاء اور خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا  
 غیب پر مطلع ہونا ایسا اعتقادی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین بلکہ صحابہ و تابعین کی  
 تصریحات سے بلکہ صریح قرآن و حدیث سے ثابت ہے اب دیکھو امام الوہاب رحمۃ اللہ علیہ  
 دہلوی اس اعتقادی مسئلہ کے بالمقابل لکھتا ہے۔

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر۔<sup>۲۷</sup>

کسی انبیاء اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ  
 وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ  
 عقیدہ نہ رکھے۔<sup>۲۸</sup>

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے  
 سے عرض اس عقیدہ سے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے۔<sup>۲۹</sup>  
 مجدد مذہب و بابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاف طور لکھتے ہیں۔

۲۷ تقویۃ الایمان ص ۶۶

۲۸ تفسیر خازن مصری ص ۷ ج ۷

۲۹ تقویۃ الایمان ص ۷۱

۳۰ تقویۃ الایمان ص ۳



یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے ہے  
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات  
حنفیہ کے نزدیک قطعاً شرک و کافر ہے ہے  
انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں رہے

مسلمانو دیکھو! اس امام الوہابیہ اور مجدد فرقہ دیوبندیہ نے علماء دین  
صحابہ و تابعین کو بلکہ خود رسول الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین  
جل جلالہ کو بھی کیا کافر و مشرک نہیں کہا۔ کہا اور ضرور کہا۔ اب مصنف سے پوچھو کہ  
نہ فقط اکابر اہل حق کی تزییل و تکفیر کی بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم  
تک کو مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھے اس سے اور زائد چاہئیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب مصنف کے اکابر تمام اُمت کے علماء اور اکابر اہل  
حق کی تزییل و تفسیق میں اس قدر بلیغ کوشش کر چکے اور انہیں کافر و مشرک  
بتانے میں اپنی عمر صرف کر چکے اور انبیاء کرام و سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
کی جناب میں بلکہ خود رب العالمین جل جلالہ کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال  
کر چکے تو مصنف کو نیچر یوں۔ رافضیوں۔ قادیانیوں۔ چکر الویوں غیر مقلدوں کی اکابر  
اہل حق کی تزییل و تکفیر کرنا کس طرح یاد آتی اور وہ ان کے کفری و شرکی فتوؤں کو کب  
نظر میں لاتا کہ ایسی تزییل و تکفیر تو نہ اس کے نزدیک کوئی جرم ہے۔ نہ قلیل شکایت  
بات ہے بلکہ یہ تو اس کا مذہب و عقیدہ ہے ہاں مصنف کے نزدیک مجرم اور قابل  
شکایت تو وہ لوگ ہیں جو اس کے اکابر کے لئے شرعی احکام بیان کریں۔ چنانچہ  
وہ اس کے بعد لکھتا ہے :-

ان اعلیٰ حضرت بریلوی نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کیا ان کے  
ضعف کو قوت سے بدلا۔ اہلسنت پر وہ وہ انواع و اقسام

۲۷ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۶ ج ۳

۱۷ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰ ج ۲

۱۸ مسئلہ علم غیب ص ۲



ظلم و جفا کے ایجاد کئے کہ اپنے اسلاف اہل و جل موجودگی عمدہ  
 یادگار اور مجدد و بلکہ جملہ مفترین سابقین کے مایہ افتخار بنے کوئی ہی  
 عالم با عمل و محقق سنی علماء ہند کا ایسا بد نصیب ہوگا جو ان علیحدت  
 کے دست جفا سے شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائفہ فرقہ ناجیہ کا ان  
 دیار میں نہ ہوگا جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے اقل  
 دانستہ نے ذبح نہ کیا ہو۔ اے

**جواب :-** اہلسنت و جماعت کے فاضل کامل۔ عالم عامل۔ حامی  
 سنت و ملت۔ ماحی کفر و ضلالت۔ مجدد مائتہ حاضرہ۔ مؤید ملت طاہرہ۔ علیحدت  
 عظیم البرکت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس  
 سرہ جنہوں نے عمر بھر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست حمایت  
 کی اور اہلسنت و مذہب حقیقت کی بہت بڑی خدمت کی۔ صد ہا رسائل  
 و ہزار ہا فتاویٰ تحریر فرمائے۔ تمام اہل باطل اور گمراہ فرقوں کے رد و نفاکراں  
 کی حقیقت و بد مذہبیت کو آشکارا فرمادیا۔ حق کا احقاق و باطل کا ابطال فرما  
 کر دو وہ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا  
 اسلام ہند۔ سندھ مصر و شام۔ عرب و عجم ان کی حمایت دین و علمی کمالات  
 کے معترف ہیں۔ علماء اہلسنت نے ان کے روبرو اپنے سر نیاز خم کر دیئے۔  
 اور ان سے سندیں حاصل کیں ان سے بیعتیں کیں اور ان کی طرف مسائل  
 مشککہ میں رجوع کیا۔ ہمیشہ اہلسنت نے ان کی ذات کو ابر رحمت سمجھا۔  
 ہاں مخالفین اسلام باطل فرقوں۔ گمراہ جماعتوں کی گرم بازاری ان کے سامنے  
 سر ہو گئی ان کی فریب کاریاں ان کے زمانہ میں بے حجاب ہو گئیں اور  
 گمراہی و بے دینی کا سیلاب بند ہو گیا اسی بنا پر تمام فرق باطلہ کو ان کی  
 ذات سے انتہائی عداوت و دشمنی تھی۔ رافضی۔ قادیانی۔ چکڑالوی۔



وہابی غیر مقلدین وغیرہ گمراہ فرقے ان کے رو بروم نہ مار سکے۔ ہر ایک کا ایسا رو بیغ کر دیا کہ پھر اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ خود ہی فرماتے ہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار سے

اعلیٰ حضرت قبلہ نے قادیانی۔ چکڑ الوی۔ رافضی۔ نیچری غیر مقلدین کے رو میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ پر قرآن و حدیث و تصریحات سلف و خلف کو نقل فرما کر احقاقِ حق و البطل باطل فرمایا اور ان کے اقوال کفر و ضلال کی بنا پر ان کی تزییل و تکفیر کی اور اس طرح اہل کفر و ضلال کی تزییل و تکفیر کرنا سنتِ انبیاء کرام ہے بلکہ خلقِ الہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مشرک و کافر کی حضراتِ انبیاء کرام نے تزییل و تکفیر نہیں کی۔ کتنی آیات و احادیث میں اہل کفر و ضلال کی تزییل و تکفیر فرمائی گئی۔ پھر حضراتِ انبیاء کرام کے سچے متبعین نے ہمیشہ اہل باطل کی تزییل و تکفیر کی۔ اعلیٰ حضرت قبلہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی اہل ضلال و کفر کی تزییل و تکفیر کی اور عامۃ المسلمین کو ان کے فتنے اور شر سے محفوظ کیا۔ فرقہ وہابیہ کے کفر و ضلال اور غلط مسائل کی طرف خاص طور پر اس وجہ سے توجہ کی گئی کہ اور فرقہ باطلہ کو عوام بھی پہچان لیا کرتے ہیں کہ نیچری احکامِ اسلام کا محض اپنی ناقص عقل سے انکار کر دیا کرتے ہیں۔ وارثانِ انبیاءِ حقانی علماء کی وہ توہین کیا کرتے ہیں تو عوام کے لئے ان کی اتنی ہی بات کافی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا تزییل و تکفیر امام سے انکار کرنا۔ قرآن و حدیث کے سوا تمام کتبِ مذہب کو نہ ماننا ہی ان کی معرفت کے لئے کافی ہو جاتا ہے رافضی کا صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرنا اور اپنی مخصوص نماز و افعال کرنا ہی ان کو پہچاننے کیلئے کافی ہے قادیانی کا غلام احمد کو نبی ماننا اور اپنے خاص افعال کرنا ہی انہیں جاننے کیلئے کافی ہے چکڑ الوی



کا حدیث سے انکار کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منکر ہونا اور صرف قرآن کا ماننا ہی ان کی زبردست معرفت ہے۔

لیکن فرقہ دیوبندیہ و ہابییہ کا اہلسنت میں ایسا خلط ہے کہ یہ اپنے آپ کو اہلسنت کہلاتے ہیں۔ حنفی ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عقائد و فقہ کی کتابوں کو ماننے کا اظہار کرتے ہیں۔ علماء سلف و خلف کی تصنیفات کے قبول کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمساری سی نماز۔ روزہ حج ادا کرتے ہیں۔ قادری و چشتی۔ نقشبندی و سہروردی بنتے ہیں۔ تعلیم قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کے درس کا شغل رکھتے ہیں۔

لہذا ان کی معرفت عوام کے لئے نہایت مشکل تھی۔ ان کا اہلسنت و جماعت سے امتیاز کرنا۔ ان کے اقوال کفر و ضلال کا پہچاننا۔ ان کے عقائد باطلہ کا جاننا۔ ان کے غلط مسائل سے واقف ہونا عامتہ المسلمین کے لئے سخت دشوار تھا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان سے فروعی اختلاف میلاد شریف قیام تعظیمی کیا ہوگا شریف عرس فاتحہ تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں یا رسول اللہ کہنا۔ مزارات پر روشنی کرنا۔ چادریں ڈالنا اولیاء سے استمداد کرنا۔ توسل کرنا۔ عیدین کے روز معالقمہ کرنا وغیرہ ہر مسئلہ پر رسالے تحریر فرمائے اور ان میں قرآن و حدیث اور تصریحات سلف و خلف سے ان کے جواز کے کافی ثبوت دے کر ان کے غلط استدلالوں کا رد و بلیغ فرمایا اور اصولی اختلاف اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالوں میں گستاخیاں کرنے۔ کثیر آیات و احادیث کے انکار کرنے۔ تصریحات کتب اسلامیہ کے نہ ماننے کے دو سو تیس اقوال کفر و ضلال کا اظہار فرمایا اور اس کو ایک رسالہ الاستمداد علی اجدیال الابدان میں جمع فرمایا اور ان کے صرف امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کے ستر (۷۰) اقوال کے لئے ایک رسالہ الکواکب الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ تحریر کیا اور ایک رسالہ المعتمد المستند لکھا جس میں غلام احمد قادیانی۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد امبٹھی۔ اشرف علی تھانوی کے اقوال کفریہ نقل فرما کر ان کی کفریہ اور اسی پر علماء حرمین شریفین سے تصدیقیں حاصل



کیں جس مجموعہ کا نام حسام الحریین علی منخر الکفر والین ہے مصنف کو اعلیٰ حضرت  
 قبلہ سے اسی بنا پر عداوت و دشمنی ہے اور وہ یہ سب کچھ اسی عداوت کے  
 جوش میں لکھ رہا ہے اور دل کھول کر اقرار کر رہا ہے مصنف کا یہ صریح افتراء ہے  
 کہ اعلیٰ حضرت نے اکابر علماء و اہل حق کی تضلیل و تکفیر اور تذلیل و تفسیق کی ہے مصنف  
 اس کی کوئی نظیر تاقیامت نہیں دکھا سکتا مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح  
 افتراء ہے کہ انہوں نے اہلسنت پر انواع و اقسام کے ظلم و جفا کئے مصنف  
 اس کی بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح  
 افتراء ہے کہ انہوں نے کسی سنی عالم یا محقق سنی علماء ہند کی تکفیر و تضلیل کی  
 ہو۔ مصنف اس کے ثبوت دینے سے بھی ہمیشہ عاجز رہے گا مصنف کا اعلیٰ حضرت  
 پر یہ بھی صریح افتراء ہے کہ انہوں نے فرقہ ناجیہ کے کسی فرد پر فتویٰ کفر دیا ہو۔  
 مصنف اس کے ثابت کرنے سے بھی تاقیامت قاصر رہے گا۔ مصنف کو  
 ایسے صریح افتراء کرتے ہوئے شرم نہیں آتی خود تو بقیۃ الدجالین و خاتم المفسرین  
 ہے اور اس کی نسبت اعلیٰ حضرت کی جانب کتاب العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۴ میں جی بھر کر جھوٹ بولا اور دل  
 بھر کر اعلیٰ حضرت قبلہ کو گالیاں دے کر جو افتراء کئے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔  
 یہ ربوا کو شیر مادر سمجھتے ہیں۔ تحریف معانی قرآن و حدیث اور قطع  
 برید الفاظ علماء مستند کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرات علماء دیوبند  
 اور ان کے اکابر پر سخت سخت افتراء پر دازیاں کی تھیں۔ لے

## مصنف خود امام المفسرین سے

جواب :- مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ صریح افتراء ہے کہ انہوں  
 نے ربوا کو شیر مادر سمجھا۔ اگر مصنف کے اس دعوے میں ذرہ بھر صداقت  
 لے (شہاب ثاقب ص ۲۴ ملخصاً)



ہے تو اس کو ثابت کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہتانِ عظیم ہے کہ اعلیٰ حضرت نے معانی قرآن و حدیث میں تحریف کی اگر مصنف کی اس بات میں سچائی کا شائبہ بھی ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہت بڑا افتراء ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علماء مستند کے الفاظ میں کہیں قطع برید کی ہو۔ اگر مصنف کے اس قول میں راست بازی کی جو بھی ہو تو اس کی ایک نظیر تو لائے اسی طرح مصنف کا یہ زبردست بہتان ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علماء دیوبند پر افتراء پردازی کی۔

**مسلمانو! افتراء پردازی تو جب ہوتی کہ اعلیٰ حضرت قبلہ ان علماء دیوبند کی عبارتیں خود اپنی طرف سے بنا لیتے یا ان عبارتوں میں ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی تغیر کر دیتے اور جب وہ عبارتیں بلفظ آج بھی ان علماء دیوبند کی تصنیفات میں موجود ہیں اور خود ان عبارات کے لفظ لفظ کے درست و صحیح ہونے کا وہ اعتراف کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی شریف طبیعت انسان تو افتراء پردازی کہہ نہیں سکتا۔ لیکن مصنف نے اپنا عرف ہی ایسا بنا لیا ہے کہ وہ ایسی عبارتوں کو تو افتراء پردازی کہتا ہے جو کتابوں میں بلفظ موجود ہوں جن میں ایک لفظ ایک حرف کا تغیر نہ ہوا ہو۔ جن کا نہ صرف ان کے مصنفین بلکہ ساری قوم اعتراف کرتی ہو۔ آج بھی جو اسی مصنف ہی کے نام سے وہ کتاب مطبوعہ کتب خانوں میں بکتی ہو اور جو عبارات ایسی ہوں کہ ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی اس کے مصنف کا نہ ہو۔ عبارت بھی خود ساختہ ہو اس کا مصنف بھی فرضی ہو اس کا مطبع بھی گڑھ لیا جائے۔ اس کے صفحہ بھی اپنی طرف سے بنا لئے جائیں تو وہ عبارتیں افتراء پردازی نہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس مصنف ہی نے اسی شہابِ ثاقب کے ص ۱۲۱ پر جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک کتاب خزانۃ الاولیاء لکھی اور اس کا مطبع کانپور بنا لیا اور اس کے صفحہ ۵ کی ۳ سطر کی عبارت محض اپنی طرف سے بنا ڈالی اور شہابِ ثاقب صفحہ ۱۲۲ پر حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب**



ہدایتہ الاسلام گڑھ لی اور اس کا مطبع صبح صادق سینٹاپوز بنا ڈالا اور اس کے صفحہ ۳۰ کی ۳ سطر میں عبارت محض اپنے دل سے تراش لی جس کو ہم پہلے یہ تفصیل پیش کر چکے ہیں۔

**مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کہ** افترا پر وازی یہ ہے جو مصنف نے کی ہے کہ نہ یہ عبارات ان کے مصنفین کی نہ ان کا نام صحیح نہ ان کا مطبع موجود نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہوا۔ مصنف خود تو امام المقتربین ہے اور دوسروں کو مقترب ثابت کرنے کی ناک سعی کرتا ہے۔ پھر یہ مصنف اسی صفحہ کے آخر میں اپنی معرفت کراتا ہے اور علماء دیوبند سے اپنے تعلق کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے :-

احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہی کا خوشہ چین اور ان کے ہی دامن عاطفت کا منتسب ہے۔ سات آٹھ برس تک ان اکابر کے بارگاہ کی خاکروبی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ اے

**جواب :-** یہ واقعہ ہے کہ مصنف نہایت متعصب و ہابی دیوبندی ہے

اس کے عقائد و خیالات وہی ہیں جو وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد و خیالات ہیں۔ اگرچہ وہابیہ کے دوستوں نے احوال کفر و ضلال اعلیٰ حضرت قبلہ نے الاستعداد میں جمع فرما دیئے ہیں ہم محض آگاہی عوام کے لئے ان میں سے اٹھائیس ہی نقل کرتے ہیں۔

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ	سوال اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے ۲	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے مکر جیسا عیب ثابت کیا کوئی جاہل بھی ایسی

۱۔ شہاب شائق ص ۲۴-۲۵  
۲۔ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکز کائنات پریس دہلی ص ۵۰ مصنف امام ابوہابہ اسمعیل دہلوی



نمبر شمار	عقائد و بابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و بابیہ	خلاصہ مواخذات
	مکار ہے۔		گستاخی کی جرات نہ کرے گا
۲۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ مکار ہے۔	لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد اے (ترجمہ) ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو (عبارت دوم) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا کہ خلف معید آیا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ کے لئے جھوٹ ممکن مانا باوجودیکہ عقیدہ اہلسنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے کذب محال ہے شرح فقہ اکبر ص ۲۲ میں ہے، واللہ علیہ محال شرح مواقف ص ۶۰ میں ہے یتنوع علیہ الکذب اتفاقاً۔
۳۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں البتہ وہ اگر چاہے تو دریافت کر سکتا ہے	سوا اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ ۳۔	وہابیہ نے اس میں خدا کے علم کو اختیار ہی کہہ کر اس کی صفت علم کو حادث مانا اور دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کا علم نہ ہوگا تو خدا کو جاہل بھی مانا۔
۴۔	وہابیہ کے نزدیک فرشتوں کو نہ مانو۔	اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو اللہ کو مانیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں	ترجمہ شاہ عبدالقادر میں ایمان کا ترجمہ ماننا ہے تو ان عبارات کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو مانو۔ یعنی اسی پر ایمان لاؤ اور ذکر

۱۔ ایگزوسی ص ۱۴ مصنف امام ابوہابیہ ۲۔ (براہین قاطعہ ص ۲)

۳۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳) ۴۔ (تقویۃ الایمان ص ۲) ۵۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۶)



مترجم	عقائد و بابیہ دریوندیہ	اصل عبارات و بابیہ	خلاصہ مواخذات
			نہ مانو یعنی فرشتوں پر ایمان نہ لاؤ تو فرشتوں کے نہ ماننے کا حکم بھی دیا۔
۵۔	و بابیہ کے نزویک	اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے۔	اس عبارت میں انبیاء کو بے حواس کہا۔
۶۔	قرآن پاک کلام الہی نہیں بلکہ آپس کی باتیں ہے اور انبیاء کرام بے حواس ہو جاتے ہیں۔	جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب رعب میں آکر بیحواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور وہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمناء و صدقائے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اے	اور بے حواسی کی وجہ سے احکام الہی ان کی سمجھ میں نہیں آتے اور خوف و وہشت کی وجہ سے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے تو آپس میں گلے مشورہ کر کے آمناء و صدقائے لیتے ہیں تو قرآن ہا ہی ہم مشورہ ہوا کلام الہی نہ ہوا۔ العیاذ باللہ
۷۔	و بابیہ کے نزویک انبیاء کرام کی بشر کے برابر	کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو	اس میں بزرگ کہا چاہے وہ نبی ہو تو اس کی اور بشر کی برابر تعریف کرو یعنی انبیاء کے



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	تعریف کیجائے بلکہ اس میں بھی اختصار کرو	اس میں بھی اختصار ہی کرو سو اس میں	مخصوص فضائل کو بیان نہ کرو صرف ان کی بشریت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔
۸-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں	انبیاء۔ امام زادہ۔ پسر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندہ عاجز ہے اللہ کے روبرو عاجز ہونے میں اور بے اختیار ہونے میں ہم اور بت اور غیر سب برابر ہیں۔ ۳۷	اس میں انبیاء کی عظمت گھٹائی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں ان کے خدا داد اختیار کو نہ مانا۔ ان کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار کہہ کر انہیں اپنے برابر ٹھہرایا اور انکی برتری کا انکار کیا۔
۹-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام بے خبر اور نادان ہیں	ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہے	اس میں بڑے کہہ کر انبیاء مراد لئے کہ بندوں میں بڑے انبیاء ہی ہوتے ہیں تو انبیاء کی علمی فضیلت کا انکار کر کے اپنے برابر انہیں بھی بے خبر و نادان کہا اور ان کی فوقیت کو مٹایا۔
۱۰-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی سرداری چودہری اور زمیندار جیسی ہے	جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے	اس میں انبیاء کرام کی سرداری کی قدر و منزلت گھٹانے کیلئے انہیں چودہری اور زمیندار کے ساتھ تشبیہ دی ورنہ ایسی تشبیہ کسی مخلص سے ممکن نہیں۔

۱۷ تقویتہ الایمان ص ۶۵ ۳۷ نصیحۃ المؤمنین ص ۱۲

۱۸ تقویتہ الایمان ص ۶۵

۱۹ تقویتہ الایمان ص ۶۵

۲۰ تقویتہ الایمان ص ۶۵



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱۱-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔	سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں لہے	اس میں انبیاء کرام کے شرفِ تقرب اور فضائل خاص سب کو مٹا کر انہیں نہ صرف ذرہ کی برابر بلکہ ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ٹھہرایا یہ کوئی مسلمان تو کہہ نہیں سکتا
۱۲-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام چار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔	ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔	اس میں بڑی مخلوق سے مراد انبیاء ہی ہیں کہ مخلوق میں انبیاء سے بڑا اور کون ہے تو انہیں چار سے زیادہ ذلیل کہہ کر ان کی برابر الہی کی وجاہت سے انکار ہے۔
۱۳-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی بڑے بھائی کی سی تعظیم ہے۔	انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سوا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔	اس میں بڑے بزرگ سے مراد انبیاء ہیں تو انبیاء کے تمام فضائل و خصوصیات کو پس پشت ڈال کر ان سے برادری اور بھائی بندی کا رشتہ جوڑنا کسی غلام کا کام نہیں۔
۱۴-	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کے معجزہ سے بڑھ کر جادو اور طلسم	بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت ستمرون میشود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی و اکل ازاں ہاب	اس کا ترجمہ یہ ہے بہت چیزیں کہ مقبولوں کا معجزہ گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت و کمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں اس میں معجزہ کو جادو و طلسم کی جرقہ

۱۱- تقویتہ الایمان ص ۶۳ لے تقویتہ الایمان ص ۱۱۱ لے تقویتہ الایمان ص ۶۸



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	والے کر سکتے ہیں۔	سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد لے	برابر بلکہ قوت و کمال میں بڑھ کر کہا اور نبی کو جادو گر اور طلسم والے کی نہ صرف برابر بلکہ قوت و کمال میں بڑھ کر قرار دیا۔ یہ انبیاء کی تنقیص شان ہے۔
۱۵۔	وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علو کی ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں	اس میں انبیاء کو امت سے تفوق علمی مانا اور اعمال میں انبیاء کو امت کی برابر مانا بلکہ امت کو انبیاء سے بڑھا دیا تو امتی کو انبیاء کے برابر کہنا ہی تنقیص شان انبیاء ہے چہ جائیکہ انبیاء کو امتی سے گھا دینا۔
۱۶۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے نیاز و منت کرنے والے ابو جہل کی برابر مشرک ہیں۔	پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کر لے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔	اس میں منتیں ماننے والے نذر و نیاز کرنی والے انبیاء کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنے والے سب کو ابو جہل کی برابر مشرک کہنا اور یہ بھی صاف کر دیا کہ انبیاء کو جو اللہ کا بندہ اور مخلوق اعتقاد کرنے کے باوجود بھی جو انہیں اپنا وکیل و شفیع سمجھے گا۔ وہ بھی ابو جہل کے برابر مشرک ہے اور یہ تمام امت کا عقیدہ ہے۔ تو سب امت مشرک ٹھہری۔

۲۵ تحذیر الناس ص ۵

۱۶ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲/۳ ج ۳

۲۷ تقویۃ الایمان ص ۵



نمبر شمار	عقائد و بابیہ دیوبند	اصل عبارات و بابیہ	خلاصہ مواخذات
۱۷-	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی پچھلے اور آخری نبی نہیں یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے بعد اور نبی تجویز کیا جاسکتا ہے۔	عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا باین معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس میں ہے، بلکہ اگر بالعرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا خیال عوام ٹھہرایا اور یہی وہ معنی ہیں جو احادیث اور آثار صحابہ اور اجماع مسلمین سے ثابت ہیں تو اس نے تمام امت اور صحابہ تابعین بلکہ خود رسول امین کو بھی عوام قرار دیا اور اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا اور خدا کی نسبت یا وہ گوئی کا استعمال کیا تو اس نے حضور کی خاتمیت ہی کا انکار کیا اور زمانہ اقدس کے بعد اور نبی کا پیدا ہو جانے کی تجویز کو مان لیا تو اس نے خاتمیت ذاتی و زمانی ہر دو کا انکار کر دیا اور یہ صریح کفر ہے۔
۱۸-	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم	شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم بتایا ہے اور شیطان

۲۶ تحذیر الناس ص ۲۶

۲۷ تحذیر الناس ص ۲۷



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے۔	نص قطعاً ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔	علم نص قطعاً ہے اور حضور کی وسعت علم کیلئے کوئی نص قطعاً نہیں اور جو چیز حضور کیلئے شرک ہے وہ ہی چیز شیطان و ملک الموت کیلئے شرک نہیں۔
۱۹-	و ہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر علم بچوں یا گلوں جانوروں کو بھی ہے۔	پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب سے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صوفی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید و عمر اور بچوں یا گلوں اور تمام جانوروں اور چوپایوں کے برابر کر دیا اس میں نہایت صاف اردو میں حضور کی تنقیص شان کی اور صریح توہین کی کہ اعلم المخلوق کے علم کو کم علموں بلکہ بے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔
۲۰-	و ہابیہ کے نزدیک	جس کا نام محمد یا علی ہے	اس میں پہلے تو نام اقدس کس
	لے براہین قاطعہ ص ۵۵	لے حفظ الایمان ص ۹۶	



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں۔	وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے	بے تہذیبی سے لیا کہ نہ ابتداء میں کوئی کلمہ ادب سے نہ بعد میں پھر حضور کے خدا و ااختیار و تصرف کا صاف انکار کر دیا۔ جس میں کثیر آیات و احادیث کا انکار لازم آتا ہے۔
۲۱۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مگر مٹی میں مل گئے۔	دلہنی طرف سے حضور کا یہ قول دل سے گڑھ کر لکھا میں بھی ایک دن مگر مٹی میں ملنے والا ہوں گئے۔	اس میں ایک تو اپنے دل سے گڑھ کر یہ حضور کا قول مٹھرایا پھر آپ کے جہات ہونے کا انکار کیا اور حدیث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کیا۔
۲۲۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیچواس ہو گئے۔	سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی ماں سے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ ۳۔	اس میں نہایت صاف الفاظ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیچواس کا لفظ استعمال کیا جو کسی نیاز مند غلام سے ممکن نہیں اگر یہ بیچواسی میں کہتا تو بیچواس کی بڑھوتی لیکن یہ تو بد رستی حواس کہتا ہے کیا یہ تو ہین نہیں ہے۔
۲۳۔	وہابیہ کے نزدیک	(اللہ) چاہے تو کروڑوں نبی	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر

۱۔ تقویتہ الایمان ص ۳۴ ۲۔ تقویتہ الایمان ص ۶۹ ۳۔ تقویتہ الایمان ص ۶۴



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کروڑوں اور ہو سکتے ہیں۔	اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ لے	مکمل جانا اور ممنوع النظر کے قول کا صاف انکار کیا جس سے کثیر آیات و احادیث کی مخالفت لازم آئے گی تو اس میں حضور کی توہین بھی ہے اور ممنوع کا ممکن ماننا بھی ہے۔
۲۴۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔	صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آل از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند پندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت کاؤخر خودست۔ لے	اس کا ترجمہ یہ ہے نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب حضور ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسی گندی گالی اور صریح تنقیص کی العیاذ باللہ۔
۲۵۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدبرہ دیوبند کے تعلق سے	ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں	وہابیہ کا یہ خواب منکر طہرت ہے علاوہ بریں اس میں ایک بے ادبی تو یہ ہے کہ حضور کے اردو بولنے پر اعتراض کیا پھر علماء دیوبند سے معاملہ کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ

لے صراط مستقیم مصنفہ اسماعیل دہلوی ص ۱۶

لے تقویۃ الایمان ص ۳۵



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	اُردو بون آگتی۔	سے آگتی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبندیہ سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگتی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ لے	حضور نے علماء دیوبندیہ سے اُردو سیکھی حضور شاگرد بنے اور وہ علماء مدرسین دیوبندیہ حضو کے استاد ہوئے جب ہی تو مدرسہ دیوبندیہ کا رتبہ بڑھا کر حضور نے مدرسہ دیوبندیہ میں طالب علمی کی تو ان استادوں کا رتبہ کیسا بلند ہوا، جنہوں نے حضور کو تعلیم دی۔
۲۶۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی رشید احمد گنگوہی ہے۔	زبان پراہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہیل شاید اٹھا عالم سے کوئی باہنی اسلام کا ثانی۔ لے	اس میں رشید احمد گنگوہی کو ثانی رسول یعنی مثل رسول کہا یہ توجیب ہے کہ باہنی اسلام سے حضور مراد ہوں اگر باہنی اسلام سے خدا مراد ہے تو گنگوہی ہی ثانی خدا یعنی مثل خدا ثابت ہوئے تو وہابیہ کے نزدیک گنگوہی یا مثل رسول ہیں یا مثل خدا ہیں۔
۲۷۔	وہابیہ کے	قبولیت اسے کہتے ہیں	اس میں علیہ سوو کا ترجمہ کالے
	لے برائین قاطعہ ص	لے مرثیہ گنگوہی مصنف محمود حسن دیوبندی صلا	



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارت و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
	نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی گنگوہی جی کا کالا غلام ہے۔	مقبول ایسے ہوتے ہیں عبیدِ سود کا ان کے لقب ہے۔ یوسفِ ثانی اے	خلطے سے مطلب یہ ہے کہ گنگوہی جی کے کالے، چھوٹے سے چھوٹے غلام یوسفِ ثانی ہیں اور گورے تو گورے ہی ہوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ہے۔
۲۸۔	وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی کی مسیحائی حضرت مسیح علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ گئی	مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں۔ ذری ابن مریم اے	اس میں گنگوہی جی کا حضرت مسیح علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرماتے تھے اور گنگوہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔

اے مرتد دیوبندی!

اے " "



نمبر شمار	عقائد و ہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
			ہیں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے یہ حضرت مسیح کی توہین نہیں تو کیا

مسلمانو! یہ ہے اکابر فرقہ و ہابیہ کے عقائد و خیالات کا نمونہ جنہیں سن کر ہر ناخواندہ صحیح الاعتقاد انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام کی شانوں میں کتنی بے ادبیا کیسی گستاخیاں کی ہیں۔ اور ان کے کتنے گندے خیالات اور ناپاک عقائد ہیں اور خیال اختصار صرف اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا۔ ورنہ دوسوا ایسے ہی ان کے عقائد و خیالات الاستمداد میں اور درج ہیں اور میرے رسالہ کاشف سنیّت و وہابیت میں ان کے عقائد و خیالات ۵۰۰ جمع کر دیئے گئے ہیں۔

مصنّف انہیں عقائد و خیالات سے بخوبی واقف ہو کر اپنے ان اکابر کا جب خورشیدین بنا اور ان کے دامن تھامنے پر جب نازاں ہوا اور ان کی بارگاہوں کی خاک روئی کرنے اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمات پر جب افتخار کرتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ مصنف کے بھی وہی عقائد و خیالات ہیں جو اس کے ان اکابر کے ہم نے بطور نمونہ ۲۸ پیش کیے ہیں، اور مصنف نے یہ عقائد ناواقفی کے حال میں نہیں مانے بلکہ بخوبی واقف ہو کر مانے ہیں۔ اس کے بعد مصنف نے علماء مدینہ منورہ کے حاتم الحرمین پر تصدیق اور دستخط کی یہ توجیہ اپنی طرف سے ان الفاظ میں پیش کی۔

اسی وجہ سے اُس زمانے میں بھی ان کی مسکاریوں اور افترا پر دازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کر چکے تھے وہ لوگ مجبور ہو گئے اور انہوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تفریطوں



## ابن شرط لگا دیئے

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علماء حرمین شریفین کے سامنے گنگوہی انیسٹیٹی  
تھانوی وغیرہ کی کتابوں کی اصل عبارات پیش کیں آج وہ کتابیں مطبوعہ موجود ہیں۔  
ان میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ جو عبارات اعلیٰ حضرت نے پیش کی تھیں وہ آج بھی  
ان میں بلفظ موجود ہیں تو مصنف کا اس کو مکاری اور افترا پر دازی کہنا دجل و فریب  
نہیں تو اور کیا ہے۔ علماء حرمین شریفین نے ان عبارتوں پر حکم صادر فرمائے۔ مدینہ منورہ  
ہی کے علامہ برزنجی مفتی شافعیہ کی تقریب پڑھ لیجئے کہ انہوں نے ان کی اصل عبارت  
کو نقل کر کے حکم دیا ہے۔ تو اہل فہم کو حیرت یہ ہوگی کہ آخر مدینہ منورہ میں اظہار ہوا  
کس چیز کا۔ اگر قبول مصنف رسائل اکابر دیوبند لوگوں کو دکھائے گئے تو ان رسائل  
میں یہ عبارات تھیں یا نہیں اگر مصنف کہے کہ وہ عبارات ان رسائل میں تھیں تو اہل مدینہ  
کو اعلیٰ حضرت کی صداقت اور سچائی کا اظہار ہو جانا چاہیے تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ہم نے  
اپنی اپنی تقریظوں میں شرط لگا دی ہے۔ غلط قرار پاتا ہے کہ جب انہوں نے اپنی آنکھ  
سے وہ اصل رسائل دیکھے تو پھر شرط لگا دی ہے۔ کا جملہ بیکار ٹھہرتا ہے اور شرط کی  
تعلیق ہی ختم ہوتی ہے کہ ان کا حکم معلق بالشرط کے درجے سے نکل کر قطعی حکم قرار پاتا  
ہے۔ علاوہ بریں جب اس شرط کا وجود ثابت تو وقوع حکم سے کون چیز مانع ہے۔ اور  
اگر مصنف یہ کہے کہ وہ اصل عبارات ان رسائل ہی میں نہیں تھیں تو یہ بھی کذب صریح  
ہے کہ وہ اصل عبارات تو آج بھی ان رسائل میں مطبوعہ موجود ہیں تو مصنف کا یہ کذب  
صریح ہے کہ وہ رسائل انہیں دکھائے گئے۔ اور اگر یہی فرض کر لیجئے کہ انہیں وہ رسائل  
دکھائے گئے۔ لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ حتام الحرمین کی تقریظوں کے بعد دکھائے  
گئے اور وہ دستخط کر کے مجبور ہو گئے تھے تو انہیں علامہ برزنجی نے ان رسائل کے دیکھنے  
کے باوجود پھر غایۃ المامل میں واقفیت کے بعد کیوں گنگوہی انیسٹیٹی۔ تھانوی وغیرہ



کے اور کفری فتویٰ دیا۔ اور دیگر علماء مدینہ نے اس کی تصدیقیں کیں جس کی عبارت ہم نقل کر چکے، بالجلہ مصنف کی یہ بات نہایت لغو گوئی پر مبنی ہے۔

علمائے حریم شریفین کی توہین | مصنف نے اسی ص ۲۵ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کے سفر حجاز پر اپنی عادت کی بنا پر منہ شکافی کرتے

ہوئے اور اس پر غیب دانی کا اظہار کرتے ہوئے علماء حریم کی یہ توہین کی "انہوں نے حسن ظن سے کام لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کی" یہ مصنف ان حضرات علماء حریم شریفین کی یہ توہین کر رہا ہے کہ غیر محتاط ہیں۔ انہوں نے اشخاص پر کفری فتویٰ دینے میں کچھ تحقیق نہیں کی بلکہ غلطی یہ کی کہ صرف اعلیٰ حضرت قبلہ کی ذات پر حسن ظن کر لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کر دی۔ اب مصنف ہی سے دریافت کر دو کہ اگر یہ بات واقعی ہے تو جب مصنف وغیرہ نے ان حضرات کو اکابر دیوبند کے رسائل دکھا دئے تو اس کے بعد غایت المامول میں ان علماء مدینہ نے پھر گنگوہی، تقانوی، انبیٹھی وغیرہ کی تکفیر کس بنا پر کی۔ اس وقت تو بقول مصنف ان حضرات کا اعلیٰ حضرت پر نہ حسن ظن باقی رہا تھا نہ ان کا قول و فعل قابل اعتماد رہا تھا تو ان حضرات کا غایت المامول میں ان اکابر دیوبند کی تکفیر کرنا کس بنا پر تھا۔ مصنف اس گتھی کو تو سلجھاٹے۔ ورنہ اپنے اوپر لعنت اللہ علیٰ الکذبین پڑھ کر دم کر لے۔

پھر مصنف اپنے ہندوستان واپس آنے کے تذکرے اور اس کتاب کے لکھنے کا سبب ذکر کرتے ہوئے۔

اپنے اکابر کی صفائی میں کہتا ہے۔

حضرات علماء دیوبند و سہارنپور وغیرہ... کے دامن عصمت کو مجتہد صاحب دھتہ لگانا چاہتے ہیں۔ وہ ان نجاستوں سے بالکل پاک صاف ہیں وہ اکابر ان خیالاتِ فاسدہ سے کوسوں دور ہیں۔ ملخصاً

۱۔۔ شہابِ ثاقب ص ۲۵۔ ۲۔۔ شہابِ ثاقب ص ۲۶۔



**جواب :-** ان اکابرِ دیوبند کے جو کفری اقوال و خیالات ہیں اور بقول مصنف نجاسات ہیں وہ آج بھی ان کی کتابوں میں مطبوعہ موجود ہیں جس کا دل چاہے۔  
تخذیر الناس - حفظ الایمان - براہین قاطعہ وغیرہ رسائل میں ان اقوال و خیالات کو دیکھ لے پڑھ لے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس کفری و ہتھیہ کا اظہار فرمایا اور ان نجاستوں کو دکھایا ہے۔ اب خود دنیا فیصلہ کر لے گی کہ اکابرِ دیوبند ان نجاستوں سے ملوث ہیں یا پاک صاف ہیں۔ اور ان خیالاتِ فاسدہ کو سر پر لیے پھرتے ہیں یا کوسوں دور ہیں۔ اور ان کے نجس دامن پر ان نجاستوں کا دھبہ لگا ہوا ہے یا نہیں ہے۔

پھر مصنف نے اس شہابِ ثاقب کے واقعات کی بنیاد اور اس کی زبان کی سختی اور اپنی طبیعت کے جذبہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔

اب مجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی (اعلیٰ حضرت کی) حالت سچی سچی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں سے وہاں سنا ہے آپ حضرات کے گوش گزار کر کے ان کی افترا پر دازیوں اور بہتان بندیوں پر مطلع کروں۔ مگر آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ان کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں احقر کو معذور خیال کریں۔ میں اپنی طبیعت کو نہایت تقاضا کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں۔ بلکہ

**جواب :-** مصنف کے کذب و افترا کی دو شہادتیں تو ابتدائے تمہید میں پیش ہو چکی ہیں کہ اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جدِ امجد قدس سرہ کے نام سے کتاب ہدایت الاسلام اور واداپیر کے نام سے کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھ لی ان کے مطبع بنائے ان کے صفحہ تراش لیے اور پھر کذب و افترا یہ کہ ان کی عبارتیں اپنے دل سے گڑھ دیں تو ایسے کاذب و مفتری سے کیا امید ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی سچی حالت صحیح واقعہ ٹھکڑے اور واقعی مشاہدہ کا ذکر کر دے اب رہا ان کا معتبر ذریعہ



تو اس کے معتبر ہونے کا حال آگے آئے گا۔ اور مُصنّف خود افترا پر دازی اور بہتان بندی کا انتہائی مشتاق ہے تو اسے دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں کسی نے کہا ہے ع۔

اپنے اوپر کرتا ہے سب کو قیاس

مُصنّف پر پہلے تو یہ لازم تھا کہ اعلیٰ حضرت مُقتس سترہ کے افترا و بہتان کی کوئی مثال پیش کرنا پھر ان الفاظ کا استعمال کرنا جس طرح ہم نے اس کے افترا و بہتان کی یہ دو مثالیں ابتدائیں ہی پیش کر دیں اور صرف ان ہدیتہ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء مطبوعہ مذکور اور ان کے ان صفحات پر یہ عبارات دکھانے پر مبلغ سو روپیہ کا انعام انہیں کے معتقدین کو میں نے تحریر کر دیا۔ لیکن اب تک تو کیا تاقیامت وہ نہیں دکھا سکتے اور جب یہ مُصنّف کوئی مثال پیش نہ کر سکا تو یہ افترا و بہتان کے الفاظ بول کر گالیاں دیتا ہے کہ جن سے معافی حقیقیہ مقصود نہیں ہیں۔ نیز مُصنّف شہابِ ثاقب کے لب و لہجہ کے متعلق نہایت جزم کے ساتھ

وعدہ تو یہ کرتا ہے کہ میں اپنی طبیعت کو نہایت محترم کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں۔ ناواقف لوگ تو اس وعدہ پر مطمئن ہو گئے ہونگے کہ جب اس کتاب میں مُصنّف نے نہایت طبیعت کو محترم کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کی ہوگی تو اس کتاب میں اپنے مخالف کو کوئی سخت کلمہ کسی طرح تہذیب سے گرا ہوا نہ لکھا ہوگا۔ اور اس کا لب و لہجہ علمی و تہذیبی لحاظ سے بہترین ہوگا۔ لیکن جب ان ناواقفوں کی نظر کے سامنے ہمارا پیش کردہ مُصنّف کا ۶۴۰ کلمات کا گالی نامہ آئے گا تو انہیں سخت حیرت ہوگی۔ اور ہر مُصنّف مزاج اس فیصلہ کے لیے تیار ہو جائے گا کہ جس نے طبیعت کو محترم کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرنے کا قصد کیا تھا وہ یہ ۶۴۰ گالیاں لکھ رہا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ وہ طبیعت کی لگام ڈھیلی کر دیتا اور خوب اچھلتا کودتا تو کتاب کے سارے صفحات گالیوں سے پر کر دیتا بلکہ خود مُصنّف نے بھی اپنی دشنام دہی اور یا وہ کوئی پر پردہ ڈالتے کے لیے یہ الفاظ کہے "آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ملاحظہ کریں تو احقر کو معذور خیال کریں"



اس میں خود مُصنّف نے یہ اعتراف کر لیا کہ شہابِ ثاقب میں اعلیٰ حضرت اور اہلسنت کی نسبت سخت کلمات کا استعمال کیا گیا ہے۔ اب کسی دیوبندی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ منہ کھول کر کہے کہ شہابِ ثاقب میں کوئی سخت کلمہ نہیں ہے۔ مُصنّف کی چونکہ عادت ہی دشنام دہی اور افترا پردازی ہے تو مُصنّف اپنی عادت کے پورا کرنے کے لیے اپنی معذوری کو حجاب اور غدر قرار دیکر گالیاں دینا چاہتا ہے۔ اور اپنی برأت ثابت کرنا چاہتا ہے۔

پھر یہ مُصنّف اپنے اوپر سے دشنام دہی کے الزام کو ان الفاظ میں اٹھانے کی سعی کرتا ہے۔

مگر کیا کروں کہیں اس بدگوئی گالیوں اور خرافات کی وجہ سے طبیعت  
 قابو سے نکل جاتی ہے۔ پس مجبور ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی صحت الامکان  
 شرافت و علم کے حدود سے تجاوز نہیں کرنا اور پورا مقابلہ اس باب میں  
 تو ان کا وہی کر سکتا ہے جو ذیل النسب و قبیح الاخلاق جاہل اُجڈ ہو۔

جواب :- مُصنّف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پڑیہ افترا ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیفات  
 میں کسی عالم دین تو کیا بلکہ کسی مسلمان کے لیے بھی کوئی گالی اور خرافات لکھی ہو مُصنّف  
 اگر سچا تھا تو اُسے چاہیے تھا کہ اپنی اس کتاب میں اعلیٰ حضرت کی گالیاں اور خرافات  
 کی ایک چھوٹی سی فہرست بعقیدہ و سطر پیش کرتا جس طرح ہم نے مُصنّف کے  
 گالی نامہ کی ایک فہرست ابتداء میں پیش کر دی ہے۔ تاکہ دنیا اس کی صداقت  
 کو جان لیتی۔ اور اسے معذور متصور کرتی۔ مگر جب مُصنّف نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہو  
 گیا کہ یہ محض اس کا کذب و افترا ہے اور خود گالیاں اور خرافات لکھنے کا ایک حیلہ  
 بناتا ہے۔

ناظرین کرام توجہ کریں کہ یہ مُصنّف ۶۴۰ گالیاں اور خرافات لکھ کر بھی شرافت و علم



کے حدود سے متجاوز نہیں ہوا۔ اور اگر کہیں شرافت و علم سے متجاوز ہو جائے تو پھر ہزاروں مغلطات لکھ مارتا۔ دیکھئے یہ ہے دیوبندی شرافت و علم کے حدود کا نمونہ۔ پھر مصنف اپنی مزید عداوت کا اظہار کرتا ہے۔

مجدد صاحب نے اپنے طریقہ آبائی کو جو بنی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا  
یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا ہے  
ایں کاراز تو آید و مردان چنیں کتند لہ

آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں۔

جواب: مصنف کی آنکھوں پر اگر عداوت کی عینک نہ لگی ہوتی تو انہیں نظر آجاتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اور آپ کے آباء نے جو عظمت شان انبیاء علیہم السلام کا درس دیا وہ نہ فقط اہل ہند بلکہ تمام عرب و عجم عراق و شام بلکہ تمام روئے زمین کے اہل اسلام پر پوشیدہ نہیں ہے آج ان کی تصنیفات مطبوعہ موجود ہیں جن کا کلمہ کلمہ بلکہ لفظ لفظ حضرات انبیاء کی عظمت و رفعت اور توقیر و ادب کا بہترین درس ہے میں نے بہت سے اہل علم و فضل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی اگر ذات بابرکات نہ ہوتی تو ہم لوگ بزرگان دین۔ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شانوں کی اس قدر عظمت اور ایسے آداب سے واقف نہ ہوتے۔ خود مدینہ طیبہ کے بعض جلیل القدر افاضل نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی جو محبت اور حسن ادب دیکھا ایسا کسی دوسرے شخص میں نظر نہ آیا۔

لیکن مصنف اپنے جن اکابر کا خوشہ چین بنا ہے اور جن کی جو تیاں سیدھی کرنے اور جن کی درسگاہوں کی خاک روہنی کرنے پر محزر کرتا ہے ان کی شان حضرات انبیاء کرام میں گستاخوں کا بھی تو ذکر کرتا کہ وہ حضرات انبیاء کرام کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار اور بے خبر و نادان کہتے ہیں انہیں چار سے زیادہ ذلیل۔ ذرہ ناچیز سے کمتر ٹھہراتے ہیں ان کی چودہری اور زمیندار بلکہ بڑے بھائی کی سی تعظیم بتاتے ہیں۔ ان کے معجزوں سے

لہ:۔ شہابِ مناقب ص ۲۷



بڑھ کر جادو گر اور طلسم والوں کو قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اعمال میں اُمتی کو ان سے بڑھاتے ہیں، ان کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کے برابر ٹھہراتے ہیں، ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے گھٹاتے ہیں، انہیں دیوبندی ملکوں کا شاگرد اور باورچی قرار دیتے ہیں وغیرہ خرافات جن کی عبارات بلفظ ہم عقائد و مابہ کی مختصر فہرست میں نقل کر چکے العیاذ باللہ من ہذا الخرافات۔

تو مصنف اپنے ان روحانی آبا کے طریقے کو بھی متعین کرتا کہ انہوں نے فرعونی کارنامے کو تازہ کر دیا یا ابو جہلی طریقے کو زندہ کیا یا شیطانی خدمت کو انجام دیا۔ اور آخر یہ خود آل فرعون ہی سے ہیں یا فرزندان ابو جہل سے ہیں یا ذریت شیطان سے ہیں۔ مصنف نے شہاب ثاقب کے ص ۲۷ سے ص ۳۱ تک اعلیٰ حضرت قبلہ کے مکرّم حاضر ہونے کے وقت سے پورے زمانہ قیام کے واقعات پیش کیے اور ان واقعات کی سند کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

اس تمام قصہ کو احقر نے مجلاً عرض کیا ہے، جس کا جی چاہے تفصیل وار شیخ شعیب صاحب مالکی مدرس حرم شریف مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہہ یا شیخ عبدالقادر شیبی یا شیخ محمد معصوم صاحب یا مولوی منور علی صاحب محدث رام پوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ لیجئے۔

جواب :- دُنیا جانتی ہے کہ ہر قصہ کی صحت و غلطی کا دار و مدار اس کے بیان کرنے والے کی صداقت یا کذب پر موقوف ہوتا ہے آپ نے بارہا علماء سے سنا ہوگا کہ حدیث کی صحت کا دار و مدار راوی کی عدالت پر ہے اسی بنا پر علماء محدثین نے فن رجال میں صد ہا کتابیں لکھیں اور راویان حدیث کے حالات میں انتہائی جستجو و عرق ریزیاں کر کے ان کا عادل و غیر عادل ہونا نام بنام متعین فرما دیا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ شہاب ثاقب ص ۳۰ و ۳۱۔



یا ایہا الذین امنوا ان جاؤکم

فاسق بنیافتینوا ان تصیبا

قوما بجهالة فصبوا علی

ما فعلتم نادیمین

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے

پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ

کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے

بیٹھو پھر اپنے کئے پر چھتاتے رہو۔

آیت کریمہ نے یہ تعلیم فرمایا کہ ہر خبر کو سنکر کسی کو ایذا نہ دے بیٹھو بلکہ اگر فاسق کی خبر ہو تو اس کی پہلے تحقیق کر لیا کرو۔ اور بلا تحقیق فاسق کی خبر کو معتبر نہ جانو۔ لہذا ہم پہلے اس قصہ خواں مُصنّف شہابِ ثاقب کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں کہ اسی ہماری کتاب کے ابتداء ہی میں مُصنّف کے دو کذب و افترا اسی شہابِ ثاقب سے پیش کیے ہیں کہ اس نے دو کتابیں بد آئینہ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء محض اپنے دل سے گڑھ کر پیش کیں ان کے مطبع تراش لیے ان کے صفحات بنا ڈالے ان کی عبارتیں اپنی طرف سے تصنیف کر کے لکھ ماریں تو کیا مُصنّف کے کذب و افترا کا اس سے زائد صریح و روشن ثبوت درکار ہے تو یہ مُصنّف نہ فقط فاسق و مفتری بلکہ امام الفاسقین اور رئیس المفسرین ثابت ہوا۔ اور یہ بات کوئی عداوت یا عناد سے نہیں کہی ہے بلکہ جس کو اس کی صداقت دیکھتی ہو وہ کہیں روئے زمین سے ان خاص کتابوں کو پیش کر دے۔ اور ہم سے دو ٹوک روپیہ کا انعام حاصل کرے۔

اب مُصنّف کے راویوں کے احوال سننے ان سب میں حقیقتہً دو اصل راوی ہیں جن کا اس کتاب شہابِ ثاقب میں بار بار تذکرہ کیا ہے۔ ایک شیخ محمد معصوم رام پوری دوسرے مولوی منور علی محدث رامپوری پھر ان دونوں میں بھی ہر اعتبار سے ممتاز مولوی منور علی محدث رامپوری ہے۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے غایتہً المامول کو ہندوستان میں لا کر طبع کرایا ہے جس کا ذکر شہابِ ثاقب کے صفحہ ۳۱ میں آئے گا۔

۱:۔ سورہ حجرات ۲۶ ج۔



اور یہی وہ شخص ہے جس نے اس غایتہ المامول میں دل کھول کر تحریفیں کی ہیں اور اگر اس کے کذب و افترا کا کما حقہ معائنہ کرنا ہو تو ان کی تصنیف کردہ کتاب سیف النقی (جس کا ایک فرضی مصنف محمد نقی اجمیری کو گڑھ لیا ہے) جس کے کذب و افترا کے پانچ نمبر ہم نے اپنی ابتداء کے کتاب میں نقل کیے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے آبا و اجداد اور مشائخ کی طرف عبارتیں گڑھ لیں، ان کی تصانیف کے نام تراش لیے، ان کتابوں کے مطبع فرض کر لیے، صفحات اپنی طرف سے بنا لیے، باوجودیکہ روئے زمین پر کہیں ان کتابوں کا نام و نشان نہیں، محض فرضی و خیالی تراشیدہ اور منگڑہیت ہیں تو ہمیں نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سیف النقی انہیں منور علی رامپوری کی تصنیف کردہ ہے تو ان منور علی کے کذب و افترا کے ثبوت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا دستاویز پیش کی جاسکتی ہے لہذا یہ منور علی بھی نہ فقط فاسق و مفتری بلکہ سلطان الفاسقین، مجدد المفسرین ثابت ہوئے، تو جس کو ذرا بھر شک ہو وہ سیف النقی سے ان کتابوں کے نام دیکھ کر دیوبندی قوم سے ان کتابوں کا مطالبہ کر لے۔ اور خود امتحان کر لے کہ سیف النقی میں کس قدر جھوٹ اور صریح افترا کیا گیا ہے۔

اب باقی رہے شیخ معصوم رامپوری یہ نہ محدث نہ مولوی بلکہ ایک جاہل وہابی تھا اس کی بد مذہبی اور گمراہی اہل مکہ معظمہ پر ظاہر ہو چکی تھی اسی بنا پر علمائے حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر بجائے معصوم کے معصوم رکھ دیا تھا، اس نے اعلیٰ حضرت پر جھوٹ بولنے اور دل بھر کر افترا کرنے میں کوئی کمی اٹھانے رکھی تو اس کا کاذب و مفتری ہونا بھی ظاہر ہے تو اس کے فاسق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

اسی طرح شیخ احمد فقیہ کہ یہ بھی جاہل وہابی تھا، اس کی بد مذہبی اہل حرم پر ظاہر ہو چکی تھی، یہاں تک کہ اس کو علماء مکہ معظمہ احمق سفید کہتے تھے تو اس کا یہ لقب ہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لیے نہایت کافی ہے نیز اس کے تذکیہ میں حبیب علماء حرم یہ فرماتے تو مصنف کو اسے شاہد بناتے ہوئے شرم کرنی چاہیے تھی۔ اور شیخ عبدالقادر شیبی نایب حرم ایک ناخواندہ شخص تھے ان کو منور علی و شیخ معصوم و احمد فقیہ



نے دجل و فریب سے اپنا موافق بنایا تھا یہاں تک کہ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا سید اسمعیل محافظ کتب حرم اس کو بجائے نائب حرم کے ناھب الحرم کہتے تھے تو اس شاہد کے غیر معتبر ہونے کے لیے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ شیخ شعیب کا حال کسی سے معلوم نہ ہو سکا۔ بہت ممکن ہے کہ ان کو کسی فریب سے منور علی وغیرہ نے اپنا ہمنوا بنایا ہو اور وہ حقیقت حال سے ناواقف ہوں جیسا کہ وہاں نے ناصر التثتہ کا سرالفتہ سید العلماء المحققین۔ امام العطاء المدققین، علامہ شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و سابق قاضی مکہ کو فریب دے کر حضرت مولانا مولوی سلامتہ اللہ صاحب رامپوری پر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کی۔ لیکن ان پر وہاں یہ کافر یہ ظاہر ہو گیا، اسی طرح شیخ شعیب کو اپنے فریب سے اپنے موافق بنایا ہو نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ان شیخ شعیب کو کچھ اشرفیاں دیکر منور علی وغیرہ نے اپنا ہمدرد بنایا ہو۔ اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ خود انہی صاحب حضرت مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے تھے اور مفتی صاحب کو اپنا ہمدرد و معاون بنانا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس نذرانہ کو ٹھکرا دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اسی طرح شیخ شعیب صاحب کو نذرانہ دیکر توڑ لیا ہو بالجملہ یہ شیخ شعیب کم از کم مجہول الحال ہیں تو ان کی شہادت بھی غیر معتبر۔ الحاصل جب مُصنّف کے پیش کردہ شاہدین بد مذہب اور فساق ہیں اور کوئی اسمیں مجہول الحال ہے تو شرعاً ان میں سے کسی کی شہادت معتبر نہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس سفر حجاز کا اصل واقعہ یہ ہے کہ اس سال اعلیٰ حضرت قبلہ کے برادر خورد جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب اور خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب معہ متعلقین بارادہ حج بریلی شریف سے روانہ ہوئے تھے اعلیٰ حضرت قبلہ انہیں لکھنؤ تک پہنچا کر بریلی واپس آگئے۔ لیکن طبع مبارک میں ایک ہفتہ تک اضطراب رہا۔ یہاں تک کہ جب قلب مبارک وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بے چین ہوا تو اچانک بریلی شریف سے روانہ ہو کر بمبئی شریف



فرما ہوئے اور اسٹیشن سے اتر کر سیدھے قرظینہ میں پہنچے۔ اور اپنے اعزہ کے ساتھ ہی روانہ ہو گئے اور مکہ معظمہ پہنچ کر تمام مناسک حج سے فارغ ہوئے۔ بعد فراغت مناسک کتب خانہ حرم شریف میں تشریف لے گئے تو فاضل جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب محافظ کتب حرم سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اعلیٰ حضرت قبلہ کے ساتھ غائبانہ خلوص تھا تو انہیں از حد مسرت ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کی یہ حاضری غیر متوقع طور پر بلا کسی ارادے کے اتفاقاً ہو گئی کہ حج فرض تو بہت پہلے ادا فرما چکے تھے۔ اور یہ حج نفل تھا۔ تو کوئی پہلے سے خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مولانا اسماعیل صاحب سے دیگر اکابر مکہ معظمہ کو اعلیٰ حضرت قبلہ کے تشریف لانے کی اطلاع ہوئی تو یہ لوگ جوق در جوق ملاقات کے لیے آنے لگے تو بعض سے یہ خبر سننے میں آئی کہ خلیل احمد انبیٹھی وغیرہ وہاں بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے تشریف صاحب تک رسائی پیدا کر لی ہے اور مسئلہ علم غیب پھیل کر رکھا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ ۲۵ رذی الحج ۱۳۲۳ھ کو بعد نماز عصر اعلیٰ حضرت قبلہ کتب خانہ حرم میں تشریف فرما تھے کہ حضرت مفتی حنفیہ تشریف لائے ان سے سلام مصافحہ ملاقات ہوئی مفتی صاحب نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا جس میں علم غیب پر پانچ سوالات تھے۔

اور فرمایا یہ سوالات وہاں نے تشریف صاحب کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب کے بھائی مولانا سید مصطفیٰ سے فرمایا کہ قلم دوات دیکھے۔ حضرت مفتی صاحب مولانا سید اسماعیل صاحب اور جو اکابر اس وقت وہاں تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے۔ بلکہ ایسا جواب ہو جو دندان شکن ہو۔ تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس کے لیے کچھ مہلت درکار ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ کل سر شنبہ ہے پر سول چہار شنبہ ہے تو یہ دو روز ہیں اور مجھے تو وہ جوابات



پنجشنبہ کو ملجائیں کہ میں شریف صاحب کے سامنے پیش کر دوں۔ اعلیٰ حضرت  
 قبلہ نے سہشنبہ کو رسالہ تصنیف کرنا شروع کر دیا جس کا تاریخی نام الدولۃ المکیۃ  
 بالمادۃ الغیبیۃ ہے اور پنجشنبہ کو صبح حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا  
 یہ رسالہ صرف دو دن میں لکھا گیا اور اعلیٰ حضرت برابر بخار میں مبتلا رہے اور پھر ان میں  
 حضرات علماء کی ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے دن میں اس  
 کا مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر پہنچے اور دربار میں یہ کتاب  
 پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اس مصنف علامہ نے اس میں وہ علم ظاہر فرمایا جس  
 کے انوار چمک اٹھے اور جو ہم نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ شریف صاحب نے  
 اس رسالے کے پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو دو باہمی ایک شیخ احمد فکیہ دوسرا  
 عبدالرحمن اسکوبی موجود تھے انہوں نے مقدمہ کتاب ہی کو سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب  
 رنگ بدل دے گی مسئلہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ اور شریف صاحب ذی علم  
 شخص ہیں تو اس پر کچھ نہ کچھ اعتراض کریں اور بحث میں اُلجھا کر وقت گزار دیں لہذا  
 انہوں نے ایک مہمل اعتراض کیا اور حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا اور فرمایا  
 کہ کتاب کو پہلے سن لیجئے کہ بہت ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب  
 ہی میں آجائے اور نہ ہوگا تو جواب کا میں ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف  
 تو موجود ہے اور یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے پھر ایک لایینی  
 اعتراض کر دیا۔ مفتی صاحب نے شریف صاحب سے کہا کہ آپ کا حکم ہے کہ میں کتاب  
 پڑھ کر سناؤں اور یہ لوگ اُلجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا  
 کتاب سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا اقراً آپ پڑھیے۔ آپ کیا تھا کہ ان  
 دہائیوں کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ شریف صاحب نے جب دلائل قاہرہ کو سنا  
 تو باواز بلند فرمایا اللہ یُعْطِی وَهُوَ لَا یَمْنَعُونَ یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب  
 کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور یہ منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک  
 نصف کتاب سنائی اب دربار برخواست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے



مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دیجئے اور کتاب بغل میں لیکر بالاخانہ پر آرام کے لیے تشریف لے گئے۔ تشریف صاحب کا یہ دربار عام تھا۔ کافی لوگ اس میں موجود تھے۔ صبح کو مکہ معظمہ میں شہرہ ہوا کہ وہاں یہ پڑوسی پڑ گئی۔ سب کے لیے ٹھنڈے پڑ گئے۔ شہر کے گلی کوچے میں لڑکے ان سے تمسخر کرتے تھے کہ اب کچھ نہیں کہتے، اب وہ جوش کیا ہوئے، اب وہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم غیب ملنے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہاں یہ بس اپنی گلوں غلامی کے لیے یہ کہہ دیتے کہ اس شخص نے اس کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر تشریف صاحب پر جاؤ کر دیائے، پھر علماء کرام نے اس کتاب پر دھوم دھام سے تقریباتیں لکھتی شروع کیں۔ بالجملہ تشریف صاحب کے یہاں تو وہاں یہ کو مہذب ذلت ہوئی اور دربار کی باریابی سب خاک میں مل گئی۔ اب انہوں نے یہ خیال کیا کہ تشریف صاحب تو ذی علم شخص تھے کتاب سن کر معقد ہو گئے، احمد راتب پاشا جو گورنر مکہ معظمہ تھے، یہ ایک دیندار ناخواندہ فوجی آدمی ہے یہ ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائیگا۔ ایک روز بعد عصر یہ طواف سے فارغ ہوا تو وہاں یہ کے نائب حرم نے ان سے گزارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں۔ اور وہ اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے یہ کہہ تو دیا لیکن اس کے ساتھ ہی دل میں یہ سوچا کہ اس بات کو کوئی کیسے گوارا کرے گا کہ ہندی عالم اور مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے۔ لہذا مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ چند اکابر مکہ مثل شیخ العلماء استید محمد سعید البصیل اور مفتی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال اور فاضل جلیل مولانا ابوالخیر مراد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی احمد پاشا نے بحال غضب ایک چیت اس کی گردن پر مارا اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الخلب اذا کان هو کلاباً معاً فهو یفید امر یصلح یعنی اسے خبیث ابن خبیث اور اسے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔ یہ ہیں وہاں یہ کی ذلتوں کے واقعات جن کا اگر ذکر کیا جاوے تو کتاب بہت طویل ہو جائے۔



الحاصل اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مکہ مکرمہ میں تقریباً دو ماہ اور قیام رہا اس میں تمام اکابر علماء سے سلسلہ ملاقات رہا اکثر حضرات تو خود یہاں تشریف لاتے اور کہیں اعلیٰ حضرت بھی تشریف لے جاتے برابر ان ملاقاتوں میں مذاکرہ علمی رہتا۔ وہاں کے حضرات نے کثرت دعوتیں کیں، اور سندیں لیں بیعتیں کیں اعلیٰ حضرت کو مکہ مکرمہ میں جو اعزاز ملا وہ کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو حاضری مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہوئے تو وہاں کے بعض علماء اور دیگر حضرات شہر سے باہر دور تک برسیم وداع تشریف لائے یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قیام مکہ معظمہ کے مختصر واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ لعیم و بصیر ہے کہ اس میں کوئی کلمہ مبالغہ آمیز نہیں ایک لفظ جھوٹ نہیں کوئی بات خلاف واقعہ نہیں۔

## اعلیٰ حضرت رحمۃ تعالیٰ علیہ پر بہتانوں کی طویل فہرست

مصنف نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جو واقعہ تقریباً دو ورق میں لکھا ہے غلط و باطل ہے۔ اس میں پہلا کذب و افترا تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے خلاف ایسا ایک محض نامہ تیار ہوا پھر یہ بھی کذب ہے کہ اس میں بہت سی مہریں اور دستخط تھے پھر یہ بھی کذب ہے کہ وہ محض شریف صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نہایت غضب ناک ہوئے اور ارادہ قید کرنے کا کیا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ محمد معصوم اور منور علی نے اعلیٰ حضرت کی حمایت کی۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نے تین سوالات کیے اور یہ کہا کہ جب تک اس کا جواب نہ دے دو اس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ اعلیٰ حضرت سفر کرنے سے بند کر دیئے گئے ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹائے لینے کے دینے پڑ گئے۔ وغیرہ خرافات پھر اعلیٰ حضرت قبلہ کی طرف جو جوابات منسوب کیے ہیں یہ بھی کذب و افترا ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت نے جو اثبات علم غیب میں تحریر فرمایا ہے



وہ الدولۃ المکیۃ میں موجود ہے تو یہ جوابات محض مصنف کے اپنے خیال سے  
 گڑھے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ مفتی حنفیہ شیخ صالح سے دربار میں شیخ احمد  
 فقیہ کی بات کا جواب نہ بن پڑا اور وہ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ پھر یہ بھی کذب افترا  
 ہے کہ شریف صاحب نے فرمایا کہ اس شخص (اعلیٰ حضرت) کو یہاں سے نکال دو پھر یہ  
 بھی کذب و افترا ہے کہ دربار شریفی سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ پھر یہ بھی کذب  
 افترا ہے کہ اعلیٰ حضرت مکہ سے ذلت سے نکالے گئے۔ مصنف کے صریح کذب و افترا کی  
 کہاں تک شمار کرائی جائے کہ خود ہی ص ۲۸ میں یہ اقرار ہے کہ اعلیٰ حضرت حج سے فارغ  
 ہو چکے تھے اور اس کے بعد اسی ماہ ذی الحجہ میں یہ واقعات پیش آئے اور انہیں  
 آٹھ دس روز میں بھاگنے کی فکر لاحق ہو گئی تھی باوجودیکہ اعلیٰ حضرت قبلہ مکہ معظمہ میں ۲۴ صفر  
 تک مقیم رہے اور مرجع خلائق بنے رہے تو دو ماہ تک وہ شریفی حکم کیوں نہ جاری  
 ہو سکا تو مصنف نے یہ کیا جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان کیا۔ فلعتہ اللہ علی  
 الکذبین۔

## خلیل احمد انبیہ کی مکہ معظمہ میں ذلت اور اسکے واقعہ کا جواب

مصنف نے ص ۳۱ سے ص ۳۳ تک پورے ایک ورق میں دل کھول کر جھوٹ بولا  
 اور صریح افترا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ پر یہ پہلا افترا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے شریف صاحب  
 کے پاس خلیل احمد انبیہ کی شکایت پہنچائی ہے دوسرا صریح کذب یہ ہے کہ انبیہ  
 صاحب نے خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم نہیں  
 کہا یہ ان پر محض افترا اور بہتان بندی ہے باوجودیکہ انبیہ نے اسمعیل دہلوی کی ایک  
 روزی اور گنگوہی کے فتوے کی تصدیق کی اور خود براہین قاطعہ کے صل میں اللہ تعالیٰ  
 کے لیے امکان کذب کو جائز مانا۔ اور اسی براہین قاطعہ کے صل میں شیطان اور ملک الموت  
 کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم کہا جن کی اصل عبارات عقائد و ماہیہ کی فہرست



میں گذر چکیں۔ اور اس پر مزید بحث آگے آئے گی۔ تیسرا صریح کذب یہ ہے کہ خلیل احمد نے مفتی حنفیہ سے کہا میں ہرگز اسکا قائل نہیں ہوں یہ محض افترا اور بہتان ہے۔ باوجودیکہ براہین قاطعہ مطبوعہ موجود ہے اس میں یہ دو باتیں موجود ہیں جو چاہے اسے دیکھ کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھے۔ پھر جملہ متکلمین پر یہ صریح افترا کیا کہ جو از خلف و عید کے جملہ متکلمین قائل ہیں۔ مصنف اس کو تاقیامت کسی معتمد کتاب سے ثابت نہیں

کر سکتا۔ پھر یہ بھی صریح کذب ہے کہ علیٰ ہذا القیاس مسئلہ علم غیب میں بھی مولانا (نبیہٹی) نے حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت تقریر کی اس کا بیان گذر چکا کہ عقیدہ اہل سنت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماکان وما یكون کے علوم ثابت ہیں جس کی عبارات ہم نے اسی کتاب میں نقل کیں اور انبیہٹی صاحب اس کے منکر ہیں تو یہ اہلسنت کے ہم عقیدہ کب ہوئے۔ یہ کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف کا یہ بھی جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ بوقت روانگی انبیہٹی شریف صاحب کی طرف سے ممنوع عن سفر تھے۔ پھر مصنف نے مفتی حنفیہ پر یہ افترا کیا کہ مفتی صاحب خلیل احمد کی گفتگو میں سخت شرمندہ ہو گئے اور کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور صریح جھوٹ بولا کہ خلیل احمد نسک و اراکین حج وغیرہ کر کے باطمینان تمام باہمہ عزت و شوکت روانہ بسوئے درگاہ نبوت علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام ہو گئے۔ اس کی تکذیب کے لیے ہم خود حضرت مفتی حنفیہ کا خط جو بنام حضرت مولانا سید اسمعیل حافظ کتب پتہ چا اس کی نقل پیش کرتے ہیں۔

مکتوب مفتی حنفیہ حضرت محمد صالح کمال بنام حضرت مولانا سید اسمعیل آفندی

بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ  
ولے حضرت اسمعیل آفندی حافظ  
الکتب آبا ہمارے پاس آج سے  
پہلے ایک شخص ہندی جو خلیل احمد

صاحب الفضیلة و الاخلاق  
والمحبة الجمیلة حضرت السید  
اسمعیل آفندی حافظ الکتب  
حضرت عندنا قبل تاریخہ رجل



من اهل الهند يقال له خيل  
احمد مع بعض علماء الهند  
المجاورين بمكة يستعطف  
خاطرنا عليه لانه قد بلغه  
انى شديد الغيظ عليه وانا  
لا اعرفه شخصاً فقال ياسيدى  
بغنى انكم واحدون على وذلك  
بسبب انى ذكرت ما وقع منه فى  
البراهين القاطعة لى  
حضرة الامير حفظه الله فقلت  
له لعلك خيل احمد الانبيطى  
فقال نعم فقلت له ويحك  
كيف تقول فى البراهين القاطعة  
تلك المقالات الشنيعة و  
تجوز الكذب على الله جل جلاله  
كيف لا اعتاظ عليك ولقد  
كبتت عليها بانك رجل زنديق  
وكيف تعتذرو تنكروهمى قد  
طبعت و شاعت عنك فقال  
ياسيدى هى لى ولكن ليس  
فيها تجويز الكذب على الله و  
لان كان فيها فاننا ثابت وراجع  
عما فيها مما يخالف

کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علماء  
ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں، وہ مہربان  
کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے  
اوپر اس لیے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں  
سخت ناراض ہوں اس پر تو اس  
نے کہا اے میرے سردار مجھے یہ خبر  
پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں،  
اُس کے آنے کا سبب یہ تھا کہ برہین  
قاطعہ میں اس سے جو کچھ واقع ہوا تھا  
میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے اس  
کا ذکر کر دیا تھا۔ پس میں نے اس  
سے کہا شاید تو خیل احمد انبیطی ہے

کہا ہاں  
میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے  
تو براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں  
کیوں کر کہتا ہے، اور اللہ جل جلالہ  
پر کذب کو جائز رکھتا ہے، میں تجھ  
پر کیوں کر ناراض نہ ہوں اور میں  
اس پر لکھ چکا ہوں کہ بے شک تو  
زندیق آدمی ہے، اور تو کس طرح  
عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ  
براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے  
شائع ہو چکی، تو اس نے کہا اے



میرے سردار وہ کتاب تو میری ہے  
 مگر اسمیں مکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے  
 اور اگر اس میں ہے تو میں  
 توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالف  
 مذہب اہلسنت وجماعت ہے اس  
 سے رجوع کرتا ہوں تو میں نے اس  
 سے کہا کہ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں  
 کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے  
 پاس موجود ہے میں ابھی نکالتا ہوں  
 وہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور تو  
 نے اللہ جل شانہ پر جرأت کی تو وہ  
 عذروں و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ  
 براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا  
 ہے اور میں مسلمان آدمی موحد سنتی  
 ہوں میں نے اس میں نہ یہ کہا نہ کچھ  
 اور جو مخالف مذہب اہلسنت ہے  
 تو مجھے تعجب ہوا کہ کیسے انکار کرتا ہے  
 اس بات سے جو اس کے رسالہ براہین  
 قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے جو زبان  
 ہندی میں طبع ہوا اور مجھ پر کھل گیا  
 کہ وہ یہ باتیں تھیہ سے کہتا ہے۔  
 گویا وہ قتلِ روافض کے ہے جو تھیہ کو  
 واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا

اهل السنة والجماعة فقلت  
 له ان الله يحب التائبين  
 والبراهين موجودة وساخرج  
 لك منها هذا الذي انكرت و  
 تجاسرت به على الله  
 جل شانہ فصار يثصل و ليعتذر  
 و يقول ان كان فهو مكذوب  
 على وانا رجل مسلم موحد من  
 اهل السنة والجماعة ما قلت  
 فيها هذا ولا غيره مما يخالف  
 اهل السنة والجماعة فتعجبت  
 منه كيف ينكر ما هو مطبوع  
 في رسالتنا البراهين القاطعة  
 المطبوعة بلسان الهند وظهر لي  
 انه انما قال ذلك تقيته  
 كأنهم مثل الرافضة يرون  
 التقيية واجبة و اردت ان  
 احضرها و احضر من يفهم  
 ذلك اللسان لا قررة و ما  
 فيها واستبتيه لكنه في ثانی  
 يوم من مجيئه عند ناهرب  
 الى جدة و لا حول و لا  
 قوة الا بالله اجبنا



اعلامکم بذلك ودمتم  
 محمد صالح کمال  
 ۲۸ رذی الحجۃ ۱۳۲۳ھ

کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اس شخص  
 کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے۔  
 تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ  
 براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں۔  
 لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دُور ہے  
 دن ہی جِدہ کو بھاگ گیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہم نے اس واقعہ پر آپ کا  
 خبردار کرنا محبوب رکھا اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال ۲۸ رذی الحجۃ ۱۳۲۳ھ

اس خط سے خلیل احمد انبیٹھی کے حال زار اور اس کا علماء مکہ کی نظر میں عزت و وقار  
 اور حضرت مفتی حنفیہ کے سامنے براہین قاطعہ کی عبارت کا صاف انکار اور انہوں نے  
 جب اس کتاب کے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو توبہ کے لیے اظہار اور پھر جِدہ کی طرف  
 جلد فرار۔ یہ تمام امور خوب ظاہر ہو گئے اور مصنف شہاب ثاقب کا صریح کذب اور  
 افتراء بہتان کی کبھی پوری حقیقت کھل گئی۔ لیکن ناظرین کو یہ دکھانا ہے کہ ادھر یہ مصنف  
 اپنے اکابر کی اس قدر جھوٹی تعریفیں کرتا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں نہ کسی کے وقار  
 علمی کو ماننا ہے نہ کسی عالم دین کا احترام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ علماء مکہ معظمہ جنہوں  
 نے حاتم الحرمین کی تصدیق کی ہیں۔ ان کی سخت توبہ کرتا ہے۔

## علماء مکہ معظمہ کی شان میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۳ سے ۳۵ تک ان اکابر علماء مکہ معظمہ  
 کے لیے جنہوں نے المعتمد المستند پر تقریظیں لکھیں اور اکابر وہابیہ کی تکفیر کی جن کا  
 مجموعہ حاتم الحرمین ہے۔ یہ منہ شگافیاں کیں۔  
 | بڑے بڑے مشہور و معروف علماء مدرسین و اصحابِ یاقوت نے ہرگز |



ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی۔ جو لوگ طالبِ شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے تزویر میں آگئے، انہوں نے مہرود دستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی۔ ان آسامی میں جن کو محمد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں اور نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشغول ہیں، نہ علماءِ مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کا ذکر کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی تھی تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جائے۔ (ملخصاً)

مصنف کا سفید جھوٹ اور مزیح کذب دیکھیے کہ اس نے محض اس جرم میں کہ جن علماءِ مکہ معظمہ کی حسام الحرمین میں تصدیقیں ہیں، ان کی شانوں میں اس قدر الفاظ لکھے وہ بڑے بڑے علماء نہیں۔ مشہور و معروف مدرس نہیں۔ اصحابِ لیاقت نہیں۔ وہ طالبِ شہرت تھے، یا ان میں سادگی و بے وقوفی تھی وہ تزویر فریب میں جانے والے ہیں، وہ عجلت میں مہرود دستخط کر دیتے ہیں، انہیں قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں، وہ درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے، یہاں تک کہ وہ علماءِ مکہ میں شمار بھی نہیں۔ یعنی یہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہیں، مدرس نہیں بلکہ علم سے نا آشنا ہیں، انہیں کسی طرح کی لیاقت نہیں، یہ شہرت طلب اور بے وقوف لوگ ہیں۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو مدرسین بلکہ استاذ المدرسین ہیں اور علماءِ مکہ معظمہ کے امام و اکابر ہیں اور مفتیان مذاہبِ ائمہ ہیں ان کے چند اسماء شمار کرتا ہوں۔

## اسماءِ مفتیان و مدرّسین اکابرِ علماءِ مکہ معظمہ

(۱) العلامة اطمّام، البحر الطمّام، الجبر القمّام، شیخ العلماء الکرام بید اللہ الحرام بیدناو

۱۔ شہابِ مناقب ص ۳۳ تا ۳۵۔



مولانا الشيخ محمد سعيد البصیل مفتی الشافعیہ۔

(۲) مقدم العلماء المحققین۔ بہام العظام المدققین۔ ناصر السنۃ کاسر الغتۃ مولانا العلامة  
الشیخ صالح کمال مفتی الحنفیہ۔

(۳) اوجد العلماء الحقانیۃ۔ افر العظام الربانیۃ۔ فخر الامثال صدر الافاضل شیخ الخطباء و الائمة  
بمکتہ المکرمہ مولانا الشیخ احمد البوالخیر مراد۔

(۴) الفاضل الکامل۔ العالم العاقل۔ العلامة المدقق۔ الفہامۃ المدقق مولانا الشیخ عابد  
بن حسین مفتی المالکیہ۔

(۵) امام الفضلاء استاذ العلماء البحر الزاخر۔ والبحر الفاخر۔ الشیخ مولانا مولوی عبدالحق  
مہاجر الہ آبادی مصنف اکلیل وغیرہ کتب۔

(۶) العلامة الجلیل۔ الفہامۃ البیل مولانا الشیخ السید اسمعیل محافظ کتب حرم شریف  
(۷) جامع العلوم النقلیہ۔ حاوی الفنون العقلیہ مولانا الشیخ اسعد بن احمد الدھان  
مدرس حرم شریف۔

(۸) العلامة المدقق۔ الفہامۃ المدقق۔ استاذ الاساتذہ۔ مولانا الشیخ محمد یوسف  
مدرس مدرسۃ الصولیۃ۔

(۹) البحر الفہامہ۔ والبحر العلامة مولانا الشیخ احمد المکی۔ مدرس مدرسۃ الحرم مدرسہ احمدیہ  
اجل خلفاء حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر۔

(۱۰) فخر الدرسین۔ صدر المعلمین۔ مولانا العلامة الشیخ عبد الکریم الواعظانی مدرس  
حرم شریف۔

(۱۱) مدرس المعقول والمنقول معلم الفروع والاصول۔ مولانا الشیخ محمد علی بن حسین مالکی  
مدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۲) العالم التحریر۔ الفاضل صاحب التقرير والتحریر۔ مولانا الشیخ جمال بن محمد بن حسین  
مدرس حرم شریف۔

(۱۳) ذوالعلم الرابع۔ والفضل الشامخ۔ والکرم والتمن۔ والخلق الحسن۔ مولانا العلامة



السید المرتضیٰ البریلوی مدرس حرم۔

(۱۴) الفاضل الکامل۔ البالغ منتہی الامانی۔ مولانا الشیخ محمد سعید بن محمد میانی مدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۵) العلامة المحقق۔ العہدۃ المدقق۔ مشرق سنار الفہوم۔ مشرق ذکاء العلوم۔ ذوالعلوم والافضال۔ مولانا الشیخ علی بن صدیق کمال۔

حمام الحرمین میں علماء مکہ معظمہ کی کل بیسٹ تصدیقیں ہیں جن میں سے مذکورہ بالا پندرہ حضرات وہ ہیں جو تدریس میں جن میں مضمینان مذاہب بھی ہیں اور اکابر علماء بھی ہیں۔ اور استاذ الاساتذہ بھی ہیں۔ اور یہی مکہ معظمہ کے وہ بڑے بڑے علماء اور مدرسہ حرم شریف و مدرسہ صولیۃ وغیرہ کے وہ مشہور و معروف تدریس میں جن کے علم و فضل کو نہ فقط حرمین شریفین بلکہ دنیا بھر میں اسلام جانتی ہے۔ مگر اس مصنف کی دریدہ ادہنی ملاحظہ ہو کہ وہ ان علماء عظام کو جاہل کہتا ہے۔ انہیں علم سے نا آشنا لکھتا ہے۔ انہیں بے وقوف اور بے لیاقت بتاتا ہے۔ پھر اس کا مزید جتیا جھوٹ اور صریح کذب ملاحظہ ہو کہ یہ حضرات درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ اکابر اس کے نزدیک علماء مکہ ہی میں شمار نہیں تھے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کے لیے اسی کے وہ مخدوم خلیل احمد شبلی سے ان حضرات علمائے کرام کے بارے میں دریافت کریں جن کی تعریف اور خطابات و اوصاف میں اس نے تین سطریں اسی شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰۷ پر سیاہ کیں ہیں۔ وہ مفتی شافعیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

چونکہ شیخ العلماء حضرت محمد سعید البصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاء و فضلا کے سردار اور ان کے امام ہیں۔ لہذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں رہے اور مفتی مالک مولانا عابد اور ان کے بھائی مولانا محمد علی مدرس حرم شریف کی تقریظیں



لکھیں اور مفتی شافعیہ کے القاب یہ لکھے۔ الشیخ الاجل۔ الفاضل الاجل۔ امام العلماء  
 مقدم الفضلاء رئیس الشیوخ الکرام۔ سند الاصفیاء العظام۔ عین اعیان الزمان قطب  
 فلک العلوم والعرفان۔ حضرت مولانا الشیخ محمد سعید البصیل الشافعی شیخ العلماء بکبکۃ الحرمہ  
 والامام والمخپب لہ اور مفتی مالکیہ کے یہ اوصاف لکھے۔ مولانا العلام الامام الہمام الفقیہ  
 الزاہد۔ والفاضل ماجد حضرت مولانا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ اور مفتی مالکیہ کے بھائی کے  
 یہ اوصاف لکھے الشیخ الاجل۔ والبحر الاکل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس  
 حرم شریف لہ

اب ناظرین غور فرمائیں کہ مصنف کا یہ پیشوا انبیٹھی تو جن کے اس قدر اوصاف لکھے  
 اور یہ مصنف انہیں کونہ علماء مکہ میں شمار کرے۔ نہ انہیں مدرس مانے نہ ان میں لیاقت  
 علمی جانے۔ نہ ان میں درس و تدریس کی قوت تسلیم کرے بلکہ انہیں جاہل قرار دے تو ان  
 میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے یعنی اگر انبیٹھی سچا ہے تو یہ مصنف جھوٹا ہے۔  
 اور اگر یہ علماء مکہ اور مدرسین حرمین سے نہیں ہیں بلکہ جاہل ہیں تو المہند میں انکی تصدیق  
 کیوں درج کی ہیں۔ کیا یہ حضرات اس وقت علماء مکہ اور مدرسین حرمین میں سے شمار تھے  
 اور مصنف کے پیش کردہ چار مشہور اور بہت بڑے بڑے علماء مکہ شیخ حب الشامی  
 الشافعی شیخ شعیب المالکی شیخ احمد فقیہ شیخ عبد الجلیل آفندی ان میں شیخ احمد  
 فقیہ کا ذکر تو پہلے گزر چکا کہ ایک جاہل و نابیہے اور باقی حضرات کا علم نہیں ممکن ہے  
 کہ یہ بھی عالم ہی نہ ہوں یا ہوں تو وہاں کے مشہور علماء میں سے نہ ہوں۔ صرف مصنف  
 کی تو کوئی بات قابل اعتبار ہی نہیں اور اگر یہ وہاں کے مشہور علماء میں شمار ہوتے  
 تو المہند میں ان کی تصدیق ضرور ہوتی۔ اور جب المہند ہی میں ان کی تقریظیں موجود  
 نہیں ہیں تو حتام الحرمین میں ان کی تقریظوں کا نہ ہونا کب قابل شکایت چیز ہے۔  
 کہ حتام الحرمین میں تو مکہ کے مفتیان مذاہب و مدرسین حرم شریف اور مشہور علماء و خطباء



کی تقریریں ہیں۔ مصنف کی یہ دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے کہ اس نے خطباء و علماء مکہ معظمہ کے نہ صرف عالم و مدرس ہونے کا انکار کیا بلکہ ان سب کو جاہل قرار دیا۔ اسی طرح یہ مصنف حسام الحرمین کے مصدقین علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مہر شگافی کرتا ہے۔

## علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۵ کے اخیر سطور سے صفحہ ۱۴۱ تک ان اکابر علماء مدینہ منورہ جن کی حسام الحرمین میں تصدیقیں و تقریریں درج ہیں کے متعلق یہ مصنف یہ الفاظ لکھتا ہے۔ ان صفحات سے صرف ان الفاظ کو نقل کیا جاتا ہے۔

بعض لوگ فریب میں آگئے۔ جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کرونگا۔ اکثر اہل مدینہ نے شرط لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا حکم ہے۔ مولانا سید احمد برزنجی مفتی شوافع نے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی مگر جب ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنی کے مکان پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علم غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت تقریظ اپنی منگا کر اپنی مہر کو مٹا دیا (الی قولہ) بالآخر اس کی عاجزی و تذلل پر شرم کر یہ فرمایا کہ خیر پھر مہر کیے دیتا ہوں۔ بعض لوگوں نے مجاہدین کی شان میں اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے الفاظ کہہ دیئے تھے اور بعض نے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی بنا پر ذکر کیا تھا۔ مخالفین ان کے اکثر معتمدین و علماء مدرسین ہیں۔

لہ۔ (ملخصاً از شہاب ثاقب ص ۳۵ تا ۴۱)۔



جواب: مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے ناظرین اسی کتاب میں ص ۴۵ پر ملاحظہ کر چکے کہ مفتی برزنجی صاحب نے نہ حسام الحرمین کی تصدیق پر سے اپنی مہر کو مٹایا نہ دوبارہ مہر کو مثبت کیا نہ ان کفریات پر کوئی بحث و گفتگو کی بلکہ اس حکم تکفیر کو غایت المامول میں بھی تحریر فرمایا جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۷ میں پوری عبارت درج ہے تو یہ مصنف کا حضرت مفتی برزنجی پر صریح افتراء بہتان ہے ہم اس کیلئے اس آیت کریمہ کی تلاوت کر دنیا کافی سمجھتے ہیں۔ لعنة الله على الكاذبين۔

اب علماء مدینہ مصدقین حسام الحرمین مفتیان عظام و علماء مدرسین کرام کو فریب میں آنے والے بغیر مشہور غیر معروف ٹھہرانا۔ غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح۔ قرار دینا۔ اور حسن اخلاق سے جھوٹی تعریف کرنے والے کہنا۔ اور انہیں علماء اور مدرسین میں شمار نہ کرنا سرتاپا غلط اور باطل ہے اور خلاف واقعہ اور صریح کذب و افتراء ہے اور ان الفاظ میں ان حضرات کی سخت توہین اور گستاخیاں ہیں۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو اکابر علماء مدینہ اور مدرسین کرام و مفتیان عظام کے چند اسماء شمار کرتا ہوں۔

## اسماء مفتیان و مدرسین و علماء مدینہ طیبہ

- (۱) تاج المفتیین۔ امام المحققین۔ ناصر السنۃ۔ مولانا المفتی تاج الدین ایاس مفتی الحنفیہ۔
- (۲) اجل الافاضل۔ امثل الامثال۔ العالم الربانی مولانا عثمان بن عبدالسلام عثمانی سابق مفتی مدینہ۔
- (۳) المحقق الامعی۔ والمحقق اللوذعی۔ جامع العلوم النقلیہ۔ فائز الفنون العقلیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی الشافعیہ۔
- (۴) الفاضل الکامل۔ باہر الفضائل طاہر الشائل۔ مولانا سید احمد الجزائر شیخ المالکیہ۔



- (۵) کبیر العلماء۔ کنز العوارف۔ معدن المعارف۔ مولانا الشیخ خلیل بن ابراہیم  
الخرزبونی۔
- (۶) الضور المنور۔ والروح المصور۔ مولانا السید محمد سعید شیخ الدلائل۔
- (۷) الفاضل الجلیل۔ والعالم البنیل مولانا محمد بن احمد العمری۔
- (۸) الفاضل العقول۔ احد القبول۔ العالم الزکی۔ الفطن الذکی مولانا عمر بن حمدان  
المحرسی المدرس بالمسجد النبوی۔
- (۹) الفاضل الکامل۔ العالم العادل مولانا السید محمد بن محمد المدنی۔
- (۱۰) جامع العلوم الجاری۔ احد الاخیار من خیار الباری مولانا الشیخ محمد بن محمد السوسی  
النجاری المدرس بالحرم النجاری۔
- (۱۱) الفاضل الشہیر۔ ولسطان العلم مثل وزیر مولانا الشیخ محمد العزیز الوزیر المغربی  
الاندلسی المالکی۔
- (۱۲) العالم المدرس۔ مولانا الشیخ الفاضل عبد القادر الشلی الطرابلسی المدرس  
بالمسجد النبوی۔

یہ وہ مشہور اکابر علماء مدینہ طیبہ ہیں جن میں مفتیین بھی ہیں اور مدرسین بھی ہیں  
ان کے دستخط خود مصنف کے پیشوا خلیل احمد انبیٹھی نے المہند میں بھی پیش کیے  
ہیں دیکھو اس کا صفحہ ۳، تو ان کے لیے مصنف کا یہ لکھنا کہ یہ حضرات غیر مشہور و  
معروف ہیں اور ان کو غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا یہاں تک  
کہ ان کو علماء و مدرسین شمار نہ کرنا صریح کذب نہیں ہے تو اور کیا ہے۔  
پھر ان کی تصدیقیں اگر حتام الحرمین کے لیے قابل اعتراض ہیں تو المہند کے  
لیے بھی قابل اعتراض ہونی چاہئیں۔ اور اسی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر جس بے تمیزی  
سے اعتراض کیا ہے۔ انہیں الفاظ میں اپنے پیشوا انبیٹھی پر بھی اعتراض کرے  
مگر جب انبیٹھی کے اس فعل پر مصنف نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت  
قبلہ پر اعتراض کرنا محض مصنف کی عداوتِ دلی اور خباثتِ قلبی کا نتیجہ ہے۔



پھر مصنف نے شہابِ ثاقب کے ص ۳۸ سے ص ۴۰ تک جن مشہور صاحبان  
درس و تدریس کے اسماء شمار کرائے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن کی تصدیقیں المہند  
پر نہیں ہیں تو بقول مصنف ان مشہور علماء و مدرسین پر خلیل احمد انبیٹھی کے ضلال و  
فساد کی قلعی کھل گئی تھی اسی بنا پر یہ انبیٹھی کے فریب میں نہیں آئے اور انہوں نے  
المہند پر نہ مہر کی نہ تصدیق لکھی۔ اور بنیال مصنف انبیٹھی صاحب بھی اسی خوف کی  
وجہ سے مدینہ شریف سے بھاگ آئے کہ کہیں اور تصدیقیں بھی نہ چھین جائیں۔ لہذا یہ  
مصنف جس طرح اعلیٰ حضرت کو منہ بھر بھر کر کہتا ہے اپنے پیشوا انبیٹھی کو بھی تو دیکھے  
اور چھاپے تو اس کے کذب و افترا کی خود قلعی کھل جائے۔ اور انبیٹھی کا اصل واقعہ  
عوام کے سامنے آجائے۔

پھر مصنف نے رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ان الفاظ میں صاف طور پر

ظاہر کر دی۔

مولوی منور علی صاحب اسے (یعنی رسالہ غایۃ المامول کو) چھپوانے

کے واسطے لے آئے اور بالآخر امر و زفر و ایمں اب تک ڈالے رکھا۔

اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے (ہندوستان

میں) چھپوایا ہے۔

جواب :- جب رسالہ غایۃ المامول مصنفہ حضرت سید احمد برزنجی کو ان منور علی

صاحب نے اپنے اہتمام سے ہندوستان میں چھپوایا ہے تو اس رسالہ کی

کون سی بات پر اعتماد کیا جائے کہ یہ منور علی صاحب اس جماعت و ماہیہ میں وہ

یکتا شخص ہیں کہ جنہوں نے ہر گز بھی بھول کر بھی نہیں بولا ہے۔ عمر بھر اس کی کذب

افترا میں گزری ہے ہماری اس کتاب کے شروع میں ان کی کتاب سیف النقی

کے چند حوالے پیش کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہو چکا کہ عبارات کا بنا لینا کتاب

۱۴۲ :- (از شہابِ ثاقب ص ۳۸)۔



کا گڑھ لینا۔ اس کا نام تجویز کر لینا۔ اسکا مُصنّف محض اپنے دل سے تجویز کر لینا۔ مطبع تراش لینا۔ صفحہ اور سطر کا نام لیکر عبارات گڑھ لینا ان کی فطرت ہے تو غایتہ المامول میں مُصنّف کے الفاظ کا بدل دینا۔ اس کی مُراد کو متغیر کر دینا۔ ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی کر دینا نہ فقط محتمل بلکہ یقینی ہے تو کوئی مُصنّف مزاج اس غایتہ المامول پر کسی طرح اعتماد ہی نہیں کر سکتا کہ اہل عقل کے نزدیک مُتہم بکذب و افترا کی کوئی بات کوئی شہادت قابل اعتبار اور لائق اعتماد نہ کبھی ہوئی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ تو مُصنّف نے یہ عبارت لکھ کر بڑی حقیقت کا اظہار کر دیا۔

## مُصنّف کا سفید جھوٹ اور بے بنیاد ڈینگ

مُصنّف نے شہابِ ثاقب میں یہ سفید جھوٹ بولا اور بے بنیاد ڈینگ تحریر کی ہے۔

مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے بذریعہ سید اسحاق صاحب بہ دوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مناظرہ سے (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) نے فرار کیا تھا۔

جواب:۔ میں نے مولوی عبد القادر صاحب شبلی شاگرد مفتی برزنجی صاحب سے دریافت کیا تھا کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے مولوی حسین احمد صاحب نے مدینہ طیبہ میں مناظرہ کی استدعا کی تھی اور اعلیٰ حضرت نے مناظرہ سے فرار کیا تھا تو انہوں نے فرمایا یہ سب کذب محض ہے فاضل بریلوی سے کون مناظرہ کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ علاوہ بریں حسین احمد صاحب نے اگر کہیں عمر بھر میں کوئی مناظرہ کیا ہوتا تو یہ ان کا ڈینگ مارنا کوئی باور کر سکتا ہے۔ لیکن جس کو مناظرہ کی میم موت



میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو متنبہ ہوا۔ اور بہت مال مٹول مہر کرنے میں کی لیکن جب مفتی شافعی نے زور دیا تو تفریط وہ لکھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے۔

**جواب:** ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ دو باتیں سراسر جھوٹ اور کذب ہیں لیکن مصنف کی جرأت ملاحظہ ہو کہ وہ ان کو کھرا ان کی تصدیق کے لیے صاف لکھتا ہے۔ صاحبو ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلا واسطہ خط بھیج کر شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شلبی سے مدینہ منورہ میں دریافت کر لیں۔

میں جب ۱۹۴۷ء میں بوجدج کے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت مولانا مولوی ضیاء الدین صاحب مہاجر اور جناب چودہری خورشید علی خاں صاحب سنبھلی میرے ہمراہ تھے میں نے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شلبی سے ذکر کیا کہ شہاب ثاقب میں شیخ حبیب اللہ صاحب کے اس واقعہ اور خود ان کا خواب جو چھپایا گیا ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے اور کیا خواب صحیح ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر دو مصنف کے صریح کذب و افتراء ہے نہ میں نے ایسا خواب دیکھا نہ شیخ حبیب اللہ صاحب نے میری موجودگی میں ایسا بیان کیا۔ تو اب مصنف کی یہ جرأت و دلیری دیکھئے کہ صریح جھوٹ اور افتراء کرتا ہے اور اس کی تصدیق کی دعوت دیکر اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی ناپاک سعی بھی کرتا جاتا ہے تو ہمارے لیے ان کے جواب میں اتنا کہہ دینا بہت کافی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے ص ۴۱ اور ص ۴۲ پر شہاب ثاقب کے لکھنے کے سبب اور اس کے بابوں اور فصلوں پر تقسیم کرنے کی فہرست ذکر کر کے باب اول کی سرخی لکھ کر کید اول شروع کیا جس کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

## کید و بہتان اول اور اس کی حقیقت

۱۔ شہاب ثاقب ص ۴۱-۴۲ - ۲۔ شہاب ثاقب ص ۴۳۔



نظر آتی ہے وہ کیا مناظرہ کی استدعا کر سکتا ہے۔ اور ان کا مناظرہ کی خواہش اس ذاتِ اقدس سے جس کے مقابل کبھی مُصنّف کے اکابر کو بھی آنے کی ہمت نہ ہوئی اور مکان میں چھپ کر اپنی جان بچائی مُصنّف صاحب کا سال گذشتہ کا واقعہ ہے کہ سنبھل میں جلسہ سیرت میں آپ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دو مرتبہ ناسخ میں شریک ہونا اور حضور کا اہل مکہ کی اجرت پر بکریاں چرانا بیان کیا تھا۔ مجھے صبح کو علم ہوا۔ تو میں نے چند اشخاص کے ذریعہ سے ان ہر دو باتوں کا حوالہ طلب کیا تو اسی دن ایک جلسہ مقررہ چھوڑ کر سنبھل سے فرار کر گئے اور میں نے فتویٰ لکھ کر بھیجا تو آج تک اس کا جواب نہ دیا گیا۔ لہذا حیرت ہے کہ یہ مُصنّف اور مناظرہ کا نام لے اور وہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے۔ میں انہیں ہر دو باتوں پر چیلنج مناظرہ دیتا ہوں کہ وہ میرے ان مطالبوں کو پورا کر دیں اور اپنے اکابر کا اور اپنا اسلام ثابت کر دیں اگر کبھی انہوں نے مناظرہ کیا ہے تو تیار ہو جائیں گے۔ ورنہ بے بنیاد ڈینگ ہے اور سفید تھوٹ ہے۔

پھر مُصنّف نے یہ دو واقعات اور خواب گڑھ کر پیش کیا ہے۔  
 ۱۳۲۵ھ کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اسی مجلس میں جس میں شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی اشلیبی بھی موجود تھے۔ بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا ایک ایسا گمراہ شخص آیا تھا اور تمام قصہ بیان کر کے کہا کہ بعض نو عمر نا تجربہ کار اور بعض معمر سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن تشریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت تہدیدیات کیں اور وہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔

شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی اشلیبی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پائخانے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پائخانوں میں جاتے ہیں چنانچہ



کیدِ اقل جن عالمانِ دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حریم سے حاصل کیا ہے ان پر وہ جھوٹے الزام اور اتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمانِ ہندوستان سمیت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں حریم شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دے دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا۔

جواب بر مصنف کو یہ تو تسلیم ہے کہ علماءِ حریم شریفین کے احکام تکفیر جو حکامِ الحرمین میں درج ہیں وہ واقعی علماءِ حریم شریفین ہی کے احکام ہیں ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کوئی تصرف نہیں ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ وہ جو اہانت بالکل حق ہیں اور جن عبارات پر انہوں نے کفر و شرک کا حکم لگایا ہے وہ حکم ایسا صحیح اور حق ہے کہ خود مصنف اور اس کے اکابر بھی اس حکم کی تصدیق کرتے ہیں اور ایسی عبارات والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان عبارات کو کفر جانتے ہیں چنانچہ اسی شہابِ ثاقب

میں صاف اقرار کر لیا کہ سوال میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر ہیں ص ۴۴ تو اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا نقل حکم علماءِ حریم میں کوئی تصرف کسی طرح کا کید و فریب نہیں مستحق ہوا۔ اب صرف یہ تحقیق باقی رہ جاتی ہے کہ سوالات میں جن عبارات کو پیش کیا گیا ہے وہ عبارات بلفظ و بعینہ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور تحذیر الناس اور فتویٰ گنگوہی میں موجود ہیں یا نہیں اور حفظ الایمان کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبلیسی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی ہیں یا نہیں۔ تو ہر اردو خواں شخص حتام الحرمین کے سوالات کی منقولہ عبارات



اور اصل کتاب حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی عبارات سے مطابقت کر لے اور ہر کتاب کے مُصنّف کا نام اس مطبوعہ کتاب پر دیکھ لے اور مزید اطمینان کے لیے دیوبند سے اور اپنے شہر کے مشہور دیوبندی مولوی سے دریافت کر لے تو اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ حفظ الایمان کے مُصنّف اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے اصل مُصنّف مولوی رشید احمد گنگوہی اور مشہور مُصنّف مولوی خلیل احمد انبیسٹی ہیں اور تحذیر الناس کے مُصنّف مولوی قاسم نانوتوی ہیں تو ہر ایسے شخص کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو جائیگا کہ علماءِ حریمِ شریفین کے احکام تکفیر جو حتامِ الحرمین میں موجود ہیں وہ واقعی انہیں کتابوں کی عبارات اور یقینی انہیں تھانوی و گنگوہی و انبیسٹی و نانوتوی پر ہیں جو بالکل صحیح اور حق ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کید و فریب جب ہوتا کہ ان کی نقل مطابقت اصل نہ ہوتی یا ان کتابوں کے مُصنّفین یہ لوگ نہ ہوتے لیکن جب فی الواقع حتامِ الحرمین کی نقل مطابقت اصل ہے۔ اور ان کے مُصنّفین بھی یہی لوگ ہیں تو اس سچی بات اور واقعی چیز کو کید و فریب کہہ دینا خود مُصنّف کا زبردست کید و فریب ہے۔ اور نادانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اور اپنی کیا دی اور فریب کاری کا بین ثبوت پیش کر دینا ہے۔

اور ص ۴۴ میں مُصنّف کا یہ کہنا کہ علماءِ حریمِ شریفین کو اپنے ان اکابر کا ہم عقیدہ ٹھہرا دینا خود افتراء بہتان اور الزام و اتہام ہے اور عامۃ المسلمین کو نہایت زبردست دھوکہ دینا ہے یہ تو مُصنّف کے کیدِ اول کا مختصر بیان ہے۔ اب کیدِ ثانی کی حقیقت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

## کید و بہتانِ ثانی اور اس کی حقیقت

کیدِ دوم جو بہتان اور تہمتیں ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے (شہابِ ناقب ص ۴۵ طرے اسی صفحہ کے حصہ ۵ میں) کیدِ ثانی و بہتانِ عظیم لکھتا ہے کہ سب لوگ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو



گالی دیتے ہیں (پھر اسی سے ۱۲ تا ۱۳ میں ہے) مگر اتنی ہمت نہ ہوئی  
 کہ کوئی مثال بھی دے دیتا کہ مولانا رشید احمد مولانا اشرف علی صاحب  
 یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ نے کوئی ضروریاتِ دین کا انکار  
 کیا ہے۔

جواب :- جب جواب کیدِ اول میں یہ ثابت کر دیا گیا کہ تھانوی کی عبارت  
 حفظِ الایمان اور گنگوہی و انبیہی کی عبارت براہینِ قاطعہ اور نانوتوی کی عبارت تحذیرات  
 کو نقل کر کے فتویٰ حاصل کیا گیا ہے تو اس کو بہتان یا ہمت کہنا مُصنّف کا جیتا  
 جھوٹ اور صریح کذب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان عبارات میں اللہ و رسول  
 جلّ جلالہ و صلّے اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور انہیں گالی دینا ہے اور اللہ  
 تعالیٰ کے لیے وقوعِ کذب کے ماننے سے اس کے صادق ہونے سے انکار اور  
 حضور صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں یا گلوں اور جانوروں چوپالیوں کی  
 برابر ماننے اور شیطان و ملک الموت کو حضور اکرم صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ  
 علم ثابت کرنے سے حضور کے اعلم الخلق ہونے سے انکار اور حضور صلّے اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی اور نبی تجویز کر لینے سے حضور کے خاتم النبیا  
 ہونے سے انکار ہے اور یہ سب ضروریاتِ دین میں سے ہیں تو تھانوی و گنگوہی و  
 انبیہی و نانوتوی نے نہایت صاف طور پر ضروریاتِ دین کا انکار کیا۔ اور یہ عبارات  
 ان کے قائلین کے منکر ضروریاتِ دین ہونے کی نہایت واضح اور روشن مثالیں  
 ہیں تو اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا نہ کسی طرح کا کید و فریب پایا گیا نہ بہتانِ عظیم  
 متحقق ہوا اور جب عبارات پیش کر دیں تو ان میں ضروریاتِ دین کا انکار اور  
 توہین و گالی دینا خود ہی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا تو مُصنّف کی یہ ساری  
 گفتگو لغو و باطل ٹھہری بلکہ خود مُصنّف کا کید و کذاب ہونا روشن ہو گیا پھر چاہے  
 وہ بقول خود اپنے ہی اس ناشائستہ فعل پر لاجول پڑھے۔

۱۴ :- شہابِ ثاقب ص ۲۵



پھر مصنف شہاب ثاقب ص ۴۵ سے ص ۴۹ تک کیدِ ثالث اور چوتھے بہتان میں ساڑھے تین صفحات اس طرح سیاہ کرتا ہے۔

## کیدِ ثالث اور چوتھے بہتان کی حقیقت

علماءِ حرین کو دھوکہ دینے کے لیے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگانِ اہلسنت کے ساتھ خلط ملط کر کے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے لوگ ہیں کچھ خفیف سا اختلاف ہو گا۔ چونکہ مرزا غلام احمد بالفاق اہلسنت وجماعت گمراہ ہے اور فی الحقیقت ضروریاتِ دین کا منکر ہے لہذا اہلِ حرین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دے دیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا۔

جواب: مصنف اپنی عادت کذب بیانی و افترا پر دازی کے علاوہ یا وہ گوئی اور بے فائدہ اور غیر متعلق باتوں پر اتر آیا ہے جن کے جواب کی طرف متوجہ ہونا سوائے تفسیح اوقات کے اور کچھ نہیں ہے۔ رہا یہ امر کہ حسامُ الحرین میں غلام احمد قادیانی کے عقائد اور پیشوایانِ وہابیہ کے عقائد کو خلط ملط کر کے لکھا ہے یہ صریح کذب اور جتیا افترا ہے۔ کتاب حسامُ الحرین مطبوعہ موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ فرقہ مرزائیہ کو علیحدہ سُرخی قائم کر کے تحریر کیا ہے اور فرقہ وہابیہ کو جدا سُرخی کے ماتحت لکھا ہے۔ اور ہر ایک کے اقوال کفری ہر ایک سُرخی کے ماتحت درج کیے ہیں اس کو خلط ملط کہنا صریح کذب و افترا ہے بطور نمونہ اس کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

فمنہم المرزائیت، ونحت	(ترجمہ) ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور
نسبہم الغلامیت، نسبة	ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے
الحی غلام احمد القادیانی	غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت
دجال حدث فی ہذا الزمان	وہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ



فادعی اولاً مماثلة المسيح <sup>ط</sup>

میں پیدا ہوا کہ ابتداءً مثیل مسیح  
ہونے کا دعویٰ کیا (اور اس کے  
بعد اس کی کتابوں سے اور اس کے  
اقوال ص ۹۹ تک نقل کیے)۔

اور حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۰ سے علیحدہ سُرخنی قائم فرما کر فرقہ دہا بیہ کا ذکر ان الفاظ  
سے شروع کیا گیا۔

(ترجمہ) دوسرا فرقہ دہا بیہ امثالیہ (یعنی  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
چھ یا سات مثل موجود ماننے والے)  
اور خواتمیہ (یعنی حضور کے سوا اور طبقاً  
زمین میں چھ خاتم النبیین موجود  
جاننے والے) اور وہ کئی قسم ہیں  
ایک امیریہ یہ امیر حسن و امیر احمد ہسوانیہ  
کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین  
دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ  
قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جبکہ  
تخذیر الناس ہے (اس کے بعد  
ان کے اقوال نقل کیے)۔

ومنهم الوهاية الامثالية  
والخواتمية وهو  
مقتسمون الحى الاميرية  
نسبة الحى امير حسن  
وامير احمد السهسوانيين  
والنذيرية المنسوبة  
الحى نذير حسين  
الدهلوى والقاسمية  
المنسوبة الحى  
قاسم النانوتوى صاحب  
تخذير الناس <sup>ط</sup>

مسلمانوں کو دیکھو کہ جس کو جِد اجد اسُرخیوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو مُصنّف خلط ملط  
کہہ کر کیا صریح کذب بیانی اور افترا پر دازی نہیں کر رہا ہے اور خود کیدِ صریح اور  
بہتانِ عظیم کر کے حسام الحرمین پر کید و بہتان کا غلط الزام نہیں لگا رہا ہے اور نیز علماء

ط ۱۔ حسام الحرمین مطبوعہ بریلی ص ۹۶ تا ۱۰۰۔ ط ۲۔ طعنات



حرمین شریفین کے پاک دامنوں پر یہ ناپاک دھبہ لگا رہا جسے کہ وہ اس قدر جاہل و بے تمیز ہیں کہ ان شخصوں کی علیحدگی کا امتیاز نہ کر سکتے اور انہوں نے اس کو غلط ملط سمجھ کر اور اپنی کم علمی کی بنا پر ہر دو فرقوں پر ایک غلط حکم اور باطل فتویٰ دے دیا۔ تو یہ مصنف کا علماء حرمین پر نہایت بے باکی کے ساتھ بہت زیادہ ناپاک حملہ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ اور اسی کے ساتھ اپنے دیوبندی مولویوں کو علماء حرمین پر فضیلت دے کر انہیں ذمی علم اور صاحب تمیز اور حقیقت میں معنی قرار دیا۔

پھر مصنف اسی معنی پر اپنی عداوت قلبی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

البتہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہے۔ جواب: مصنف کا

یہ دعویٰ ایسا غلط ہے

کہ جس پر وہ نہ کوئی دلیل پیش کر سکا۔ اور نہ آئندہ کبھی کوئی دلیل قائم کر سکتا ہے۔ بگر حقیقت یہ ہے کہ قادیانی کے عقائد میں اگر شرکت ہو سکتی ہے تو دیوبندیوں کی ہو سکتی ہے اس لیے کہ قادیانی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی تجویز جائز جانتا ہے اسی بنا پر اس نے اپنے آپ کو نبی تجویز کر لیا اور دیوبندی بھی تحذیر الناس کی بنا پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء نہیں ہیں آپ کے زمانے کے بعد اور دوسرا نبی تجویز کیا جاسکتا ہے۔ تو جو قادیانیوں کا عقیدہ تھا وہی دیوبندیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا تو عقائد قادیانی و عقیدہ دیوبندی میں اس بنا پر شرکت متحقق ہوگی لہذا مرزا قادیانی کے عقائد میں دیوبندی شریک ٹھہرا اور مرزا قادیانی کو اس عقیدہ کی بنا پر مصنف اور اس کے اکابر مرتد و کافر کہتے ہیں۔ منکر ضروریات دین قرار دیتے ہیں تو مصنف کو چاہیے کہ انہی عقائد کی بنا پر دیوبندیوں پر بھی کافر و مرتد اور منکر ضروریات دین ہونے کا فتویٰ صادر کر لے اور اپنی شرکت کا اعلان کر لے۔



پھر مصنف اپنے اکابر کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ خلط مبعث کرتا ہے۔

مجدد صاحب کو غیظ و غضب اہل ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو نہ پھر یہ کے اقوال کو جو سراسر دھرمیت سے پر اور ان کے رئیس کی تفسیر کے نصوص کو جو صراحتہ قطعیات کی مخالفت سے بھرے ہیں ضرور ذکر کرتے علیٰ ہذا المیاس غیر مقلدین و روافض قرانیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں کیا لاحق نہ تھیں بلکہ

جواب :- مصنف نے ایک صفحہ سے زائد محض ہزلیات و سب و شتم میں سیاہ کر دیا اور عوام کو فریب میں مبتلا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور کوئی جملہ راست بازی کا نہ کہہ سکا اور اس نے اپنے غیظ و غضب میں دل بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ باوجودیکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس فتاویٰ سے تمام الحرمین سے سات برس پہلے فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین میں نیچر نیچر غیر مقلدوں، رافضیوں کے کفر و ارتداد پر فتوے دے کر علماء حرمین شریفین سے تصدیق کرائی ہیں جو مطبوعہ موجود ہے اس کے علاوہ رد نیچر یہ میں فتوے دیئے اور روافض مین ردالرفضہ اور غیر مقلدین میں چابک لیٹ اطائب الصیب النہی الاکید الفضل الموبہبی وغیرہ چند رسائل تحریر فرمائے جو ملک میں طبع ہو کر شائع ہوئے اور بار بار طبع ہوئے لیکن مصنف کو جیتا جھوٹ بولتے ہوئے نہ شرم آتی ہے نہ خدا و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ خوف و ڈر ہے پھر یہ مصنف نہایت جرات و دلیری سے سفید جھوٹ بولتا ہے اور اپنی دروغ گوئی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

مجدد و التقلیل صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسائیت کے خلاف میں آریوں کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف کیے۔

۱۔ شہاب ثاقب ص ۴۶ و ص ۴۷۔ ۲۔ شہاب ثاقب ص ۴۷۔



جواب :- معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف کے وقت شاید یہ قسم کھالی تھی کہ اس کتاب میں کہیں بیح نہیں بولا جائے گا اسی بنا پر یہ ساری کتاب کذب و افتراء سے پر ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تو ہر بد مذہب بے دین کے رد میں فتاویٰ و رسائل اس کثرت سے تحریر فرمائے ہیں کہ چند متجرب علماء کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایسا متجرب مفتی و مصنف کئی صدی میں نظر نہیں آتا۔ مصنف آنحضرت کھول کر فتاویٰ رضویہ جلد اول مطبوعہ ہی کو دیکھ لیتا کہ اس میں پورا ایک رسالہ باب العقائد و الکلام ہے جس میں فلاسفہ آریہ۔ مجوس۔ یہود۔ نصاریٰ۔ نیچری۔ چکڑاوی۔ قادیانی۔ رافضی وغیرہ فرقوں کا معہ ان کے اقوال کفریہ کے رد موجود ہیں تو اس کو یہ صریح کذب تو نہ بولنا پڑتا مگر جھوٹے خدا کے پجاری سے جھوٹ کی کیا شکایت مصنف کو چاہیے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے۔ اور اپنے شیخ الکاذبین ہونے کا اعلان کرے۔ پھر مصنف شہاب ثاقب میں اپنی فریب کاری کا پورا ثبوت اس طرح پیش کرتا ہے۔

آخر اہل اہواد بدع کے فرقہ عظیمہ ضالہ روافض کے چھوٹے بھائی آپ |  
حضرات ہی ہیں بلہ

جواب :- مصنف نے یہ سارا صفحہ ست و شتم اور لغو گوئی میں سیاہ کیا ہے۔ اور اپنی یا وہ گوئی کا پورا ثبوت پیش کیا ہے۔ جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ روافض کو کافر و مرتد ہونے کا فتوے دیں ان کے رد و ابطال میں رسائل تحریر فرمائیں وہ ان روافض کے بھائی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہم یہ دکھائیں کہ روافض کے بڑے بھائی وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ روافض تو صرف صحابہ کرام کی شانوں میں بے ادب و گستاخ ہیں اور مصنف اور اس کے اکابر صحابہ اہلبیت۔ انبیاء کرام۔ سید الانبیاء علیہم السلام بلکہ اللہ عزوجل سب کی شانوں میں انتہا درجہ کے بے ادب و گستاخ ہیں دیکھو رسالہ

۱۵ :- شہاب ثاقب ص ۷۸۔



الاستمداد و کاشف سنت و دہائیت و غیر رسائل تو دہا بیہ روافض کے بڑے بھائی بلکہ باپ بھڑے کہ انہوں نے تو تمام پیشوا یانِ دین اور بانیانِ مذاہب کی توہین و تنقیص کا درس دیا ہے اور ہر گستاخ کو راستہ دکھایا ہے پھر مصنف کہتا ہے۔

## پانچواں بہتان اور اس کی حقیقت

الحاصل یہ جملہ اکابر (نانو تو می۔ گنگو ہی اسیٹھی۔ تھانوی) ایک رُوح اور چند قالب اور ایک معنی اور چند الفاظ ہیں ان کے خیالات و عقائد و اعمال ایک ہی ہیں ان کے مریدین معتقدین تلامذہ سب ایک خیال و یک عقائد ہیں جملہ اوقات ان کے اعمالِ صالحہ و مرضیاتِ نبویہ سے معمور ہیں نہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور نہ ان کی مخالف رائیں بلکہ

جواب :- فرقوں کا اختلاف ایک بات کی بنا پر بھی ہو جایا کرتا ہے جیسے خوارج روافض یک خیال و یک عقائد ہیں مگر ایک ایک بات کی بنا پر وہ روافض و خوارج ۲۴ فرقے ہو گئے اور ہر ایک کا نام علیحدہ ہو گیا جیسے نصریہ۔ علویہ۔ شیعہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ عباسیہ۔ امامیہ۔ لائغیہ وغیرہ فرقہ ہائے روافض تو جب چھوٹے بھائی میں اس قدر فرقے ہو گئے تو بڑے بھائی دہا بیہ دیوبندیوں میں بھی مختلف فرقے اور مخالف رائیں ہو گئیں تو اعلیٰ حضرت قبلہ کا اس میں بہتان و مکر کیا ہے کہ انہوں نے ہر پیشوا کو اس کے نئے اعتقاد و ایجاد کے اعتبار سے اور اس کے مریدین معتقدین کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ فرقہ بٹھرایا جیسے سلف نے انہیں ایک مجدد رافض کے لحاظ سے مختلف فرقے قرار دیا اب مصنف کا بہتان و مکر یہ ہے کہ وہ اپنے اکابر کے خصوصی عقائد و اقوال کو میٹ کر یک خیال و اعتقاد دکھا کر عوام کو فریب دینا چاہتا ہے اور ہر ایک کے مخصوص کفری عقیدہ پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جس کا مفصل بیان آگے آئیگا۔

## چھٹا بہتان اور اس کی حقیقت

پھر مصنف اسی شہاب ثاقب میں چھٹا بہتان اور مکرِ عظیم کی سُرخنی قائم کر کے



محمد بن عبد الوہاب نجدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

صاحب محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالاتِ باطلہ و عقائدِ فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہلسنت و جماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کر نیچے باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو خصوصاً اس نے تکالیفِ شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیفِ شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

جواب :- اس عبارت میں مُصنّف نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے خیالات کو باطلہ اور عقائد کو فاسدہ قرار دیا اور اس کو اہلسنت کے مالوں کو مالِ غنیمت اور حلال سمجھنے والا اور ان کے قتل کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرنے والا اور انہیں بالجبر اپنے باطل خیالات و فاسد عقائد کا منوانے والا اور اہلِ عرب کو تکالیفِ شاقہ پہنچانے والا اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والا اور ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر نیوالا ٹھہرایا اور اس کو ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص کہا۔ اور ازراہِ مکرو فریب عوام کو یہ باور کرایا کہ تمام اکابر و مایہ دیوبندیہ محمد بن عبد الوہاب کو ایسا ہی جانتے ہیں۔ تو اکابرِ دیوبندیہ نجدی کے خیالاتِ باطلہ و عقائدِ فاسدہ کو بہت بُرا جانتے ہیں چنانچہ یہ مُصنّف اسی کتاب میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

۱ :- از شہابِ مناقب ص ۵۔



حالاتِ عقائدِ وہابیہ اور ان اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان  
بلکہ اس سے زائد کافرق ہے۔

تو مصنف کے نزدیک اکابرِ دیوبندیہ کے عقائد اچھے اور عمدہ ہیں۔ اور عقائدِ  
نجدیہ بُرے اور باطل و فاسد ہیں۔ لہذا یہ مصنف کا زبردست فریب اور بزرگِ عظیم اور  
جیتا جھوٹ اور مرتجح کذب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اکابرِ دیوبندیہ کے عقائد بالکل  
وہی ہیں جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد ہیں۔ چنانچہ پیشوائے مصنف و فرقہ  
دیوبندیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف طور پر موجود ہے۔  
سوال و جواب بعینہ و لفظ نقل کیے جاتے ہیں۔

**سوال سوٹھواں** وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ

تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل

نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

**الجواب** محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔

ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ

ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر

ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد

ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔

پیشوائے فرقہ دیوبندیہ نے اس فتوے میں یہ چند امور صاف کر دیے۔

(۱) وہابی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ماننے والوں کو کہتے ہیں۔

(۲) نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد عمدہ تھے۔

(۳) ان کا مذہب حنبلی تھا۔

(۴) ان میں سے جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے وہ بھی اچھے ہیں۔

۱۔ شہاب ثاقب ص ۵۰ - ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۰۔



(۵) جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد آگیا ہے ان کے عقائد نہیں بدلے  
میں بلکہ عقائد ان کے بھی باوجود فساد آجانے کے عمدہ ہی باقی رہے۔

(۶) ان اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں۔

(۷) سنی حنفیوں اور اہل نجد میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہونے کا فرق صرف اعمال میں ہے

تو گنگوہی جی کے نزدیک اہل دیوبند جو اپنے آپ کو سنی حنفی کہتے ہیں ان

کے عقائد میں اور اہل نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد

میں کچھ فرق نہیں بلکہ اہل نجد کے عقائد کی عمدگی اور ان کا مذہب اچھا ہونا اس علی

حد پر پہنچ گیا ہے کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے اور جن میں حد سے

بڑھ جانے کی وجہ سے فساد بھی آگیا ہے وہ بھی عمدہ عقائد والے اور اچھے ہی رہے۔

تو اب اس کتاب مصنف سے دریافت کرو کہ تو محمد بن عبدالوہاب نجدی

کے خیالات کو باطلہ اور عقائد کو فاسدہ کہتا ہے اور اس کو ظالم باغی خو نحر کہہ کر

برا کہتا ہے اور اسی کو اکابر دیوبند کا مذہب بتاتا ہے اور پیشوائے اکابر دیوبند

گنگوہی جی اس کے عقائد کو عمدہ اور اس کو اچھا کہتے ہیں لہذا تم میں کون سچا ہے۔

اور کون جھوٹا کذاب ہے ظاہر ہے کہ گنگوہی جی پیشوائے اکابر دیوبند ہیں ان کی

یہ بات سارے فرقہ کو تسلیم کرنی پڑے گی اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ عمدہ عقائد

والے کی امتداد کی جاتی ہے تو ساری دیوبندی قوم نجدی کے عقائد کو عمدہ مان کر بقول

گنگوہی جی دہائی بھڑی لہذا تمام دیوبندیوں کا دہائی ہونا گنگوہی جی کے فتوے سے۔

ایسا ثابت ہو گیا جس کا کوئی دیوبندی انکار ہی نہیں کر سکتا تو اب مصنف کے

اس کذب و فریب کی حقیقت کا پردہ فاش ہو گیا کہ عقائد وہاں یہ اور ان اکابر یعنی

اہل دیوبند کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان، بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے۔

نیز مصنف کے اس بکر عظیم و کبیر اعظم کی قلعی کھل گئی اور ساری دہلی کی تعمیر خاگ

میں مل گئی کہ وہ عوام کو یہ باور کرار رہا تھا کہ۔

| یہ حضرات (یعنی دیوبندی قوم) بالکل سلف صالحین کے عقائد پر |



ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علماء و عملاً  
کار بند ہیں سر مو تقاوت کرنا نہیں چاہتے سلوک اکابر طریق اربعہ خصوصاً  
چشتیہ صابریہ ان کا معمول بہا ہے۔

گنگوہی جی نے نجدیوں کو اچھا کہہ کر اور ان کے عقائد کو عمدہ بتا کر یہ واضح کر دیا  
کہ دیوبندیوں کی جماعت سلف صالحین کے عقائد پر ہرگز نہیں ہے بلکہ نجدی عقائد  
پر ہے جن کو مصنف خیالاتِ باطلہ و عقائدِ فاسدہ کہتا ہے، اور جب نجدی کے  
عقائدِ باطلہ و فاسدہ ہوئے تو فرقہ دیوبندی نہ امام اعظم اور فقہائے طریق پر ہر طرح  
علماء و عملاً کار بند قرار پائے نہ سلوک طریق اربعہ کا معمول بہا ٹھہرا۔ لہذا مصنف کا دل  
فریب ظاہر ہو گیا اور گنگوہی صاحب کے فتوے سے دیوبندیوں کا وہابی ہونا ثابت  
ہو گیا پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اگر دیوبندیوں کو وہابی بتایا تو اس میں بہتان اور بزرگوں  
کس طرح ہوا۔ بلکہ خود مصنف بھی اپنی جماعت کے وہابی ہونے کا اس طرح مقرر ہے۔

صاحبو شراب پیو، داڑھی منڈواؤ گو پھتی کرو نذر لغیر اللہ مانو زنا کاری  
اغلام بازی، ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ جو کچھ کر دے سب علامت  
اہلسنت و الجماعت ہونے کی ہو اور اتباع شریعت صورتہ و عملاً جس  
کو حاصل ہو وہ وہابی ہو جاویگا۔

مصنف نے اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اتباع شریعت صورتہ  
و عملاً زنا وہابی ہونے کی علامت ہے اور سارے دیوبندی اتباع شریعت صورتہ  
و عملاً کرنے کے زبردست مدعی ہیں تو وہ وہابی قرار پائے اور گنگوہی صاحب نجدی  
کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں تو نتیجہ نکل آیا کہ اتباع شریعت صورتہ و عملاً نجدی کی ابتدا  
سے حاصل ہوتا ہے تو دیوبندی بایں معنی وہابی قرار پائے۔ اب باقی رہا مصنف کا  
اہل سنت و جماعت کی علامت شراب پینے داڑھی منڈانے زنا کاری اغلام بازی

۱۵۸۔ شہابِ ثاقب ص ۵۰ - شہابِ ثاقب ص ۵۱۔



کرنے ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ کرنے کو پرستی کرنے نذر لغیر اللہ ماننے کو قرار دینا یہ بالکل غلط و باطل اور افتراء و بہتانِ عظیم ہے اور اس طرح ہے کہ کوئی بازاری آدمی بعض دیوبندیوں کے شراب پینے اور اڑھی مٹڈانے سینما دیکھنے، سو دینے، ترک صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ حج کرنے اور دیوبند کے ایسا تذہ کی اعلام بازی و زنا کاری کرنے اور گنگوہی صاحب کی قبر پرستی اور نذرانہ وغیرہ کو دیوبندیت و وہابیت کی علامت و شعار قرار دے اور ان سب کو اپنے ذاتی مشاہدے سے ثابت کر دے اور ان پر شہادتیں پیش کر دے تو کوئی عاقل ان امور کو علامت دیوبندیت و وہابیت نہیں سمجھ سکتا ہے کہ بد عمل ہر فرقے میں ہوتے ہیں تو ان کی بد عملی مذہب کی علامت نہیں ہوا کرتی ہے مصنف کو اگر اتنی بھی عقل و سمجھ ہوتی تو وہ ایسی لُحْرَبَات کبھی زبان پر نہ لاتا۔

پھر مصنف محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد شمار کرتا ہے اور دیوبندیوں کو ان عقائد کا مخالف ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرتا ہے۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

جواب :- مصنف نے یہ ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ پیش کیا اور اپنے اکابر وہابیہ دیوبندیہ سے اس عقیدہ کے مخالفت میں گنگوہی جی کے رسالہ لطائف رشیدیہ کی ایک طویل عبارت پیش کی اور اس کے بعد مصنف نے ان الفاظ میں اس کا نتیجہ نکال کر حوام کو فریب دیا۔

۱۵ :- از شہاب ثاقب ص ۱۵



حضرات غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز اور  
 اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں  
 اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں بخلاف وہابیہ کے  
 کہ تمام کو ادا نئے شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و  
 دیار کو حلال جانتے ہیں۔  
 یہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔

جواب :- مُصنّف نے اپنی فریب کاری سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ اکابر  
 دیوبندیہ وہابیہ اس عقیدے کے بالکل مخالف ہیں۔ لہذا یہ مُصنّف کا مزین جھوٹ  
 اور مکرِ عظیم ہے ہم مُصنّف کے پیش کردہ گنگوہی صاحب کی مسئلہ کتاب فتاویٰ رشیدیہ  
 سے امام وہابیہ کی کتاب تقویت الایمان کا اچھا ہونا کھا ہوا دکھاتے ہیں تقویت الایمان  
 وہ کتاب ہے جسے اگر مشرک و کفر کی مشین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا جبکہ رشید احمد  
 گنگوہی اُس کی تعریف میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ مشرک بدعت میں  
 لا جواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے  
 ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (اسی میں ص ۶۲  
 پر ہے) بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام  
 تقویت الایمان پر عمل کرے۔

اس میں انہیں گنگوہی صاحب نے تقویت الایمان کے تمام مسائل کو صحیح مانا تمام کتاب  
 پر عمل کرنے کا حکم دیا بلکہ اس کے نہ فقط عمل کرنا بلکہ اس کے پڑھنے کو بلکہ صرف رکھنے کو عین اسلام  
 قرار دیا تو جس کتاب کا پڑھنا اور عمل کرنا تو درکنار بلکہ رکھنا بھی عین اسلام ہوگا اسکے مضامین و  
 مسائل تو جان اسلام ہونگے۔ لہذا اس تقویت الایمان میں ہے :-

۱۔ شہاب ثاقب ص ۵۳۔ ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی ج ۱ ص ۱۱۵



## دیوبندیوں و مایوں کی شرک کی مشین

پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا بھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ماتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چھڑا دے یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے وقت اٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مور پھیل بھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ماتھ باندھ کر التجا کرے، خراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کریں تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ

- اس عبارت میں امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی نے اتنے مسلمانوں کو مشرک بنایا ہے
- (۱) جو مسلمان کسی نبی ولی کی سچی قبر کے آگے ماتھ باندھ کر کھڑا ہووے مشرک ہے۔
  - (۲) جو کسی نبی ولی کی قبر کی زیارت کے لیے دُور دُور سے سفر کر کے جاٹے وہ مشرک ہے۔
  - (۳) جو کسی نبی ولی کی قبر پر روشنی کر کے وہ مشرک ہے۔

۱۶ :- تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۱۲۔



- (۴) جو کسی نبی ولی کے مزار پر غلاف ڈالے وہ مشرک ہے۔
- (۵) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چادر چڑھائے وہ مشرک ہے۔
- (۶) جو کسی نبی ولی کے مزار سے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں برائے ادب چلے وہ مشرک ہے۔
- (۷) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک ہے۔
- (۸) جو کسی نبی ولی کی قبر کو مور پھل بھلے وہ مشرک ہے۔
- (۹) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہ مشرک ہے۔
- (۱۰) جو کسی نبی ولی کی چو کھٹ کو بوسہ دے وہ مشرک ہے۔
- (۱۱) جو کسی نبی ولی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ عرض کرے وہ مشرک ہے۔
- (۱۲) جو کسی نبی ولی کی قبر پر کسی طرح کی کوئی مُراد مانگے وہ مشرک ہے۔
- (۱۳) جو کسی نبی ولی کی خدمت کے لیے مجاور بن کر رہے وہ مشرک ہے۔
- (۱۴) جو کسی نبی ولی کے مزار کے ارد گرد کے جنگل کا ادب کرے وہ مشرک ہے۔
- پھر یہ بھی صاف کر دیا کہ اگر انبیاء کرام و اولیاء عظام کو خدا کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر اور یہ جان کر کہ ان کی تعلیم سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ کرے وہ بھی مشرک ہے۔ یہ تو وہابیوں دیوبندیوں کی شرک کی مشین ہے۔ اب کفر کی مشین بلا حفظ ہو۔

## وہابیوں دیوبندیوں کی کفر کی مشین

اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان اس میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا۔ اور بندہ وقتیں چھوڑنا۔ چھٹی کرنا۔ اور نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا۔ بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا۔ اور ختنہ میں شادی اور محفل اور رسم و رسوم کرنا۔ رسوم منگنی کرنا۔ بہرا بلندھنا



شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا محرم کی محفلیں کرنا۔ ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا۔ اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا اوسے کھڑے ہو جانا۔ اور ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔ شعبان میں حلوا پکانا۔ اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع اور قضا عمری پڑھنا۔ شوال میں عید کے روز ستیاں پکانا۔ اور بعد نماز عیدین بغلگیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا۔ کفن کے ساتھ جاننا اور چادر بھی ضرور بنانا۔ کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا۔ اور تہجہ دسواں۔ چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس مردوں کے کرنا۔ قبروں پر چادریں ڈالنا۔ مقبرے بنانا۔ قبروں پر تاریخ لکھنا۔ وہاں چراغ جلانا۔ اور دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا۔ اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کو کافی جاننا۔ مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا۔ اپنے جسم و مکان اور سواری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا (اور چند باتیں شمار کر کے لکھتے ہیں) غرض کہ یہ باتیں اور سوا اس کے ہزاروں رسمیں رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں (پھر ان باتوں کے کرنے والے کا حکم آخر میں یہ لکھتے ہیں) جو شخص اس کی بُرائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا بُرا لگے تو صاف جان لیا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں (یعنی کافر ہے) اس عبارت میں کس قدر مسلمانوں کو کافر بنایا۔ اس کو اس طرح شمار کیجئے۔

(۱) جو مسلمان بوقت پیدائش فرزند بکرا فرج کرے وہ کافر۔ (۲) جو اس وقت بندوقین چھوڑے وہ کافر۔ (۳) جو بھٹی کرے وہ کافر۔ (۴) جو پیر بخش یا علی بخش یا حسین بخش یا نبی بخش یا غلام محمد یا غلام احمد یا غلام مصطفیٰ یا غلام نبی یا غلام رسول یا غلام علی یا غلام امام یا غلام حسن یا غلام حسین یا غلام محی الدین یا غلام جیلانی یا غلام معین الدین

سے۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور از ص ۸۶ تا ص ۸۸۔



- یا غلام صابر وغیرہ نام رکھے وہ کافر۔ (۵) جو بسم اللہ کی محفل کرے وہ کافر۔ (۶) جو تختہ کی محفل کرے وہ کافر۔ (۷) جو منگنی کی رسم کرے وہ کافر۔ (۸) جو سہرا باندھے وہ کافر۔ (۹) جو قبل شادی برادری کو کھانا دے وہ کافر۔ (۱۰) جو محترم کی محفلیں کرے وہ کافر۔ (۱۱) جو زیح الاول میں مولود شریف کی محفل منعقد کرے وہ کافر۔ (۱۲) جو بوقت ذکر ولادت قیام کرے وہ کافر۔ (۱۳) جو زیح الاخر میں گیارہویں کرے وہ کافر۔ (۱۴) جو شعبان میں حلوا پکائے وہ کافر۔ (۱۵) جو رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھے وہ کافر۔ (۱۶) جو قضا عمری پڑھے وہ کافر۔ (۱۷) جو عید کے دن سوتیاں پکائے وہ کافر۔ (۱۸) جو بعد نماز عید معافقہ کرے وہ کافر۔ (۱۹) جو اس دن مصافحہ کرے وہ کافر۔ (۲۰) جو کفن کے ساتھ جانا بناٹے وہ کافر۔ (۲۱) جو کفن کے ساتھ چادر بناٹے وہ کافر۔ (۲۲) جو کفنی پر کلمہ لکھے وہ کافر۔ (۲۳) جو قبر میں قل کے ڈھیلے رکھے وہ کافر۔ (۲۴) جو قبر میں شجرہ رکھے وہ کافر۔ (۲۵) جو تیجہ کرے وہ کافر۔ (۲۶) جو دسواں کرے وہ کافر۔ (۲۷) جو چالیسواں کرے وہ کافر۔ (۲۸) جو چھ ماہی کرے وہ کافر۔ (۲۹) جو برسی دعوس کرے وہ کافر۔ (۳۰) جو قبر پر چادر ڈالے وہ کافر۔ (۳۱) جو مقبرہ بناٹے وہ کافر۔ (۳۲) جو قبر پر تاریخ لکھے وہ کافر۔ (۳۳) جو قبر پر چراغ جلاٹے وہ کافر۔ (۳۴) جو قبر پر دور دور سے سفر کر کے جائے وہ کافر۔ (۳۵) جو مقلد کے حق میں تقلید کو کافی جانے وہ کافر۔ (۳۶) جو عورتوں کا مہر زیادہ مقرر کرے وہ کافر۔ (۳۷) جو اپنے جسم کو زینت دے وہ کافر۔ (۳۸) جو اپنے مکان کو بہت زینت دے وہ کافر۔ (۳۹) جو اپنی سواری کو زینت دے وہ کافر۔ (۴۰) جسے ان باتوں کا ترک کرنا بڑا لگے وہ کافر۔
- تو یہ امام الوہاب یہ و پیشوایان دیوبندیہ کی مشرک کی مشین اور گفزی کی نکال کا صرف نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جس سے مجاہد اہل عالم اور تمام اہل اسلام مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں اور جب تمام اہل اسلام مشرک و کافر ہوئے تو ان سے قتل و کتل کرنا اہل



ان کے اموال کو ان سے چھین لینا بھی حلال ہوا۔ تو مصنف نے جو عقیدہ نجدی کا لکھا تھا بالکل وہی عقیدہ اکابر و مایہ دیوبندیہ کا ثابت ہوا۔ لہذا مصنف کا اپنے اکابر کو اس عقیدہ نجدی کے مخالف ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرنا کیا صریح کذب بیانی اور کھلی ہوئی فریب کاری نہیں ہے۔

الحاصل مصنف کے اکابر ابن عبد الوہاب نجدی کے پورے پورے مُتبع ہوئے اور اس کے قدم بقدم چل کر تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے ثابت ہوئے۔ اب مصنف ہی بتائے کیا اس کے یہ اکابر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حامیان دین کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں اور کیا شارع علیہ السلام و ائمہ کرام نے اور سلف صالحین نے اسی کی تعلیم دی تھی کہ اہل اسلام کو مشرک و کافر بناؤ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

مصنف کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تفسیق و تضلیل کی اور علماء دیوبند کی تضلیل و تکفیر و تفسیق کی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو حکم دیا۔ اس کی تصدیق تمام علماء کرام و مفتیان عظام عرب و عجم نے کی دیکھو حتام الحرمین و فتاویٰ الحرمین برحیف ندوۃ المین و الصوارم الہندیہ وغیرہ رسائل۔ نیز جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ عقائد نجدیہ کو کفر فرماتے ہیں اور نجدی کو کافر کہتے ہیں تو وہ مُتبع نجدی کس طرح ہوئے۔ ہاں مُتبع نجدی وہ اکابر دیوبند ہیں جو اس کے عقائد کو عمدہ بتائیں اور نجدی کو اچھا کہیں۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ

پھر مصنف محمد بن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ لکھ کر اپنے اکابر کو اس کا مخالف اس طرح ثابت کرتا ہے۔

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں



وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات برزخ ہے جو آحادِ اُمت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظِ جسمِ نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کے زبان سے بالفاظِ کریمہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارہٴ حیاتِ نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے رسائل اور تصانیف میں لکھا ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں۔

جواب: مصنف کا یہ کھلا ہوا جھوٹ اور دجل و فریب ہے کہ اکابرِ دیوبند نجدی کے اس عقیدہ کے مخالف ہیں۔ اور ہم یہ دکھاتے ہیں کہ دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جو نجدی کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کی عبارت ص ۱۸ میں منقول ہوئی کہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ نجدی کے عقائد عمدہ تھے تو گنگوہی جی کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہوا۔ اور ہر اہل عقل جانتا ہے کہ باطل عقیدہ کو عمدہ کہنا اس عقیدہ کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت ہے۔ اہل دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے تو صاف لکھ دیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں گنگوہی جی جس میں آپ

نہایت قوی حیاتِ برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔

دیکھو تھانوی نے نہایت صاف الفاظ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ شریفہ کو حیاتِ برزخیہ مانا جو آحادِ اُمت کو ثابت ہے۔ یعنی وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ لہذا جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی تھانوی اور تمام دیوبندی قوم کا عقیدہ ہوا۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ امام الوہاب نے اسمعیل دہلوی نے تو یہ جرات کی کہ اپنے ناپاک عقیدہ کو حدیث بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم



کی طرف نسبت کر دی کہ حضور فرماتے ہیں۔  
یعنی میں بھی ایک دن مکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ مٹی میں ملنے کا یہی مطلب ہوا کہ حضور کا جسم اقدس ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذروں میں مل گیا تو امام الوہاب یہ کے نزدیک جسم اقدس محفوظ نہ رہا۔ تو نجدی عقیدہ میں تو یہ بھی تھا کہ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں اور امام الوہاب نے اپنا عقیدہ یہ بتا دیا کہ جسم نبی ہرگز محفوظ نہیں رہا بلکہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذروں میں مل گیا۔ العیاذ باللہ۔ اور گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت ص ۱۸۵ میں منقول

ہوئی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں۔ اور تمام تقویۃ الایمان بد عمل کر لے۔ تو گنگوہی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا۔ امام الوہاب اور گنگوہی صاحب اور تقاضوی صاحب وغیرہ تمام اکابر اہل دیوبند کا عقیدہ بالکل نجدی عقیدہ کے موافق ثابت ہوا بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بدرجہا بدتر قرار پایا۔ تو اب مُصنّف کا یہ قول کہ ان اکابر کے رسائل و اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں۔ کس قدر جیتا جھوٹ اور دجل و فریب ہے اور ابھیات و بدیہ الشیعہ و اجوبہ اربعین و لطائف قاسمیہ و زبدۃ الناسک وغیرہ رسائل میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب مکر و فریب ہے کہ عوام کہیں قبضہ سے نہ نکل جائیں۔ ورنہ گنگوہی جی اور ساری دیوبندی قوم جس کو صحیح جانے اور قرآن و حدیث کا مقتضی مانے اور عین اسلام اعتقاد کرے۔ اس کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔

## ابن نجد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ

پھر مُصنّف شہاب ثاقب میں نجدی کا تیسرا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

۱۔ تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۶۹۔



(۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضورِ آسمانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا مخطور و ممنوع جانتا ہے۔ کاشتد و الرجال الا الحیث ثلثہ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلاۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دُعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ مصنف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر دیوبند کو اس عقیدہ نجدی کا مخالف ثابت کرنے کے لیے عوام کو اس طرح فریب دیتا ہے سینے۔

صاحبو ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ باغیہ کے ہیں (چند سطر کے بعد میں ہے) ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب ہے (شہاب ثاقب ص ۵۵) (اور ص ۵۶ پر آخر میں ہے) حضرت مولانا (گنگوہی صاحب) قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہیے اب دیکھئے دو فرقہ ہوں میں کس قدر فرق ہو گیا ہے۔

جواب: مصنف نے اس عبارت میں کھلا ہوا جھوٹ اور صریح کذب بولا کہ دیوبندی اکابر کا عقیدہ عقیدہ نجدی کے مخالف ہے اور مذہب نجدی و مذہب دیوبندیہ میں فرق ہے یہ اس کا بڑا ٹکڑا اور کھلا ہوا فریب ہے۔ ہم نے جب فتاویٰ رشیدیہ کی یہ عبارت پیش کر دی کہ نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اس کے مقتدی اچھے ہیں تو گنگوہی جی کے حکم سے نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہوا اور ان کے نزدیک بھی

۱۔ شہاب ثاقب ص ۵۵۔ ۲۔ شہاب ثاقب ص ۵۶۔



زیارت قبر اطہر کے لیے سفر کرنا بدعت و حرام اور مخطور و ممنوع قرار پایا بلکہ ان کے عقیدہ میں بھی یہ سفر زیارت زنا کے درجہ کو پہنچا اور انہوں نے بھی مسجد نبوی میں جا کر نہ صلوٰۃ و سلام پڑھا ہوگا اور نہ روضہ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر دعائیں مانگی ہوگی کہ نہ تو عمدہ عقیدہ کی مخالفت کی جاسکتی ہے نہ اچھے کے فعل کو بُرا کہا جاسکتا ہے بلکہ اچھے کے فعل پر عمل نہ کرنا بھی بُرا ہے۔ بلکہ عقیدہ دیوبندیہ عقیدہ نجدی سے بہت زیادہ بدتر ہے کہ عقیدہ نجد میں تو سفر زیارت قبر مخطور و ممنوع اور بدعت و حرام اور زنا کے درجہ کے برابر ہے اور عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ میں یہ سفر کفر و شرک ہے دیکھو امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارت جو شرک کی مشین میں ص ۱۶۱ پر منقول ہے اس میں صاف موجود ہے کہ ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے اور اسی تقویۃ الایمان کے ص ۴۵ پر ہے کسی کی قبر پر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا ان کا آخر میں حکم لکھا ہے یہ سب شرکی باتیں ہیں اور کفری مشین میں بقیہ تقویۃ الایمان کی عبارت ص ۱۶۲ پر منقول ہے کہ دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا اور پھر گنگوہی صاحب کا فتوے کہ تقویۃ الایمان کے مسائل بندہ کے نزدیک صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک سفر زیارت قبر اطہر کفر و شرک ہے۔ لہذا اب ان اکابر وہابیہ کا سفر زیارت قبر اطہر کو مستحب بلکہ قریب بواجب کہنا صریح کذاب اور بڑا مکرو فریب ہے اور اپنے عمدہ عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ کفر و شرک کو مستحب و واجب ٹھہرانا ہے۔ تو اب مصنف اور اس کے اکابر کا دل فریب مکرو کید روشن ہو گیا۔

پھر مصنف اسی سلسلہ میں اپنے اکابر دیوبندیہ اور نجدیوں کا ایک یہ فرق اور ظاہر کرتا ہے کہ دیوبندی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

ششم یہ کہ شفاعت حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں۔ بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت



ا کرتے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔  
 جواب :- مُصَنَّف کی یہ بھی کذب بیانی اور فریب کاری ہے کہ اکابر و تابعیہ  
 یوں بند یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کو مانتے ہیں کہ جب نجدی عقیدہ  
 شفاعت کا انکار ہے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ  
 ہے تو انکار شفاعت کا عقیدہ اکابر مُصَنَّف کے نزدیک عمدہ عقیدہ ثابت ہو تو شفاعت  
 ثابت مان کر کیا یہ اکابر عمدہ عقیدہ کی مخالفت کر سکتے ہیں تو مُصَنَّف کا یہ قول غلط و  
 ہے بلکہ اپنے اکابر پر بہتان و افترا ہے مگر ہم تو مُصَنَّف کو یہ دکھائیں کہ اکابر و تابعیہ  
 یوں بند یہ نجدیوں سے بہت بڑھ چڑھ کر منکر شفاعت ہیں۔ چنانچہ امام ابو ہریرہ اسمعیل  
 ہی اسی تقویۃ الایمان میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے  
 تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل  
 کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں مانتی اور  
 نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک  
 تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق  
 ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ کے کسی بندہ و مخلوق کو چاہے  
 وہ ولی ہو یا نبی یا سید الانبیاء ہی کیوں نہ ہوں جو کوئی اپنا وکیل و سفارشی سمجھے یعنی  
 ان کی شفاعت کو ماننے تو وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے تو اکابر و تابعیہ دیوبندیہ کا تو یہ  
 عقیدہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا وکیل و شفیع اور سفارشی ماننے والا  
 ابوجہل کے برابر مشرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ میں تقویۃ الایمان کی یہ بات نہ صرف  
 صحیح بلکہ عین اسلام ہے تو عقیدہ دیوبندیہ میں انکار شفاعت عقیدہ نجدیہ سے

۱۷ :- تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۵۷۔

۱۸ :- شہادت ثاقب ص ۵۶۔



بدرجہا بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا تو اب مصنف کا کس قدر دہل و فریب ہے کہ اکابر دیوبند کو نجدیوں کا مخالف ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے۔ علاوہ بریں مصنف کے نزدیک جب اکابر دیوبند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شفاعت کو ثابت مانتے ہیں تو خود اپنے امام اسمعیل دہلوی کے حکم سے یہ اکابر دیوبند ابو جہل کے برابر مشرک قرار پائے تو اب مصنف اپنے اکابر دیوبند کے حکم کو صحیح مانتا ہے یا امام دہلوی کے حکم کو یا دونوں کے حکموں کو یا کسی کے حکم کو نہیں مانتا۔ غالباً تقویۃ الایمان کے حکم سے تو انحراف کر نہیں سکتا وہ اس کے نزدیک عین اسلام ہے۔ لہذا مصنف اس گتھی کو تو سلجھائے ورنہ اس کو سب اکابر دیوبند کو ابو جہل کے برابر مشرک کہنا پڑے گا۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت مھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے تو اسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لالھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے تو کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں



اگر سکتے ہیں

جواب :- اس عقیدہ نجدی میں اتنے امور ہیں۔

- شانِ نبوت میں نجدی نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔

- نجدی اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتے ہیں۔

- نجدی اپنے اوپر حضور علیہ السلام کی نہایت حقوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔

- نجدی اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں۔

- نجدی حضور وحی فداہ کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان۔

- نجدی حضور کی ذاتِ پاک سے بعد وفات کوئی فائدہ نہیں مانتے۔

- نجدی بعد وفات شریفیہ کے آپ کی ذاتِ پاک سے دُعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں۔

- نجدی اپنے ہاتھ کی لالھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔

- نجدی اپنی لالھی کو کتے کے لیے وافع مانتے ہیں۔

- نجدی حضور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو لالھی کی برابر بھی وافع نہیں

مانتے ہیں۔

تو نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا ان (مذکورہ بالا) عقائد کا مجموعہ ہے۔ مصنف اس عقیدہ

کو لکھ کر اپنے اکابر و مابیہ دیوبند کی صفائی کے لیے شہابِ ثاقب میں اس طرح لکھا ہے

ص ۵ پر ہے جب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضرات اکابر کے

اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائے۔ ص ۶ پر ہے اس تمام عبارت میں مخالفت

و مابیہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ ان

کا یہ عقیدہ ہے ص ۶۴ پر ہے کیا وہ ایسے عقائد و خیالات رکھتے ہیں ہرگز

نہیں۔ ص ۶۵ پر ہے ہرگز مولانا (گنگوہی) اور ان کے متعلقین کا عقیدہ بہ نسبت

حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں کہ جو مابیہ خبیثہ

۱۷۲ - شہابِ ثاقب ص ۵۴ و ص ۵۵



کہتے ہیں ص ۶۷ پر ہے وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور  
کائنات علیہ السلام کہہ سکتا یا اعتقاد کر سکتا ہے۔ ص ۶۹ پر ہے یہ اکابر  
بالکل ازسرتا پامخالف و مبائن عقیدہ و ہابیہ کے ہیں۔ دیکھ کل عبارات شہاب  
مناقب میں اسی عقیدہ نجدی کے ضمن میں ہیں، بلکہ

مصنف نے اس عقیدہ نجدی کے ضمن میں اپنے اکابر دیوبند گنگوہی و نانوتوی  
وغیرہ کی عبارات اور اشعار، قصائد، اور حکایات و واقعات کے نقل کرنے میں ایڑی چوٹی  
کا زور لگا دیا ہے اور انتہائی کذب بیانی، فریب کاری اور ہر طرح کے دجل و کید کا  
استعمال کیا ہے اور شہاب مناقب کے ص ۵۵ سے ص ۷۲ تک اپنے اکابر کے عقائد و  
اقوال کو لکھ مارا ہے اور عوام کو یہ باور کرانے کا زور لگا دیا ہے کہ اکابر دیوبند اس نجدی  
عقیدہ کے بالکل مخالف ہیں۔ ان کے اعتقادات و اقوال عقیدہ نجدی کے ازسرتا پامقابل  
ہیں یہ شان رسالت کے گستاخوں کو کافر و مرتد کہتے ہیں لیکن ہم مصنف کے ص

کے اس قول (جملہ تصانیف حضرات اکابر موجود ہیں اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہوتی ہیں)  
پر عمل کر کے اس مصنف کا جتیا جھوٹ اور صریح کذب اور دجل و فریب اور مکر و کید  
کا مظاہرہ کراتے ہیں اور ان اکابر و ہابیہ دیوبندیہ کی شان رسالت میں سڑی ہوئی گالیاں  
اور بدترین گستاخیاں اور انتہائی بے ادبیاں انہیں کی مطبوعہ تصانیف سے پیش  
کرتے ہیں۔

مسلمانو! اگر ہم اس عقیدہ نجدی کی مجموعی اعتبار سے موافقت اور تائید ان اکابر  
دیوبند کے قول سے پیش کریں تو پھر اس کے لیے گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ جو فتاویٰ  
رشیدیہ سے ص ۱۵۶ میں نقل کیا ہے نہایت کافی ہے۔ ”کہ محمد بن عبد الوہاب کے  
مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اپنے  
ہیں۔“ ملخصاً۔

۱۷ :- شہاب مناقب ص ۵۷ تا ۶۹ -



اس میں جب گنگوہی صاحب نے نجدی عقائد کو عمدہ کہا تو یہ عقیدہ نجدی بھی ان کے نزدیک عمدہ ٹھہرا اور وہ باوجود اس عقیدہ کے اچھا قرار پایا۔ تو اس عقیدہ نجدی کی ہر بات ہر گستاخی ہر بے ادبی ہر توہین گنگوہی صاحب کے نزدیک ہوئی اور وہ نجدی باوجود اس توہین و گستاخی کے اچھا ہوا تو اس عقیدہ نجدی کی اس سے زیادہ موافقت و تائید اور کیا ہو سکتی ہے تو مصنف کا ان گنگوہی وغیرہ اکابر دیوبند کو اب اس عقیدہ نجدی کے مخالف بتانا اور اس کے مقابل گنگوہی وغیرہ اکابر کی عبارتیں اور اقوال پیش کرنا صریح کذب اور کھلا ہوا مکرو فریب نہیں ہے تو اور کیا ہے بلکہ مصنف کا اس عقیدہ نجدی کو گستاخی و توہین بتانا گویا اپنے اکابر گنگوہی وغیرہ کو گستاخ و توہین کرنے والا کہہ کر انہیں کافر و مرتد بتانا ہے۔ بلکہ ان اکابر کو خود ان ہی کی دوسری عبارت و اقوال سے کافر بنانا ہے اور اپنے اکابر پر اقبالی ڈگری کرانا ہے۔ تو ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں اپنے اکابر کی حمایت نہیں کی بلکہ ان پر انہیں کے اقوال سے کفر ثابت کر دیا۔

اور اگر نجدی عقیدہ کے ہر ضمنی عقائد کی موافقت و تائید ان اکابر دیوبند سے دیکھتی مقصود ہو تو ان کی مطبوعہ عبارات دیکھئے کہ اس نجدی عقیدہ کا (ا) یہ تھا۔  
 ”نجدی شان نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔“  
 اس میں کوئی شک نہیں وہابی دیوبندی اس سے بہت زائد شان نبوت میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور لکھ کر چھاپتے ہیں۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ میں نہیں گنگوہی صاحب کا فتوے مطبوعہ موجود ہے۔

## رشید گنگوہی کا مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈاکہ

استفنا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رعمۃ اللغلیین مخصوص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔



الجواب لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء و ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مسلمانو دیکھو :- قرآن کریم نے رحمۃ للعالمین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت خاصہ بیان فرمائی وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ یعنی ہم نے آپ ہی کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس میں اور انبیاء شریک نہیں چر جائیکہ اور اولیاء و علماء گنگوہی صاحب نے اس صفت خاصہ کو اس بے قدری سے مٹایا کہ اپنے آپ کو اور ہر دیوبندی طے کو رحمۃ للعالمین بنا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر اور برابر کر دیا کیے مصنف صاحب کیا گنگوہی نے شان نبوت میں گستاخی کا کلمہ استعمال نہیں کیا؟

کیا کسی کی صفت خاصہ کا مٹا دینا اس کی توہین و گستاخی نہیں ہے؟  
کیا اس میں حضور کی ہمسر اور برابری کا دعویٰ مضمحل نہیں ہے؟  
نانو توہی جن کے بہت سے اشعار مصنف نے نقل کیے ہیں اور انہیں زبردست عاشق سرکار رسالت ثابت کیا ہے وہ تحذیر الناس میں لکھتے ہیں۔

**قاسم نانو توہی کا شانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ**

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں |  
باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں۔ |

۱۷۵ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲ مطبوعہ قاسمی دیوبند۔



بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

مسلمانو! اس عبارت میں نانو توری نے فضل و کمال علم و عمل میں منحصر کیا پھر عمل میں اُمّتیوں کو نہ فقط انبیاء کی مثل ٹھہرایا بلکہ اُمّتیوں کو انبیاء سے بڑھا دیا۔ تو اُمّتیوں کا انبیاء کرام سے مقابلہ کرنا ہی کونسی کم گستاخی تھی اور پھر اُمّتیوں کو انبیاء کرام سے بڑھا دینا تو شانِ نبوت میں سخت گستاخی و بے ادبی ہے۔ کیسے مُصنّف صفا جو اُمّتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں وہ علماء دیوبند ہی ہوں گے۔ چونکہ ہم اہلسنت تو آپ کے عندیہ میں کافر و مشرک ہیں تو ہمارے اعمال کب قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں تو نانو توری صاحب کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر علماء دیوبند کو عملی فوقیت حاصل ہے۔ اب باقی رہا علمی امتیاز اس کو اس طرح ختم کیا۔

یہی گنگوہی اور انبیٹھی صاحب جن کی تعریفوں سے مُصنّف نے ورق کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں وہ براہینِ قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

رشید گنگوہی اور انبیٹھی کا نشانِ مُصنّفی اللہ تعالیٰ علیہم کجیلاف کو اس

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نص سے ثابت ہوئی مگر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے۔

اور چند سطر بعد ہے۔

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

مسلمانو! انبیٹھی اور گنگوہی جی نے اس عبارت میں شیطان و ملک الموت کو

۱۔ تحذیر الناس مطبوعہ خیر خواہ پریس سہارنپور ۱۷۔

۲۔ براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈ ہورہ ۱۷۔



علم میں حضور علیہ السلام سے بڑھا دیا تو شیطان و ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے علم میں بڑھا دینا شان نبوت میں کیسی سخت گستاخی و بے ادبی ہے، اب کوئی مُصنّف سے دریافت کرے کہ نانو تو ہی نے تو حضور کی علمی فضیلت و فوقیت کو میٹ دیا اور گنگوہی نے علمی فضیلت و فوقیت کو ختم کر دیا، تو کیا یہ شان نبوت میں گستاخی اور بے ادبی اس کو نظر نہیں آتی۔

مولوی اشرف علی تھانوی جن کو حکیم الامت کا لقب مشہور کر دیا ہے وہ اپنے رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں۔

## اشرف علی تھانوی کی شانِ مُصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر جسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

مسلمانو! تھانوی جی نے اس عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو زید و عمر پر بچھے اور پاگل اور تمام جانوروں چوپایوں کے برابر کر دیا۔ تو کیا شان نبوت میں یہ شدید گستاخی بیٹری گالی کھلی تو، بین نہیں ہے اب چند گستاخیاں دیوبندیوں کی عین اسلام کتاب تقویۃ الایمان سے پیشور کی جاتی ہیں۔

## اسماعیل دہلوی کی چھوڑ گستاخانہ عبارتیں

اولاً:- جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو

۱۷۷ :- حفظ الایمان ص ۷۷



ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔  
 ثانیاً :- ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی  
 زیادہ ذلیل ہے۔

ثالثاً :- اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب  
 بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہے  
 رابعاً :- سُبْحٰنَ اللّٰهِ اَشْرَفُ المَخْلُوْقَاتِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ  
 کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے موٹے سے اتنی  
 بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔

خامساً :- جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی  
 چیز کا مختار نہیں ہے۔

سادساً :- سب انبیاء اور اولیاء اس کے رو برو ایک ذرہ ناچیز سے  
 بھی کمتر ہیں۔

اولاً :- ان عبارات میں امام الوکایہ کا حضرات انبیاء کرام کو عاجز اور اپنا بھائی  
 کہنا انہیں بے حواس لکھنا، انہیں چودہری اور زمیندار جیسا بتانا انہیں چار سے زیادہ  
 ذلیل ٹھہرانا انہیں ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دینا، کیا مصنف کے نزدیک توہین اور گستاخی  
 نہیں ہے تو پھر مصنف کے نزدیک گستاخی و بے ادبی کے یہ کلمات نہیں ہیں تو  
 کیا ایسے کلمات علماء دیوبند کو کہے جاسکتے ہیں اور اگر یہ کلمات گستاخی کے ہیں تو  
 دیوبندیوں نے یہ وہ کلمات گستاخی استعمال کیے جنہیں نجدی نے بھی استعمال  
 نہیں کیا، تو ثابت ہو گیا کہ شان نبوت میں دیوبندیوں نے بھی گستاخی کے کلمات

- ۱۷۔ تقویۃ الایمان ص ۷۲ - ۱۸۔ تقویۃ الایمان ص ۱۶ -  
 ۱۹۔ تقویۃ الایمان ص ۶۸ - ۲۰۔ تقویۃ الایمان ص ۶۴ -  
 ۲۱۔ تقویۃ الایمان ص ۴۷ - ۲۲۔ تقویۃ الایمان ص ۶۳ -



استعمال کیے اور اپنی کتابوں میں چھاپے۔  
 تثنائیاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کا مثل خیال کرتا ہے۔ تو دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ  
 سے نقل ہوا کہ گنگوہی نے اپنے آپ اور ہر دیوبندی مُلا کو رحمتہ للعالمین بتا کر حضور  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر و مثل بنایا۔  
 شیخ الہنود نے تو صاف لکھ دیا۔

**بقول محمود گنگوہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی تھا**

زبان پر اہل اسوا کے سئے کیوں اعلیٰ سہل شاید۔  
 اٹھا عالم سے کوئی بانئ اسلام کا ثانی یہ  
 مسلمانو! اس میں ثانی بمعنی مثل کے ہے تو دیوبندی اکابر نے بھی حضور  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل گنگوہی کو قرار دیا تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی دیوبندی  
 عقیدہ ہوا۔

تثنائیاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ پر حضور علیہ السلام کی نہایت  
 عقوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی جانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ دیکھو  
 انہیں گنگوہی کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صاف موجود ہے۔  
 ”انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سوان میں  
 بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور بُرے بھلے کاموں  
 سے واقف ہیں۔“

مسلمانو! اس میں امام الوبابیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و بڑائی

۱۔۔۔ مرثیہ گنگوہی مطبوعہ ساڈھوہ ص ۶۔ ۷۔ تقویۃ الایمان ص ۲۸۔



صرف اتنی مانی کہ وہ راہِ خدا بتاتے ہیں یعنی تبلیغ کرتے ہیں تو جو نجدی عقیدہ تھا بالکل وہی دیوبندی وہابی عقیدہ ہوا کہ اس سے تمام معجزات اور خصوصیات اور فضائل و محاسن کا انکار ہے۔ بلکہ رسالت کا بھی انکار ہے کہ ایسی راہ بتانے کے لیے رسالت کب ضروری ہے ہر عالم تبلیغ کی یہ شان ہے۔

والجاء۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو تہدات کر کے راہ پر لارہے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ دیکھو مرثیہ گنگوہی لکھ

خدا ان کا مرنی وہ مرنی تھے خلایق کے

مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا

مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسرے جاگے ہوا گمراہ

وہ میرا اب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی لے

مسلمانو! اس میں شیخ الہنود نے گنگوہی جی کو ہدایت کرنے والا بتایا کہ یہ حق کے تابع نہیں تھے بلکہ حق ان کا تابع تھا۔ اور اپنی ہدایت سے تمام مخلوق کی تربیت کرتے تھے اور ہدایت کا صرف یہی ایک ایسا پرنا لہ تھے کہ ان کے سوا کہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نہ فقط نجدی عقیدہ کے موافق بلکہ بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

خامساً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتا ہے نہ احسان۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ تقویۃ الایمان کی

۱۷۔ مرثیہ گنگوہی ص ۱۲ از محمود حسن دیوبندی۔ لکھ:۔ اس بات کا مسٹر گنگوہی نے اپنی زبان سے یوں اقرار کیا ہے "سُن لَوْحِ وَہِی ہئے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور قسم کہتا ہوں کہ میں کب نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۱۷) "ادارہ"



عبارات منقول ہوئیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی چیز کے مختار نہیں وہ عاجز ہیں ذرّہ ناپ چیز سے کمتر ہیں۔ بلکہ اسی میں انہیں ناکارہ بھی کہا چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے۔

”محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔“

تو جو بے اختیار و عاجز ہوں، ذرّہ ناپ چیز سے کمتر ہوں ناکارہ ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسے بے اختیار و عاجز اور ناکارے اور ذرّہ ناپ چیز سے کمتر کا نہ کسی پر کوئی حق ہو سکتا ہے نہ کوئی احسان تو دیوبندی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان تو دیوبندی عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے بالکل موافق ثابت ہوا۔

سادِ ساء۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک سے بعد وفات شریفہ کوئی فائدہ نہیں مانتے اور دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے چنانچہ گنگوہی کے عین اسلام یعنی تقویۃ الایمان میں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے اختیار عاجز ناکارہ لکھ دیا تو ثابت ہو گیا کہ ان کی ذات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا پھر اور صاف لکھا۔

اسماعیل ہلوی کے مقامِ مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم پر مزید پانچ حملے

اول :- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

دوم :- اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دیو میں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں۔

سہ :- تقویۃ الایمان ص ۳۳، ۳۴، تقویۃ الایمان ص ۶۶۔ ۳۵ :- ایضاً ص ۳۲۔



سوم :- نفع و نقصان کی اُمید رکھنی اسی (خدا) سے چاہیے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے بلکہ

چہارم :- ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی بلکہ

پنجم :- پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ  
مسلمانو! اس میں امام الوہاب نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نفع اور فائدہ پہنچانے کی قدرت ہی نہیں بخشی اسی وجہ سے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر ان کی ذات سے کسی نفع اور فائدہ کی اُمید نہ رکھنی چاہیے خواہ ان کی خداداد طاقت ہی سے کیوں نہ ہو شرک ہے تو نجدی عقیدہ میں تو ذات پاک مصطفیٰ سے بعد وفات کے کوئی فائدہ نہ مانتا تھا۔ اور دیوبندی عقیدہ میں بعد وفات کی قید بھی نہ رہی بلکہ حضور کی ذات پاک سے مطلقاً کسی فائدہ اور نفع کی اُمید رکھنی چاہیے۔ خداداد طاقت سے ہو ممنوع بھی ایسا کہ شرک ہے تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔  
سابعاً :- نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ بعد وفات شریفہ کے آپ کی ذات پاک سے دعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور دیوبندی عقیدہ بھی بالکل یہی ہے۔

## توسل کا عقیدہ شرک ہے

جو بعض لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے

۱۔ تقویۃ الایمان ص ۴۴ - ۲۔ ایضاً ص ۶۔

۳۔ ایضاً ص ۱۱۔



ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے۔ مسلمانو! اس میں امام الوہاب نے بزرگوں سے دعائیں تو سئل کرنے کو نہ فقط ناجائز بلکہ شرک قرار دیا تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔ تمامنا۔۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی لالھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی اس جیسا ہی ہے۔ اسی گنگوہی جی کے فتاویٰ میں ہے۔

کلونجی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے۔  
اسی میں ہے۔

مولوی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے نفع ہوا ہے اور ان سے اوروں کو نفع پہنچا ہے۔

مسلمانو! اس میں گنگوہی صاحب نے کلونجی کو نافع مانا اور اپنی ذات کو مولوی قاسم کے لیے نافع قرار دیا اور مولوی قاسم کو اوروں کے لیے نافع ٹھہرایا۔ اور عقیدہ نجدی نمبر ۶ میں تقویۃ الایمان کی عبارت منقول ہوئی۔ ”کہ انبیاء کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے نہ نقصان کر دینے کی۔“ تو

گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مولوی قاسم کو نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی بلکہ خود ہی گنگوہی جی کو بھی نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ بلکہ کلونجی تک کو نفع پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ اور انبیاء کو نفع و فائدہ پہنچانے

۱۔ تقویۃ الایمان ص ۲۷۔ ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۸ ج ۳۔

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۲ ج ۳۔



کی قدرت نہیں دی۔ لہذا گنگوہی جی و نانو توہی جی و کلونجی تو نفع پہنچا نیوالے ثابت ہوئے اور حضراتِ انبیاء کا نفع پہنچانا تو درکنار ان سے نفع کی اُمید رکھنی بھی شرک ہے۔ تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا کہ نجدی حضور کی ذات کو نفع دینے والی جانتے تھے۔ البتہ ان کی ذات سے زیادہ لاکھی کو نفع دینے والی ثابت کرتے ہیں۔ اور دیوبندی حضور اور تمام انبیاء کی ذات ہی کو نفع والے نہیں مانتے۔ چہ جائیکہ زائد اور غیر زائد نفع دینے والے کا فرق۔ تو دیوبندی عقیدہ میں حضور اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات بالکل نفع دینے والی نہیں اور گنگوہی جی و نانو توہی جی اور کلونجی یقیناً نفع و فائدہ دینے والے ثابت ہوئے تو گنگوہی جی و نانو توہی جی اور کلونجی حضور و انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات سے بہت بہتر و اعلیٰ و افضل ٹھہرے تو دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بڑھ گیا۔ بلکہ گنگوہی جی و نانو توہی جی اور کلونجی میں نفع کی اُمید مان کر خود مشرک ہوئے مصنف اس گمبھتی کو بھی سلجھائے کہ عین اسلام کے حکم سے گنگوہی جی خود بھی مشرک ٹھہرتے ہیں۔ تو وہ اب عین اسلام کا حکم مانتا ہے تو گنگوہی کو مشرک کہنا پڑے گا۔

تاسعاً:- نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنی لاکھی کو کتے کے لیے دافع مانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ کہ یہ کلونجی کو مرض کے لیے دافع مانتے ہیں کیونکہ کلونجی اگر مرض کو دفع نہیں کرتی ہے تو وہ نافع نہیں ہوتی اور اس کا نافع ہونا ثابت تو اس کا دافع مرض ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

عاشراً:- نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضورِ فخرِ عالم علیہ السلام کی ذات کو لاکھی کی برابر بھی دافع نہیں مانتے۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہوا کہ کلونجی کو دافع مرض جانا اور ماننا تو جائز اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو دافعِ البلاء و المرض ماننا شرک ہے۔

چوں آں کہ دریاں (یعنی درود در درود تاج دافع البلاء و المرض) کلمات شرکیہ مذکور اند لیغہ خرابی عقیدہ عوام است لہذا ورواں ممنوع است



پس تعلیم درود تاج ہمانا سم قاتل بعوام سپردن سست کہ صد ہا مردم بفساد  
و عقیدہ شرکیہ مُبتلا شوند موجب ہلاکت ایشان گردد۔

مسلمانو دیکھو! نجدی عقیدہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات لاطھی کے برابر  
دافع نہیں اور دیوبندی عقیدہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کلونجی کی  
برابر بھی دفع مرض نہیں، بلکہ دیوبندی عقیدہ اس سے بڑھ گیا، کہ حضور کی ذات کو  
دافع مرض ماننا شرک ہے، اور کلونجی کو دفع مرض ماننا ایمان ہے۔

الحاصل اس نجدی عقیدہ کے صتمنی دس عقائد کے ہر ہر عقیدہ کی موافقت و تائید  
ہم نے اکابر دیوبند خصوصاً گنگوہی صاحب کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کر دی جسکا  
مطالعہ کرنے کے بعد ہر منصف مزاج شخص یہ فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہے کہ اکابر  
دیوبند فی الواقع نجدی کے اس عقیدہ کی ہر ہر بات کی موافقت و تائید کرتے ہیں تو مصنف  
نے شہاب ثاقب کے ص ۵ سے ص ۷۲ تک اس عقیدہ نجدی کی مخالفت میں اپنے  
ان اکابر دیوبند خصوصاً گنگوہی و نانوتوی کی جس قدر عبارات پیش کی ہیں، یہ سب  
انتہائی مکر و کید اور دجل و فریب ہے، اور عوام کو سخت مغالطہ میں ڈال دینا ہے۔

علاوہ بریں اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ اکابر دیوبند نے اس نجدی عقیدہ کی مخالفت  
میں بھی کچھ عبارات لکھی ہیں تو یہ تائیدی عبارات کی فردِ جرم کو نہیں مٹا سکتیں، اگر یہ  
طریقہ کسی کے توہین آمیز اقوال اور گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی ہو تو نصارے  
اور ہنود کے بھی بہت اقوال و عبارات مطبوعہ اسلام کی تعریف اور حضور نبی کریم صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں نثر و نظم میں بکثرت موجود ہیں ہم اگر ان کو نقل  
کریں تو یہ گفتگو بہت طویل ہو جائے لیکن کوئی عاقل نصاریٰ و ہنود کے ایسے اقوال و  
عبارات سے ان کے مسلمان ہونے اور عاشقِ رسول ہونے پر استدلال نہیں کرتا ہے  
نہ خود ان کا ان اقوال و عبارات کو باوجود ان کے کفریات کے اپنے عاشقِ رسول اور  
محبِ اسلام ہونے کی دلیل بنا کر پیش کر دینا کسی مسلمان کی نظر میں کوئی معتبر چیز ہے۔



جب تک کہ وہ اپنے کفریات سے تائب نہ ہوں۔ اسی طرح یہ اکابر دیوبند یہ جب تک اپنی گستاخوں اور توہین آمیز اقوال سے توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کی وہ عبارات جنکو مصنف نے نقل کیا ہے کسی طرح قابل اعتبار اور لائق استناد نہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ اکابر دیوبند کی نجدی عقیدہ کی موافقت و تائید میں ان کی مطبوعہ کتابوں میں جب ایسی عبارات موجود ہیں جن سے ان کی توبہ یا رجوع ثابت نہیں تو مصنف کا بغیر ان کی توبہ اور رجوع کے صرف مخالف عبارات کو پیش کر کے شہابِ ثاقب میں یہ نتیجہ نکالنا۔

اس تمام عبارت میں مخالفت و تائبیہ (نجدیہ) بات بات سے ظاہر ہے |  
انہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے بلکہ  
صریح فریب اور انتہائی ٹکرو کید ہے۔ جبکہ ہم نجدی اور اکابر دیوبند کا ہم عقیدہ  
ہونا اور اس کی ہر بات کی موافقت و تائید کرنا اکابر دیوبند کی مطبوعہ مصنفات سے  
ثابت کر چکے تو مصنف کا یہ کھلا ہوا فریب اور صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی  
طرح مصنف کا یہ کہنا۔

یہ (اکابر دیوبند) جملہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس قدر تعظیم و ادب  
واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں، کوئی طائفہ روئے  
زمین پر آج اس درجہ پر نہیں ہے۔  
جیتا جھوٹ ہے کہ دیوبندیوں کی ایسی گستاخانہ عبارات کے باوجود انہیں تعظیم و  
ادب کرنے والا کہنا مصنف جیسے کتاب ہی کو زیبا معلوم ہوتا ہے اور یہ تو واقعہ  
ہے کہ روئے زمین پر آج کوئی طائفہ ایسا نہیں ہے کہ جو شانِ رسالت میں انتہائی سڑی  
سڑی گالیاں بھی دیتا جائے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو شانِ رسالت کی تعظیم اور  
ادب کرنے والا بھی کہتا جائے۔ یہ طرہ امتیاز اس طائفہ و تائبیہ دیوبند ہی کا ہے۔ پھر



مصنف کی شہابِ ثاقب میں یہ دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔

آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہرگز مولانا (گنگوہی) اور ان کے متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں ہے کہ جو وہابیہ خبیثہ (نجدیہ) کہتے ہیں۔

کہ خود گنگوہی صاحب تو یہ فتوے دیں کہ وہابیہ خبیثہ نجدیہ کا عقیدہ عمدہ ہے اور وہ اچھے ہیں، اور مصنف ان پر یہ افتراء بہتان باندھے کہ گنگوہی صاحب اس عمدہ عقیدہ کے مخالف ہیں اور نجدی خبیث ہیں۔ جلاؤ کیوں کہ گنگوہی صاحب اپنے بتائے عقیدہ کی کس طرح مخالفت کریں گے اور انہوں کو کیوں نہ خبیث ٹھہرائیں گے مصنف اپنی شوخی سے بدیٰ سُست اور گواہ چست کی مثل کو بھی پس پشت ڈال کر اپنی بے حیائی کا زوالا میں پیش کرنے لگا۔ نیز مصنف کا صریح کذب یہ ہے۔

۱۔ یہ اکابر (یعنی دلوی بند) بالکل ازسرتاپا مخالف و مبین عقیدہ وہابیہ کے ہیں۔ ۲۔ مصنف کا ان اکابر دلوی بند (جو سرتاپا عقیدہ وہابیہ نجدیہ کے موافق اور مؤید ہیں) کو مخالف و مبین کہنا کیسا صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ ان کی مطبوعہ تصنیفات و فتاویٰ موجود ہیں اور ان میں نجدی عقائد کی موافقت ایک دو جگہ نہیں متحد جگہ موجود ہے۔ مگر مصنف کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ لعنة الله على الكاذبين۔

انہیں صفحات بلکہ ساری کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں مصنف نے جس قدر سب و شتم اور دریدہ دہنی کی ہے ہم نے اس کے متعلق یہ ابتدائے کتاب میں بھی عرض کر دیا ہے اور پھر یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم گالیوں کا جواب گالی سے دینا کسی مہذب انسان کے لیے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس طرح کی گالیاں ایک دنیا مصنف کے لیے نہ بیاہئے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عاجز کے پاس

۱۔ شہابِ ثاقب ص ۶۵۔ ۲۔ شہابِ ثاقب ص ۶۹۔



سوائے گالیوں کے اور کوئی سرمایہ ہی نہیں ہوتا۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ

(۵) وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و قنات و بقا و خلوت و غیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک و غیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ فیوضِ روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔

جواب :- یہی عقیدہ اکابرِ دیوبند کا ہے کہ گنگوہی صاحب نجدی کے عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ سب فضول و لغو اور بدعت و ضلالت ہوئے۔ اور اقوال و افعالِ صوفیہ شرک قرار پائے۔ اور اور ان سلاسل میں داخل ہونا مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد ٹھہرا اور فیوضِ روحیہ کوئی چیز نہیں ہوئے بلکہ گنگوہی صاحب کے عینِ اسلام بقیۃ تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان میں تو صاف طور پر لکھ دیا۔

تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہووے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجئی کہاوے اور کوئی سرپر بال رکھو اور چارابرو کا صفایا دے کر فقیری جتاوے پھر ان میں کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے



کہ سب ملکر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ۔  
نیز اسی کے ص ۸۱ پر ہے۔

ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے درود و وظیفہ اور فالنامے اور گنڈے تعویذ اور آثارے اور حاضر ایتیں عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجراگ سُننا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلانے پھر کسی نے آپ کو چستی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی ٹھہرایا۔

اس عبارت میں قادر یوں چشتیوں نقشبندیوں سہروردیوں کو بد مذہبوں گمراہ فرقوں معتزلہ روافض، خوارج، نواصب قدریہ، جبریہ، مرجیہ کی طرح بد مذہب اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور نہ فقط اتنا بلکہ انہیں یہود و نصاریٰ کا فرقوں کی طرح کافر قرار دیا۔ اور مشائخ کے اشتغال، ختم، ادراد، وظائف، گنڈے تعویذ، مراقبہ، حال وغیرہ اعمال کو نہ فقط لغو و فضول بلکہ بدعت و گمراہی اور ضلالت و کفر بتایا۔ اور ان چاروں سلاسل میں داخل ہونے والوں کو گمراہ و کافر بنایا تو جو نجدی عقیدہ تقابالکل وہی دیوبندی عقیدہ ثابت ہوا۔

پھر مصنف کا امداد السلوک کی عبارات نقل کرنا کیا کھلا ہوا دجل و فریب نہیں ہے، اور اپنے اکابر کو نجدیوں کے خلاف ثابت کرنا کیا صریح کذب نہیں ہے۔

### ابن عبد الوہاب کا چھٹا عقیدہ

۱۷) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ |

۱۷ :- تذکیر الاخوان ص ۷۹ - ۸۰ :- تذکیر الاخوان ص ۸۱ -



اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظِ واپسہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہِ اہل سنت و الجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہارِ دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدِ رآمد اُن کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے موافق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدین ہند اکابر امت کی شان میں الفاظِ گستاخانہ و بے ادبانہ استعمال کرنا معمول رہے۔

جواب :- جو عقیدہ نجدی کا ہے وہی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے کہ گنگوہی صاحب جب نجدی عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کسی خاص امام کی تقلیدِ شرک فی الرسالہ ہے اور مقلدینِ ائمہ اربعہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال صحیح ہے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صاف موجود ہے کسی کی راہ رسم کا ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر شرک اثبات ہوتا ہے۔

غرضیکہ مسلمان کو چاہیے کہ جب تک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی اور تقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کر کے نہ بیٹھ رہے۔

جیسے خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی، درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔

۱۷۰ - شہاب شاہ صاحب ص ۷۷ - ۱۷۱ - تقویۃ الایمان ص ۷۷ -

۱۷۲ - ہیئۃ تقویۃ الایمان ص ۷۷ - ۱۷۳ - ہیئۃ تقویۃ الایمان ص ۷۷ -



ان عبارات میں صاف طور پر کہہ دیا کہ مقلدین چونکہ اپنے امام کی راہ رسم کو مانتے ہیں اور اسی کے حکم کو سند سمجھتے ہیں تو یہ مُشْرک ہیں اور ان کا اس طرح کی تقلید کرنا شرک ہے اور جو مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو اس میں کسی مجتہد کی پیروی و تقلید ہرگز نہ کی جائے۔ اور کسی مولوی کا حکم دین و مذہب سمجھ کر ماننا شرک ہے، لہذا ان عبارات میں تقلید کو شرک ٹھہرا کر نجدی عقیدہ کی موافقت و تائید کی اب مُصنّف کا شہابِ ثاقب میں اکابرِ دلیوبند کے لیے یہ لکھنا۔

۱ یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں بلکہ اور یہ لکھنا۔

دہلیہ اہلسنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر طریقہ اہلسنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ صریح کذب اور شدید مکر و فریب ہے کہ فتویٰ گنگوہی و تقویۃ الایمان کی ان عبارات کے خلاف ہے مُصنّف کی یہ بات کہ نجدی غیر مقلدین طریقہ اہلسنت کے مخالف ہیں باعتبار حقیقت کے تو صحیح ہے لیکن خود اس کے اکابر کے نزدیک غلط ہے چنانچہ گنگوہی صاحب امام غیر مقلدین مولوی نذیر حسین دہلوی کے متعلق صاف لکھتے ہیں ان (نذیر حسین دہلوی) کو مردود اور خارج اہلسنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے۔ عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مُصنّف تو یہ کہتا ہے کہ غیر مقلدین دہلیہ طریقہ اہلسنت کے مخالف ہیں اور گنگوہی صاحب انہیں عقائد میں اہلسنت مقلدین کے متحد مان کر طریقہ اہلسنت جانتے ہیں اور انہیں خارج اہلسنت کہنا سخت بیجا سمجھتے ہیں تو ان میں مُصنّف سچا ہے یا گنگوہی جی۔

۱۷ :- شہابِ ثاقب ص ۷۷ - ۷۸ :- شہابِ ثاقب ص ۷۹

۱۸ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی دلیوبند ص ۱۹



لہذا ظاہر یہ ہے کہ گنگوہی جی کس طرح جھوٹ بولیں گے تو جھوٹا کذاب مصنف ہی قرار پایا۔ پھر مصنف نے جو ایک ورق اس میں سیاہ کیا ہے کہ اکابر دیوبند گنگوہی وغیرہ نے ان کے رد میں رسائل تحریر کیے ہیں اور ہندوستان میں ان کے مقابل عقائد اہلسنت کی حمایت کی ہے اور مذہب حنفیت کی تائید کی ہے کس قدر صریح کذب اور کھلا ہوا کفر و فریب ہے۔ مصنف اس منہ سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر زبان لعن و طعن کھولتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی تحریروں کے خلاف لکھ کر عوام کی آنکھوں میں دھندلاہٹا رہا ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ

(۷) مثلاً الرحمن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نہ ارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ الصلوة والسلم علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نداء و خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑھتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں بلکہ

۱۔ شہابِ ناقب سے ۷۹ صفحہ لطفاً۔



جواب :- نجدی کا یہ عقیدہ اس قدر عقائد پر مشتمل ہے۔

اولاً :- نجدی خدا کے لیے استواءِ ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔  
ثانیاً :- نجدی کے نزدیک خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے۔

ثالثاً :- نجدی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔  
رابعاً :- نجدی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نداء و خطاب کرنے والوں پر سخت لعنہ فریب کرتے ہیں ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔

خامساً :- نجدی بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغير اللہ ہے جو شرک ہے۔

نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا پانچ عقائد کا مجموعہ ہے۔ اکابر دیوبند کی اس عقیدہ نجدی سے بحیثیت مجموعی اگر موافقت اور تائید مقصود ہو تو گنگوہی جی کا وہ فتوے نہایت کافی ہے کہ "نجدی عقائد عمدہ ہیں اور وہ اچھے ہیں" تو یہ عقیدہ بھی بحیثیت مجموعی عمدہ ثابت ہوا۔ اور نجدی باوجود ان گندہ عقائد کے اچھے ٹھہرے۔ اور اگر تفصیل ہر عقیدہ کی موافقت و تائید دیکھنی ہے تو سنیئے کہ :-

اولاً :- نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ خدا کے لیے استواءِ ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔ تو اکابر دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی لکھتا ہے۔

تنزیہ اولیٰ تعالیٰ از زمان و مکان	اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور
وجہہ و اثبات رویت بلا جہت و	جہت سے پاک جاننا اور اس کا
محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعتا	دیدار بے کیف و بلا جہت اور
حقیقیہ است اگر صاحب آن	بغیر مقابلہ ماننا بدعات حقیقیہ کے
اعتقادات مذکورہ را از جنس	قبیل سے ہے اگر یہ اعتقاد والے
عقائد دینیہ می شمارد لطفنا۔	انہیں عقائد دینیہ کی جنس سے شمار
	کرتے ہیں۔



مسلمانو! اس عبارت میں امام الوہابیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت  
ثابت مانا اور ان سے پاک سمجھنے کو بدعت حقیقیہ ٹھہرایا، تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی  
اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ثابت ہوا، مُصنّف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت  
کرنا کذب صریح اور فریب ہے۔

ثانیاً :- نجدی عقیدہ میں تھا کہ اس کے نزدیک خدا کے لیے جسمیت لازم آتی  
ہے۔ اکابر وہابیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب عبارت مذکور میں خدا کے لیے مکان  
و زمان اور جہت ثابت تو اس سے خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے تو جو نجدی  
عقیدہ تھا۔ وہی اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہوا۔ اب مُصنّف کا اپنے اکابر کو اس کا  
مخالف ثابت کرنا نہایت دجل و فریب ہے۔

ثالثاً :- نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
کو سخت منع کرتے ہیں، اور پر بلا کہتے ہیں کہ يَا رَسُولَ اللَّهِ میں استعانت لغير الله  
ہے جو شرک ہے، اور اس ندا و خطاب کرنے والوں کا استہزاء اڑاتے ہیں اور  
کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں، تو جو نجدی کا یہ عقیدہ ہے بالکل ایسا ہی اکابر  
وہابیہ دیوبندیہ کا بھی عقیدہ ہے جس کو یہ مختلف عبارات اور الفاظ میں لکھتے ہیں۔  
سوال :- يَا رَسُولَ اللَّهِ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- عوام کو منع کرنا چاہیے۔

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہو گا۔  
اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو  
خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ کفر ہے۔  
مجموع میں ہر قسم کے مبتدع و فاسق موجود ہوتے ہیں، لہذا اگر عقیدہ قاری کا

۱ :- فتاویٰ امدادیہ حصہ چہارم ص ۱۳ مطبوعہ مجتہبی دہلی۔

۲ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۳۷۔



دُرست ہو مگر عوام کی وجہ سے مکروہ و ناجائز ہے۔

بہشتی زیور میں کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی کو دُور سے پکارنا اور پہنچنا کہ اس کو خبر ہو گئی ہے۔

پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے

تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل

کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور سنتیں ماننی اور نذر

نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو

کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابہل

اور وہ شرک میں برابر ہے۔

مدح خوانی مجمع جہلا عوام میں کون سی حدیث سے ایسے خطابات واجب

ہیں مؤلف اس کو بتا دے تاکہ یہ بھی دُرست ہو جائے اور منع ابہام کا

رفع ہو جائے۔

ایسے کلمات (یا رسول اللہ) کو نظم ہو یا نثر و رد کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جانتا ہے اور وجہ فسق کی

احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے اور کراہت

تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی ... تھی گو نیت

نہیں ہے۔

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا ممنوع و ناجائز ہے اور دُور سے

علم غیب سے سننے کے عقیدہ کی بنا پر کفر ہے ورنہ یہ کلمہ مشابہ بکفر ہے اور مجمع عوام

۱۔ :- براہین قاطعہ ص ۲۱۷ - ۲۔ :- بہشتی زیور مطبوعہ سادہ ص ۴۰ -

۳۔ :- تقویۃ الایمان ص ۵ - ۴۔ :- براہین قاطعہ ص ۲۱۸ -

۵۔ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶ -



میں اگرچہ عقیدہ قاری درست ہو جب بھی ناجائز ہے کہ اس میں خطاب ہے اور ثابت استعانت لغیر ہے اور اپنے اوپر شرک کی تہمت رکھ لینا اور پکارنا شرک ہے اور ابوہل کی برابر شرک ہے تو اکابر دیوبند کا بھی بالکل وہی عقیدہ ہے جو عقیدہ نجدی تھا۔ اب مصنف کا اس کے خلاف اپنے اکابر کو بتانا جتنا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے کہ جب یہ عبارات ان کی مطبوعہ تصانیف میں موجود ہیں تو اکابر دیوبند کا ان کے خلاف عقیدہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کو نجدی کا ہم عقیدہ ثابت کرنا ایک ایسی غلط اور بے بنیاد بات ہے جس پر خود مصنف کا ضمیر بھی اس پر انتہائی ملامت کرتا ہوگا۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا آٹھواں عقیدہ

وہابیہ ہمیشہ کثرتِ صلاۃ و سلام و درود پر خیر الانام علیہ السلام و قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنا اور اس کے استعمال کرنے و درود بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔ اور بعض بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً

يَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ اَلُوْزِيْدِ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ لِحَادِثِ الْعَمَمِ۔

جواب :- نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دیوبند کا عقیدہ ہے جب گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں یہ لکھ چکے کہ نجدی کے عقائد عمدہ ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک کثرتِ صلاۃ و سلام و قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ کا درود سخت قبیح و مکروہ قرار پایا۔ اور قصیدہ بردہ کے بعض اشعار شرک ٹھہرے اس کے علاوہ وہ اکابر دیوبند اور گنگوہی صاحب کی عین اسلام تقویۃ الایمان کو دیکھے اس میں صاف طور پر

۱۷۔ شہاب مناقب ص ۸۱۔



موجود ہے، بہشتی زلیور کی کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے چینا۔

آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام چینا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔

اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

مثلاً ورد وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا۔ جائز یا منع

اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا جیسے ورد یا رسول اللہ انظر حالتنا۔ یا

رَسُولَ اللّٰهِ اسْمَعْ قَالْنَا۔ اِنِّیْ فِیْ بَعْضِ هَیْوِ مَعْرُقٍ۔ خُذْ یَدِیْ

مَسْہِلٌ لَّنَا اَشْکَالْنَا۔ یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا یا اَکْرَمَ

الْخَلْقِ مَا لِحُ مِّنَ الْوَدِیِّ۔ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْمَحَادِثِ

الْحَمِّ، یا اور کوئی شعر یا نثر میں ورد اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا تو جناب

ممدوح نے اس کے جواب میں عبارت ذیل تحریر فرمائی وہ عبارت یہ

ہے۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام سنون آنکہ آج خط آیا، جواب

آپ کے اس مسئلہ کا تو لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے کلمات کو نظم ہو یا

نثر و رد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و

مستطرف جانتا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت

شرک رکھنا ہے، اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے

ہونے کی مٹی گوہریت نہیں ہے۔

ان عبارات میں اکابر و بابیہ دیوبند نے صاف لکھ دیا کہ کسی بزرگ کا نام بطور

۱۔ از بہشتی زلیور حصہ اول ص ۱۷۔ ۲۔ تقویۃ الایمان ص ۴۷۔

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶۔



وظیفہ کے چپنا شرک ہے اور کسی بزرگ میں اور کسی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں کہ وہ بھی غیر خدا ہیں، اور کثرتِ ورد اور صلوة و سلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام چپنا ہی تو ہے۔ نیز دلائل الخیرات میں درود شریف ہی تو ہے۔

تو دلائل الخیرات کے وظیفہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام چپنا ہی تو ہوا تو اکابر دیوبند کے نزدیک کثرتِ صلوة و سلام اور قرأتِ دلائل الخیرات شرک ہوئے پھر خاص قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کے متعلق گنگوہی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے، جب حاضر و مشغوف جانکر نہ ہو ورنہ کفر ہے، اور اس کے وظیفہ پڑھنے والے کو اپنے اوپر تہمت شرک رکھنے والا اور استعانت بالغیر کرنی والا قرار دیا تو اکابر دیوبند نے نہ فقط نجدی عقیدہ کی موافقت کی بلکہ نجدیوں کے قبیح و مکروہ بتائے ہوئے کو کفر و شرک تک پہنچا دیا۔ اب مصنف آنکھیں کھول کر دیکھے کہ نجدی عقیدہ کی موافقت کیا اس کو اس سے زیادہ درکار ہے، اب مصنف کا یہ کہنا کہ :-

ہمارے مقدس بزرگانِ دین اپنے متعلقین کو دلائل خیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرتِ درود و سلام و تخریبِ قرأتِ دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں۔

کتنا صریح کذب اور کیسا شدید افترا اور کس قدر کھلا ہوا دجل و فریب ہے۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا نواں عقیدہ

(۹) وہابیہ تبا کو کھانے اور اس کے پینے کو حقتہ میں ہو یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار کرتے ہیں ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقت کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تبا کو استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ



کے فساق و فجار سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں بلکہ

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے اس لیے کہ جب گنگوہی صاحب فرمایا چکے ہیں کہ نجدی کے عقائد عمدہ ہیں تو گنگوہی جی کے نزدیک بھی تمباکو کھانے اور حقہ وغیرہ میں پینا حرام و اکبر الکبائر میں سے ہے اور تمباکو استعمال کرنے والا زانی اور چور سے زیادہ ملامت کا حقدار اور اعلیٰ درجہ کے فساق و فجار سے زیادہ نفرت کا مستحق ہے۔ اکابرِ دیوبند اس کا فتویٰ دیتے ہیں۔ محقانی صاحب کے امداد الفتاویٰ معروف بفتاویٰ اشرفیہ حصہ دوم کے کتاب الخطر والاباحہ میں مبسوط فتویٰ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

یہ حقہ قریب تین سو برس کے ہوئے کہ کفار نے نکالا ہے، اور کثرت اس کی مضر ہے۔ پھر تمباکو میں بھی بعض اقسام بہت تیز اور مضر ہیں بعض کم درجے میں ہیں کسی میں بوزیادہ ہے کسی میں نوبت نشہ یا فتور کی ہے کسی میں نہیں۔ اسی طرح حقہ اور نیچہ میں بھی بعض نیچے کے کپڑے پاک ہیں کسی کے ناپاک کسی کے مشتبہ۔ ہر ایک کا حکم جدا پس اگر کسی نے ضرورت شدید میں کسی مرض و شوار کے علاج کے لیے احتیاط سے بطور دوا کے کبھی ایک ادھ بار پی لیا چنداں جرم نہیں اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت شوقیہ پیوے جیسا آج کل شائع ہے کہ یہی محفل کی زینت و زینت ہو گئی۔ اور آخر میں مضر بھی ہوتا ہے اور منہ میں برابر بُو آتی ہے اور ہر دم منہ میں گھسا رہتا ہے اور حواس میں بھی کدورت آجاتی ہے۔ اور تشبہ اہل نار کے ساتھ ہے کہ منہ اور ناک میں سے دھواں نکلتا ہے اور خود دھواں اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہے اس کے ساتھ متلبس رہتی ہے اس طور پر اس کا

۱۰۔ شہابِ ثاقب ص ۸۱ و ص ۸۲۔



عادی ہو جانا بسبب اجتماع ان امور کے بیشک بُرا اور سخت مکروہ ہے  
 بعضے پیتے والے جو بد احتیاط ہیں اور سڑے ہوئے حقتے ناپاک نیچے نیز تمباکو  
 کے پیتے پیتے نشہ ہو جاتا ہے اور شراب کیسی مدہوشی ہوتی ہے، اس کی  
 حرمت میں کچھ شبہ نہیں، حاصل یہ کہ کوئی حقتہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ  
 کوئی حرام کوئی ضرورت شدیدہ میں بطور دوا کے ایک ادھ بار روا۔  
 بہر حال پینے والا اس کا گناہ سے خالی نہیں اور اصرار گناہ پر سخت گناہ  
 ہے۔ اور اس کا پینے والا محفل مبارک نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دخل  
 نہیں پاتا اور بعضوں نے اس کے پینے والوں کو معذب بھی دیکھا ہے  
 اعاذ اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہے مَبَاکُ نَوْشِ رَاسِیْنِہِ سِیَآہِ اسْتِ، اگر  
 باور نہ داری نے گواہ است ہذا معندی واللہ تعالیٰ اعلم ملخصاً

(مولوی امیر بازخاں واعظ جامع سہارنپور کے رسالہ انکار القلیان مطبوعہ ہاشمی کے صفحہ ۳ میں ہے)

یوم تاتی السماء یدخان مبین یغشی الناس یعنی لادیکا آسمان  
 دُھواں ظاہر کہ آسمان سے مینہ برسے گا اور اس سے ایک درخت پیدا  
 ہوگا کہ وہ لوگوں کو حاوی ہوگا، یعنی بہت سے لوگ حقتہ نوشی کے وقت  
 میں اس کے اندر پھنسیں گے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب درد دینے  
 والا ہے کہ مزا اس کا کڑوا ہے اور آخرت میں باعث ماخوذی کا ہے۔  
 پھر صفحہ ۶ پر ہے۔

حقتہ نوشی سے دل سیاہ ہو جاتا کیونکہ جب دھواں تانبہ اور کڑا ہی  
 پر لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہو جاتی ہے جب یہ دُھواں حلق اور جگر اور  
 دل اور انٹریوں پر پہنچا تو وہ کیسے سیاہ نہ ہو جائیں ولنعم ما قیل

لہ۔ فتاویٰ اشرفیہ حقتہ دوم مطبوعہ مجتہبی دہلی ص ۱۳۹ تا ص ۱۴۱۔



کہ حُفّۃ نُوْشِ رِاقْلِہِ سِیَاحِ اسْتِ اِکْرِبِ اَدْرِیْ نِیْ گِوَاہِ اسْتِ  
 اِسِیْ کَا اِشَارَہُ فَرِیَاہِ عَکِیْمِ عَلِیِّ الْاِطْلَاقِ نِیْ کَلَابِلِ رَانَ عَلِیِّ قَلْبِہِمْ  
 مَا کَانَ اِوَاکِیْسِیُوْنَ اِیْسَاہِیْمِ جِوِیَہِ کِہْتِہِیْمِ بَلْکَہُ زَنْکِ لِکَا دِیَاہِیْمِ سِیَاحِ  
 جِمَادِیِّ اِنِ کَہِ دِلُوْنَ پَرِ اِسِ چِیْزِہِ نِیْ کَہْتِیْ وَہُ کَرْتِہِ مِثْلِ حُفّۃِ نُوْشِ اَوْرِ دُھَوَاہِ  
 کِشِیْ کَہِ اِلْہِیْہِ

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تنباکو کا استعمال اور  
 حُفّۃ نُوْشِ سِخْتِ مَکْرُوْہِ اَوْرِ حَرَامِ اَوْرِ اِسِ کَپِیْنِہِ وَالا کُنْہِکَا رِ اَوْرِ اِسِ پَرِ اِصْرَارِ کَرْنِہِ وَالا سِخْتِ  
 کُنْہِکَا رِ اَوْرِ مَحْفَلِ نَبِوِیِّہِ سَہِ مَحْرُوْمِ اَوْرِ مَعْذَبِ اَوْرِ حُفّۃِ پِیْنِہِ ہِیْمِ اِہْلِ نَارِ سَہِ تَشْبِہِہِ اَوْرِ خُوْدِ  
 دُھَوَاہِ اَوْرِ اَکْ اَلْ عِذَابِ ہِیْمِ اَوْرِ اِسِ کِی مَمَانَعَتِ دُوْ اَیَّاتِ سَہِ ثَابِتِہِ اَوْرِ حُفّۃِ نُوْشِ  
 سَہِ دِلِ سِیَاحِ ہُوْ جَاتَاہِ ہِیْمِ اَوْرِ اَخْرَجَتْ ہِیْمِ سَبَبِ مَاخُوْذِیِّہِ اَوْرِ ہِیْمِ عِذَابِ دَرْدِنَاکِ  
 ہِیْمِ لٰہِذَا اِکْ اِبْرِ دِیُوْبِنْدِ کَا عَقِیْدَہُ نَجْدِیِّ عَقِیْدَہُ کَہِ مُوَافِقِ ہُوْ اَبْلَکَہُ نَجْدِیِّ عَقِیْدَہُ سَہِ ہِیْمِ بُرْہِ  
 چِڑھِ کَرْتَاہِ ہُوْ اَکْ اِنْہُوْنَ نِیْ حُفّۃِ نُوْشِ کُو مَعْذَبِہِ سِیَاحِ دِلِ اَوْرِ اِہْلِ نَارِ سَہِ تَشْبِہِہِ  
 کَرْنِہِ وَالا ہِیْمِ بِتَاہِ اَوْرِ ہِیْمِ اُمُوْرِ نَجْدِیِّ عَقِیْدَہُ مِیْنِ نِہِ تَحْتِہِ اَبِ مَصْنُفِ کَا شَہَابِ ثَاقِبِ  
 مِیْنِ ہِیْمِ کَہْنَا۔

ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگان دین تنباکو کے استعمال پر  
 اسوائے کراہتِ تنزیہی و خلافِ اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے بلکہ  
 کس قدر شدید کذب اور جیٹا فریب ہے ہر شخص ان مطبوعہ عبارتوں کو دیکھ  
 کر مصنف پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو پڑھ ہی دے۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا دسواں عقیدہ

او ہا یہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے |



اپر پہنچا دیتے ہیں۔

جواب :- بخدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دیوبند ہی کے موافق ہے کہ گنگوہی جب بخدی عقائد کو عمدہ لکھ چکے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی انکار شفاعت عمدہ عقیدہ ہوا۔ اب گنگوہی صاحب کا عین اسلام تقویۃ الایمان ملاحظہ ہو کہ شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت ہر دو سے صاف انکار ہے۔

امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مُشْرک ہے اور بڑا جاہل ہے۔

بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے۔ اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مُشْرک ہے اور جاہل جیسا اول مذکور ہو چکا ہے وہ بڑا کریم و رحیم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں ہے۔

گو یا حضور فرماتے ہیں، اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا ہے کوئی کسی کا وکیل و عائنی نہیں بننے والا ہے۔

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی

- |                         |                         |
|-------------------------|-------------------------|
| ۱۔ شہابِ مناقب ص ۸۲ -   | ۲۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ - |
| ۳۔ تقویۃ الایمان ص ۳۶ - | ۴۔ تقویۃ الایمان ص ۳۸ - |
| ۵۔ تقویۃ الایمان ص ۴۲ - | ۶۔ تقویۃ الایمان ص ۹ -  |



حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

ان عبارات میں امام الوہاب نے صاف طور پر لکھ دیا کہ خدا کے حضور میں کسی کی سفارش و شفاعت اور وکالت و حمایت کی حاجت نہیں نہ کوئی کسی کی حمایت کر سکتا ہے نہ کوئی شفیع اور وکیل بن سکتا ہے اور جو کسی نبی ولی کو اللہ کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر شفیع وکیل جانے وہ بڑا جاہل اور اصلی مشرک بلکہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے، اور شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت ماننا دونوں شرک ہیں تو یہ امام الوہاب نے شفاعت کا کیا صاف انکار کر رہا ہے، لہذا اکابر وہابیہ کا عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے بالکل موافق ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے اب مصنف اس عقیدہ نجدی کو لکھ کر اپنے اکابر کے لیے یہ لکھتا ہے۔

یہ اکابر ظاہراً و باہراً محقق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قائل ہیں۔

یہ صریح کذب، جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا دجل و فریب ہے اور عوام کو سحت مغالطہ میں ڈالتا ہے۔

## ابن عبد الوہاب نجدی کا گیارہواں عقیدہ

وہابیہ سوائے علم احکام و الشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذات سرور کا نانا



اخاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ |  
**جواب :-** نجدی کے اس عقیدہ کی اکابر دیوبند نے بھی موافقت کی۔ گنگوہی صاحب  
 نے تو جب نجدی عقائد کو عمدہ ہی قرار دیا تو گویا گنگوہی جی کے نزدیک بھی حضور نبی کریم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سوائے علم احکام و شرائع کے جملہ اسرارِ حقانی سے خالی  
 ہے۔ نیز گنگوہی صاحب نے اس میں چند فتوے دیئے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔  
 یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو علمِ غیب  
 تھا، صریح شرک ہے فقط۔

اثبات علمِ غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔  
 جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالمِ الغیب ہونیکا معتقد  
 ہے، ساداتِ حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔  
 اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب  
 پر مطلع نہیں ہیں۔

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو  
 تو دریافتِ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل  
 اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب  
 تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔  
 اللہ کا علم اور کوثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے  
 خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے

- ۱۔ شہابِ ثاقب ص ۸۲ - ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی دیوبند  
 ۳۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۰ - ۴۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۶ -  
 ۵۔ رسالہ مسئلہ در علمِ غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱ -  
 ۶۔ حفظ الایمان ص ۶ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔



سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

ان عبارات اکابرِ دہلیہ دیوبند یہ سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک علوم غیب و اسرار سے خالی ہے تو جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی ان اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ثابت ہے، بلکہ اکابرِ دیوبند کا یہ عقیدہ نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے کہ نجدی عقیدہ میں حضور کے لیے علوم غیب و اسرار ثابت کرنے والے کا حکم مذکور نہیں تھا اور انہوں نے اس کا حکم بھی بیان کر دیا کہ وہ کافر و مشرک ہے۔

اب مصنف کا یہ لکھنا کہ ..

علوم اولین و آخرین سے آپ مالامال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو۔

صریح کذب اور شدید فریب ہے اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور خود گنگوہی جی و ابیٹھی صاحب کے قول کے مقابل ہے وہ کہتے ہیں۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی ...  
..... وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام  
نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

پھر چند سطر بعد میں ہے۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ  
علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہے

۱۷۰ :- شہابِ ثاقب ص ۸۲۔

۱۷۱ :- تقویۃ الایمان ص ۱۰۰۔

۱۷۲ :- براہین قاطعہ ص ۵۲۔

۱۷۳ :- براہین قاطعہ ص ۱۰۰۔



اس عبارت میں اکابر دیوبند نے صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علوم میں نہ فقط ہم پلہ فرشتہ ملک الموت ہی ہے بلکہ شیطان لعین بھی ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے افضل شیطان و ملک الموت کے علوم میں۔ تو مصنف کا یہ کلام کس قدر لغو اور کذب و فریب ہے۔ پھر مصنف کا یہ قول دیکھیے کس قدر فرق ان حضرات (اکابر دیوبند) کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے۔

کس قدر جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے بلکہ اکابر دیوبند عقائد نجدیہ کو عمدہ ٹھہرا کر ان کے ہر عقیدہ کو عمدہ بتانے والے اور نجدی عقائد کے زبردست موافق اور مؤید ثابت ہوئے۔ بلکہ عقیدہ نجدی سے بڑھ چڑھ کر وہ باتیں کہنے والے ثابت ہوئے۔ ہماری پیش کردہ عبارات جو ہر عقیدے میں ہم نے پیش کیں انہیں دیکھ کر ہر منصف یہ انصاف کرنے پر مجبور ہے کہ اکابر دیوبند کے اقوال نجدی عقائد کے بالکل موافق ہیں۔ مصنف کو چاہیے کہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین کو پڑھ کر اپنے اوپر دم گرنے

### ابن عبد الوہاب نجدی کا بارہواں عقیدہ

وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ و علیٰ بذالقیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعلقے کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔

جواب :- نجدی کے اس عقیدہ کی بھی اکابر دیوبند نے موافقت کی کہ لنگوہی صاب نے جب عقائد نجدی کو عمدہ کہا تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس ذکر ولادت کو قبیح و بدعت کہا اور اذکار اولیاء کو بھی بُرا سمجھا۔ نیز انہیں لنگوہی کے فتوے ملاحظہ ہوں۔

۱۷ :- شہاب ثاقب ص ۸۲ - ۱۸ :- شہاب ثاقب ص ۸۳ -

۱۹ :- فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۸ -



اعتقاد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں ہے۔

سوال :- محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف گداز اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

الجواب :- ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط۔

سوال :- اعتقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- اعتقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال :- جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس و مولود درست نہیں ہے۔

یہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے شرعاً اور کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہو سکتی۔

گنگوہی جی کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اکابر و نابیہ دیوبند یہ کے نزدیک

- — جس میلاد شریف میں کوئی نامشروع بات نہ ہو وہ بھی درست نہیں۔
- — اور جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور کسی قسم کا کوئی لاف و گداز نہ ہو اور روایات موضوعہ اور کاذبہ بھی نہ ہوں وہ بھی ناجائز ہے۔
- — جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔
- — جس میں صرف قرآن شریف کی آیات پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے۔

۱۰ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۱۔ ۱۱ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹۲۔

۱۲ :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۳۔ ۱۳ :- براہین قاطعہ ص ۱۴۸۔



یہاں تک کہ صاف کہہ دیا کہ کوئی سامو لو دُورست نہیں کہ وہ بدعت و منکر ہے  
 شرعاً میلاد شریف کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی تو اکابر دیوبندیہ کا یہ عقیدہ  
 بالکل عقیدہ نجدی کے موافق ہوا اب مصنف کا اس کے بالکل خلاف عوام کو دعوہ  
 دینے اور اپنے اکابر کی صفائی کے لیے یہ کہنا۔

یہ (اکابر دیوبند) جملہ حضرات نفس ذکر ولادت شریفہ کو جبکہ بروایات  
 معتبرہ ہوں مندوب اور مستوجب برکت فرماتے ہیں۔

کس قدر لغو اور کیسا صریح کذب اور زبردست فریب ہے اور اپنے اکابر کے اصل  
 عقیدہ پر پردہ ڈالنے اور مصنف کا اعلا حضرت قدس سرہ پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے  
 اکابر دیوبند پر محض اپنی طرف سے گڑھ کر زبردستی ایسے عقائد پیش کیے جو عقائد نجدی  
 کے موافق ہو گئے ہیں۔ تو مصنف کے اس مکروہ اور دجل و فریب کی حقیقت  
 ہمارے جوابات سے ظاہر ہو گئی کہ اعلا حضرت نے جو فرمایا وہ بالکل حق فرمایا فی الواقع  
 اکابر دیوبند کے عقائد بالکل عقائد نجدیہ کے موافق ہیں ان کے اکابر کے اقوال ان کی  
 مطبوعہ تصنیفات میں موجود ہیں ہم نے بطور نمونہ کے ہر عقیدہ نجدی کی موافقت میں  
 اکابر دیوبند کے اقوال پیش کر کے ہر منصف شخص پر یہ فیصلہ رکھ دیا ہے کہ وہ اپنی  
 انصاف پسند طبیعت سے اعلا حضرت قدس سرہ کے فرمان کی صداقت اور مصنف  
 کے کذب و فریب کا اعتراف کرے اور کھل کر صاف طور پر اقرار کرے کہ فی الواقع  
 اکابر دیوبند تو اپنے ان اقوال سے بالکل عقائد نجدیہ کی موافقت اور تائید کر رہے ہیں۔  
 مصنف کا اپنے اکابر دیوبند کو نجدی عقائد کا مخالف ثابت کرنا سراسر جھوٹ بالکل  
 کذب صریح ہے۔

مسلمانو! اب انصاف سے کہہ دو کہ بڑا منکار اور فریبی کون ہے۔ اور سلطان  
 الدجالین اور زبردست چال باز کون کہلانے کا حقدار ہے۔



## ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں یہ صاف لکھا ہے جس کو بیچ اور جھوٹ کا فیصلہ مقصود ہو وہ دیکھ لے اس کی مطبوعہ عبارت یہ ہے۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں، تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ

مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا کیا اس عبارت میں گنگوہی و انبیٹھوی نے ابلیس شیطان لعین کے لیے محیط زمین کی وسعت علم نص سے ثابت مانی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایسی وسعت علم کا انکار کیا اور خلاف نصوص قرار دیا تو صاف طور پر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا شیطان کو نہ کہا۔ کہا اور یقیناً کہا۔ ہر اردو خواں اس کے ماننے کے لیے مجبور ہے تو اب اس مصنف سے دریاقت کرو کہ اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا جھوٹ بولا اور کیا بہتان کیا اور کیا بے حیائی کا کام کیا۔ جب کتاب مطبوعہ موجود، اس میں یہ عبارت موجود، اس میں یہ تصریح موجود، تو مصنف کا اس کو الزام کہنا۔ خود انتہائی صریح کذب اور جھوٹ اور شرمناک بے حیائی ہے۔ اب خود مصنف ہی لعنت اللہ علی اس کا ذہن کا طوق اپنے گلے میں ڈالے اور اپنے منہ پر خود ہی ٹھوک لے۔

۱۵۔ براہین قاطعہ مطبوعہ ہلالی ساڈہ پورہ ص ۱۵۔



## آٹھواں بہتان اور اسکی حقیقت

جب گنگوہی و انبیٹھوی کی یہ عبارت براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہے تو اس میں صاف موجود ہے کہ انہوں نے محیط زمین کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا تو شرک کہا ہے۔

اور اسی محیط زمین کے علم کو ابلیس لعین کے لیے مانا اور اسے نصوص قطعہ سے ثابت جانا تو نہایت روشن طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ ابلیس لعین دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا شریک ہے کہ خدا کی یہ صفت اس کے لیے ثابت ہے تو براہین قاطعہ میں یہ بات نہایت واضح طور پر موجود ہے تو اب مصنف سے پوچھو کہ اس میں علامت حضرت قدس سرہ کا بہتان کیا ہے اور صراحت عبارت کے باوجود شہمت لگانا اور جھوٹ پر کمر باندھنا کس طرح پایا گیا۔ لہذا اب ہر ادنیٰ عقل والا بھی یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس عبارت براہین قاطعہ میں گنگوہی و انبیٹھوی نے ابلیس کو خدا کا شریک ٹھہرایا اور یہی دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اور علماء حرمین شریفین کا کفری فتوے ان پر بالکل صحیح ہے اور علامت حضرت قدس سرہ کا قول بالکل حق ہے اور مصنف کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ہے۔

## نواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوع کذب باری تعالیٰ کا دستخطی مہری فتوے موجود ہے، اس کے فوٹو بھی ہمارے پاس ہیں یہ ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا اور اس پر اسی وقت مواخذات کیے گئے اس کے پندرہ برس بعد تک گنگوہی صاحب زندہ رہے، اور انہوں نے اپنی حیات میں اس فتوے کا انکار نہیں کیا۔ اور آج تک مطبوعہ کتابوں میں اس کے مضامین چھپ رہے ہیں جس کی تفصیل ہم بھی آئندہ فصل کے جواب میں

۱۔ شرک یہی تو ہوتا ہے کہ خدا کی صفت دوسرے کیلئے ثابت کرنا جس سے وہ شریک خدا ہو جائے۔



پیش کریں گے۔ تو مصنف سے سوال کرو جو چیز چھپی ہوئی موجود۔ پندرہ برس برابر اس کا لکھنے والا انکار نہ کر سکا تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اس میں بہتان کیا ہے اور جھوٹی تہمت بندی کیا ہے۔ علماء حرمین شریفین کے سامنے اس کا فوٹو موجود تھا تو ان کا فتوے کفر مصنف کے نزدیک بھی حق ثابت ہو گیا۔ اب مصنف ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے۔

## دسواں بہتان اور اس کی حقیقت

مولوی قاسم نانوتوی کی مطبوعہ کتاب تحذیر الناس موجود ہے اس میں جس کا دل چاہے دیکھ لے وہ صاف طور پر لکھتے ہیں۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

اس عبارت میں صاف طور پر لکھ دیا کہ جب زمانہ نبوی کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے گا۔ تو یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار ہی تو ہوا اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آجانے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا ہی تو انکار ہے۔ لہذا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نانوتوی کا جو عقیدہ حتام الحرمین میں ظاہر فرمایا وہ اس کی عبارت سے ظاہر ہے تو اس میں افترا پردازی اور تہمت و بہتان کونسا ہوا مصنف کا خود صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس سے انکار کرتا ہے تو اہل حرمین شریفین کا فتوے کفر صحیح ثابت ہوا۔ پھر مصنف کا بہ کمال دلیری یہ لکھنا۔

مولانا علیہ الرحمۃ (یعنی نانوتوی) اس عقیدے اور خیال سے بالکل بری اور

اپاک ہیں۔



کیا جتیا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب نہیں ہے کہ نانوتوی اس عقیدے اور خیال کو تحذیر الناس میں لکھ رہے ہیں اور مصنف انہیں بری اور پاک بتا رہے اور یہ تو مصنف کا دل جانتا ہے کہ کفر سپدھا دیوبند پہنچا اور نانوتوی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس مسئلہ پر ہم بھی اسی فصل میں مفصل گفتگو کریں گے جس میں مصنف اس پر کچھ بولے گا۔ اور یہ آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دینگے کہ نانوتوی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا منکر ہے۔ اور اس اخیر زمانہ میں تو کیا کسی صدی میں بھی ایسا منکر خاتمیت کوئی دوسرا بمشکل نکلے گا۔ اور اس مصنف منقری کذاب کو یہ منوا دیں گے کہ نانوتوی بہت بڑا منکر خاتمیت تھا۔

## گیارہ سوال اور بارہواں بہتان اور اسکی حقیقت

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں یہ مطبوعہ کتاب ہے وہ نہایت دلیری سے یہ ناپاک الفاظ تحریر کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے بلکہ

لہ۔ حفظ الایمان ص ۷۷۔



تھانوی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پانگلوں کے علم سے ملا دیا۔ اور وہ تھانوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں و پانگلوں میں فرق نہ جاننے والا ہے اس عبارت کے پڑھ لینے کے بعد ہر اردو خواں اس نتیجے پر پہنچے گا کہ تھانوی نے حضور کے علم غیب کو پانگلوں و جانوروں کے علم سے واقعی ملا دیا اور وہ خود حضور اور جانوروں و پانگلوں میں فرق نہ جاننے والا ہے۔ تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس پر کیا بہتان بندی اور دیدہ دلیری کی، اور یہ الزام بالکل بے اصل کس طرح ٹھہرا۔ اور اس میں تحریف کیا ہوئی۔ عبارت حفظ الایمان مطبوعہ موجود ہے۔ لیکن مصنف کو نظر نہیں آتی۔ اس عبارت کی مکمل بحث آئندہ آتی ہے۔ جس پر ہم مصنف کی ہر بات کا مکمل و مسکت جواب دیں گے۔

## تیرھواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوع کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ جس کے فوٹو موجود ہیں اسمیں صاف موجود ہے۔ اس میں لکھا ہے :-  
 بعض علماء وقوع خلف و عید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف و عید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں۔ قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ و عید ہوتا ہے گاہ و عہدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگر بعضن فرد کے ہو۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے۔  
 نیز براہین قاطعہ میں ہے۔

۱۷ :- فوٹو فتویٰ گنگوہی۔



امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں پس اس پر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ ملخصاً لہ

گنگوہی جی نے ان عبارات میں صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کذب اور جھوٹ کو ثابت کرنا علمائے سلف کا بھی مذہب تھا اور اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس سے تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے تو عباراتِ براہین قاطعہ اور فوٹو فتوے گنگوہی میں موجود ہے جس کو اس کی تحقیق مقصود ہو وہ ان کا مطالعہ کرے۔ تو مصنف کا اس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا افتراء بہتان اور سفید جھوٹ کہنا خود جیتا جھوٹ و صریح کذب اور شدید دجل و فریب ہے۔

## پتو دھواں بہتان اور اسکی حقیقت

اکابرِ دیوبند کا خدا کی طرف کذب کی نسبت کرنا ابھی براہین قاطعہ اور فتوے گنگوہی کے فوٹو سے ظاہر ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گایاں دینا دیوبندیوں کی کتابوں اور رسائل میں صد ہا کی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کا مفصل ذکر الائمہ ستمداد علی اجیال الادمیہ کشف ضلال دیوبند اور رسالہ کاشف سنیت و وہابیت وغیرہ رسائل میں موجود ہے جن کے دس اقوال اسی کتاب میں چوتھے عقیدہ نجدی کے جواب میں پیش کیے گئے اور باوجود ان عبارات توہینِ خدا و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم کے اکابرِ دیوبند اپنی صرف کلمہ گوئی کو اپنے اسلام کی دلیل بناتے ہیں اور تبلیغ کلمہ شریف کا ڈھونگ بنا کر عوام کو فریب دیتے پھرتے ہیں۔ جس کی تحقیق ہر اونٹ سے اونٹ مسلمان کر سکتا ہے۔ آج اہل دیوبند کے مطبوعہ رسائل موجود ہیں مصنف کو شرم و حیا نہیں آتی کہ وہ ایسی ظاہرات کا انکار کرتا ہے اور بجالا بے حیائی و بے شرمی



اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو افتراء بہتان کرنے والا اور الزام و اتہام لگانے والا کہہ کر عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی محض اپنی زبان درازی سے صفائی پیش کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اگر اکابر دیوبند کی کتابیں اور رسائل مطبوعہ موجود نہ ہوتے تو اس کی بات کوئی باور بھی کر لیتا۔ لیکن جن کے رسائل خود چنچ بیچ کر اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں انتہائی گستاخوں اور سڑی سڑی گالیوں کا اعلان کر رہے ہیں۔ مصنف محض اعلیٰ حضرت کو گالیاں دے کر اور اپنے اکابر کی مدح سرائی کر کے ان کے سارے اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس طرح تو ہر قادیانی علماء اہلسنت کو گالیاں دیکر اور غلام احمد کی تعریف کر کے اپنے پیشوا کی صفائی پیش کر سکتا ہے اور اس کی ساری گستاخوں بے ادبیوں پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ لہذا جس طرح ایک قادیانی کے اس انداز صفائی کو کوئی سمجھدار انسان کافی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح مصنف کے اس انداز صفائی کو بھی کوئی عاقل کافی نہیں سمجھ سکتا۔

## پندرہواں بہتان اور اسکی تحقیقت

اکابر دیوبند کا یہ خیال کہ غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن ہے اور رسول اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے۔ ان کی کتابوں رسالوں سے ظاہر ہے۔ چند عبارات ہم نے گیارہویں عقیدہ نجدی کے جواب میں نقل کیں کہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے ص ۱۰ پر ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (محمد رسول اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی ایک بات بتائی ہوتی تو پھر حضور کے لیے مطلقاً علم غیب کا اعتقاد شرک نہ ہوتا۔ اور تقویۃ الایمان کی یہ عبارت کہ :-



پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے  
 دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔  
 اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ایک بات کے غیب کا اعتقاد اگر خدا کے  
 دینے کے لحاظ سے بھی ہو جب بھی شرک ہے تو ان کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو  
 ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہوتی تو وہ نبی ہی کو بتاتا اور دیتا تو نبی کو  
 ایک غیب کا علم نہ محال ہوتا نہ ناممکن اور نبی کے لیے علم غیب کا اعتقاد نہ کفر ہوتا نہ  
 شرک اور جب نبی کے لیے ایک بات کے غیب کا علم شرک ہے تو نہ تو خدا کو ایک  
 غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہے نہ نبی کو ایک غیب کا علم ممکن اور جب  
 خدا نبی کو ایک غیب کا علم نہیں دے سکتا تو اور کسی کو ایک غیب کا علم کس طرح دے  
 سکتا ہے، تو انہیں دو عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے خیال میں غیب کی  
 ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن اور اللہ کو اتنی  
 قدرت نہیں کہ کسی کو ایک بھی غیب کا علم دے سکے، تو دیوبندیوں کے خیال تو  
 خیال بلکہ کتابوں میں یہ عقیدہ چھپا ہوا موجود ہے، مصنف محض عوام کو دھوکہ دینے  
 اور اپنا مکر و فریب کا جال پھیلانے کے لیے اپنے اکابر کے اس عقیدہ سے انکار کرتا  
 ہے اور اپنے اکابر کی مطبوعہ عبارات پر پردہ ڈالتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو علم غیب کے  
 عطا کرنے پر قادر نہیں مانتا، اور نبی کے لیے ایک بات کا علم غیب بھی محال و ناممکن  
 جانتا ہے، اور محض دریدہ دہنی سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو افسر او بہتان کرنے والا  
 قرار دے کر اپنے اکابر کی گلو خلاصی کی فکر میں دل بھر کر جھوٹ بولتا ہے انتہائی فریب  
 کی راہیں نکالتا ہے، اور ہر طرح عوام کو مغالطہ اور فریب مکر و کید میں پھانستتا ہے۔  
 فہد اہ اللہ تعالیٰ الی دینہ القدیم و صراطہ المستقیم۔

۱۰ : تقویۃ الایمان



# بابِ ثانی

مصنف نے بابِ ثانی کو نو فصلوں پر تقسیم کیا اور فصلِ اول و دوم کو ص ۸۸ سے ص ۹۸ تک لکھا جس میں تحذیر الناس کی کفری عبارت کو بحث مقرر کیا۔

## مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارت

مصنف نے شہابِ ثاقب کے دس صفحات تو اپنے نصیب کی طرح سیاہ کیے جس میں ادھر نانوتوی کی دل کھول کر تعریف کا خطبہ بھی دیا اور ادھر جی بھر کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو سب و شتم اور لباسِ اخلاق سے ننگا ہو کر خوب گالیاں بھی دیں۔ اور تحذیر الناس کے متعدد صفحات سے کچھ عبارات بھی پیش کر دیں۔ اور اپنی قابلیت کی اچھی طرح ڈینگیں بھی مار لیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحذیر الناس کی جن عبارات پر مواخذہ فرمایا اور علماءِ حرمین شریفین نے جن پر حکم کفر دیا نہ تو ان عبارات کو ان دس صفحات میں نقل کیا نہ ان کی ایسی توضیح و تفصیل کی جس سے وہ کفری معنی سے پرک جائیں نہ ان کی ایسی تاویلات پیش کیں جن سے ان کا مفہوم اسلامی تعلیم کے موافق ہو جائے اور اہل عقل کے نزدیک وہ کفری مراد سے صاف اور برہی ہو جائیں۔ مصنف کو جب کتاب لکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا تو اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم امر یہی تھا چاہے کہ اس بحث میں خواہ دو چار صفحات ہی لکھنا لیکن ان عبارات سے کفری الزام کو اٹھا دینا۔ اور دلائل شرعیہ اور اقوالِ سلف سے اس کی نہایت روشن طور پر تائید نقل کرنا اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی کا حجۃ اللہ علیٰ العالمین اور مرکزِ دائرۃ التحقیق والتدقیق وغیرہ اوصاف باور کرادینا۔ اور دنیا ٹے اسلام و المسلمین پر اس کا



قطبِ افلاکِ الحکم و اسرارِ التشریح ہونا ثابت کر دیتا۔

مگر مصنف میں نہ ادھر اتنا علم و قابلیت تھی، نہ اس قدر دلیری و جرأت تھی، نہ ادھر ان عباراتِ تحذیرِ الناس میں ایسی گنجائش و صلاحیت تھی، نہ ان پر سے الزاماتِ کفریہ کے اٹھا دینے کی قدرت و طاقت تھی، اس لیے بیچارے مصنف نے نہ ان عباراتِ کفریہ کو نقل کیا نہ ان کی تاویلات پیش کیں، بلکہ عوام کو فریب دینے اور اپنے جاہلوں پر نانو توہمی کا وقار باقی رکھنے کے لیے دس صفحات محض لغویات سے بھر دیئے، اور اپنے عمل سے یہ اعتراف کر لیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مواخذات کے کچھ جوابات نہیں اور ان عبارات کو کفری معنی سے بچا لینا اس کے امکان سے باہر ہے۔

اب ہم اس مسئلہ کو تفصیل و دلائل کی روشنی میں پیش کریں اور یہ دکھائیں کہ تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شک خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء ہیں یعنی آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں، اس پر نصوص صریحہ بکثرت دلالت کرتی ہیں۔

## خاتم النبیین کا ثبوت قرآن پاک سے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔  
 مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا  
 أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ  
 وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ  
 النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ  
 شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے  
 مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔  
 ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب  
 نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ  
 جانتا ہے۔



## مفسرین اہلسنت کے قلم سے لفظ خاتم النبیین کی تشریح

اولاً :- صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اپنی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر نقل کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حکم فرمایا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تو انہیں کوئی لڑکانہ عطا فرمایا۔

عن ابن عباس ان الله  
تعالى لما حكوات  
لانى بعد له لويطة  
ولدا ذكرا۔

مثالیاً :- علامہ خازن تفسیر لباب التأویل فی معانی التأویل میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

خاتم النبیین یعنی اللہ نے ان سے نبوت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی نبی نہیں نہ ان کے زمانے میں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے یعنی یہ اس کے علم میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(خَاتَمَ النَّبِيِّينَ) ختم  
الله به النبوة فلا  
نبوة بعده اى ولا معه  
(وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)  
اى دخل في علمه انه لا  
نبى بعده۔

مثالیاً :- علامہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں خاتم النبیین کے معنی یہ ذکر کیے۔

خاتم النبیین یعنی ان پر نبوت ختم کی گئی اور ابن عامر اور امام عاصم نے خاتم کوتا کے زبر سے پڑھا یعنی آخر

(خَاتَمَ النَّبِيِّينَ) ختم  
به النبوة وقرا ابن  
عامر وعاصم خاتم



بفتح التاء ای اخذہم لہ  
الانبیاء سب انبیاء میں آخر نبی۔

والجاء علامہ نسفی تفسیر مدارک میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

(خاتم النبیین) بفتح التاء  
خاتم النبیین کو عاصم نے تاکہ

عاصم بمعنی الطابع ای  
زبر سے پڑھا یعنی آخر الانبیاء جن

اخرہم یعنی لاینبأ احد بعدہ لہ  
کے بعد کوئی نبی نہ کیا جائے۔

خامساً :- علامہ شیخ احمد جیون تفسیر احمدی میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

ہذہ الایتہ فی القرآن تدل  
یہ آیت قرآن ہمارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے ختم نبوت پر صراحتہ  
علیہ وسلم کے ختم نبوت پر صراحتہ

دلالت کرتی ہے اور خاتم النبیین  
دلالت کرتی ہے اور خاتم النبیین

کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی  
کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی

نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے  
نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے

ساتھ نبوت کے دروازے قیامت  
ساتھ نبوت کے دروازے قیامت

تک ختم اور بند کر دیئے گئے۔  
تک ختم اور بند کر دیئے گئے۔

ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم نبوت ثابت  
ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم نبوت ثابت

ہونے کے لیے یہ آیت صریح دلیل ہے اس میں یہ فرمایا گیا کہ حضور ہی خاتم النبیین  
ہونے کے لیے یہ آیت صریح دلیل ہے اس میں یہ فرمایا گیا کہ حضور ہی خاتم النبیین

ہیں اور ان ہی پر نبوت کے دروازے بند کر دیئے گئے یہی آخر الانبیاء ہیں تو قیامت  
ہیں اور ان ہی پر نبوت کے دروازے بند کر دیئے گئے یہی آخر الانبیاء ہیں تو قیامت

تک اب دروازہ نبوت بند ہو گیا۔ لہذا اب ان کے زمانے میں یا ان کے بعد کوئی اور  
تک اب دروازہ نبوت بند ہو گیا۔ لہذا اب ان کے زمانے میں یا ان کے بعد کوئی اور

نبی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ جو ہر شے کا علیم ہے اس کے علم میں بھی یہی ہے  
نبی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ جو ہر شے کا علیم ہے اس کے علم میں بھی یہی ہے

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔  
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

بالجملہ یہ تو خالق عالم جل جلالہ کا فرمان واجب الادغان تھا۔ اب خود حضور سید  
بالجملہ یہ تو خالق عالم جل جلالہ کا فرمان واجب الادغان تھا۔ اب خود حضور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بھی سینے سے  
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بھی سینے سے

۱۔ معالم التنزیل مصری ج ۵ ص ۲۱۵۔ ۲۔ مدارک ج ۳ ص ۲۳۲۔

۳۔ تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۳۴۲۔



# لفظِ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

اولاً: مسلم شریف و ترمذی شریف میں یہ حدیث مروی ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست  
اعطیت جوامع الکلم و نصرت  
بالرعب و احدثت لی الغنائم  
وجعلت لی الارض طهوراً و  
مسجداً و ارسلت الی الخلق  
کافة و ختمت بی النبیین

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت  
دیا گیا۔ مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں و  
مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے  
سے میری مدد کی گئی۔ اور میرے لیے  
غنیمتیں حلال ہوئیں۔ اور میرے لیے  
زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ

قرار دی گئی۔ اور میں تمام خلق کی طرف رسول ہوا۔ اور مجھ پر انبیاء ختم کیے گئے۔

ثانیاً: بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر حسن  
بنيانہ ترک منه موضع  
لبنة فطاف به النظر  
یتعجبون من حسن بنيانہ  
الاموضع تلك اللبنة فکت  
اناسنت موضع اللبينة ختم بي  
البیان و ختم بي الرسل (روایہ) فانما  
اللبنة و انا خاتم النبیین

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا میری اور تمام انبیاء کی مثال ایسی  
ہے جیسے ایک نہایت عمدہ محل بنایا  
گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ  
خالی رہی دیکھنے والے اس کے پاس  
پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب  
کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ  
نگاہوں میں کھٹکتی ہے میں نے تشریف لاکر وہ

۱۔ جامع التفسیر مصری ج ۲ ص ۶۳۔ ۲۔ مشکوٰۃ شریف باب فضائل النبی ج ۲ ص ۲۰۶۔



جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی۔ میں عمارتِ نبوت کی وہ پھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔  
 ثالثاً:- بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لی اسماء انا محمد وانا  
 احمد وانا الماحی۔ لذی  
 یحو اللہ بی الکفر وانا الحشر  
 الذی یحشر الناس علی  
 قدمی وانا العاقب و العاقب  
 الذی لیس بعدہ  
 نبی لہ

میرے معتقد و نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔  
 میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ  
 تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا  
 ہے۔ میں حشر ہوں کہ میرے قدموں  
 پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ میں عاقب ہوں  
 اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی  
 نہیں۔

رابعاً:- ترمذی شریف اور مسند امام احمد اور مستدرک میں حاکم نے حضرت انس رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 ان الرسالۃ و النبوۃ قد  
 انقطع فلا رسول بعدی  
 ولا نبی لہ

بے شک رسالت اور نبوت ختم  
 ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول  
 ہو نہ کوئی نبی ہو۔

خامساً:- امام احمد نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے حضرت  
 حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 فی امتی کذابون  
 دجالون سبعۃ و عشرون  
 منهم اربع نسوۃ و اخی

میری امت میں ستائیس کذاب  
 و دجال ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں  
 ہیں۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں



خاتم النبیین لانی بعدی  
میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی، وہ خاتم الانبیاء ہیں وہ عمارت نبوت کی آخری اینٹ ہیں، ان کے بعد نہ کوئی نبی ہو نہ رسول وہی آخر الانبیاء ہیں، وہی مرسلین میں آخری رسول ہیں، اب جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے، وہ آیت کریمہ اور احادیث شریفہ کا منکر ہے، اور منکر قرآن و حدیث کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں۔

اذا لم يعرف ان محمدا  
صلی اللہ علیہ وسلم آخر  
الانبياء فليس بمسلم  
لانہ من الضروریات<sup>۱</sup>  
جب یہ نہ جانے کہ حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو  
وہ مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات  
دین سے ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر نبی نہ جانے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن بتائے وہ بلا شک کافر و مرتد ہے اور آیت کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی باعتبار لغت کے آخر ہیں اور خاتم النبیین کا لغوی ترجمہ آخر النبیین ہے۔

علامہ ابو بکر سبحانی کے عزیز القرآن میں ہے۔

قولہ خاتم النبیین آخر النبیین<sup>۲</sup>  
خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

۱۔۔ جامع صغیر مصری للسیوطی ج ۲ ص ۶۵۔ ۲۔ الاشباہ والنظائر کشوری معہ حموی ص ۲۶۶۔

۳۔۔ عزیز القرآن مصری ج ۱ ص ۲۴۶۔



## لفظِ خاتم النبیین کی تشریح مفتی شفیع دیوبندی کے قلم سے

خود مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ہدیۃ المہدیین میں لکھتے ہیں۔

ان اللغة العربية حاکمة  
بان معنی خاتم النبیین  
فی الایۃ ہواخر النبیین  
لا غیر لہ

بے شک لغت عربی اسی پر حاکم  
ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین  
ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں۔  
نہ کچھ اور۔

یہی مفتی دیوبند اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر روح المعانی سے ناقل ہیں  
کہ اسی معنی پر اجماع امت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

اجمعت علیہ الامت  
فی کفر مدعی  
خلافہ و یقتل ان  
اصریہ

امت نے خاتم کے یہی معنی ہونے  
پر اجماع کیا ہے تو اس کے خلاف  
کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر  
اسی پر اصرار کرے قتل کیا جاوے۔

الحاصل آیت کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے لغوی معنی اور تفاسیر و احادیث اور  
اجماع امت سے شرعی معنی متواتر اور قطعی بھی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سب انبیاء کرام کے زمانے کے بعد میں ہیں اور آپ ہی سب میں سے آخری نبی ہیں  
اسی معنی پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اب ناظرین اس کے مقابل  
قاسم ناتوتوی کی تحذیر الناس کی پوری عبارت بغور پڑھیں وہ لکھتا ہے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین  
معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال



ہیں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔

نا تو تومی صاحب کی اس عبارت میں اس قدر کفریات ہیں۔

- — خاتم النبیین کے معنی سب میں آخر نبی ہونے کو جو تفاسیر و احادیث اور اجماع امت سے متواتر اور قطعی ثابت ہو چکے انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔
- — انہیں نا فہم ٹھہرانا۔
- — تمام امت کو عوام اور نا فہم قرار دینا۔

۱۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ پورا درود لکھنا چاہیے صرف صلعم لکھنا بھی محرومی کی نشانی ہے اور غلط ہے۔

۲۔ تحذیر الناس مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور ص ۳۔



- — رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام اور نا فہم کہنا۔
- — مخالفین معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کو اہل فہم بتانا۔
- — معنی متواتر و قطعی کی جو احادیث و اجماع میں کچھ فضیلت نہ ماننا۔
- — اس متواتر معنی کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔
- — خاتمیت باعتبار متاخر زمانی جب تک صحیح نہیں کہ یہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام اولیٰ یہ وصف اوصاف میں سے ہے۔
- — اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح جائیں تو خدا کی طرف زیادہ گوئی کا وہم ہونا۔
- — اور حضور کی جانب نقصان قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ زیادہ گوئی بے ہودہ بگو اس کو کہتے ہیں اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔
- باجملہ اس عبارت میں نانو توی نے خاتم النبیین کو بمعنی آخر الانبیاء ہونے کا کس قدر تاکید اور شدت کے ساتھ انکار کیا۔ جس معنی پر قرآن و حدیث اور اجماع نے ایمان لانا ضروری اور فرض قرار دیا تھا۔ اس نانو توی نے اسی معنی کا کیا صاف انکار کیا۔ تمام امت اور اللہ رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم سب کو عوام جاہل اور نا فہم ٹھہرایا۔ خدا کو زیادہ گوا اور بے ہودہ بگو اس کرنے والا کہا تو اگر یہ امور بھی کفر نہ ہوں تو پھر مصنف کے نزدیک کفر کی کیا تعریف ہے، علاوہ بریں دیوبندی لوگ یہی چہنتے پھرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے قاسم نانو توی کو کافر کہا علمائے عرب و عجم نے اس پر کفری فتوے صادر کیے۔ لیکن اب تو لینے کے دینے پڑ گئے کہ مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی کے حکم اور اس پر اکابر دیوبند کی تصدیقوں نے بھی قاسم نانو توی کو کافر مرتد واجب القتل قرار دیا۔ تو مصنف پہلے اپنے گھر کی تو خیر لے اور ان سب کو مفری۔ کذاب۔ دجال۔ شیطان کہے۔ اور ان کی گردنوں میں کفر و لعنت کا طوق ڈال کر سود اللہ وجوہہم و وجوہ اتباعہم فی الکونین کو لکھ کر چھاپے۔



اب مصنف کا اعلا حضرت پر یہ افترا کرنا اور صریح جھوٹ بولنا کہ :-

اس نے قطع و برید کر کے عبارت تحذیر الناس کی اس طرح نقل کی کہ

ایک سطر صفحہ ۲ کی لے لی اور دوسطریں صفحہ ۴ کی لے لیں اور ہر دو صفحوں

میں سے عبارت سابقہ و لاحقہ حذف کر دیں اور ان دونوں عبارتوں کے

جمع کرنے سے ایک خراب و فاسد معنی پیدا کر دیئے (دوسطر کے بعد ہم

اس مغزری کذاب نے قطع و برید کر کے مولانا نانوتوی پر بہتان باندھا ہے یہ

کس قدر غلط اور کتنا مکرو کید ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے ص ۲ کی پوری عبارت

نقل کی تو نانوتوی پر حکم کفر تو اسی عبارت پر لگ گیا۔ کہ نانوتوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء ہونے کا منکر ہے اس میں قطع و برید کہاں

ہے، ناظرین اس کے اس صریح جھوٹ اور شدید فریب کو ملاحظہ کریں۔ اور تحذیر

الناس کے ص ۱۴ کی عبارت یہ ہے۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی

آپ کا خاتمہ ہونا بدستور باقی رہتا ہے یہ

تو نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اسی صفحہ ۲ والے کفر کا اعادہ کیا

ہے۔ مصنف کا اس پر یہ کہنا کہ ان دونوں عبارتوں کو جمع کرنے سے خراب و

فاسد معنی پیدا کر لیے ہیں۔ کس قدر دجل و فریب اور مکرو کید ہے۔ باوجودیکہ صفحہ

۲ والی عبارت اپنے کفری معنی میں مستقل عبارت ہے۔

اور صفحہ ۱۴ والی عبارت میں اسی کفر کو اس کے بعد لوٹایا گیا ہے۔ یہ خود ایک

مستقل کفری عبارت ہے تو مصنف کا ان کے جمع کرنے کو کفر قرار دینا محض عوام

کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اسی طرح نانوتوی کا اس کے بعد پھر اسی کفر کا

اعادہ کرنا اور اس طرح لکھنا۔

۱۷ :- شہاب شاہد ص ۸۹ - ۱۸ :- تحذیر الناس ص ۱۴ -



بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت |  
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

پھر اسی کفری معنی کو مستقل طور پر لوٹا دینا ہے، لہذا یہ ہر سہ عبارات اپنے اپنے  
کفری معنی میں مستقل ہیں تو مصنف کا اعلا حضرت پر قطع و برید کا الزام لگا دینا اور یہ  
کہہ دینا کہ ان عبارات کو جمع کر کے کفری معنی پیدا کیے ہیں، یہ اس کی صریح بے ایمانی  
اور انتہا درجہ کی خیانت قلبی ہے، مصنف سے جب ان عبارات کی کوئی صحیح تاویل  
نہ بن سکی اور ان سے کفر نہ اٹھ سکا، تو اس نے اپنی عاجزی اور مجبوری کو اس پر فریب  
طریقہ پر دفع کرنے کی سعی کی ہے، جس کو اہل عقل خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔  
پھر مصنف نے دیکھا کہ اعلا حضرت قدس سرہ پر صرف قطع و برید کا غلط الزام لگا دینا اور  
عبارات کو جمع کر کے کفری معنی پیدا کر دینے کا افترا کر دینا ایسا غلط انداز اور پھر طریقہ ہے  
کہ اس کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا، تو اس نے اپنا جواب سے عاجزی کا یہ  
طریقہ اختیار کیا، وہ کہتا ہے :-

حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے آخر البتین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب  
انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آ سکتا ہے تو  
وہ کافر ہے۔

جواب :- مصنف کا یہ صریح کذب اور جتیا جھوٹ ہے کہ تحذیر الناس میں نانوتوی  
کی یہ عبارت بلفظ کہیں موجود ہو اگر کہیں ہو تو مصنف بتائے کہ فلاں صفحہ پر یہ عبارت  
بعینہ و بلفظ موجود ہے، پھر اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کر لیں اور یہ تسلیم بھی کر لیں کہ یہ  
عبارت تحذیر الناس میں بلفظ مذکور ہے تو یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں کہ اس  
میں نانوتوی نے خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ دیدیا اور اپنی ہر سہ عبارات ص ۱ و

۱ :- تحذیر الناس ص ۲۸ - ۲ :- شہاب ثاقب ص ۸۹ -



ص ۱۴ و ص ۲۸ کو کفر قرار دیا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور علماء حرمین کے فتاویٰ پر صاد کر دیا اور خود اپنے منہ پر ہتھوک لیا اور مصنف کی ان ہر سہ عبارات کی حمایت اور محنت پر پانی پھیر دیا۔

علاوہ بریں جب مصنف ص ۲ پر کفر بک چکا اور ص ۱ پر اس کا یہ اقرار کفر ہے تو محض اقرار کفر اس کو اس کفر سابق سے نہیں بچا سکتا۔ مصنف ہی بتائے کیا کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کر دے گا۔ پھر اس عبارت میں نانو توہی نے خاتم النبیین کو بمعنی آخر النبیین کے انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا۔ اور خود تحذیر الناس کے صفحہ ۲ پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا۔ اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح ص ۱۴ و ص ۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ اپنے کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہذا مصنف نے اس عبارت کو پیش کر کے نانو توہی کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کے کفر کو اور مستحکم کر دیا۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۰ پر تحذیر الناس والی عبارت نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں پھر اس شخص گمراہ کنندہ عالم مجدد الدجالیین کی جرأت اور دروغ گوئی کو دیکھئے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور تشہیر کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آنے کو



۱۔ جائز فرما رہے ہیں، بھلا اس خباثت اور نجاست کا کیا ٹھکانا ہے۔  
 جواب:۔ جب نانوتوی صاحب بقول مصنف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے معنی آخر البیتین ہی کے قائل تھے۔  
 تو انہیں اس تحذیر الناس کے تصنیف کرنے کی کونسی ضرورت پیش آئی تھی؟

○ — اور تیرہ سو برس کے بعد خاتم النبیین کے شارع علیہ السلام و صحابہ و  
 تابعین و ائمہ دین کے بیان کردہ معنی متواتر کے خلاف نئے معنی تراشنے اور پھر  
 اس پر اپنے ایجاد بندہ ہونے پر فخر کرنے کے لیے کونسی طاقت مجبور کر رہی تھی؟  
 ○ — اور تمام امت کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیالِ عوام بنا دینے  
 کے لیے کون اس کے سر پر تلوار لے کر جبر کر رہا تھا؟

○ — اور زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد میں اور دوسرا نبی تجویز کرنے کیلئے  
 کون بندوق لے کر سینے پر سوار تھا؟

○ — اور جب نہ کوئی ضرورت شرعی تھی نہ جبر و اکراہ تھا تو نانوتوی صاحب  
 کا تحذیر الناس کے ص ۲ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و  
 ائمہ دین کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیالِ عوام کہنا کیا ضروریاتِ دین کا انکار  
 نہیں؟

○ — کیا ان بزرگانِ دین حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ  
 معنی قرآن مجید سے جاہل و نا فہم ٹھہرانا نہیں؟

○ — پھر ص ۱۴ و ص ۲۸ پر زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور کسی بتی کا تجویز  
 کرنا کیا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف نہیں؟

○ — اور اس معنی متواتر کا انکار کیا ضروریاتِ دین کا انکار اور کفر نہیں؟

○ — ہے تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب

لہ :- شہابِ ثاقب ص ۹۔



حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے معنی  
 آخر النبیین ہونے کے منکر ہیں اور زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی دوسرا نبی جائز  
 ہونے کے قائل ہیں تو یہ نانو توہمی یقیناً کافر و مرتد ثابت ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
 و علماء حرمین کے کفر کے فتاوے بلاشبہ حق ثابت ہوئے، یہاں تک کہ اس  
 نانو توہمی نے بھی اپنے اس کفر کو تسلیم کر کے خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کر لیا جس کا  
 خود مصنف بھی اعتراف کر رہا ہے۔ تو یہ نانو توہمی کی خود اپنے اوپر اقبالی ڈگری ہوئی  
 اور اس کا خود اپنے کفر کا اقرار کرنا نہ اس کو کفر سے بچا سکتا ہے نہ اس کی صفائی کے  
 لیے کافی ہو سکتا ہے۔ اب مصنف کا اس کفر پر پردہ ڈالنا اور نانو توہمی کی حمایت میں  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دینا اور دروغ گو اور دجال کہنا۔ خود اس کے عاجز ہونے  
 اور مفتری و کذاب ہونے کی بے دلیل ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مصنف سوائے  
 گالیاں دینے کے نہ نانو توہمی کے سر سے کفر کو ٹال سکتا ہے نہ ایک کلمہ اس کی تائید  
 و تادیل میں کہہ سکتا ہے اور جو کوئی لفظ اس کی حمایت میں کہے گا اس سے نانو توہمی کا  
 کفر اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ اب باقی رہا مصنف  
 کا ختم زمانی پر پانچ دلیلوں کا پیش کرنا اور اس کے منکر کو کافر ثابت کرنا یہ ہمارے  
 خلاف نہیں بلکہ اسمیں ہمارے مدعا کا اثبات ہے اور نانو توہمی کے مسلک کی کھلی  
 ہوئی مخالفت ہے۔ مصنف کی یہ بدحواسی ہے کہ نانو توہمی کی حمایت کا نام لے کر اس  
 کے خلاف لکھ دیا۔ اور خود بھی اس کو کافر بنا دیا۔ یہ ہے اعلیٰ حضرت کی کرامت کہ اس  
 سے ان کہی کہوالی۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۱، ۹۲ پر تحذیر الناس کے صفحہ ۸ کی عبارت  
 اس طرح نقل کر کے یہ غلط نتیجہ مرتب کیا ہے۔

بالجملہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصف نبوت میں موصوف بالذات  
 ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض الجملہ







خاتمیت مرتبی کو خاتمیتِ زمانی لازم ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نانوتوی نے بعد زمانہ نبوی نیابنی تجویز کر کے خاتمیتِ زمانی کو جو لازم تھی باطل کر دیا تو خاتمیتِ مرتبی جو ملزوم تھی وہ بھی باطل ہو گئی کیونکہ بطلانِ لازم بطلانِ ملزوم کی دلیل ہے تو اب نانوتوی کے نزدیک نہ خاتمیتِ مرتبی رہی نہ خاتمیتِ زمانی لہذا اب اس نانوتوی نے بالکل خاتمیت ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے ہی صاف انکار کر دیا۔

مصنف نے اپنے پیشوا نانوتوی کی کیسی عجیب حمایت کی کہ اس کے کفر کو اور واضح کر دیا اور اس کو ختم نبوت کا صاف طور پر منکر ثابت کر دیا۔ مصنف اس عبارت پر بہت اچھل کر بولا تھا جس نے نانوتوی کے کفر کو اور زیادہ بے حجاب کر دیا۔ اور اس کو منکر ختم نبوت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا۔ مصنف کو شرم نہیں آئی کہ اسی ناپاک عبارت پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر افترا پروازی اور قطع و برید کا ناپاک الزام لگاتا ہے بہر صورت اس کی ساری شیخی کر رہی ہو گئی۔ اور نانوتوی کے کفر پر مزید مہر لگ گئی۔

پھر مصنف اسی نانوتوی کی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۱ سے دو عبارتیں نقل کر کے یہ غلط نتیجہ نکالتا ہے۔

مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لیے کوئی مقصود بھی ہو گا۔ جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لیے نقطہ ذاتِ محمدی منتہی ہے ۱۲

دالی قولہ، البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے ۱۲ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزمان ہیں اور سلسلہ نبوت بوجہ انقطاع حرکت ارادی دربار نبوت اب بعد ظہور سرور کائنات علیہ السلام بالکل منقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال خبیث دعویٰ نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے



پھر تعجب ہے کہ مجددِ بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذبِ |  
خالص کو مشہور کر رہا ہے۔ لعنة اللہ تعالیٰ فی الدارین بسے

جواب :- مصنف دُوبنے والے کی طرح کہ وہ تنکے تک کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے  
یہ بھی اسی طرح نانو توہمی کی تحذیرِ الناس میں ایک ایک لفظ کی تلاش میں سرگرداں  
ہے۔ لیکن کسی طرح اس کی بات بنائے سے بنتی نہیں اور اس کا کفر اس کے سر سے  
سے اترتا نہیں۔ اور اس کی عبارت کی کوئی ایسی صحیح تاویل نہیں ہوتی جس سے اس کا  
قابلِ ختمِ نبوت ہونا ثابت ہو جائے۔

مسلمانو! دیکھو جب یہ نانو توہمی تحذیرِ الناس کے ص ۱۴ و ص ۲۸ میں صاف طور پر  
لکھ چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور نیابتی تجویز  
کر لیا جائے تو خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ  
نبوتِ جدیدہ کا تجویز کرنا ہی ختمِ نبوت کے بالکل خلاف ہے۔ اور جب ختمِ نبوت  
ہی کا انکار کر دیا تو خاتمیتِ مرتبی اور خاتمیتِ زمانی دونوں کا ہی انکار کر دیا تو اس نانو توہمی  
نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتمِ البیتین اور آخر الزماں ہونے کا صاف  
طور پر انکار کر دیا۔ اور نئے نبی کو جائز مان کر سلسلہ نبوت کو غیر منقطع مان لیا لہذا نانو توہمی  
ختمِ نبوت کا انکار کر کے اور بعد زمانہ نبوی کے نیابتی تجویز کر کے اور ان ضروریات  
دین کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو گیا۔

اب مصنف کا نانو توہمی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں  
ہونے کا قابلِ ثابت کرنا اور سلسلہ نبوت کا منقطع ماننے والا کہتا بالکل لوگوں کی  
آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے اور مزید کذب اور جیتا جھوٹ بولنا ہے کہ  
نانو توہمی صاحب جب ختمِ نبوت کے خلاف نئے نبی کی تجویز کر رہا ہے تو بقول  
مصنف و مجال تعمیرِ نبوت کی تیار ہی کر رہا ہے تو پھر مصنف لعنة اللہ فی الدارین

لسہ :- شہابِ ثاقب ۹۲ و ۹۳۔



اس نانو توہی کے لیے چھاپے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر مصنف نے جو افترا پروازی کی اور جھوٹ بولا اس کے جواب میں ہم آیت کریمہ تلاوت کر دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ لعنة الله على الكاذبين۔

پھر مصنف نے نانو توہی کی تحذیر الناس کی ص ۳ کی عبارت عجیب عیاری و مکاری سے اس طرح نقل کی۔

حضرت مولانا قمر مہج فرما رہے ہیں باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس سے ستر باب مدعیان نبوت کہا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلافت کو گمراہ کریں گے اب اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے آیا انکار نبی آخر الزماں ہونے کا یا اقرار۔  
(چند سطر کے بعد ہے۔)

مجدالدجالین نے اپنے ثبوت مدعا کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عبارات مسطورہ کو بالکل ہضم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہش شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا۔ اور سمجھنے کی طرف یا تو قصد اتوجہ نہیں کی اور یا نہ سمجھا چونکہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے معنی کو خراب کیا۔ اب ان جملہ عبارتوں سے آپ حضرات بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت مولانا ہرگز نبی آخر الزماں اور خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے دامن مقدس تک کوئی دھتکہ نہیں لگ سکتا اور اہل حرمین کو بوجہ ناواقفیت دھوکہ ہوا۔ کذاب نے ان کے ساتھ مکر کیا اور اسے

جواب: مصنف نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر تو دل کھول کر جیتا جھوٹ بولنے، مرتجح کذب بیانی کرنے، انتہائی افتراء پروازی کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ اور



ان کی نقل عبارات پر جس قدر ناپاک الفاظ کہہ سکتا تھا ان سے ایک صفحہ سیاہ کر دیا ہے۔ اور ان کو جس قدر گالیاں دے سکتا تھا ان میں سے کوئی گالی باقی نہیں چھوڑی ہے۔ لیکن مصنف نے تحذیر الناس کی جس قدر عبارات نقل کی ہیں ان میں نہایت مکاری انتہائی فریب کاری سے کام لیا ہے اور اپنے مطلب کے موافق جو کہیں کوئی لفظ مل گیا ہے۔ اس کو قطع و برید کر کے نقل کر دیا ہے اور اس کی عبارات کا مفہوم نہ معلوم اپنی کم فہمی یا عیاری سے بالکل الٹ دیا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ دینے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جن تین عبارتوں میں کفری معنی ہیں اور جن پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور علماء حرمین شریفین نے کفر کے فتاوے صادر فرمائے ہیں۔ اور جن کی تائید میں شہاب ثاقب کے دس صفحات مصنف نے سیاہ کیے ہیں۔ اور جن کی صفائی میں اور عبارات پیش کی ہیں اور جتنا جھوٹ اور صریح فریب کاریاں کی ہیں اور جن کی حمایت میں اعلیٰ حضرت اور علماء حرمین کو سڑی سڑی گالیاں دی ہیں۔ تو مصنف نے ان اصل تینوں عبارات کو شہاب ثاقب کی ان ہر دو فصلوں میں کہیں نقل نہیں کیا۔ حیرت ہے کہ ان ہر سہ عبارات کی حمایت میں ادھر تو دس صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن ادھر ان عبارات کے چند جملے نقل نہیں کیے جاسکے۔

مصنف نے ان عبارات کو اس شہاب ثاقب میں نقل نہیں کیا اگر انہیں نقل کر دیتا ہے تو ہر شخص اس کی نقل کر وہ عبارات تحذیر الناس اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی نقل کر وہ عبارات تحذیر الناس سے تصحیح نقل کرتا۔ مطابقت دیکھتا پھر یہ خود فیصلہ کر لیتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان عبارات کو بعینہ و بلفظہ بالکل مطابق اصل و موافق نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے پھر مصنف کا اس کو صریح کذب اور افترا کہنا خود اس کے دجال و کذاب اور عیار فریب کار ہونے کی روشن دلیل ہوتا۔ اور وہ ایک کلمہ اعلیٰ حضرت کی شان کے خلاف نہیں لکھ سکتا تھا اور انہیں وہ منہ بھر کے ایسی گالیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ایک کلمہ ان عبارات کی تائید میں نہیں لکھ سکتا



تھا۔ اور عوام کو کسی طرح کا دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا تھا اسی بنا پر مصنف نے قصداً جان بوجھ کے ان ہر سہ عبارات تحذیر الناس کو شہابِ ثاقب کے دس صفحات کی پوری بحث میں کہیں نقل نہیں کیا۔

اور ممکن ہے کہ مصنف نے نانوتوی کی ہر سہ کفری عبارات کو اس لیے اس شہابِ ثاقب میں نقل نہ کیا ہو کہ جب ان عبارات کو بلفظ نقل کر دیا تو وہ عبارات اردو زبان میں ہی تو ہیں اور اردو خوانوں ہی کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے لہذا ہر اردو جاننے والا جب ان عبارات کو دیکھے گا تو ان کے معنی کفری پر مطلع ہو جائیگا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کفری فتوے کی تصدیق کرنے کے لیے اس کا ایمان اس کو مجبور کر دے گا تو اس نانوتوی کا کفر آشکارا ہو جائے گا۔ مصنف نے اسی خطرے کی بنا پر ان عبارات نانوتوی کو غالباً نقل نہیں کیا ہے۔ اور اس کے کفر پر پردہ ڈالنے کی ناپاک سعی کی ہے ہم نے ان ہر سہ عبارات کفری کو اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۵، ۲۲۷ اور صفحہ ۲۲۸ پر بلفظ نقل کیا ہے۔ تو ہر اردو خواں ان کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور ہے کہ نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں خاتم النبیین کے معنی سب میں آخری ہونے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہونے کو عوام جاہلوں نا فہموں کا خیال ٹھہرایا اور خاتمیت باعتبار تاحر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہ ہونے کو عقیدہ اہل فہم قرار دیا۔ تو اب یہ نانوتوی اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور آخر الزماں مانتا ہے تو یہ عوام جاہلوں نا فہموں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اگر حضور کے آخر الانبیاء اور آخر الزماں ہونے کا صاف طور پر منکر قرار دیا جاتا ہے تو اہل فہم میں معدود ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنف اور ہر دیوبندی ملاً اس نانوتوی کو عوام جاہلوں نا فہموں میں داخل نہ کریں گے۔ اہل فہم ہی میں شمار کریں گے تو یہ نانوتوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر الزماں ہونے کا اور خاتمیت زمانی کا منکر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا اس کی دیگر عبارات کو نقل کر کے ہر جگہ یہ تصریح کرنا کہ نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں حضور علیہ السلام کو نبی آخر الزماں مانتے ہیں کس قدر غلط چیز اور



صریح کذب ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اور ان کو فریب دینا ہے۔

## جھوٹے مدعیان نبوت کو نانوٹوی نے تقویت دی

اسی طرح تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبوی کوئی اور دوسرا نبی جائز مان کر اس نانوٹوی نے مدعیان نبوت کے لیے دروازہ کھول دیا اور نئے دین کے جاری کرنے کے لیے نیابہی تجویز کر لینے کا راستہ بنا دیا ہے۔ تو نبوت کی اس تشریح کو دیکھ کر غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کر کے خلائق کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر بقول مصنف نانوٹوی حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں مانتا اور ان کی خاتمیت زبانی کا قائل ہوتا اور اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتا تو ہرگز ہرگز تحذیر الناس کے صفحہ ۳ و صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ پر ان ناپاک عبارات کو نہ لکھتا۔ نانوٹوی نے ان ہر سہ عبارات کو لکھ کر ادھر مصنف کے منہ پر پھٹوک دیا اور اس کی تمام صفائیوں پر پانی پھیر دیا اور ادھر اپنی پیشانی پر نہ ملنے والا کفری نشان کا ٹیکہ لگا لیا۔

لہذا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان ہر سہ عبارات کے نقل کرنے میں کوئی مکر و فریب نہیں کیا۔ نہ اہل حرمین شریفین نے ان پر کفر کا حکم کرنے میں کسی طرح کا دھوکہ کھلایا۔ باجملہ مصنف ان ہر سہ عبارات کو ہضم کر گیا۔ اور ان کفری عبارتوں کی تائید کر کے بحکم قرآن و حدیث کافر ثابت ہوا۔ اور اس نے دوسروں پر جھوٹ بول کر اور افراتفر کے خود لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ اور اپنے اکابر کے کفر پر اہل حرمین کو بھی گواہ بنایا۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ایذا دے کر بحکم آیت کریمہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَاعَدَ لَهُمُ عَذَابًا مَّهِينًا كَمَا سَخَّرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لِقَوْمِهِمْ إِذِ اتَّخَذُوا آلَافِيكَةَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَقَدْ مَكَّنَّا يَكْرَهُمُ وَإِسْمَاعِيلَ إِذْ قَرَّبَهُمْ وَإِزْمِيلَ إِذْ قَرَّبَهُمْ وَإِذْ جَعَلْنَا أَدْنَىٰ إِلَهِهِمْ إِلَهًا آخَرَ فَتَلَاوَمَتْ أُلُوفًا مِّنْهُمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

پر مصنف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۹۵ و صفحہ ۹۶ تک فصل ثانی تفصیل ختم نبوت اجمالاً کی سُرخی قائم کر کے تین صفحات میں تحذیر الناس کے معنوں کو اپنے الفاظ میں اس



طرح بیان کیا ہے۔ اور اس میں صاف طور پر یہ اقرار کیا ہے۔  
 وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ كِي لَفْسِيْرِيْنَ عَامٍ مُّفْتَرِيْنَ اِس  
 طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے خاتمیت مرتبی  
 جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں۔

اور خود نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں۔  
 اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیسا  
 نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو اتنی بات  
 سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کود کاں ناداں بخلط بر بدف زند تیرے

اس میں مصنف نے صاف اقرار کر لیا کہ نانوتوی نے خاتم النبیین کے اُن معنی کا  
 انکار کیا جن کو اُمت کے تمام مفسرین صحابہ و تابعین، بلکہ خود سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے بتایا اور سمجھایا تھا۔ بلکہ جن معنی متواتر کو انہوں نے ضروریات دین اور وصف  
 مدح قرار دیا تھا۔ اس کے خلاف نانوتوی جی نے تفسیر بالرائے سے وہ نئے نئے  
 معنی گڑھے جس تک اکابر کا فہم نہ پہنچا اور انہوں نے عقیدہ ضروریہ دینی ایمانی میں  
 کم التفاتی کی۔ اسی بنا پر یہ اکابر جاہل و نا فہم ثابت ہوئے۔

## اکابرین اہلسنت کی شان میں نانوتوی کی زبان درازی

اس کو دک نادان نانوتوی نے خاتم النبیین کے اپنے ایجاد کردہ معنی کے بیان  
 میں اسی تحذیر الناس میں تمام مفسرین و اکابر دین کے لیے گویا اس قدر الفاظ کہے۔

۱۰: گنبد خضریٰ میں حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تو دو یونہی بھی قائل ہیں بلکہ خود مصنف بھی قائل ہے

۱۱: شہاب شاقب ص ۹۶۔ ۱۲: تحذیر الناس ص ۲۹۔



- — عوامِ دیکھو تحذیر الناس ص ۳ — ناہم (دیکھو تحذیر الناس ص ۳ سے ۴)۔
- — ضروریاتِ دین کی طرف کم التفات (دیکھو تحذیر الناس ص ۳ سے ۶)۔
- — کم فہم (دیکھو تحذیر ص ۲۹ سے ۶) — مقامِ مدح کے سمجھنے سے قاصر (دیکھو تحذیر ص ۳ سے ۱۰) — اوصاف و فضائل کی معرفت سے نا آشنا (دیکھو تحذیر ص ۳ سے ۱۰)۔
- — متناسبِ جبلِ قرآنی سے ناواقف (دیکھو تحذیر ص ۳ سے ۱۲)۔
- — عطف و استدراک کے فوائد سے جاہل (دیکھو تحذیر ص ۳ سے ۱۵)۔
- — ذکر و عدم ذکر کے مقاصد سے لاعلم (دیکھو تحذیر ص ۳ سے ۱۰)۔
- — کلامِ الہی کی بے ربطی سے نادان (دیکھو تحذیر ص ۳ سے ۱۶)۔
- تو اس نا نو تو می نے ان حضرات اکابرِ دین مفسرین کو یہ دس خطابات محض اسی بنا پر دیئے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی خاتمیتِ زمانی بیان کئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیاء میں آخری نبی مانا اور اس معنی کو مقامِ مدح میں حضور کے لیے وصفِ مدح سمجھا۔

حضرات صحابہ کرام نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھے اور بیان کیے اور حضور کو باعتبار زمانہ کے آخری نبی مانا اور اس معنی کو وصفِ مدح جانا۔ تو اس نا نو تو می کے نزدیک حضرات صحابہ کرام بھی اسی تفصیل سے عوامِ ناہم، کم التفات، کم فہم، قاصر، نا آشنا، ناواقف، جاہل، لاعلم، نادان قرار پائے۔ اور یہ دس خطابات ان کے بھی ہوئے۔

بلکہ اس نا نو تو می نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص شانِ کاہل بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضور کے لیے بھی یہ دس خطابات عوامِ ناہم، کم التفات، کم فہم، قاصر، نا آشنا، ناواقف، جاہل، لاعلم، نادان کے دیدیئے اس لیے کہ حضور نے بھی یہی معنی سمجھے اور بتائے حدیث شریف میں فرمایا اِنِّی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی یعنی میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو یہ نا نو تو می ساری امتِ تمام اکابرِ دین، سب مفسرین، صحابہ و تابعین بلکہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خطابات دیے تنقیص و توہین کرتا ہے۔ اور سب کو جاہل و ناہم بنا کر صرف اپنے آپ کو



عالم مفسر اہل فہم ثابت کرتا ہے۔

## نانوتوی نے یہ اتنا بڑا ناپاک قدم کیوں اٹھایا

یہاں ایک حقیقت قابل اظہار یہ ہے کہ اس نانوتوی جی نے بالآخر خاتم النبیین کے معنی متواتر کے خلاف اپنے جدید معنی کس تخیل کی بنا پر گڑھے اور تمام اکابر دین مفسرین صحابہ و تابعین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کے سمجھے ہوئے اور بتائے ہوئے معنی کی مخالفت کس زبردست منصوبہ کو مد نظر رکھ کر کی۔ اور تفسیر بالرائے جیسا جرم عظیم کس نظریہ کے ماتحت کیا۔ اور تمام امت کے اکابر دین مفسرین صحابہ و تابعین کو جاہل بنا فہم کم التفات بتا کر اپنے آپ کو سب سے زیادہ بڑا عالم مفسر اہل فہم ذلیق کس اہم مقصد کے حصول کے لیے قرار دیا۔ تو اس کا اصل راز یہ ہے کہ ان نانوتوی صاحب کو نبی بننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس سلسلہ تعمیر نبوت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس کو زبردست پہاڑ نظر آ رہا تھا تو اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ اس وصف خاتم النبیین سے بالکل صاف انکار ہی کر دیا جائے کہ یہ قرآن کریم میں مذکور تھا۔ تو اس نانوتوی نے یہ سوچا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی متواتر باقی رہے۔ تو میں کھل کر نبوت کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہوں۔ اور لوگ میری نبوت پر ایمان کیسے لائیں گے۔ تو نانوتوی جی نے اسی جذبہ کے ماتحت یہ کتاب تحذیر الناس تصنیف کی اور اس میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی متواتر کہ حضور کا زمانہ انبیاء کے زمانے کے بعد ہے اور وہ سب میں آخر نبی ہیں عوام جاہلوں نا فہموں کے سمجھے ہوئے بتائے ہوئے معنی ہیں۔ اور نانوتوی اور اس کے اذتاب اہل فہم کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اگر بعد زمانہ نبوی بھی اس زمیں میں کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔



تواب خاتم النبیین کے اس نئے معنے سے اس زمین پر آبِ جدید نبی کے تجویز کر لینے سے ختم نبوت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لہذا اب ہر امیدوارِ نبوت کے لیے راستہ آسان ہو گیا اور نبی بن جانے کا موقع مل گیا۔ اور وصفِ خاتمیت اس کے لیے مانع نہیں رہا۔

اس نانو تووی نے اگرچہ خاتم النبیین کے حسبِ منشا یہ جدید معنے گڑھ کر تعمیر نبوت کی بنیاد قائم کر دی ہے لیکن مسلمان اس کے خلاف اگر احادیث پیش کرتے ہیں تو پھر اس کے مذہب دیوبندیت کا یہ جواب ہے کہ حدیث فرمان و حکم رسول اللہ ہی تو ہے اور حکم رسول کا نام شرع نہیں ہے بلکہ جو حکم رسول کو شرع جانتا ہے وہ مشرک ہے چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں اس کی صاف تصریح کر دی ہے:-

### دیوبندی مذہب میں احادیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام

خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے یہ تو حدیث شریف کوئی شرع نہیں ہے جس کا ماننا ضروری ہو۔ بلکہ اس کو شرع سمجھنا ہی شرک ہے۔ لہذا ہم دیوبندی لوگ نانو تووی کے قول کے خلاف حدیث کو نہیں مانتے۔ علاوہ بریں حدیث جس رسول علیہ السلام کا کلام ہے وہ ہمارے مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ شاگرد ہی تو ہیں۔ چنانچہ پیشواٹے و ہابیر اس کو اس طرح لکھتے ہیں۔

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو

۱۔ تقویۃ الایمان مطبوعہ مکنٹائل دہلی ص ۴۷۔



آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔  
 آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو  
 یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔  
 اس میں صاف لکھ دیا کہ فخر عالم علیہ السلام نے مدرسہ دیوبند میں اردو تعلیم  
 پائی تو وہ رسول علماء دیوبند کے شاگرد ہوئے۔ اور جب رسول شاگرد ثابت ہوئے  
 تو نسبت علماء دیوبند کے وہ کم علم اور کم فہم قرار پائے۔ اور علمائے دیوبند باعتبار  
 استاد ہونے کے ان رسول سے زیادہ ذی علم اور اہل فہم ثابت ہوئے۔ تو خاتم النبیین  
 کے جو معنی نالوتوی نے ایجاد کیے ہیں، وہ اس معنی سے زیادہ صحیح ہیں جو ان کے  
 مدرسہ کے شاگرد نے حدیث میں بیان فرمائے۔ یہ ہے دیوبندی مذہب میں حدیث  
 شریف کی عزت اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔  
 اب باقی رہا خاتم النبیین کا قرآن کریم میں مذکور ہونا تو حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں  
 کے نزدیک قرآن کریم کلام الہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کا باہمی مشورہ ہے۔ خود امام الوہاب  
 مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں تحریر کرتا ہے۔

## دیوبندی مذہب میں کلام الہی کا مقام

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔  
 وہ سب رعب میں آگر بے حواس ہو جاتے اور ادب اور دہشت  
 کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ  
 ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر  
 لیتے ہیں سوائے آتنا و صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔  
 معاذ اللہ اس نے صاف کہا کہ انبیاء بوقت نزول وحی رعب سے بچو اس ہو

۱۔ براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۶۔ ۲۔ تقویۃ الایمان ص ۳۴۔



جاتے ہیں کلام نہیں سمجھ سکتے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں پوچھ کر آمتنا صدقنا کر لیتے ہیں تو یہ قرآن آپس کا مشورہ ہی تو ہوا کلام الہی کب ہوا۔ اور نالوتوی کہتا ہے۔

- قرآن میں جملوں کے درمیان کوئی مناسبت نہیں (دیکھو تحذیر الناس ص ۳۵)
- قرآنی جملوں کے عطف میں کوئی تناسب نہیں۔ (دیکھو تحذیر الناس ص ۳۵)
- قرآن میں بے ربطی و بے ارتباطی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص ۳۵)۔
- قرآن میں فضول گوئی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص ۳۵)۔

تو جس قرآن میں دیوبندیوں کے نزدیک ایسی چار کمزوریاں اور عربیت کی غلطیاں ہوں اس کو دیوبندی اہل فہم کیسے مان سکتے ہیں۔ تو یہ ہے دیوبندی مذہب میں قرآن کی عزت و عظمت العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب باقی رہا یہ امر کہ خاتم النبیین اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو کیا نالوتوی اور اس کے اذنب دیوبندی کلام الہی کا انکار کر سکتے ہیں تو بغور ملاحظہ کیجئے کہ انکار کر سکتا تو مرتبہ امکان تھا بلکہ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں وہ عیب لگائے جس سے صاف اقرار وقوع میں آگیا۔ دیکھو امام الوہاب یہ مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے

اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے

ایہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے یہ

اس میں صاف کہہ دیا کہ غیب کا دریافت کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے اگر وہ دریافت کرنا چاہے تو عالم ہو جائے گا، اور اگر دریافت نہ کرنا چاہے تو جاہل رہے گا، تو دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں خدا کیلئے صاف لکھے

وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ خدا سے بھوٹ کا واقع ہونا درست ہو گیا، لہذا دیوبندیوں



کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا یا تو اس کے عدم علم کی بنا پر ہے کہ اس نے غیب کو دریافت ہی نہیں کیا کہ تیرہویں صدی میں نانوتوی صاحب یا تھانوی صاحب نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں اگر وہ دریافت کر لیتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہرگز نہ فرماتا۔ یا اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا کذب ہے۔

تو ان دیوبندیوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ دس عیوب ثابت کیے۔

○ اللہ تعالیٰ کا علم ضروری نہیں دیکھو تقویۃ الایمان ص ۲۳۔

○ خدا سے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ دیکھو فتوے گنگوہی۔

○ خدا فضول گو ہے دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا کا کلام بے ربط ہے۔ دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا کے اس وصف کے بیان کرنے میں کوئی کمال نہیں دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا نے وصف غیر مدح کو مقام مدح میں بیان فرمایا دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا نے حضور کو نبوت قدیم عطا فرمائی اور انبیاء کو نبوت حادث دی دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا نے انبیاء کے کمالات میں یہ فرق رکھا کہ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں۔ دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا نے حضور کو وصف نبوت میں موصوف بالذات کیا اور انبیاء کو موصوف بالعرض دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

○ خدا نے تمام علماء و آئمہ دین مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطا فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرہویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔



یہ ہیں دیوبندی مذہب کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں باطل عقائد اور غلط اقوال اور اس کی شانِ عظیم میں عیوب و نقائص کا اثبات اس نانو توہی نے جذبہ تعمیرِ نبوت میں خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھ کر اکابرِ دین کے لیے کس قدر گستاخیاں لکھیں۔ صحابہ کرام کی کتنی توہین کی۔ خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس قدر تنقیصِ شان کی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کتنے عیوب ثابت کیے۔ قرآنِ کریم پر کیسے الزامات لگائے اور اس ضمن میں کتنے بے شمار کفریات بکے۔ بلکہ باقرارِ خود تفسیرِ بالرائے کر کے خود بھی کافر بنا۔

مسلمانو! کیا ان دیوبندیوں نے خدا کا مرتبہ جانا۔ حاشا و کلا! انہوں نے نہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ جانا۔ نہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کو پہچانا۔ نہ قرآنِ کریم کی عظمت کو مانا۔ نہ صحابہ و تابعین کی عزتوں کو سمجھا۔ نہ ائمہ و مفسرین کے مراتب کا امتیاز باقی رکھا۔ سب سے آنکھیں بند کر کے نانو توہی جی دہوی جی۔ لگگو ہی جی کے غلط و باطل اقوال پر ایمان لے آئے۔

مصنف کو اس فصلِ ثانی میں اگر واقعی ختمِ نبوت کی بحث ہی کرنی تھی تو پہلے خاتم النبیین کے ائمہ و مفسرین، صحابہ و تابعین کے بیان کردہ معنی متواتر کا رد کرتا۔ اس معنی کا باطل و غلط ہونا ثابت کرتا۔ اور اس کے خلاف احادیث پیش کرتا۔ اقوالِ ائمہ و مفسرین نقل کرتا عباراتِ سلف و خلف لکھتا۔ پھر نانو توہی کے جدید معنی کی تائید میں کم از کم ایک صحیح حدیث ہی پیش کر دیتا اقوالِ ائمہ و مفسرین، صحابہ و تابعین سے اس کی تائید کرتا۔ اور بیچارے نانو توہی جی کو تفسیرِ بالرائے کے جرمِ عظیم اور کفرِ صریح سے بچانے کی امکانی کوشش کرتا۔ مگر مصنف بجائے اس کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر سبک گالی گلوںج دینے پر اتر پڑا اور تقریباً ایک صفحہ اس میں اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ تو کیا ان گالیوں سے نانو توہی کا کفر اس کے سر سے ٹل گیا۔ اور اس کے معنی جدید کو کوئی قوت پہنچ گئی۔ علماءِ حریم کے کفری فتوے کا حکم ختم ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔



ہمیشہ گالیاں بکتا ہے وہ جو ہو گیا عاجز

## جوابِ ثالث و فتویٰ گنگوہی در وقوع کذبِ باری تعالیٰ

مصنف نے تین سطروں میں گنگوہی جی کے اوصاف ذکر کیے اور انہیں دیوبندی قوم کے لیے امام ابو حنیفہ اور حضرت جنید اور امام ربانی و محبوب سبحانی سب کچھ بنا ڈالا۔ اور یہ محض اس نظریہ کے ماتحت کیا کہ دیوبندی قوم ان کے ان اوصاف و القاب کو دیکھ کر ان کے ہر غلط فتوے اور باطل قول پر ایمان لے آئے گی لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ اور اہل اسلام تو دیوبندیوں کی طرح اندھے نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح ان کی علمی قابلیت، حدیث دانی و فقہیت اور علمی حالت و مقبولیت کو پہچانتے ہیں کہ ان پر اندھوں میں کاناراجہ کی مثل صادق آرہی ہے۔ میں بخوف طوالت ان کی جہالتوں سفاہتوں، غبادتوں، حماقتوں، غلط فتوؤں، باطل عقیدوں، ایجاد کردہ مسئلوں خلاف تحقیق باتوں کو پیش نہیں کر رہا ہوں ورنہ ناظرین بھی یہی فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہوں گے کہ واقعی مذکورہ بالا مثل انہی پر صادق ہے۔ پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عرب کا یہ واقعہ لکھتا ہے۔

میرے پاس ایک فوٹو گراف فتوے کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی خداوند تعالیٰ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعوذ باللہ) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تفسیق اور تزییل بھی نہ کرو اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ ماضین میں سے اس کے قائل ہوئے ہیں۔

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ بالکل بیج فرمایا انہیں گنگوہی جی کا اسی مضمون کا فتویٰ مہری دستخطی اعلیٰ حضرت کے پاس موجود تھا۔ اس کے فوٹو آج بکثرت علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ فتوے گنگوہی جی کے سامنے سے طبع ہو رہے ہیں ملک میں برابر

۱۰۰ شہابِ ثاقب ص ۹۵



شور مچا ہوا ہے۔ گنگوہی جی نے اپنی حیات میں اس فتوے سے انکار نہیں کیا اس فتوے کا فوٹو میرے پاس بھی موجود ہے جس کو پلفظہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

## گنگوہی کا وقوع کذب والا فتویٰ

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ما قولکم رحمکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ لا یغفران لیشرک بحدود یغفر ما دون ذلک الا لفظ ما عام ہے۔ شامل ہے معصیت قتل مومن کو پس آیہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرمادے گا۔ اور دوسری آیہ میں ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالد الا لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قاتل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں یغفر ہے نہ یمن ان یغفر یہ سنکر اس قاتل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قاتل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قاتل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبح بمعنی اللطیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعضے مواضع میں جائز رکھا ہے۔ اور توریہ وعین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولے ہیں نہ فقط توریہ۔ آیا یہ قاتل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے بینہ التوجہ روا۔

الجواب :- اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی ہے مگر تاہم اسکو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ



تتزیہ الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین  
 خلف و عید و قورع خلف کے بھی قائل ہیں چنانچہ ان کے دلائل سے  
 ظاہر ہے حیث قائلانہ لیس بنقص بل ہو کمال ادا اس سے ظاہر ہوا کہ بعض  
 علماء و قورع خلف و عید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف و عید  
 خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلف واقع  
 کو سو وہ گاہ و عید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع  
 ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر سوگا تو حیوان  
 بالضرور موجود ہو گا۔ لہذا قورع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ  
 بعض کسی فرد کے ہو پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے  
 کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہے  
 مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب  
 دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قورع دلیل  
 اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد  
 میں خود لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے  
 البتہ برزمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے البتہ قدرت علی الکذب مع امتناع  
 الوقوع مسئلہ اتفافیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانے  
 میں لوگوں کو انکار بیجا ہو گیا ہے قال اللہ تعالیٰ و یوشئنا لا یتناکل  
 نفس ہدھا و لکن حق القول منی لا ملأن جہنم من العینة

و الناس اجمعین الایة فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد  
۱۳۰۱

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ  
 مصنف اب انکھیں کھول کر دیکھے کہ اس شخص ثالث نے صاف الفاظ میں اقرار کیا

۱۰ :- قول فتویٰ رشید احمد گنگوہی



کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں اور جب وہ اس کا قائل ہوا تو اس نے خداوند تعالیٰ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا کہہ دیا۔ گنگوہی جی نے جواب میں اس شخص ثالث ہی کے لیے فتوے دیا کہ اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے، اس کو تفصیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ تو گنگوہی جی نے اللہ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی تکفیر بلکہ تفصیل و تفسیق بھی نہ کرو بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہو، اس لیے کہ یہ شخص ثالث صحیح کہتا ہے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، اور خلف و عید کذب کی انواع میں داخل ہے، اور بعض علماء وقوع خلف و عید کے قائل ہیں تو یہ علماء وقوع کذب کے بھی قائل قرار پائے، تو مصنف کی یہ پیش کردہ امور سب اسی فتوے گنگوہی میں موجود ہیں، لہذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اپنے دعوے میں بالکل صادق اور سچے ثابت ہوئے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا دوسرا یہ دعویٰ اور قول جس کو مصنف ان الفاظ میں اسی شہاب ثاقب میں اس کے بعد ذکر کرتا ہے۔

اور مع اس کے اپنی جھوٹی بڑائیاں کہ اولاً مولانا موصوف الصدر یعنی گنگوہی جی مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا۔

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ بھی بالکل سچ فرمایا کہ اسی گنگوہی جی نے پہلے امکان کذب باری تعالیٰ کا قول لکھا تھا، چنانچہ براہین قاطعہ میں صاف تصریح کی۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں خلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں ہے۔

تو اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ امکان کذب کا قائل تھا پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ میں نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس



کا مصنف کو بھی اعتراف ہے چنانچہ اسی شہابِ ثاقب کے ص ۱۱ میں لکھا کہ اعلیٰ حضرت نے ایک رسالہ مسلمے بہ سجن السبوح لکھ کر کھینچ مارا تو اعلیٰ حضرت قبلہ کی ہر بات ہر لفظ صحیح اور سچا اور مطابق واقع کے ہے۔ گنگوہی جی کے فتوے اور کتاب میں سب باتیں موجود ہیں۔ اس صداقت کے جواب میں مصنف نے شہابِ ثاقب کے ص ۹۹ میں دل بھر کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو سڑی سڑی گالیاں دیں۔ ان پر شرمناک سب و شتم کیا انہیں جلساز بھوٹا، مفری بے جیا، بے ایمان وغیرہ لکھ کر اس صفحہ کو سیاہ کیا بلکہ اپنے نصیب کو اور زیادہ سیاہ کر لیا۔ لیکن ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر رکھتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت قبلہ کے سارے مواخذات خود گنگوہی جی کے فتوے اور براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہیں تو اعلیٰ حضرت قبلہ تو واقعی صادق القول اور سچے ثابت ہو گئے۔ تو اب مصنف ہی بھوٹوں کا سردار، جلسازوں کا ٹھیکہ دار، بیجاؤں کا مقتدا، بے ایمانوں کا پیشوا مفریوں کا رہنما قرار پایا اور اس مصنف میں اتنی قابلیت تو ہے نہیں کہ اپنے اکابر کی کوئی بات بنا سکے تو مجبور ہو کر گالیوں پر اتر آتا ہے۔

پھر یہ مصنف گنگوہی کے اس فتوے کی صفائی میں ان کا کوئی انکاری قول تو لانا سکا بلکہ اس فتوے کے بالمقابل ایک فتوے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کا شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کر کے اس پر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

الحاصل مولانا گنگوہی نے خود اس شد و مد سے اپنے فتاویٰ میں اس کو تحریر فرمایا کہ جو شخص نسبت کذب باری عزتاً کی طرف کرے گا وہ کافر ملعون ہے ہرگز مومن نہیں..... پھر یہ معلوم کہاں سے اس مجہد و التفیل نے یہ جنیٹ فتویٰ اخذ فرمایا کیا یہ

جواب :- مصنف اس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے کہ گنگوہی جی کا قائل وقوع کذب باری تعالیٰ کے حق میں فتوے صرف یہ ہے جو اس نے شہابِ ثاقب کے

۱۰ :- شہابِ ثاقب ص ۱۰۰



صدا پر نقل کیا ہے جس کا خلاصہ حکم اسکی اس عبارت میں ہے کہ وہ قائل کافر و ملعون ہے ہرگز مومن نہیں پھر انہیں گنگوہی جی کا اس قائل وقوع کذب باری تعالیٰ کے حق میں وہ فتوے جس میں اس قائل کو نہ فقط کافر کہتے بلکہ اس کو بدعتی و ضال کہتے بلکہ اس کی تفصیل و تفسیق کرنے بلکہ اس کو سخت کلمہ تک کہنے سے منع کیا گیا ہے جس کو نوٹوں سے ہم نے ابھی نقل کیا ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کو عرب کے سامنے پیش کیا ہے تو مصنف کے نزدیک یہ عدم تکفیر و تفصیل و تفسیق والا فتویٰ گنگوہی جی کا ہے ہی نہیں ہے۔ اس کو اعلیٰ حضرت نے اپنی طرف سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف نسبت کر دی ہے۔

مصنف اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتا۔ اس طرح تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مصنف نے جو گنگوہی جی کا فتوے پیش کیا ہے یہ ہرگز ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مصنف ہی نے اپنے دل سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور یہ مصنف کی وہ پرانی عادت ہے جس کی بہت سی نظیریں پیش کی جاسکتی ہیں۔ دو نظیریں ہم نے اسی شہابِ ثاقب سے اپنی اسی کتاب میں پیش کیں کہ حضرت شاہِ حمزہ صاحب مارہروی کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھ دی۔ اس کا مطبع کانپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا ص ۱۵۱ تجویز کر لیا۔ اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ اور حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایۃ الاسلام گڑھ دی۔ اس کا مطبع صبح صادق پٹنہ اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا ص ۱۳۱ تجویز کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ اگر مصنف کی یہ گڑھنت اور جعل سازی دیکھنی ہو تو اسی شہابِ ثاقب کا ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ ملاحظہ کیجئے۔ تو جو مصنف کسی کے نام سے پوری کتاب گڑھ لینے میں جبری ہو۔ مطبع تجویز کر لینے میں دلیر ہو۔ صفحہ بنالینے میں بے شرم ہو۔ اپنے دل سے ایک عبارت گڑھ کر پیش کر دینے کا عادی ہو۔ اس قدر بے شرم و بے حیا ہو کر اپنے خصم کے مقابل حجت بنا کر لکھ دے طبع کرا



دے شائع کر دے۔ تو وہ مشتاقِ مصنف کیا اپنے اکابر کی صفائی میں ایک فتوے بھی نہیں گڑھ سکتا ہے۔ اور اس کو اپنے ہی مطبع قاسمی دیوبند میں نہیں چھاپ سکتا۔ اور اس کو فتاویٰ رشیدیہ میں درج نہیں کر سکتا کہ جس فتاویٰ رشیدیہ کے جامع اور طابع اور ناشر یہی دیوبندی لوگ ہیں ہمنے تو مصنف کی مجلس سازی اور گڑھنت کی دو نظریں اسی شہابِ ثاقب ہی سے پیش کر دیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی اور دیوبندی قوم کی ایسی مجلس سازی کی بہت سی نظریں پیش کی جاسکتی ہیں۔ ہم نے اپنی اسی کتاب کے شروع میں ان کی پانچ نظریں بطور نمونہ پیش کیں ہیں۔ انہیں کو ملاحظہ کر کے دیوبندیوں کی عادت کو پہچانو۔

## حسین احمد ٹانڈوی کو چیلنج

مصنف کو ہم چیلنج دیتے ہیں کہ اعلا حضرت قدس سرہ کا اسم گرامی تو کیا ذکر کریں۔ ہماری جماعتِ اہلسنت کے کسی معتمد مستند عالم کی ایسی ایک ہی مثال پیش کر دو۔ کہ اس نے ایسی گڑھنت اور مجلس سازی کی ہو۔ اور کتاب اور فتوے تو بڑی چیز ہے ایک جملہ کسی کی طرف سے گڑھ کر چھاپ کر شائع کیا ہو۔

مکن ہے کہ یہ مصنف اپنی صفائی میں یہ کہے کہ گنگوہی جی کا وہ تکفیر والا فتوے جو شہابِ ثاقب میں نقل کیا ہے وہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول میں مطبوعہ موجود ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ اور گنگوہی جی کا یہ دوسرا عدم تکفیر والا فتوے جو فوراً سے نقل ہوا وہ فتاویٰ رشیدیہ میں چھپا ہوا موجود نہیں ہے تو یہی اس کے جعلی ثابت کرنے کے لیے کافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کے فتاویوں کے اے دیوبندیو تم ہی جمع کرنے والے تم ہی طبع کرانے والے تم ہی شائع کرنے والے تم ہی اس کو فروخت کرنے والے۔ تو تم نے عدم تکفیر والے فتوے کو قصداً گنگوہی پر بخوف تکفیر ہو جانے کے فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہی نہیں کیا۔ اور گنگوہی کی صفائی پیش کرنے کی غرض سے تکفیر والا فتوے اپنی طرف سے گڑھ کر فتاویٰ رشیدیہ میں درج کر کے طبع کرادیا۔ تو جعلی







بالکل خاموش اور ساکت رہے، دم سادے پڑے رہے اپنی طرف اس فتوے کی نسبت کراتے رہے، اس کا رد کرنے والے رد کرتے رہے، شائع کرنے والے اس رد کو شائع کرتے رہے، اس پر ہر طرف سے ان کے پاس اعتراضات پہنچتے رہے، علماء دین اس فتوے پر حکم کفر دیتے رہے، دنیا بھر میں ان کی اس گستاخی کے شور مچتے رہے، لیکن گنگوہی جی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ میرا فتوے نہیں، میری طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ ہے میرے قلم سے ایسا خبیث مضمون ہرگز نہیں نکل سکتا، میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ شخص ثالت جو وقوع کذب باری کا قائل ہے قطعاً یقیناً کافر و ملعون ہے، جو کوئی اس کی تفسیق و تضلیل تو کیا بلکہ تکفیر نہ کرے وہ خود کافر ہے، یہ اس کا آیات سے استدلال باطل و گمراہی ہے اس کو خود چھاپتے اشتہار دیتے، اس فتوے کے ہر جملہ کا رد کر کے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں درج کرتے، مگر یہاں تک کہ گنگوہی جی کا دم نکل گیا، اور وہ شہر خموشاں میں چل بسے۔

۵۔ تو کوئی عاقل اس کو قبول کر سکتا ہے کہ ان کو اس فتوے سے انکار تھا۔

۵۔ کوئی وہابی بھی یہ باور کر سکتا ہے کہ ان کی طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ تھی۔

۵۔ کوئی ادنیٰ عقل والا بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ فتویٰ گنگوہی جی کا نہیں تھا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس فتوے میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر سے فرق ہوتا جس سے انپر موٹا کفر آتا صحیح پڑتے، اشتہار پر اشتہار چھاپتے، کہ یہ مجھ پر افتراء ہے میرے اصل فتوے میں یہ حرف تھا اسکو یوں بنا لیا ہے، چہ جائیکہ اتنے خبیث کفر کا سارا فتوے ہی گنگوہی صاحب کے نام سے چھپے، اس پر رد کیے جائیں، تکفیریں ہوں، اور گنگوہی جی پندرہ برس تک خاموش ہو کر سنتے رہیں، اور دنیا سے چل بسیں، اور لطف یہ ہے کہ جب تک گنگوہی جی بعید حیات رہے تمام معتقدین متوسلین مریدین بھی خاموش رہے، کسی نے نہ کہا کہ یہ فتویٰ گنگوہی صاحب کا نہیں ہے، ان پر یہ افتراء ہے بلکہ انہوں نے تو قائل وقوع کذب پر تکفیر کا فتویٰ دیا، معلوم ہوتا تھا کہ ساری دیوبندی قوم گونگی ہو گئی تھی، کوئی ایک کلمہ انکار کا اس فتوے کے متعلق کہنے پر قادر ہی نہیں تھا۔



اور جو نہی گنگوہی صاحب نے آنکھیں بند کیں اور وہ قبر میں مقید ہو گئے تو ہر دیوبندی کی زبان گویا ہو گئی کہ یہ فتویٰ ان کا نہیں ہے، ان پر یہ افترا ہے، اس سے تو آسان ہی تھا کہ مصنف یہ کہہ دیتا کہ گنگوہ میں کوئی مولوی رشید احمد پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ایک انسانی شکل میں ایک بھوت تھا جس کو لوگ رشید احمد گنگوہی کہنے لگے تھے۔ تو مصنف کی جان تو چھوٹ جاتی۔

اگرچہ ہر ذی عقل نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہو گا کہ مصنف نے اس فتوے کے انکار کرنے میں صریح جھوٹ بولا ہے، اور انتہائی فریب دہی سے کام لیا ہے، بلکہ یہ فتوے گنگوہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے کہ جب انہوں نے پندرہ برس کی طویل مدت میں خود اس کا انکار نہیں کیا ان کے زمانہ حیات میں کوئی دیوبندی اس کا انکار نہ کر سکا تو ان کی موت کے بعد کس کو انکار کر نیکاحی حاصل ہے۔ اور کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے جب اس پر گنگوہی جی کی مہر ہے دستخط ہیں۔ انہیں کی طرز عبارت ہے۔ انہیں کا معروف خط ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی احتیاط ملاحظہ کیجئے کہ جب تک انہوں نے اصل فتویٰ حاصل نہیں کر لیا اس وقت تک اس کی تکفیر نہیں فرمائی اور یہ سارے امور فولٹو کے دیکھنے سے حل ہو جاتے ہیں، تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس جنیٹ فتوے کا اختراع نہیں کیا بلکہ اصل فتوے کو حاصل کر کے حکم کفر تحریر فرمایا، لیکن ہم اس مصنف کے انکار کا بالکل خاتمہ ہی کیے دیتے ہیں کہ جس کے بعد انکار کا لفظ پھر زبان پر بھی نہ لاسکے گا۔

سنئے! گنگوہی صاحب نے جس طرح براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انیسٹی کے نام سے تصنیف کی ہے، اسی طرح ایک رسالہ تقدیس القدیۃ رسالہ تنزیہ الرحمن کے رد میں ایک اور شخص کے نام سے تصنیف کر کے شائع کیا ہے تو اس فتوے کی تائید میں ہی تقدیس القدیۃ کی چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

جواز و قوعی میں بحث ہے (تقدیس ص ۷۸) گنگوہ جواز و قوعی میں ہے  
انہ جواز امکانی میں (تقدیس ص ۷۹) جواز و قوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں



(تقدیس ص ۲۲) کذب جنس ہے۔

اور خلفِ وعید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزانِ منطوقِ داں بھی جانتا ہے کہ ثبوتِ نوع سے ثبوتِ جنس لازم و واجب ہے۔ پس یہ فرمانا کہ جوازِ خلفِ وعید کے معتقد جوازِ کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علماءِ متکلمین کو کوئی ایسا گمان کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس پُر ضروری ہے کہ وہ جوازِ کذب کے قائل ہوں گے۔ یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداءً براہینِ قاطعہ میں ہے کہ خلفِ وعید میں علماء نے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکانِ خلف کی امکانِ کذب فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلفِ وعید نوع اس کی ہے۔

اب اس مُصنّف سے دریافت کرو کہ تم نے گنگوہی جی کے فتوے سے محض اسی بنا پر انکار کر دیا تھا کہ اس میں یہ صاف طور پر موجود ہے کہ وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے اور قائل وقوعِ کذب کی تکفیر و تفسیق نہ کرنی چاہیے اب بالکل یہی مضمون اس تمہارے اہتمام اور مطبع کی چھپی ہوئی کتاب تقدیس القدر میں بھی موجود ہے کہ اب گنگوہی جی گفتگو جوازِ امکانِ کذب میں نہیں کرتے یہ ان کی پہلی تحقیق تھی جو پامال ہو چکی اب تو وہ بحث وقوعِ کذب کے جائز ہونے میں کر رہے ہیں۔ اور علماءِ متقدمین کا مذہب بھی یہی ہے کہ کذبِ الہی کے وقوع میں کچھ استحالہ نہیں اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ تو مُصنّف بتائے کہ اس فتوے میں کیا زہر گھول دیا تھا۔ جس پر ہٹے وائے چٹائی تھی، اب تو تمہاری اس چھپی ہوئی کتاب نے بھی ڈنکے کی چوٹ وہی کہ ”وقوعِ کذب کے معنی درست“ مان لیے، اور یہ تقدیس القدر بے پردہ و بے حجاب ہو کر وہی گنا رہی ہے۔ جو فتوے کا مضمون ہے بلکہ وہی فتوے کی دلیل اس میں ہے۔ لہذا کیا اب بھی اس مُصنّف میں اس فتوے گنگوہی کے انکار کی جرأت و ہمت ہے۔

۱۰ :- تقدیس ص ۲۱ -



منیر ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کا ابتدائی مذہب امکان کذب ہی تھا۔ گنگوہی صاحب بھی پہلے صرف اس کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ خود مصنف بھی اس بات کا شہابِ ثاقب میں اقرار و اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

مسئلہ امکان کے التہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب رائے

اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں بلکہ

اس کے بعد گنگوہی جی نے ترقی کی اور اس فتوے اور اس کتاب تقدیس القدیروں کے لکھنے کے بعد وقوع کذب کے قائل بنے اور اپنے اکابر سلف اسمعیل دہلوی وغیرہ کی رائے کو ٹھکرا دیا۔ اور اب گنگوہی جی کے متبعین تمام دیوبندیوں کا مذہب وقوع کذب باری تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ محترم مذہب دیوبندیہ و مصور خیالات و ہابیت مولوی مرتضیٰ احسن صاحب در بھنگی نے اپنے رسالہ اسکات المعتدی میں تصریح کر دی۔

تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعد کا قائل ہے نہیں بدل سکتا۔ فتوے اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہو یا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس صاحب مسائرہ نے جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے یا نہیں۔ ان کی نسبت کیا حکم ہے۔ ملخصاً۔

الحاصل ان عبارات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ گنگوہی صاحب اور ان کے تمام متبعین دیوبندیوں کا مذہب یہ ہے کہ وہ معاذ اللہ۔ رب العالمین احکم الحاکمین اللہ تبارک و تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانتے ہیں اور اس پاک ذات کے لیے وقوع کذب ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ مزید افترا اور جھوٹ بولتے ہیں کہ علماء دین سلف خلف اشاعرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہم اکابر علماء اسلام متکلمین کرام۔ سلف عظام کے مسلک اور اقوال ابھی فصل رابع میں نقل کریں گے۔



مصنف نے شہابِ ثاقب میں گنگوہی جی کا فتوے تکفیر جو فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کیا ہے اس کا یہ حکم اور اس کے اتنے کلمات :-

ذاتِ پاکِ حقِ تعالیٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ مصنف بصفیٰ کذب کہا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تبارک و تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلًا جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

ہمارے خلاف نہیں۔ اب ہم یہ ظاہر کرنا ضروری جانتے ہیں کہ وہ ظالم جو حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو متصف بصفیٰ کذب کہتا ہے اور وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی نسبت وقوع کذب کا عقیدہ رکھتا ہے اور وہ ملعون جو خدائے پاک کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ کذب بولتا ہے رشید احمد گنگوہی جی کے اس نے ہمارے پیش کردہ فتوے میں اس کی صاف تصریح کر دی۔ اور خدا کو کاذب بالفعل مان لیا۔

تو مصنف صاحب تمہارے پیش کردہ فتوے سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ اس فتوے سے گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی۔ تم نے خود نہیں کی بلکہ خود ان کے منہ سے ہی کرا دی کہ تم واطح ہو اور ان کے حق میں اقبالی ڈگری ہو جائے۔ اور ہمیں اس فتوے سے یہ فائدہ پہنچا کہ ہمیں قائل وقوع کذب کی تکفیر کے لیے دلائل اور عبارات سے نقل کرنے کی حاجت نہیں رہی۔

اب ہمارے عوام بھائیوں کے دلوں میں ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہو گا۔ کہ دنیا میں کوئی شخص چاہے ناخواندہ ہی کیوں نہ ہو وہ دو متضاد مضمون نہیں کہا کرتا ہے چہ جائیکہ خواندہ شخص کس طرح دو متضاد باتیں کہہ سکتا ہے۔ خاص کر کوئی مولوی اور مفتی ہو کر

۱۰ :- شہابِ ثاقب ص ۱۰۰۔



کس طرح دو متضاد فتوے لکھ سکتے، تو گنگوہی جی نے یہ دو متضاد فتوے کس طرح تحریر کیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسلیم ہے کہ دو متضاد فتوے کوئی معنی بھی نہیں لکھ سکتا، مگر جس فرقہ نے اپنے مذہب کی بنیاد ہی متضاد باتوں، متضاد فتوؤں، متضاد رسالوں، متضاد مسئلوں، متضاد عقیدوں پر رکھی ہو تو ان کے عقیدہ میں متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے۔ لہذا کیا یہ متضاد باتوں کو چھوڑ کر اپنے مذہب کو چھوڑ دیں۔

## وہابیت دیوبندیت کی بنیاد متضاد باتوں پر ہے

مذہب وہابیت و دیوبندیت کی بنیاد بھی متضاد باتیں کرنے، متضاد فتوے دینے، متضاد رسالے تحریر کرنے پر ہی ہے۔ اگر ہم اس کی مثالیں اور نظیریں پیش کرنے کے درپے ہو جائیں تو یہ رسالہ بہت مبسوط ہو جائے گا ہم یہاں بطور نمونہ کے ایک دو نظیر پیش کریں گے۔

پہلی نظیر انہیں گنگوہی صاحب کی اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا۔ سائل یہ سوال کر رہا ہے تو اس کا جواب یہ ملحوظ رہے۔

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا یہ اور اسی فتاویٰ رشیدیہ جمعہ اول کے ص ۶۲ پر لکھا۔

محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں ہے۔

دوسری نظیر بھی انہیں گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے جس میں سائل تو شہ اور گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرنے والے کے متعلق سوال کرتا ہے تو جواب یہ ہے۔

۱۵ :- فتاویٰ رشیدیہ جمعہ اول ص ۶۱۔

۱۶ :- فتاویٰ رشیدیہ جمعہ اول ص ۶۲۔



**الجواب** ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔ (اور اسی حصہ اول کے ص ۱۱ پر ہے) گیارہویں و توشہ حرام و نادرست مطلقاً (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے ص ۹ پر ہے) گیارہویں بدعت بھی ہے (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے ص ۱۱۹ پر ہے) گیارہویں بدعت ہے (اور اسی کے ص ۶۹ پر ہے) توشہ شرعاً حرام ہے۔

تو دیکھو گنگوہی جی نے حصہ اول کے ص ۱۱ پر فتوے میں محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا حال خود ہی بیان کر دیا کہ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور اسی حصہ اول کے صفحہ ۶۲ والے فتوے میں صاف انکار کر دیا کہ ان کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں۔ تو ان دونوں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں ہیں کیسے دو متضاد فتوے ہیں کہ ایک میں اس کے عقائد سے بے علمی کا اظہار ہے اور دوسرے میں اس کے عقائد کے ایسے علم کا اقرار ہے کہ وہ عقائد عمدہ تھے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ پہلے فتوے میں علم ہے اور دوسرے میں عدم علم، اسکے خلاف ہوتا تو توجیہ بھی ہو سکتی تھی اور اسکی تو کوئی تاویل ہی نہیں۔ اسی طرح ان گنگوہی جی نے حصہ اول کے صفحہ ۵۲ والے فتوے میں گیارہویں شریف اور توشہ کو درست کہا اور اسی حصہ کے صفحہ ۱۱۱ والے فتوے میں انہیں حرام و نادرست کہہ دیا۔ پھر حصہ دوم کے صفحہ ۹ والے فتوے میں سکو بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۱۱۹ والے فتوے میں بھی بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۶۹ والے فتوے میں توشہ کو حرام کہا۔ تو گویا گیارہویں اور توشہ درست بھی ہیں نادرست بھی ہیں۔ بدعت بھی ہیں غیر بدعت بھی ہیں تو ان فتوؤں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں متضاد حکم ہیں اور کیسے متضاد فتوے ہیں۔ ان گنگوہی جی کی ایسی متضاد باتیں بہت پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور دوسرے دیوبندیوں کے تو نہ فقط فتاویٰ بلکہ رسالے آپس میں متضاد ہیں۔ دیکھو صراطِ مستقیم۔ تقویۃ الایمان کی صند ہے اور دونوں کا مصنف ایک ہے۔ براہینِ قاطعہ اور المہند میں تضاد ہے اور مؤلف دونوں کا ایک ہے۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۵۲۔



حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ وقوع کذب باری تعالیٰ میں اگر گنگوہی جی کے دو متضاد فتوے موجود ہیں تو اس کا تعجب وہ کرے گا۔ جو ان کے فتاؤں سے ان کی باتوں سے ان کے رسالوں سے ناواقف اور بے خبر ہو۔ اور اس پر حیرت اسی کو ہوگی جو ان کے طریقہ تبلیغ و مابیت سے نا آشنا ہو۔

## لوگوں کو وہابی بنانے کا طریقہ

حقیقت یہ ہے کہ وہابی بنانے کا سب سے مؤثر طریقہ زبردست پرفریب رازہی یہی ہے کہ انہوں نے متضاد فتوے چھاپ لیے ہیں، متضاد رسالے طبع کرائے ہیں۔ ان میں متضاد حکم لکھ دیئے ہیں۔ متضاد مسئلے درج کر دیئے ہیں۔ متضاد عقیدے بنائے ہیں۔ پھر اپنے مبلغین مدرسین۔ واعظین کو بھی متضاد باتیں کرتا۔ متضاد احکام دینا۔ متضاد مسئلے بتانا۔ متضاد عقیدے تعلیم کرنا انہوں نے خاص طور پر سکھائے ہیں کہ وہ جیسا شخص جیسا مقام اور جیسی فضاء۔ جیسے ذوق کا اندازہ کر لیتے ہیں ویسا ہی کر جاتے ہیں ویسا ہی کہہ جاتے ہیں۔ اگر کسی نے بحث کی تو اس کو اس کے ذوق کا عقیدہ یا مسئلہ انہیں دیوبندی علماء کے فتاؤں رسالوں میں دیکھا دیا اور اس کو دیوبندی بنالیا۔

لہذا یہ ہے اس دیوبندی مذہب اور وہابی قوم کی تبلیغ کا اصل رازہ تو متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے۔

ہم سے کچھ غیروں سے کچھ درباں سے کچھ

پھر شہاب ثاقب کے اصناف پر مصنف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ امکان کذب کے خلاف جس قدر رسائل تنزیہہ الرحمن۔ عجلتہ الراکب وغیرہ علماء اہلسنت نے تصنیف فرمائے تھے۔ ان کے جوابات دیوبندی علماء نے لکھ کر شائع کر دیئے ہیں۔ مصنف صاحب غالباً وہ ایسے ہی جوابات ہوں گے جیسے کہ انوارِ ساطعہ کا جواب براہینِ قاطعہ اور مجموعہ حسامِ الحرمین کا جواب یہی رسالہ شہابِ ثاقب ہے جو بے ہودہ بکواس۔ یعنی باتوں۔ بازاری گالیوں۔ شرمناک سب و شتم پرفریب مغالطوں۔ بے تعلق عبارتوں۔



صرف کذب و افتراء سے پُر ہیں، باطل کی حمایت کرنے والا کبھی واقعی تحقیقی مدلل جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ اگر تمہاری جماعت میں علمی قابلیت تھی اور جواب لکھنے کی کوشش تھی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ سجن السبوح کا جواب دیا ہوتا۔ اس کی ہر دلیل کا رد کیا ہوتا۔ اگر کسی ایک میں ہمت نہیں تھی تو ساری دیوبندی پنچایت کو جمع کر کے جواب تو لکھا ہوتا۔ مگر اس کے قوت استدلال کو دیکھ کر سب کو سانپ سونگھ گیا جو اس باختہ ہو گئے۔ چہروں کے رنگ فق ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی لاجوابی کا مصنف نے ان الفاظ میں اعتراف ہی کر لیا۔

مجدد صاحب نے ایک رسالہ مسمیٰ بسجن السبوح لکھ کر پہنچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو سوائے گالی گلوٹح اور مزخرفات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا جس کی طرف توجہ کی جاوے۔ اور ان کے رسالہ کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود ملخصاً یہ

مصنف صاحب گالی گلوٹح لکھنا۔ بازاری باتیں کرنا۔ مزخرفات کو تحریر کرنا۔ جیسا سوز اور گندی گھٹونی لغویات کا بکنا تو جناب ہی کا طرہ امتیاز ہے کہ یہ شہابِ ثاقب کے کل صفحات ۱۳۶ ہیں اور آپ کی اس میں موٹی موٹی گالیاں (۶۴۰) ہیں کہ بعض صفحات تو صرف گالیوں سے پُر ہیں۔ اور شاید ہی کوئی صفحہ گالی سے خالی ہوگا۔ عیاں را چہ بیاں۔

## سجن السبوح نے قصرِ ہایت کو سرخاں کر دیا

مصنف سے پوچھو کہ رسالہ سجن السبوح نے امکانِ کذب کے رد میں تحقیقات اور دلائل و براہین اور حجج و نصوص کے جس قدر دریا بہائے ہیں اور عبارات و اقوال سلف و خلف کے جتنے انبار لگائے ہیں کہ تیس نصوص پیش کیں۔ پچیس<sup>۲</sup> دلائل۔ دس جہتیں قائم کیں اور پورے دو سو تازیانے لگائے ان سے قصرِ ہایت میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ اور عمارت

۱۰۰۔ شہابِ ثاقب ص ۱۰۱۔



دیوبندیت سر بجاک ہو کر رہ گئی۔ اس رسالہ نے دیوبندیوں کے ہوش اڑا دیئے۔ چھٹے  
 پھڑا دیئے۔ قلم توڑ دیئے۔ دل پھوڑا دیئے۔ گنگوہی جی پر دو سو تازا پانے قائم کیے۔ اور دیگر  
 اذنا ب پر صد ہا دلائل قائم کیے انکے سارے رسالوں کے دلائل کی دہجیاں اڑا دیں۔ ان  
 کے تمام استدلالوں کے پرچھے اڑا دیئے۔ ان کے امام سے لیکر نیچے کے تمام متبیین کے  
 اقوال رسائل۔ مضامین کے ایسے قاہرہ زد کر دیئے۔ ان کے حملے حملے۔ کلمے کلمے حرف  
 کے ایسے مسکت جوابات دے کر اس کے بعد سے دیوبندیوں نے اس مسئلہ امکان کذب  
 کا تحریروں میں لکھنا۔ زبانوں پر لانا ہی بند کر دیا ہے۔

مصنف کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ "اس میں کوئی علمی مضمون نہیں تھا" جس  
 سخن استبوح میں کثیر آیات قرآنی اور تفسیر کبیر۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر ابی سعید۔  
 تفسیر روح البیان۔ تفسیر عزیزی۔ فقہ اکبر۔ شرح السنوسی۔ مواقف۔ شرح مواقف۔ عقائد۔  
 شرح عقائد۔ شرح مقاصد۔ مسامرہ۔ مسائرہ حدیثیہ۔ شرح طریقہ محمدیہ۔ کنز الفوائد۔ طوارح  
 الاوار۔ شرح طوارح۔ شرح عقائد جلالی۔ مسلم الثبوت۔ فوارح الرحموت۔ مفاتیح الغیبہ ارشاد  
 العقل۔ منح الروض۔ شفاۃ قاضی عیاض۔ نسیم الریاض۔ شرح مقاصد الطالبین۔ رد المحتار۔ علیہ  
 العقائد۔ المنتقد کی متعدد عبارات منقول ہوں ان میں اس مصنف کو علمی مضمون نہیں ملا۔ اور  
 یہ عبارات علمی مضمون سے خالی ہیں۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ جب اس مصنف میں ان عبارات  
 کے سمجھنے کی قابلیت ہی نہیں تو اسے ان میں کیا علمی مضمون نظر آئے۔ کہ علمی مضمون تو اہل علم  
 ہی کو ملتا ہے۔ یہ مصنف تو علمی مضمون گالی گلوچ کو جانتا ہے جس کو وہ خود اور اس کے  
 اکابر بکھا کرتے ہیں۔ چنانچہ مصنف کے علمی مضامین کی فہرست ہم نے اس کتاب کے  
 ابتدائی اوراق میں پیش کی ہے۔

نیز یہ مصنف اپنی اور اپنی جماعت کی عاجزی و مجبوری۔ لاچاری و بے مائیگی پر اس  
 طرح پردہ ڈالنا چاہتا ہے کہ سخن استبوح کا جواب دینا اور رد کرنا بے سود تھا۔ اسی  
 لیے اس کا جواب اور رد دیوبندیوں نے نہیں لکھا۔ مصنف صاحب سنیہ کسی دیوبندی  
 میں اعلیٰ قدرت قدس سترہ کی تصنیفات کے کما حقہ سمجھنے کی تو اہلیت ہی نہیں تو جلاؤہ ان کا



رد و جواب کیسے لکھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے اکابر علماء دیوبند اڑیٹھی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔ لیکن اعلم حضرت کی باوجود صد ہا کتب و رسائل کے ان پر آج تک کوئی معقول مواخذہ بھی نہیں کر سکے ہیں چہ جائیکہ ان کے کسی لفظ کو بے محل ثابت کریں۔ تو ان کے رسالہ سبحن السبوح کا رد اور دیوبند کے ملے کر سکیں یہ منہ اور مسور کی دال۔

## فصل رابع اور مسئلہ امکان کذب

امکان کذب کا قائل امام ابو ہاشم محمد بن اسماعیل دہلوی تھا۔ اور اس کی تائید انہیں گنگوہی جی نے کچھ زمانہ کی جس کے رد میں علماء اہلسنت نے کثیر رسائل تصنیف کیے۔ سبحن السبوح بھی اصل اسی کے جواب میں لکھا گیا۔ ان رسائل نے وہابیہ کے ہوش پر گندہ کر دیئے، انہیں ایسا مبہوت و ساکت کر دیا کہ ان کو اس کا زبان پر لانا دشوار ہو گیا۔ اس پر کوئی نیا رسالہ لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس پر کسی طرح بحث و مناظرہ کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

گنگوہی جی جب امتناع کذب کے دلائل قاہرہ و نصوص ظاہرہ اور براہین لامعہ و نصح قاطعہ کے جوابات سے عاجز و مبہوت ہوئے۔ اور سبحن السبوح کے دو سوتازیاں نے کھا کر مد ہوش ہوئے تو وہ غفٹہ میں بھر کر وقوع کذب کے قائل ہو گئے۔ اور انہوں نے ہمارا پیش کردہ فتوے لکھ مارا۔ اور ایک رسالہ تقدیس القدر تصنیف کر کے معاذ اللہ خدائے عزوجل کو کاذب بالفعل کہہ ڈالا۔ تو اب تمام دیوبندیوں کا مذہب و وقوع کذب باری تعالیٰ ہوا نہ کہ امکان کذب۔ تو اب مصنف کو جس قدر بحت کرنی اور دلائل قائم کرنے تھے مسئلہ وقوع کذب پر کرتا۔ اور اس میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتا۔ اور قرآن و حدیث، کتب عقائد و فقہ، اقوال سلف و خلف سے وقوع کذب کا اثبات کرتا۔

**حسین احمد ٹانڈوی کی بھیری تلوار دیوبند کی گردن پر**

لیکن مصنف نے وقوع کو تو چھوا نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف قائل وقوع کذب کی



تکفیر کر کے خود گنگوہی جی اور ان کے متبعین دیوبندیوں کی تکفیر کر گیا۔ حتیٰ کہ خود اپنی بھی تکفیر کر گیا کہ جب گنگوہی جی کا مذہب وقوع کذب کا ہے تو مصنف کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور بجائے بحث وقوع کذب کے مسئلہ امکان کذب پر اتر پڑا۔ مگر دیوبندیوں کے قلوب میں گنگوہی جی کا وقار باقی رہ جائے۔ اور عوام کو فریب دیکر بحث وقوع کذب کو بھلا دیا جائے۔ اور مسئلہ امکان میں بھی دل بھر کر جھوٹ بول کر سلف پر صریح افتراء کیا جائے۔ تو اس فصل کی ابتدا ان الفاظ سے کرتا ہے۔

مجدد الضالین صاحب فرماتے ہیں کہ ”مولانا گنگوہیؒ بمحض اتباع مولانا شہیدؒ مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوئے ہیں، یہ قول ان کا محض افتراء و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہیؒ نے سلف صالحین اُمتِ مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔ تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماتریدیہ بھی حضرت کے اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کتب معتبرہ علم کلام کی شاہد ہیں اور ان کی نصوص صراحتہ موجود ہیں۔ شرح مواقف میں اس مسئلہ کو اسی طرح تین جگہ ذکر کیا ہے۔ مسامرہ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے تقریر الاصول شرح تقریر الاصول میں محقق ابن ہمام صاحب فتح القدر اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہل علم اور معشر اہلسنت اشاعرہ و ماتریدیہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھا دیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان اشاعرہ و ماتریدیہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے۔ مصنف جب اللہ تعالیٰ کی جیسی منزہ و پاک ذات کے لیے اثبات امکان کذب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے تو اس کے نزدیک کذب عیب و نقص ہی نہیں ہوا تو پھر یہ مصنف اپنے لیے تو صریح جھوٹ بولنے اور صریح افتراء کرنے کو واجب اور ضروری اعتقاد کرتا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس بحث میں تو اس نے شاید قسم ہی کھالی ہے کہ وہ کہیں



بیج نہ بولے گا۔ چنانچہ اس کی اس عبارت کے بھوٹ شمار کراؤں۔  
**پہلا بھوٹ** | کہ گنگوہی جی مسئلہ امکان کذب میں مولوی اسماعیل دہلوی کے  
 متبع نہیں۔ مصنف نے یہ جملہ محض جوش مخالفت میں کہہ دیا اور  
 یہ نہ سوچا کہ اس سے گنگوہی جی کی روح کو کس قدر اذیت پہنچی ہوگی۔ بلکہ ان کی روح اس  
 مصنف کو یہ کہہ کہہ کر کوستی ہوگی کہ:-

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے مسلک اہلسنت و جماعت  
 کو چھوڑا۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے طریق مشائخ سے منہ موڑا۔  
 ○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے متاخرین کی تحقیقات کو ٹھکرایا۔  
 ○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے مستقدمین کے اقوال کو ناقابل عمل  
 ٹھہرایا۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے اکابر سلف و ائمہ کو پس پشت  
 ڈالا۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے صحابہ و تابعین کے کسی قول  
 کو نہ مانا۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے فرمان شارع علیہ السلام کی پرواہ  
 نہ کی۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے حکم خداوندی سے روگردانی کی۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے شرح حدیث کی کوئی بات  
 نہ مانی۔

○ — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے قرآن و حدیث کی قصداً غلط  
 تاویلات کیں۔

○ — وہ امام دہلوی جس کی میں نے ہر تعریف کو حرف بھرف مانا۔



- — وہ امام دہلوی جس کی ہر ہر بات کا ماننا میں نے فرض جانا۔
  - — وہ امام دہلوی جس کی میں نے آنکھ بند کر کے اندھی تقلید کی۔
  - — وہ امام دہلوی جس کے ہر قول کی بلا سوچے سمجھے میں نے تائید کی۔
  - — وہ امام دہلوی جس کے پیچھے میں نے اپنا ایمان بگاڑا۔
  - — وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے کفر و منکالت کو خریدا۔
  - — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ ائمہ سے زیادہ ضروری جانا۔
  - — وہ امام دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ شارع علیہ السلام پر ترجیح دی۔
- اے میرے ناخلف فرزند! دان ہمدرد تو نے میرے لیے ان کے اتباع کا انکار کر کے مجھے سخت تکلیف پہنچائی۔ یہ کہہ کر تو نے میری حمایت نہیں کی۔ بلکہ میرے دل کی آواز اور جذبہ قلبی کی مخالفت کی۔ مجھے ان کے ساتھ جیسی عقیدت ہے اس کی ترجمانی اپنے اس فتوے میں کی ہے۔

مولوی محمد اسمعیل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون کوئی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کا ماسوائے متقیوں کے بموجب اس آیت کے مولوی اسمعیل ولی ہوئے اور حسبِ نحوائے حدیث من قاتل فی سبیل اللہ فوائی ناقاتہ فقد وجبت لہ الجنة الحدیث کے وہ جنتی ہیں۔ سو جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں ہر روز تقویٰ کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے۔



پھر مصنف کے اس قول پر کیا دلیل ہے کچھ نہیں ہے۔ یہ مصنف کی منہ زوری ہے۔ جھوٹ ہے۔ بیجا حمایت ہے۔ اپنوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ عوام کو فریب میں مبتلا کرنا ہے۔

دوسرا جھوٹ کہ گنگوہی جی نے سلف صالحین امت کا اتباع کیا ہے مصنف

کا اس میں صریح جھوٹ و افتراء ہے کہ سلف صالحین امت امکان کذب کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام سلف صالحین امت کا اجماعی اتفاقی قول یہ ہے جس کو علم کلام کی مشہور و معتبر کتاب شرح مواقف میں نقل کیا ہے۔

اہلسنت و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممنوع و ناممکن ہے۔ معتزلہ تو اس لیے ممنوع و محال کہتے ہیں کہ کذب بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا کام نہیں کرتا۔ اور ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر کذب اس دلیل سے ممنوع ہے کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالا جماع محال اور ممنوع ہے۔

انہ تعالیٰ یمنع علیہ  
الکذب اتفاقاً اما عند  
المعتزلة ان الکذب  
قبیح وهو سبحانه لا یفعل  
القبیح واما امتناع الکذب  
علیہ عندنا فانه نقص  
والنقص علی اللہ  
تعالیٰ محال اجماعاً۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ تمام سلف صالحین امت بالا جماع امتناع کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہ کہ امکان کذب کے۔ اور اس میں اکثر معتزلہ کا بھی یہی قول ہے۔ تو اب مصنف کا اس کے خلاف سلف صالحین امت کو امکان کذب کا قائل بتانا کیا صریح جھوٹ اور جیٹا افتراء ہے۔ مصنف کو ایسا جھوٹ و افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

لہ :- ملخصاً از شروح مواقف کشوری ص ۶۰۴۔



## تفسیر اچھوٹ

گنگوہی جی کو ان سلف صالحین کا متبع کہنا جبکہ ابھی یہ ثابت ہو چکا کہ سلف صالحین بلکہ ساری اُمت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ کے لیے کذب ممتنع و محال ہے۔ تو گو یہ سلف صالحین اُمت امتناع کذب کے قائل ہوئے۔ اور گنگوہی جی اس کے باکل خلاف امکان کذب کے قائل ہے تو گنگوہی سلف صالحین اُمت کا متبع کب ہوا بلکہ ان کا کھلا ہوا مخالف ثابت ہوا۔ تو اب مصنف کا گنگوہی جی کو سلف صالحین کا متبع کہنا کیسا صریح کذب جیتا جھوٹ ہوا۔

یہ ہے کہ تمام اشاعرہ و ماتریدیہ گنگوہی جی کے متفق ہیں مصنف کا یہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر افتراء ہے کہ وہ گنگوہی کی طرح امکان کذب کے قائل ہوں۔ بلکہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ کا متفقہ قول یہ ہے جس کی مصنف ہی کے پیش کردہ کتاب سامرہ نے تصریح کی۔

ہم نے کہا اشاعرہ و غیر اشاعرہ کسی کا اسمیں	قلنا لا خلاف بین الاشعیۃ
خلاف نہیں کہ ہر وہ چیز جو بندوں کے حق میں صفت عیب ہے۔ باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں اور بندوں کے حق میں کذب صفت عیب ہے۔	و غیر ہون ان کل ما کان وصف نقص فی حق العباد قالبارے تعالیٰ منزلا عنہ و هو محال علیہ تعالیٰ و الکذب وصف نقص فی حق العباد۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اشاعرہ و ماتریدیہ سب کا بلا کسی اختلاف کے یہی مذہب ہے کہ کذب صفت عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے محال و ناممکن ہے۔ تو بلا خلاف تمام اشاعرہ و ماتریدیہ امتناع کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہ کہ امکان کذب کے۔ تو مصنف کا تمام اشاعرہ و ماتریدیہ کو مسئلہ امکان کذب



میں گنگوہی جی کے متفق کہنا کیسا صریح کذب اور ان پر کیسا صریح افترا ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

**پانچواں جھوٹ** | یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام گنگوہی جی کے قول امکان کذب کی شاہد ہیں۔ علم کلام کی معتبر کتب۔ حتیٰ کہ تفاسیر علم اصول فقہ فقہ کی کسی کتاب میں اس اُمت کا مذہب امکان کذب کہیں نہیں بتایا گیا۔ بلکہ یہ اہلسنت کا مذہب ہو بھی نہیں سکتا کہ علم کلام کی مشہور کتاب شرح مقاصد میں ہے۔

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی اللہ تعلیٰ محال مخصاً لہ  
 جھوٹ باجماع علماء محال و ناممکن ہے کہ وہ باتفاق عقلاً عیب ہے۔ اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے یعنی ممکن نہیں۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر باجماع علماء کذب ممکن نہیں۔ تو علم کلام کی ایسی کون سی معتبر کتاب ہو سکتی ہے جو اجماع کے خلاف امکان کذب کی شاہد بن سکے تو مصنف کا یہ کتب علم کلام پر زبردست افترا ہے اور صریح کذب ہے۔ مصنف جھوٹ بولنے میں کس قدر جبری ہے۔

**چھٹا جھوٹ** | یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام کی نصوص میں صراحتاً امکان کذب موجود ہے۔ اس مفتری کتاب مصنف کا یہ صریح کذب ہے۔ ہم اس کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنی بات کا پتکا اور قول کا سچا ہے تو علم کلام کی کسی معتبر کتاب کی نص میں امکان کذب کا صراحتاً موجود ہونا دکھائے۔ ورنہ اپنے اوپر لعنت بھیجے۔

**ساتواں جھوٹ** | یہ ہے کہ امکان کذب شرح مواقف میں تین جگہ مذکور ہے۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا و شرم باقی ہے تو شرح مواقف کی ان

۱۰۰ شرح مقاصد۔



تین جگہوں کو دکھائے جنہیں امکانِ کذب کی تصریح موجود ہے۔ مگر سخت مفتری و کذاب ہے۔ وہ ایسی ایک جگہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اور وہ کیسے دکھا سکتا ہے جب شرحِ مواقف میں امکانِ کذب کے خلاف امتناعِ کذب کی جگہ تصریح موجود ہے۔ ہم موافقِ عدوِ مصنف تین جگہ سے اسی شرحِ مواقف سے امتناعِ کذب کی تصریح دکھاتے ہیں۔ جن میں سے ایک عبارت تو ابھی دوسرے جھوٹ کے رد میں پیش کی کہ باجماع امت امتناعِ کذب باری تعالیٰ اہلسنت کا مذہب ہے۔ اور اکثر معتزلہ نے بھی اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ تو پہلی عبارت تو نقل ہو چکی دوسری عبارت دیکھئے۔

قد صرفی مسألة الكلام من  
موقف الالهيات امتناع  
الكذب عليه سبحانه  
وتعالى

بیشک موقف الہیات سے مسئلہ  
کلام میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ  
تعالیٰ کا کذب ممکن نہیں۔

تیسری عبارت ملاحظہ کیجئے۔

علم استحالة الكذب  
على الله

اللہ تعالیٰ پر کذب کا ممتنع و محال  
ہونا جان لیا گیا ہے۔

شرحِ مواقف کی ہر عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اس میں امتناعِ کذب کا ذکر ہے نہ کہ امکانِ کذب کا اب مصنف کا سخت مفتری و کذاب ہونا ثابت ہو گیا۔

**آٹھواں جھوٹ** | یہ ہے کہ سامرہ میں بھی امکانِ کذب تفصیلاً مذکور ہے مصنف کا سامرہ پر یہ سخت افتراء اور صریح کذب ہے۔ وہ اس کو سامرہ سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب اس کی یہ تصریح موجود ہے کہ بلا خلاف اشاعرہ وغیر اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ کذب بوجہ عیب کے اللہ تعالیٰ کے لیے ممتنع و محال ہے جس کی عبارت ابھی چوتھے جھوٹ کے رد میں نقل ہو چکی اب مزید دوسری

۱۷ :- از شرح مواقف کثوری ص ۶۷۵ - ۱۷۱ - شرح مواقف ص ۶۷۲ -



عبارت پیش کرتے ہیں۔

انا قلنا لا خفاء فی ان  
الکذب وصف نقص  
عند العقلاء فقد تم کو نہ  
وصف نقص بالنسبة  
الی جناب قدسه تعالیٰ  
فهو مستحیل فی حقه  
عز وجل لمخصاً لہ

ہم اہلسنت کہتے ہیں اس میں کوئی  
پوشیدگی نہیں ہے کہ بیشک عقلا کے  
نزدیک کذب صفت عیب ہے اور  
اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف کذب  
کا صفت عیب ہونا دلیل سے ثابت  
ہو چکا۔ پس اللہ عزوجل کے حق میں  
وہ کذب ممتنع و محال ہے۔

تو سامرہ میں بھی امتناع کذب کا ذکر ہے نہ کہ امکان کذب کا۔ مُصنّف کو چاہیے  
کہ لعنة الله على الكاذبين اپنے اوپر پڑھ کر دم کر لے۔

**نواں جھوٹ** | یہ ہے کہ محقق ابن ہمام صاحب فتح القدر بھی مسئلہ امکان کذب  
کے قائل ہیں۔ مُصنّف کا یہ حضرت محقق پر صریح افتراء ہے۔ یقیناً

الاصول شرح تحریر الاصول تو میرے پاس نہیں ورنہ اس سے بھی یہی دکھا  
دیتا کہ مُصنّف نے یہ افتراء کیا ہے لیکن میرے پاس حضرت محقق ابن ہمام کا دوسرا رسالہ  
خاص المسایرة فی العقائد المنجیة فی الاخرة موجود ہے جس کے نام ہی  
سے ظاہر ہے کہ حضرت محقق نے اس میں اہل اسلام کے ان عقائد حقہ کو جمع فرمایا ہے جو  
آخرت میں نجات دینے والے ہیں۔ لہذا میں حضرت محقق کا مسلک ان کی اسی کتاب  
مسایرہ سے نقل کرتا ہوں۔

(یستحیل علیہ) سُبْحَانَا  
(سماة التقص کالجھل  
والکذب) ۲۷

اللہ تعالیٰ پر محال ہیں جتنی نشانیاں  
عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب۔

۱۷ : سامرہ مطبوعہ انصاری دہلی ص ۸۴۔ ۱۸ : سامرہ ص ۱۶۶۔



حضرت محقق نے آخر مسایرہ میں اس کو وضاحت عقیدہ اہلسنت وجماعت میں تحریر فرمایا ہے تو حضرت محقق ابن ہمام نے امتناع کذب باری تعالیٰ کو عقیدہ اہلسنت قرار دیا تو حضرت محقق دوسرے رسالہ میں عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف امکان کذب کا قول کس طرح ذکر فرما سکتے ہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ اس مفسری مصنف کا حضرت محقق پر یہ صریح افتراء ہے۔

**دسواں جھوٹ** | یہ ہے کہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسئلہ امکان کذب کے قائل ہیں مصنف اگر ان کی عبارت پیش کرتا تو اس کی حقیقت

بھی ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اس نے عبارت اسی لیے نقل نہیں کی کہ ان کی کوئی عبارت اس کے مفید نہیں تھی۔ یہ تو ابھی ان کے استاذ کے کلام سے ثابت ہو چکا کہ اہلسنت کا عقیدہ امتناع کذب باری تعالیٰ ہے تو ابن امیر الحاج اپنے استاذ کے مسلک و مذہب کے خلاف بلکہ عقیدہ اہلسنت وجماعت کے مخالف امکان کذب کے قائل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ بھی حضرت ابن امیر الحاج پر صریح افتراء ہے۔ اس مفسری مصنف کو کسی پیشوا پر افتراء کرتے ہوئے بہتان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

**گیارہواں جھوٹ** | یہ ہے کہ یہی امکان کذب اکابر اہل علم اور معشر اہل سنت اشاعرہ و ماتریدیہ کی رائے ہے۔ مصنف نے پہلے تو ان اکابر

اہل علم اور معشر اہلسنت وجماعت حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر خود افتراء کیا تھا اور ان کی جانب یہ صریح جھوٹی نسبت کی تھی اور ان کے پاک دامنوں پر یہ بدنامی لگایا تھا جس کے خلاف ہم نے شرح موافقت اور شرح مقاصد اور مسامرہ کی عبارات پیش کر کے تمام اشاعرہ و ماتریدیہ بلکہ سارے اکابر علماء اہلسنت کا اتفاق اجماعی مذہب امتناع کذب باری تعالیٰ ثابت کر دیا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ لوگ مجھ کو تو مفسری کذاب جانتے ہی ہیں میری بات کا کون اعتبار کرے گا۔ تو اس ظالم نے اس ناپاک افتراء کی نسبت حضرت محقق ابن ہمام اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج کی طرف کر دی کہ یہ دونوں نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ اکابر اہل علم اور معشر اہلسنت اشاعرہ و ماتریدیہ کی رائے امکان کذب



ہے۔ معاذ اللہ جو حضرت محقق امتناع کذب کو عقیدہ اہلسنت وجماعت قرار دیں وہ امکان کذب کی نسبت اکابر علماء اہلسنت اشاعرہ و ماتریدیہ کی طرف کس طرح کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی اہل عقل اس کو تسلیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مصنف کی یہ افترا پر دازی ان ہر دو حضرات کی طرف سخت ناپاک انتہائی گندی ہے اور خود اس کے کینہ پن اور ذلیل ترین آدمی ہونے کی بین دلیل ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔

پھر مصنف نے جب یہ غور کیا کہ میں نے اگرچہ گیارہ صریح جھوٹ بولے کتب معتبرہ علم کلام پر افترا کیے۔ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر بہتان باندھے۔ مگر پھر بھی خطرہ ہے کہ مسلمان اس مسئلہ امکان کذب کے قائل نہ ہوں۔ لہذا اب دل بھر کر جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ تو یہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

علامہ کلینی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے۔ اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔ کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالفت مذہب نہیں ہے۔ قاضی عصفدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مختصر الاصول ابن حاجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلہ کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی اس مسئلہ کی توضیح کر رہی ہیں۔ مگر اعتماد کے واسطے یہ کتب مذکور بھی کافی ہیں۔ اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو جہد المقل فی تنزیہ المعز و المذل کو ملاحظہ کریں اگر رسالہ کے طول کا خوف نہ ہوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے نصوص کا ذکر کرتا۔

**بارھواں جھوٹ** | یہ ہے کہ حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ امکان کذب کی پوری تقریر ہے۔ مصنف کا یہ علامہ کلینی پر صریح افترا ہے اگر اس میں پوری تقریر مسئلہ امکان کذب کے اثبات کی ہے، تو مصنف نے اس



کو کیوں نہیں نقل کیا۔ جب مُصنّف کو اپنے آپ کو محققِ ظاہر کرنے اور مُصنّف بننے کا شوق تھا تو پھر اپنے دلائل کو کیوں نقل نہیں کیا۔ مُصنّف کا ان کو نقل نہ کرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں امکانِ کذب کا اثبات نہیں تھا بلکہ اس کا رد تھا کہ قریباً ہی اسی کا مقتضی ہے کہ شرح عقائدِ جلالی میں یہ تصریح ہے۔

الكذب نقص والنقص	کذب عیب ہے اور عیب اللہ
عليه محال فلا يكون	تعالے پر محال ہے تو کذبِ الہی
من الممكنات ولا تشملها	ممکنات سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ
القدر لا كسائر وجودا	کی قدرت اُسے شامل جیسے تمام
النقص عليه تعالیٰ	اسبابِ عیب مثل جہل و عجز (کہ سب
كالجهل والعجز له	محال صلاحیتِ قدرت سے خارج)

اس عبارت میں امتناعِ کذب کو ثابت کر کے امکانِ کذب کا صاف طور پر رد کر دیا اور کذبِ جہل و عجزِ الہی کو محال کہہ کر صلاحیتِ قدرت سے خارج کہہ دیا۔ تو علامہ کلنبوی نے اس کتاب کے حاشیہ میں امتناعِ کذب کا اثبات کیا ہوگا اور امکانِ کذب کے رد میں پوری تقریر کی ہوگی۔ مُصنّف کا اس علامہ پر افسرِ معلوم ہونا ہے۔

**تیسرے سوال جھوٹ** | یہ ہے کہ اس علامہ نے جمہورِ شاعرہ کا مذہب امکانِ کذب

ثابت کیا ہے۔ حیرت ہے کہ جب شرحِ مواقف شرح مقاصد۔ مسامرہ سے نہ فقط جمہورِ شاعرہ کا بلکہ تمام اکابرِ علماءِ اہلسنت کا ہالاجماع بلا کسی کے اختلاف کے امتناعِ کذب باری کا مذہب ثابت ہو چکا۔ تو یہ علامہ ان کتابوں کے خلاف جمہورِ شاعرہ کا مذہب امکانِ کذب کہاں سے ثابت کر سکتے ہیں کہ علمِ کلام کی چوٹی کی کتابیں تو یہ ہیں۔ ان کی تصریحات کی مخالفت اس علامہ سے ممکن نہیں۔ تو

۱۰۔ شرح عقائدِ جلالی۔



ظاہر ہو گیا کہ اس علامہ پر اس مفتری مصنف کا افتراء بہتان ہے۔ اسی بنا پر یہ اس  
 علامہ کی عبارت کو نقل نہیں کر سکا۔ اور اگر نقل کر دیتا تو اس کا کذب و افتراء سب پر  
 ظاہر ہو جاتا۔

**چودھواں جھوٹ** یہ ہے کہ امامِ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام امکانِ کذب  
 میں مخالفتِ مذہب نہیں ہے۔ یہ مصنف حضرت امامِ رازی

پر افتراء کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(فلن یخلف اللہ عہدہ)  
 یدل علیٰ انہ سبحانہ  
 منزہ عن الکذب فی  
 وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا  
 لان الکذب صفتہ نقص  
 والنقص علی اللہ تعالیٰ  
 محال ہے

اللہ عزوجل کا فرمانا کہ (اللہ ہرگز اپنا  
 عہد جھوٹا نہ کرے گا) دلالت کرتا ہے  
 کہ مولے سبحانہ و تعالیٰ ہر وعدہ و وعید  
 میں کذب سے منزہ ہے ہمارے  
 اہلسنت اصحاب اس دلیل سے  
 کذبِ الہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ  
 صفتِ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب  
 محال ہے۔

اسی میں یہی امامِ رازی فرماتے ہیں۔

صحۃ الدلائل السعیۃ  
 موقوفۃ علیٰ ان  
 الکذب علی اللہ تعالیٰ  
 محال۔

دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا  
 اس پر موقوف ہے کہ کذبِ الہی  
 کو محال مانا جائے۔

اسی میں یہ امام پھر فرماتے ہیں۔

الخبیر اذا جوز علی اللہ الخلف  
 جب خیر میں اللہ تعالیٰ پر خلف کو

لہ: تفسیر کبیرہ۔



فیه فقد جوز الکذب علی  
 اللہ تعالیٰ و هذا خطا عظیم  
 بل یقرب من ان یکون کفر  
 فان العقلاء اجمعوا علی انه  
 تعالیٰ منکر عن الکذب۔

جائز رکھا جائے تو بیشک کذب  
 الہی کو جائز ماننا ہوگا۔ اور یہ سخت  
 خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو  
 جائے اس لیے کہ تمام عقلا اس پر اجماع  
 کیے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کذب سے  
 پاک ہے۔

تو حضرت امام رازی کا کلام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وعدہ و وعید میں کذب سے  
 منزہ ہے۔ کذب صفت عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن و محال ہے  
 دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا امتناع کذب کے ملنے پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ  
 پر کذب کا جائز ماننا قریب بکفر ہے۔ اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب  
 سے پاک ہے تو جو امام رازی امکان کذب کا صاف رد فرما رہے ہیں اور اس کو قریب  
 بکفر بتا رہے ہیں۔ اور امتناع کذب الہی کا ماننا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ یہ مفسری  
 و کاذب مصنف ان امام پر یہ صریح افترا کرتا ہے کہ ان کا کلام امکان کذب کے مخالف  
 نہیں ہے۔ فعلیہ لعنة الله والملائكة والناس اجمعین۔

**پندرھواں جھوٹ** یہ ہے کہ قاضی عسند نے شرح مختصر الاصول میں امکان کذب  
 کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ یہ بھی مصنف کا حضرت

قاضی عسند پر افترا ہے کہ یہی قاضی عسند موافق میں بجزرت مقامات پر تصریح فرما چکے  
 ہیں۔ جن میں تین عبارات شرح موافق سے دوسرے اور ساتویں جھوٹوں کے رد  
 میں منقول ہوئیں جس میں صاف تحریر فرمایا کہ بالا جماع اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و  
 محال ہے تو قاضی عسند نے صاف طور پر امکان کذب کا رد فرمایا ہے اور امتناع کذب  
 کا اثبات فرمایا ہے اب اس کتاب مصنف کو ان پر افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔  
 اس نے غالباً اس مسئلہ امکان کذب کے بیان کرنے میں جھوٹ بولنا افترا کرنا فرض ٹھہرا  
 لیا ہے۔



**سوٹھواں بھٹوٹ** | یہ ہے کہ علمِ کلام کی اور کتابیں اس امکانِ کذب کی توجیہ کر رہی ہیں۔ مصنف کا کتبِ علمِ کلام پر بھی یہ صریح افتراء ہے۔ میرے پاس علمِ کلام کی جو اور کتابیں موجود ہیں ان کی عبارات پیش کر کے اس مصنف کے مفتری و کذاب ہونے کا مزید ثبوت پیش کر دوں! سُنئے!

علامہ علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے۔

والکذب علیہ..... محال<sup>۱</sup> اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و محال ہے۔

علامہ شیخ زین الدین قاسم حنفی کے شرح مسایرہ میں ہے۔

یستحيل من الله تعالى الظلم والكذب فلا يوصف الله تعالى بكونه قادرا عليه<sup>۲</sup>

مثل ظلم اور کذب کہ اللہ تعالیٰ سے ناممکن و محال ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہونے کیساتھ بیان نہیں کیا جائے گا۔

یعنی خدا کو قادر علی الکذب و الظلم نہیں کہا جائے گا۔

علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی اپنی کتاب عمدہ میں فرماتے ہیں۔

لا يوصف الله تعالى بالقدرۃ علی الظلم والفساد والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرۃ<sup>۳</sup>

اللہ تعالیٰ ظلم و فسق و کذب پر قدرت کے ساتھ موصوف نہ ہوگا۔ اس لیے کہ محال تحت قدرت داخل نہیں۔

علامہ سید عبدالمجید بغدادی نثر اللالی شرح امالی میں فرماتے ہیں۔

۱۔ شرح فقہ اکبر مصری ص ۲۲۔ ۲۔ شرح مسایرہ مطبوعہ دہلی ص ۸۹۔

۳۔ مسامرہ ص ۸۵۔



والكذب في حقه تعالى محال<sup>۱</sup> ۱۰  
اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب ناممکن

و محال ہے۔

حضرت قاضی عسقلانی عقائد عسقلانیہ میں فرماتے ہیں۔

الكذب نقص والنقص عليه  
بھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ

محال فلا يكون من الممكنات  
پر محال ہے تو کذب الہی ممکنات

ولا تشمل قدرته<sup>۱۰</sup>  
سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت

اس کو شامل ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

كذب كلام الله تعالى وهو محال<sup>۱۱</sup>  
کلام الہی کا کذب ناممکن و محال ہے۔

علامہ شیخ محمد نووی شرح تيجان الداری میں فرماتے ہیں۔

استحال كذبه تعالى<sup>۱۲</sup>  
اللہ تعالیٰ کا کذب محال و ناممکن

ہوا۔

علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علی ابن ابراہیم بغدادی آیۃ من اصدق  
من اللہ حدیثا کی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔

يعني لا احدا صدق من الله  
مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں

فانه لا يخلت الميعاد ولا  
وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اس کا

يجوز عليه الكذب<sup>۱۳</sup>  
کذب ممکن نہیں۔

۱۰۔ عقائد عسقلانیہ ص ۲۷۔

۱۱۔ نشر اللالی مصری ص ۹۲۔

۱۲۔ شرح تيجان مصری ص ۲۴۔

۱۳۔ شرح عقائد ص ۱۵۴۔

۱۴۔ لباب التعلیل مصری ص ۱۷۱۔



علامہ نسفی مدارک المتزلی میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

ای لا احد اصدق منه فی  
 اخباره و وعدة و وعیده لاستحالة  
 الكذب علیه ليقبحه كونه  
 اخباراً عن الشیء بخلاف ما  
 هو علیه ۱۵

اللہ سے سچا کوئی نہیں اسکی خبروں  
 میں اور اس کے وعدہ اور وعید میں۔  
 اللہ تعالیٰ پر کذب بسبب اس کی  
 بُرائی کے محال ہے کیونکہ وہ کسی شے  
 کی اسکے خلاف خبر دیتا ہے جیسی وہ ہو۔

علامہ بیضاوی تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

لا يتطرق الكذب الى حبرة  
 بوجه لانه نقص وهو  
 على الله تعالى محال ۱۶

کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ  
 نہیں پاسکتا۔ کیونکہ کذب عیب ہے  
 اور عیب اللہ تعالیٰ پر ناممکن و  
 محال ہے۔

علامہ ابوسعود ویر البوسعودیوں نے زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

والكذب محال عليه سبحانه ۱۷

اللہ تعالیٰ پر تو کذب ممکن ہی نہیں۔

علامہ محب اللہ سلم الثبوت میں اور مولانا بجز العلوم ملک العلماء اسکی شرح

فواخ الحموت میں فرماتے ہیں۔

المعتزلة قالوا لو العاكون  
 الحكم عقلياً لما امتنع الكذب  
 منه تعالى عقلاً الجواب انه  
 نقص فيجب تنزيهه تعالى ۱۸

معتزلانے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ  
 کا کذب محال نہ رہے۔ حالانکہ ہم تو  
 اسے محال عقلی مانتے ہیں اہلسنت  
 نے جواب دیا کہ کذب اس لیے محال عقلی

۱۵: تفسیر مدارک مصری ج ۱ ص ۴۲۱۔  
 ۱۶: تفسیر بیضاوی ص ۱۵۔  
 ۱۷: تفسیر ابوسعود ج ۱ ص ۴۱۲۔



ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ  
اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں  
اور یہ بات گزر چکی کہ اس میں کوئی نزاع  
نہیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا  
کا اجماع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کذب  
الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ  
الوہیت کی ضد ہے وہ سب  
اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور  
اس کی شان میں محال عقلی۔

کیف و قدامتہ لا نزاع فیہ  
فانہ عقلی باتفاق العقلا  
لان ما ینافی الوجود الذاتی  
من جملة النقص فی حق  
الباری تعالیٰ ومن الاستحالة  
العقلیة علیہ سبحانه و تعالیٰ

یہی ملک العلماء مولانا بحر العلوم اسی فوارح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

فہو رای اللہ تعالیٰ صادق  
قطعاً لا استحالة الکذب  
ہناک علیہ  
پس اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ  
وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔

علامہ محقق مولانا عبدالحق خیر آبادی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔

الکذب وهو مستحيل علی  
اللہ تعالیٰ لانه صفة  
نقصان علیہ  
اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و محال  
ہے کیونکہ وہ عیب کی صفت  
ہے۔

مصنف اور ساری دیوبندی قوم آنکھیں پھاڑ کر دیکھے کہ یہاں تکت پچیس عبارتیں

۱۔ فوارح الرحموت کثوری ص ۲۴۔ ۲۔ ایضاً ص ۳۳۔

۳۔ شرح مسلم مطبوعہ کانپور ص ۱۱۶۔



میں کتابوں سے ہم نے نقل کیں۔ تو ان کتبِ علمِ کلام میں امکانِ کذب کا اثبات ہے۔ یا تردید ہے۔ ہر کلمِ علم بھی یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ ان کتب میں امکانِ کذب کا زبردست رد موجود ہے۔ اور امتناعِ کذب کا نہایت وضاحت کے ساتھ اثبات ہے تو جب ان مشہور معتبر مستند کتابوں میں امتناعِ کذب کا اثبات ہے۔ تو یہ مصنف اور دیوبندی قوم امکانِ کذب کو پھر کس کتاب سے ثابت کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سلف و خلف کی کسی کتاب سے ثابت ہی نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ لوگ اس امکانِ کذب کو اپنے کذب اور افتراء سے ثابت کیا کرتے ہیں جیسے ناظرین نے مصنف کا حال دیکھا کہ کتابوں کا نام بکھدیا اور ان کی عبارت نادر کتاب کا نام بکھدیا اور اس کا قول غائب۔ اور پھر یہ بے شرم مصنف اپنے کذب و افتراء پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتا ہے کہ جسے تحقیق مقصود ہو وہ جہدِ المتقل کو دیکھے اور میں نے بخوفِ طوالت عبارات کو نقل نہیں کیا ہے۔ واہ رے مصنف تیری شوخی و عیاری۔ کہ مصنف بننے کا شوق ہے جب دلیل و حوالہ کا وقت آیا تو جہدِ المتقل کا نام لے کر اپنے سر سے بارِ ثبوت کو اتار دیا۔ اور سارے مطالبہ کا جواب ایک ہلکے سے جملہ میں دیدیا کہ میں نے رسالے کے خوفِ طوالت کی بنا پر عبارات نقل نہیں کیں۔

## استاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب

۱۶ مسلمانو! جب اس امکانِ کذب کے اثبات میں اس شاگرد مصنف نے سولہ مرتب جھوٹ بولے ہیں تو جہدِ المتقل کا مصنف تو اس کا استاد ہے تو اس نے کم از کم ایک سو ساٹھ جھوٹ ضرور بولے ہونگے کہ مرتبہ استاد کی بلندی کے لیے صرف ایک صفحہ ہی بڑھا دیا گیا ہے۔ اور مصنف کا خوفِ طوالت رسالہ کا عذر زبردست فریب اور عیاری ہے کہ مصنف کو ادھر دلائل مذہب کے نقل کرنے میں خوفِ طوالت رسالہ مانع ہو جاتا ہے اور ادھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دینے کو سننے ان پر مرتب افتراء کرنے کے لیے صفحہ کے صفحہ سیاہ کرتا ہے اور اس وقت طوالت



رسالہ کے خوف کا وہ سم تک بھی پیدا نہیں ہوتا اور دلائل جیسی ضروری چیز کے لکھنے میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مصنف کو بوقت نقل دلائل کے خوف ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں بھی کرتا ہوں مگر وہ خوف طوالتِ رسالہ کا نہیں ہے بلکہ اپنے خصموں کا ہے کہ جس کتاب سے جو عبارت نقل کی جائے گی اس میں قطع و برید خیانت و کید ضرور ہوگا۔ اور خصم اس کی تصحیح نقل میں اس خیانت اور قطع و برید کا مواخذہ کرے گا۔ اور تصحیح کا سخت مطالبہ کرے گا۔ اصل یہ خوف ہے جو اس مصنف کو ان عبارتوں کے نقل کے وقت پیش آیا۔

## مصنف شہاب ثاقب کا الوکھا دجل

اور حقیقت الامر یہ ہے کہ مصنف کو امکانِ کذب کے ثبوت میں اکابر علماء اہلسنت و جماعت سلف و خلف کی کسی کتاب سے کوئی قول دستیاب ہی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اس لیے ناممکن ہے کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ امتناعِ کذب باری تعالیٰ ہے جیسے کہ آپ کو بھی ان کتابوں سے ظاہر ہو چکا تو کسی عالم اہلسنت کا کوئی قول خلاف عقیدہ مذہب کے کس طرح ممکن ہے مصنف بار بار جو سیلف صالحین۔ اور اکابر علماء کے اتباع کا نام لیتا ہے میں اس فریب سے بھی مطلع کیے دیتا ہوں۔ سینے فرق باطلہ میں ایک فرقہ باطلہ ہے جس کا نام معتزلہ ہے جن میں کے اکثر کا قول تو امتناعِ کذب باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ شرح مواقف وغیرہ کتب کی عبارات میں ہے کہ وہ اہلسنت کے ساتھ امتناعِ کذب میں متفق ہیں۔ اور انہیں معتزلہ کی ایک جماعت جو مزداریہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ مذہب ہے کہ امکانِ کذب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے چنانچہ شرح مواقف میں ہے۔

فرقہ مزداریہ۔ مزدار ابو موسیٰ علی

المزداریۃ هو ابو موسیٰ

ابن صبیح کا لقب ہے یہ لفظ زیارت

عیسیٰ بن صبیح المتذاریۃ

کو باب افتعال میں لا کر بنایا گیا۔ یہ

من باب الافتعال من زیارت



شخص لشکر کا شاگرد ہے استاذ سے علم حاصل کر کے زائد بنا یہاں تک کہ راسب معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کریگا تو خدائے کاذب و ظالم ہوگا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

وهو تلميذ بشرأخذ العلم  
منه وتزهده حتى سمى راهب  
المعتزلة قال الله تعالى قادر  
على ان يكذب او يظلم ولو  
فعل لكان الها كما ذباطالها  
تعالى الله عما قالوا علوا  
كبيرا

اس عبارت میں حضرت قاضی عضد نے تصریح کر دی کہ امکان کذب کا قائل اور اللہ تعالیٰ کو کذب و ظلم پر قادر ماننے والا فرقہ معتزلہ میں سے فرقہ مزداریہ ہے۔ اور خود قاضی عضد نے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کر کے اس فرقہ سے بیزارگی کا اظہار کیا تو اصل امکان کذب کا قائل فرقہ مزداریہ ثابت ہوا۔ اور اہلسنت اس ناپاک مذہب سے بیزارگی ظاہر کرنے والے قرار پائے۔ مصنف یہ فریب دیتا ہے کہ اسی گمراہ فرقہ مزداریہ کو سلف صالحین۔ اکابر اہل علم۔ معشر اہلسنت کہہ کر مراد لیتا ہے۔ اور گنگوہی جی دہلوی جی کو اسی کا متبع کہتا ہوگا۔

## دہلیہ دیوبندیہ معتزلہ کے فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں

اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ دہلیہ دیوبندیہ اسی معتزلہ کے گمراہ فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں۔ اسی بنا پر یہ اہلسنت و جماعت کے خلاف امکان کذب کے قائل بنے۔ اور امتناع کذب جو عقیدہ اہلسنت و جماعت تھا اس سے انکار کیا۔ تو یہ مصنف اب نہ فقط دہلی دیوبندیہ ہو بلکہ معتزلی مزداریہ بھی ثابت ہوا۔



اب باقی رہا مُصنّف کا شہابِ مناقب کے ص ۱۰۳ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں  
 لکھنا۔ اور انہیں بے بضاعت و کم علم و کم فہم لکھنا۔ تو یہ گویا دن کے دوپہر میں آفتاب  
 کا انکار کرنا ہے۔ ان کے علم و فضل کا لوہا نہ فقط اہل ہند بلکہ حرمین شریفین، عرب، عراق،  
 شام وغیرہ کے علماء کرام، بلکہ دُنیا کے علماء سب مانتے ہیں۔ اور انہیں مجدد و  
 امام کا خطاب دیتے ہیں تعجب ہے کہ وہ نصوصِ کتب کو ان دیوبندی مکتوں سے  
 دریافت کریں، جن ناداروں کو نصوص کا تو کیا ذکر خود کتبِ دینیہ کے نام بھی معلوم نہیں  
 اس مُصنّف کی عبارات نقل نہ کرنے کا ایک یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے  
 یہ خوف بھی تھا اگر جہد المقل ہی سے کوئی عربی عبارت نقل کر دی اور کوئی مخالف تصحیح  
 نقل کے لیے اصل کتاب بھی لے آیا تو پھر ساری سنجی کر کری ہو جائے گی کہ نہ کتاب  
 سے عبارت نکال دینے کی اہلیت ہے نہ صحیح عبارت پڑھنے کی قابلیت ہے،  
 نہ ترجمہ کرنے کا مادہ ہے نہ عربی کو بے تکلف سمجھنے کا سلیقہ ہے، نہ بحث کرنے  
 کی ہمت ہے۔ نہ اس کو ساکت کرنے کی قوت ہے۔ تو ممکن ہے کہ مُصنّف کو نقل  
 عبارات کے وقت یہ خوف بھی ہو۔ اسی نظریہ کے ماتحت اپنی قابلیت کو مد نظر رکھ  
 کر اپنے ثبوت میں ایک اردو کی کتاب جہد المقل کی ایک صفحہ کی عبارت شہابِ  
 مناقب کے ص ۱۰۳ کی آخر سطروں سے شروع کرتا ہے اور صفحہ کی اوائل سطور  
 میں ختم کرتا ہے۔ ہم مُصنّف کی اس بات کی داد دیتے ہیں کہ اس نے اپنی بے بضاعتی  
 اور قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا ثبوت اپنی مادری زبان اردو میں پیش کیا۔  
 مگر اس سے مناظرہ سے نااہلیت کی بنا پر یہ زبردست غلطی ہو گئی کہ اُس کا مقابل  
 منکر کے رو برو اس عبارت جہد المقل کا اپنے دعوے کی دلیل کی بنا پر پیش کرنا  
 بے سود ہے بلکہ خود مُصنّف کے جہل کی دلیل ہے۔  
 عبارت جہد المقل کا اکثر حصہ تو تعینِ میث میں ہے جس میں فضول گوی  
 اور تحقیق کے خلاف امور ہیں جو اس میث سے بے تعلق ہونے کے علاوہ محض  
 ذاتی تحیل ہے جس پر نہ کوئی سند ہے نہ حوالہ۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو



اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے کذب پر قادر ہونے کا صاف اقرار ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔

ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہلسنت (دیوبندیوں) کے نزدیک جملہ مذکورہ (زید کھڑا ہے) کے تکلم پر دونوں حالتوں (حالت قیام زید و حالت قعود زید) میں سمر متفاوت نہیں مگر چونکہ وہ ذاتِ بابرکات اپنے صفات و افعال میں جملہ قبائح سے منزہ اور تمام ذمائم سے مقدس ہے اس لیے کسی کلام غیر مطابق واقع کے تکلم کا ارادہ مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ

اس عبارت میں غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کلام مطابق واقع کو کلام صادق کہتے ہیں۔ اور کلام غیر مطابق واقع کو کلام کاذب کہتے ہیں۔ تو اگر واقع میں زید کھڑا ہوا ہو اور یہ جملہ (زید کھڑا ہے) کہا تو کلام سچا ہے اس لیے کہ خبر مطابق واقع کے ہے۔ اور اگر واقع میں زید بیٹھا ہوا ہو اور اسی حالت میں یہ جملہ (زید کھڑا ہے) کہا تو کلام جھوٹا ہے۔ اس لیے یہ خبر واقع کے غیر مطابق ہے۔ الحاصل زید کھڑا ہے۔ اس جملہ کا بحالت قیام زید تکلم اور بولنا صدق اور سچ ہے۔ اور بحالت قعود زید اس جملہ کا تکلم اور بولنا کذب اور جھوٹ ہے۔ اب جہد المقل کی عبارت پڑھیے۔ کہ دیوبندیوں کے نزدیک حق تعالیٰ کے لیے مثلاً اس جملہ کے تکلم پر دونوں حالتوں میں سمر متفاوت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح بحالت قیام زید (زید کھڑا ہے) کے کہنے پر قادر ہے، جو صدق ہے۔ اسی طرح بحالت قعود زید (زید کھڑا ہے) کے کہنے پر بھی قادر ہے۔ اور غیر مطابق واقع ہے ان دونوں میں سمر متفاوت نہیں یعنی دونوں حالتوں میں بال بھر بھی فرق نہیں کہ وہ خدا جس طرح صدق پر قادر ہے اسی طرح کذب پر بھی قادر ہے تو ہمیں صاف اقرار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے اگرچہ وہ عیب اور مذمت سے بچنے کے لیے کذب کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ بالکل وہی قول ہوا جو گمراہ فرقہ مزداری نے کہا ہے۔ ہم اس کے جواب میں وہی حضرت قاضی عسکری کے بیزاروں کے جملہ کا لکھنا کافی سمجھتے ہیں۔

۱۰۴ :- جہد المقل از شہاب ثاقب ص ۱۰۴۔



تعالیٰ اللہ عما قالہ علواً کبیراً۔ مگر گنگوہی جی اس کے پیر نے فتویٰ دے کر اور وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کو درست کہہ کر اس جملہ (مگر وہ کذب کا ارادہ نہ کرے گا) کو بھی ختم کر دیا کہ جب وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے تو وہ کذب کا ارادہ کیوں نہ کرے گا۔ لہذا جب اللہ تعالیٰ نے بالارادہ بحالتِ قعود زید (زید کھڑے) کہا تو نعوذ باللہ خدا کا ذب بالفعل ہو گیا۔ کہ اس نے کلام غیر مطابق واقع کا تکلم کیا۔ اور اسی کو کذب کہتے ہیں۔ تو اس صاحبِ جہدِ المقل نے خدا کو کذب مان لیا۔ اب اس کا اس کے بعد یہ لکھنا خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہیں۔

عجیب بات ہے۔ اس اُستادِ مصنف نے یہ لکھ کر تو ساری دیوبندیت کی تعمیر کو منہدم کر دیا اور نہ فقط مصنف بلکہ گنگوہی جی و دہلوی جی بلکہ دیوبندی قوم کی عمر بھر کی کمائی پر پانی پھیر دیا کہ وہ سب اہلسنت کے خلاف امکانِ کذب کے قائل بنے تھے۔ اور یہ اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعویٰ کر کے امتناعِ کذب کا قائل بنا اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہاں امتناع کے ساتھ بالغیر کی قید بھی نہیں ہے اور ہو سکتی بھی نہیں ہے کہ اگر بالغیر کی قید معتبر رکھی جائے تو پھر اس کا اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعویٰ غلط اور جھوٹ ہو جائے گا کہ اہلسنت تو امتناعِ ذاتی کے قائل ہیں نہ کہ بالغیر کے۔ بالجملہ اس صاحبِ جہدِ المقل نے کذب کو متنع مان کر سب دیوبندیوں کے منہ پر تھوک دیا۔ اور ان کے امکانِ کذب کے دعویٰ کو خاک میں ملا دیا۔ مصنف محض اپنی جہالت سے اس کو امکانِ کذب کی دلیل بنا کر لایا تھا۔ باوجودیکہ اس میں امتناعِ کذب کا اقرار ہے۔

**صاحبِ جہدِ المقل (محمود حسن دیوبندی) جاہل ہے کتابوں کے خبر ہے**

اب باقی رہی یہ بات کہ صاحبِ جہدِ المقل کذب کو تحتِ قدرتِ الہی تو مان رہا ہے

۱۰۴ :- جہدِ المقل از شہابِ ثاقب ص ۱۰۴۔



جیسا اس کی پہلی عبارت سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے یہ نادار جاہل ہے علم سے بے بہرہ ہے۔ کتابوں سے بے خبر ہے۔ تصریحات علم کلام سے ناواقف ہے اتنی بات تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ شرح موافق میں ہے۔

ان علمہ تعالیٰ یعمو المفہوما  
کلہا الممكنة والواجبة  
والممتنعة فهو اعم من  
القدرة لانہما تختص  
بالمکنات دون الواجبات  
والممتنعات بلہ

اللہ تعالیٰ کا علم مفہوماتِ ممکنہ اور  
واجبہ اور ممتنعہ سب کو عام ہے تو  
علم الہی قدرت الہی سے عام ہے  
اس لیے کہ قدرت الہی ممکنات کے  
ساتھ خاص ہے نہ کہ واجبات اور  
ممتنعات کو شامل۔

سامرہ میں ہے کہ :-

متعلق القدرة الممكن  
دون الواجب والممتنع بلہ

قدرت الہی کا تعلق صرف ممکن  
سے ہے نہ واجب اور ممتنع سے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ قدرت الہی کے تحت میں صرف ممکن داخل ہے اور  
واجبات و ممتنعات تحت قدرت میں ہی داخل نہیں۔ توجب صاحب جہد المقل کے  
نزدیک کذب الہی ممتنع ہے تو ممتنع تحت قدرت داخل نہیں لہذا اب اس کا کذب الہی  
کو ممتنع مان کر تحت قدرت الہی کہنا سخت جہالت ہے۔ اور پھر اس پر قدرت کو مجبور اور  
عاجز کہنا اس کی دوسری جہالت ہے۔ اگر اس کو کچھ علم ہوتا تو ایسی جہالت آمیز بات ہرگز  
نہ لکھتا پھر اس کا مزج جھوٹ بھی ملاحظہ ہو وہ کہتا ہے۔

حضرت مولانا اسمعیل شہید اور ان کے اتباع بوجہ ارادہ واختیار حق تعالیٰ  
شانہ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں بلہ

۱۵ :- شرح موافق ص ۵۹۲ ۔ ۱۶ :- سامرہ ص ۶۵ ۔

۱۷ :- جہد المقل از شہاب ثاقب ص ۱۰۲ ۔



یہ مصنف بھی جھوٹ بولنے کا بڑا مشاق ہے۔ مگر یہ پھر شاگرد ہی تو ہے اس نے باقاعدہ جس سے جھوٹ سیکھا ہے، اس استاد کے جھوٹ بولنے کا کیا ٹھکانہ ہو گا۔ چنانچہ یہ اسی استاد مصنف کا سفید جھوٹ ہے اور اپنے امام الوہاب پر صریح افترا ہے۔ اور اتباع کو شامل کر کے یہ ایک کذب و افترا نہ معلوم کس قدر جھوٹ اور افترا پر مشتمل ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی ہی مسئلہ امکان کذب کا موجب ہے اور وہ کذب الہی کو محال نہیں مانتا۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ یکروزہ میں لکھتا ہے۔

لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی  
مسطور باشد بلکہ  
ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا  
محال ہو۔

تو اب اس استاد مصنف کا صریح جھوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔ کہ خود اسماعیل دہلوی تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں کذب الہی کو محال نہیں مانتا۔ اور یہ مفتری صاف لکھتا ہے کہ دہلوی جی کذب الہی کو محال فرماتے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ اور اس پر یہ جرأت و دلیری ملاحظہ ہو۔ فلعتة اللہ علی الکاذبین۔

بلکہ اس استاد نے اس شاگرد مصنف کے منہ پر بھی تھوک دیا کہ یہ مصنف اسی شہاب ثاقب کے ص ۱۲ پر لکھتا ہے۔

مولانا گنگوہیؒ بمحض اتباع مولانا شہیدؒ مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوئے ہیں یہ قول ان کا محض افتراء و جہالت ہے مولانا گنگوہیؒ نے سلف صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔

اس میں مصنف نے دو باتوں کا اقرار کیا ایک یہ کہ اسماعیل دہلوی امکان کذب کے قائل یقیناً تھے دوسرے یہ کہ گنگوہی جی نے مسئلہ امکان کذب میں صرف دہلوی جی کا اتباع نہیں کیا ہے بلکہ اور سلف کا بھی کیا ہے۔ تو اس سے دہلوی کا قائل امکان کذب ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور گنگوہی جی کا بھی قائل امکان کذب ہونا اور دہلوی کے اتباع میں



اس کا قائل ہونا ثابت ہوا۔ اور لقبول صاحب جہد المقل دہلوی صاحب اگر کذب کے  
 محال ہونے کے قائل ہوتے تو مصنف نہ تو دہلوی کی طرف امکان کذب کی نسبت  
 گوارہ کرتا نہ گنگوہی کو اس مسئلہ میں ان کا متبع لکھتا۔ بلکہ یہ کہتا دہلوی تو بجائے امکان کذب  
 کے کذب کے محال ہونے کے قائل ہیں تو وہ مخالف مسئلہ امکان کے ہوئے۔ اور گنگوہی  
 چونکہ امکان کے قائل ہیں تو یہ دہلوی کے متبع کیسے بلکہ مخالف قرار پائے۔ تو مصنف  
 کے نزدیک دہلوی صاحب کذب کو محال نہیں مانتے۔ لہذا مصنف میں اور اس کے  
 استاذ میں تمبیاد ہو گیا۔ اب اس میں ضرور ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے تو ظاہر ہے  
 کہ اس میں مصنف سچا ہے کہ اسکی تائید خود دہلوی کا بیکروزی کا کلام کر رہا ہے اور استاذ صاحب  
 سخت جھوٹے ہیں کہ خود دہلوی اسکی تکذیب کر رہا ہے۔ تو اس استاذ صاحب نے اپنے کذاب  
 شاگرد کو بھی جھوٹ بولنے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

نیز صاحب جہد المقل یہ کہتا ہے کہ دہلوی کے متبعین بھی کذب کو محال فرماتے ہیں۔  
 اور ان کے متبعین میں جناب گنگوہی جی چوٹی کے متبع ہیں کہ یہ اس کی ہر ہر بات کو آنکھیں  
 بند کر کے مانتے ہیں۔ تو اس کے قول کے بموجب گنگوہی جی کا مذہب بھی یہی ہوا کہ کذب  
 الہی محال ہے۔ لیکن اس کے خلاف اسی شہابِ ثاقب میں تصریح موجود ہے کہ۔

مسئلہ امکان (کذب) کے البتہ حضرت مولانا (گنگوہی) اور ان کے متبعین حسب  
 رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں۔

تو ان ہر دو باتوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے ظاہر ہے کہ مصنف ہی سچا  
 ہے کہ گنگوہی جی پہلے ہی امکان کذب کے مدعی تھے پھر وہ وقوع کذب کے قائل ہو  
 گئے جیسا کہ اس سے پہلی فصل میں ثابت ہو چکا۔ تو صاحب جہد المقل کا ان کے لیے یہ کہنا  
 کہ وہ کذب کو محال کہتے ہیں کیسا صریح افترا اور جیتا جھوٹ ہے۔

تو مصنف صاحب آپ ایسے جھوٹے مفتری کے جھوٹے کلام کو اپنی دلیل بنا  
 کے لائے تھے۔ اور پھر دلیل بھی ایسی ذلیل جس نے تمہارے دعوے ہی کا قلع قمع کر دیا

۱۰ :- شہابِ ثاقب ص ۱۰۱



پھر مصنف شہابِ ثاقب میں ہم اہلسنت کی سچی باتوں کو افترا کہہ کر اپنی صفائی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ خداوند اکرم جل و علا شانہ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو۔ یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندیق کہتے ہیں۔

جب گنگوہی جی اور اس کے متبعین کا مذہب اور عقیدہ امکانِ کذبِ الہی بلکہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ خود انہیں کے فتوؤں، رسالوں سے ثابت ہو چکا تو پھر اہلسنت کا یہ کہنا بالکل بیس و برحق ہے کہ معاذ اللہ۔ دیوبندی قوم خدا کو کاذب بالفعل کہتی ہے۔ ان کے نزدیک خدا کے کلام میں جھوٹ ہو سکتا ہے۔ مصنف کا اس کو غلط یا افترا کہنا صرف اس کی منہ زوری ہے اور عوام کو مغالطہ دینا اور فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ مصنف صاحب اگر تمہارے اکابر قائل امکانِ کذب اور قائل وقوعِ کذبِ الہی کو کافر اور زندیق جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا۔ اور ہم اہلسنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا۔ اور اگر تمہارے اس دعوے میں سچائی اور صداقت کا کچھ شائبہ بھی ہے تو تمہارے ہی اقرار سے گنگوہی اور اس کے متبعین امکانِ کذبِ الہی کے قائل ہیں تو ان سب پر کفر کا فتویٰ صادر کرو اور ہر ایک کو نام بنام کافر و زندیق لکھو۔ چھاپو۔ شائع کرو۔ مگر تم کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ تو تمہارا یہ حکم محض مکرو فریب ہے۔ عوام کے مغالطہ کے لیے ہے۔

خدا محفوظ رکھے اب تو اس ظالم کے مکروں سے

پھر مصنف اپنی اور اپنے اکابر کی جہالت کو ان الفاظ میں اچھالتا ہے۔

(ہمارے اکابر) صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند اکرم جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے۔

۱۰۵۔ شہابِ ثاقب ص ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ شہابِ ثاقب ص ۱۰۶۔



اس جاہل کو اور اس کے اکابر جہلا کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حیب اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہوا۔ تو محال بالذات تحت قدرت داخل نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر کی عبارات میں گذر چکا تو پھر اس کے لیے قدرت علی الکذب اور امکان کہاں سے ثابت ہوگا۔ اور ساری دیوبندی تعمیر ہی منہدم ہو جائے گی۔ اور حیب گنگوہی کا وقوع کذب کا بھی فتویٰ موجود ہے تو پھر خدانہ جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہوا۔ اس کا کذب ہونا مستحیل بالذات ثابت ہو سکا۔ مصنف کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی کہ اپنے اکابر کا مذہب بدل کر پیش کرتا ہے۔

## حسین احمد ٹانڈوی کی ڈینگیں اور ان کا جواب

پھر مصنف نے شہابِ ثاقب کے ص ۱۶ میں کچھ تو اہل سنت کو گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ کچھ اعلیٰ حضرت قدس سترہ کو دل بھر کر کوسا تو یہ ہم نے بار بار عرض کر دیا ہے کہ ہم گالیوں کا تو کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔ لیکن اس میں اہلسنت کے بالمقابل ہزاروں مناظروں اور خصوصاً مرتضیٰ حسن درہنگی کے چیلنجوں اور رسالوں کا بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور اپنے رسائل کی لاجوابی اور اپنے مناظروں کی کامیابی کی ڈینگیں ماریں ہیں۔ ان کا جواب ضرور دیتا ہوں کہ معبود کاذب بالفعل کے پجاریوں کا جب مذہب ہی یہ ہے کہ جھوٹ عیب نہیں۔ جھوٹ ان کے معبود کی صفت ہے تو انہیں جھوٹ بولتے ہیں کس کا ڈر اور خوف ہو۔ اور خاص کر بحث امکان کذب ہی میں اگر دل بھر کر جھوٹ نہ بولا جائے گا تو کذب ثابت کیسے ہوگا۔ اس مصنف نے تو یہ طے ہی کر لیا ہے کہ اگر میں جھوٹ کو دلائل سے ثابت نہ کر سکا تو اس کی کو اپنے عمل سے پورا کیسے دیتا ہوں۔ تو یہ اپنی جماعت کے کارناموں پر اتر آیا۔ اپنی تصانیف کو یہ دکھایا کہ اہلسنت نے ان کے جواب نہیں دیئے۔ یہ جھوٹ ہے کذب ہے۔ ہمارے علماء اہلسنت نے ان کے قابل جواب رسائل کے جواب لکھے۔ چھاپے شائع کیے جن سے کتب خانے لبریز ہیں۔ وہاں یہ سب سے بڑی کتاب تقویۃ الایمان ہے اس کے چالیس رد تو وہ ہیں جو انوار آفتاب صداقت



نے شمار کرائے۔ براہینِ قاطعہ کا جواب دوسری ایڈیشن انوارِ ساطعہ ہے۔ حفظ الایمان و سبط  
البنان کے جواب میں دو رسائل لکھے گئے۔ ایک واقعات السنان ہے۔ دوسرا ادخال السنان  
ہے۔ المہند کا جواب راد المہند ہے۔ سیفِ یمانی جو ساری دیوبندی قوم کی مجموعی محنت کردہ  
کتاب تھی اس کا جواب میں نے روسیٹ یمانی درجوف لکھنوی دتھانی... لکھا اس کے  
علاوہ اور بھی کتب ہیں۔ اور ان جوابوں کو مصنفین کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا لیکن  
آج تک کسی دیوبندی کو ایک حرف لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مرتضیٰ حسن درہنگی کے رسائل  
اور آپ کی اس شہابِ ثاقب کے جوابات محض اس بنا پر نہیں لکھے گئے کہ ان میں سوائے  
گالی گلونج، سب و شتم، افترا و کذب کے کوئی علمی بات نہیں تھی۔ اب باقی رہے مناظرے  
تو تخمیناً پچاس برس سے۔ اکثر مناظروں میں میں نے شرکت کی ہے۔ آپ کو یا مرتضیٰ حسن  
درہنگی کو کبھی مناظرہ کرتے دیکھا نہ مناظرہ گاہ میں موجود دیکھا۔ بلکہ جہاں آپ ہر دو صاحبان  
کو علماء اہلسنت نے گھیرا تو حضرت فزارا کی گردان کرتے ہوئے آپ رخصت ہو گئے  
بھوٹ بولتے ہوئے افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ آج تک تمہارے مناظرہ ہر مناظرے  
میں ذلیل ہوئے لا جواب ہوئے۔ ساکت و مبہوت ہوئے۔ مناظرہ گاہ سے کتابیں حتیٰ کہ  
جو تیاں تک پھوڑ کر بدحواس ہو کر بھاگے۔ اور وہ شیر کے شیر ہی رہے جہاں کبھی تمہارے  
اکابر نے مناظرہ کا نام بھی سن لیا تو اسے پولیس الغیثا۔ اے داروغہ المدد کے نعرے لگانے  
شروع کر دے۔ اور مکان کی چہار دیواری میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ گئے۔

مفتی سنبھل علیہ الرحمہ کا فیصلہ کن مناظرہ کے لیے چیلنج | اگر میں ہر ہر مناظرہ کی  
تمہاری شکستوں اور

فراروں۔ اور علماء اہلسنت کی عظیم الشان کامیابیوں اور فتحوں کے مختصر واقعات بھی پیش  
کروں تو یہ رسالہ طویل ہو جائے گا تو اب ایک فیصلہ کن مناظرہ ہی کا چیلنج دیتا ہوں بھٹت  
آپ کے اور میرے درمیان انہیں آپ کے باب ثانی کی عبارات پر گفتگو ہوگی۔ آپ  
مناظرہ کا کل انتظام کر کے مجھے مطلع کیجئے میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ پھر دنیا دیکھ  
سیگی کہ آپ کیسے شیر ہیں۔ اور آپ کے پاس کیا علمی سرمایہ ہے۔ اور آپ کے عقائد اہلسنت و جماعت



کے عقائد کے کیسے مخالف ہیں۔ اور آپ سلف صالحین کے اعمال و عقائد کے کتنے دشمن ہیں اور آپ دائرہ اسلام سے کتنے کوسوں دور ہیں۔ اور پھر جہان واقف ہو جائے گا کہ اب آپ مناظرے سے کس قدر ٹال مٹول کرتے ہیں۔ اور میدانِ مناظرہ میں آپ کس طرح پسپا ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے لاجواب و مسہوت ہو کر کس طرح دم دبا کر بھاگتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ مصنف مناظرے کے لیے تیار ہوتا ہے یا بغلیں جھانکتا ہے اگر تمہیں اپنے شیر کہنے کی کچھ بھی لاج ہے اور اپنی ڈینگیں مارنے کا کچھ بھی پاس ہے۔ اور اپنی تعبیوں کا شکر بھر لحاظ نہ نظر ہے۔ تو مناظرہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے اکابر کے سروں پر سے کفری بوجھ اتار دو۔ اور اپنا مسلمان ہونا۔ اور متبع سلف صالحین ہونا ثابت کرو۔ اور ہمیں تاریخیں مقرر کر کے کسی مشہور دہلی جیسے شہر میں طلب کرو۔ ہم نے تمہارے چیلنج مناظرہ کا جواب دے دیا۔ اب ہر شخص فیصلہ کر لے گا۔ کہ مناظرہ کے لیے کون تیار ہے۔ اور کس میں مناظرہ کی ہمت ہے اور کون مرد میدان ہے اور کون شیر ہے۔ اور کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

## فصل خاص اور عبارات براہین قاطعہ

مصنف نے براہین قاطعہ کے مصنف ظاہری کی تعریف میں پہلے تین سطریں سیاہ کیں اور اپنے ذہن میں یہ طے کر لیا کہ ان کی صفائی کے لیے یہ اوصاف ہی کافی ہو جائیں گے۔ پھر اپنے اس ناپاک تخیل کی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ الزام قائم کرنا چاہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے۔

مؤلف براہین قاطعہ پر تہمت لگائی کہ معاذ اللہ وہ شیطان لعین کو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم و اوسع علماً کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کذب محض اور دروغِ خالص ہے۔

۱۰ :- شہابِ ثاقب ص ۱۰۰۔



جواب :- لاریب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو یہ فرمایا بالکل سچ ہے۔ براہین قاطعہ چھپی ہوئی کتاب موجود ہے کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے وہ کتاب بارہا طبع ہو چکی ہے۔ اس کے ہزاروں نسخے آج موجود ہیں۔ ہر اردو خواں اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ اور سچائی اور جھوٹ کا امتحان کر سکتا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں ہے۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ شیطان و ملک الموت کے لیے تو ساری زمین کے علم کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کے بالمقابل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ساری زمین کی وسعت علمی ثابت کرنے کے لیے کوئی نص قطعی وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے بغیر کسی دلیل کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر کہ حضور ان سے افضل ہیں ساری زمین کی وسعت علمی ماننا نصوص قطعہ کے خلاف ہے۔ اور شرک ہے۔

براہین کی یہ عبارت ایسی صاف اردو ہے جس کو پڑھ کر ہر معمولی اردو کا پڑھنے والا یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے براہین قاطعہ کے جس مضمون کو تحریر فرمایا ہے وہ مضمون یقیناً اس عبارت براہین قاطعہ میں بعینہ موجود ہے کہ مؤلف براہین قاطعہ نے واقعی شیطان لعین کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم (یعنی زیادہ علم والا) اوسع علم (یعنی علم میں زائد وسیع) کہا کہ حضور علیہ السلام کے لیے تو ساری زمین کی وسعت علمی حاصل نہ مافی اور شیطان لعین کیلئے ساری زمین کی وسعت علمی حاصل مافی تو اس کا نتیجہ کھلا ہوا یہ ہی تو قرار پایا کہ

۱۰ :- براہین قاطعہ مطبوعہ ہلالی ساڈہ پورہ ص ۱۰۰۔



شیطان حضور سے علم و ادب علمائے ساری زمین کی وسعت علمی کے حاصل ہونے کی بنا پر ہوا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا حتام الحرمین یا تمہید الایمان میں یہ تحریر فرمانا بالکل صحیح اور حق ہے۔ اب مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس دعوے کو کذب محض اور دروغِ خالص کہنا اور انہیں مؤلف براہین پر ہمت لگانے والا قرار دینا خود اس مصنف کے دروغ گو اور کاذب و مفتری ہونے کے لیے کافی ہے۔ مصنف نے اس فصل میں ایک ورق سے زائد سیاہ کر ڈالا۔ مگر سوائے یادہ کوئی کے کچھ نہ کہہ سکا۔ باوجودیکہ حتام الحرمین میں اعلیٰ حضرت نے براہین قاطعہ کی اس قدر اصل عبارت بھی تحریر فرمادی جتنی پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے، مگر مصنف کی منہ زوری اور جرات و دلیری ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے۔

اس کاذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے علم و ادب علمائے اور اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں ملے

جواب :- اس کذاب مصنف کی دلیری دیکھئے کہ حتام الحرمین میں براہین کی وہ خط کشیدہ اصل عبارت مع قید صفحہ کے موجود ہے اور اس میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کو وسعت علمی نص سے ثابت اور فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علمی کسی نص سے ثابت نہیں تو اس میں صراحت ہی تو یہ اقرار ہوا کہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے علم و ادب علمائے مصنف اس عبارت براہین کی کوئی ایسی تاویل تو کر نہیں سکا جس سے اس عبارت کی مراد بدل جائے یا اعلیٰ حضرت قبلہ کے بیان کردہ مضمون کے سوا کوئی اور معنی پیدا ہو جائیں۔ تو یہ عبارت براہین اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ مضمون میں صریح اور ظاہر المراد ہے۔ یہاں تک کہ ہر اردو خواں اس عبارت براہین کے پڑھنے کے بعد اور کوئی دوسرے معنی نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ خود مصنف نے بھی مجبور ہو کر اس عبارت براہین کے یہی معنی

لے نہ شہابِ ثاقب ص ۱۰۰۔



سمجھے اور بیان کیئے۔

## حسین احمد ٹانڈوی اقبالی محسباً ثابت ہو گیا

چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

پس مضمون اس تقریر پر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو  
انہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔

دیکھو! اب مصنف نے بھی عبارت براہین کا مضمون یہی بیان کر دیا کہ حضور علیہ السلام  
کو ایک خاص علم کی وسعت نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو اس خاص علم کی وسعت دی  
گئی۔ تو اب مصنف کے نزدیک بھی ابلیس لعین اس خاص علم کی وسعت کی بنا پر حضور علیہ السلام  
سے اعلم و اوسع علماً قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہو گیا۔ لہذا اب مصنف  
کے نزدیک بھی براہین میں یہ تصریح ہو گئی کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے  
اور وہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے۔ مصنف صاحب ابوتہارے ہی منہ سے عبارت  
براہین میں وہ تصریح کرادی۔ اور تم پر اقبالی ڈگری ہو گئی۔ اور ابوتہارے بھی اس عبارت  
کا براہین قاطعہ میں پتہ چل گیا۔ تو کاذب کا لفظ اب تمہارے اوپر ہی صادق آگیا۔ اور  
تمہاری اقرار کی ہوئی نسیم الریاض کے حکم تکفیر سے انبیٹھی جی و گنگوہی جی کافر ہو گئے۔  
مصنف کو یہ جاہلانہ گفتگو کر کے سخت شرمندگی بھی اٹھانی پڑی اور اس کے اکابر پر  
حکم کفر اب خود اس کے اقرار سے بھی ثابت ہو گیا۔ نیز مصنف کی یہ کتنی شرمناک بات ہے  
کہ اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں۔ براہین قاطعہ ہزار ہا کی تعداد میں موجود  
ہے۔ ہر اردو خواں اس عبارت کو براہین میں تلاش کر کے اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ عبارت  
براہین کی تصحیح نقل کر سکتا ہے مصنف کو ایسی کمزور اور ذلیل باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں

۱۱۳۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۳۔



آتی اس سے یہی بہتر ہوتا کہ یہ کہہ دیتا کہ براہین قاطعہ کوئی کتاب ہی نہیں ہے تو اس کو جواب میں یہ اوراق سیاہ کرنے کی محنت تو نہ اٹھانی پڑتی اور اتنے تھوٹ پونے اور گالیاں لکھنے سے نجات ملجاتی۔ اور مصنف اب اپنی اس بات پر پتھر مارے کہ:-

عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز صریح اس معنی پر نہیں بلکہ

کیونکہ مصنف نے خود ہی وہ معنی بتا کر یہ ثابت کر دیا کہ عبارت براہین قاطعہ اسی معنی میں صریح ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کے معنی تحریر فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ سے ابلیس کو زیادہ علم ہے اور وہ اعلم و اوسع علماً ہے، لہذا مصنف کو چاہیے اب تو انہیں اور کنگوہی پر کفری فتوے دے۔ اور اعلیٰ حضرت کی موافقت کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونے پر ایمان لائے۔

## حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آمیز مطالبہ

پھر مصنف کا ایک نہایت جہالت آمیز مطالبہ ملاحظہ ہو۔

(بتاؤ براہین قاطعہ میں) کہیں لفظ اعلم کا آیا ہے یا کہیں ابلیس کو اوسع علما کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے یہ بحث صفحہ ۴۶ سے لے کر ۴۸ تک لکھی ہوئی ہے مگر کوئی متنفس ان الفاظ کو کہیں سے نہیں نکال سکتا۔

تو مصنف کی اگر کتب دینیہ پر نظر ہوتی تو ہرگز ایسی جہالت کی بات نہ کہتا۔ اگر قواعد مذہب معلوم ہوتے تو ہرگز ایسا جہلانہ سوال نہ کرتا۔ اگر اصطلاح فقہیہ پر اطلاع حاصل ہوتی تو ایسا کٹر مطالبہ نہ کرتا۔ تو پہلے اس کے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ہی دکھا دیا جائے۔ تو مصنف کے اس کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کسی شے کے الفاظ خاص نہ پائے گئے تو اس کے معنی مراد اور مضمون مقصود اور ان پر دلالت و حکم بھی نہ پایا جائے گا۔ مثلاً۔

۱۰ :- شہاب شاقب ص ۱۰۸ :- شہاب شاقب ص ۱۰۸ :-



ایک عورت کو اپنا نکاح کرنا ہے اور وہ بوقت اجازت لفظ نکاح تو نہیں بولتی بلکہ بجائے اس کے ہبہ یا صدقہ کے الفاظ اس طرح کہتی ہے کہ میں نے اپنا نفس اُسے ہبہ کر دیا یا اُسے صدقہ کر دیا۔ تو فقہاء کرام کے نزدیک تو اس نے اگرچہ بجائے لفظ نکاح کے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے لیکن نکاح ہو گیا۔ کیونکہ نکاح کے معنی مراد اور مضمون مقصود پر ہبہ اور صدقہ کے الفاظ نے دلالت کی تو حکم وہی ہوا جو لفظ نکاح کے کہنے میں ہوتا۔ اسی طرح کسی شوہر نے اپنی بیوی کو بجائے لفظ طلاق کے لفظ تلاغ کہا۔ اور یہ کہا۔ میں نے تجھے تلاغ دی۔ تو فقہاء کرام کے نزدیک تو لفظ تلاغ سے بھی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ کیونکہ طلاق کے معنی مراد اور مضمون مقصود پر تلاغ کے لفظ نے دلالت کی۔ اور حکم وہی ہوا جو لفظ طلاق کے کہنے میں ہوتا۔

لہذا ان فقہانے قاعدہ بیان فرمایا۔ العبرة للمعانی دون الالفاظ یعنی اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا۔

یہ احکام فقہ کی درسی کتابوں میں بھی ہیں مگر اس نادار مصنف کو اتنا دیکھنا کب نصیب ہوا ہوگا۔ لہذا ہمارے بے علم مصنف کے نزدیک پہلے مسئلہ میں عورت نے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے ہیں اور لفظ نکاح نہیں کہا ہے تو ہرگز ہرگز ہبہ اور صدقہ کے الفاظ سے نکاح نہ ہوگا۔ فقہاء کے دلالت کردہ معنی مراد اور مضمون مقصود پر جو حکم نکاح دیا ہے وہ غلط ہے اسی طرح مسئلہ ثانیہ میں شوہر نے لفظ تلاغ کہا ہے۔ لفظ طلاق تو نہیں کہا تو لفظ تلاغ سے ہرگز ہرگز طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقہانے دلالت معنی مراد اور مضمون مقصود کی بنا پر جو حکم طلاق دیا ہے وہ غلط ہے۔

یہ ہر دو مثالیں تو علمی تھیں شاید مصنف کے ذہن کی رسائی نہ ہو سکے۔ اب ایک مثال اس کی سمجھ کے موافق اور بھی پیش کر دوں۔ کوئی مولوی صاحب اپنے وعظ میں کہیں قرآن مجید میں ہے کہ نماز فرض ہے۔ مجلس میں سے فوراً ایک جاہل ان سے دریافت کرے کہ مولوی صاحب سارے قرآن مجید میں بھٹے یہ الفاظ کہیں دکھا دو کہ نماز فرض ہے میں قرآن مجید



کا حافظ ہوں الحمد سے لے کر والناس تک کا ایک ایک کلمہ مجھے خوب یاد ہے کہیں اس میں یہ الفاظ آئے ہی نہیں کہ نماز فرض ہے۔ تم ہرگز ان الفاظ کو نہیں دکھا سکتے۔ لہذا تم سخت کاذب ہو۔ دروغ گو ہو۔ مفری ہو۔ تو مصنف صاحب اب بولو کہ اس جاہل حافظ کا جیسا جہالت امیز مطالبہ ہے اسی طرح تمہارا بھی جہالت امیز مطالبہ ہو یا نہیں۔

لہذا اس جاہل حافظ کے مطالبہ کا آپ جو جواب دیں وہی جواب ہماری طرف سے آپ کے مطالبہ کا ہے۔ کہیے اب تو آپ کو اپنے مطالبہ کا جہالت امیز ہونا ظاہر ہو گیا ہو گا۔ مصنف صاحب آپ اپنی جاہل دیوبندی قوم کے سامنے ان جہالت امیز باتوں کو پیش کر کے خوش ہو جاتے ہوں گے۔ لیکن اہل علم ہی نہیں بلکہ ہر سمجھدار اور دو خواں بھی آپ کی اس جاہلانہ مطالبے پر کس قدر بڑی رائے قائم کرتا ہو گا اور آپ کی اس لفظی ایر پھیر کو کس حقارت کی نظر سے دیکھتا ہو گا۔ اور پھر اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو کیا آپ کی اس عیاری سے ایشیٹھوی و گنگوہی کے سروں سے کفر کا بار اتر گیا۔ اور عبارت براہین کے مضمون کا توہین ہونا ختم ہو گیا۔ بلکہ اس لفظی بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ عبارت براہین اپنے کفری معنی میں ایسی متعین ہے کہ تم سے کوئی ضعیف سے ضعیف تاویل نہ ہو سکی اسی بنا پر تم لفظوں کے ایر پھیر پر اتر پڑے۔ اور ایک ورق اسی لغو و بے ہودہ بات میں سیاہ کر دیا۔ اور پھر اس مصنف کا ایک مرتج بھوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔

## حسین احمد ٹانڈوی کے مرتج بھوٹ کا جواب

اس دریدہ دہن نے تو علماء حرمین کے آگے یہ ظاہر کیا کہ براہین میں اس امر کی تصریح کی ہے جس سے علماء حرمین کو دھوکہ دیا گیا۔ مخلصاً۔  
جواب :- مصنف نے اس میں ایک بات تو یہ ظاہر کی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے



علماءِ حریم کے سامنے اصل عبارت براہین کو اور اس کے عربی ترجمہ کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اپنے ان الفاظ (ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے) کی عربی بنا کر علماءِ حریم کے سامنے پیش کی ہے تو یہ مصنف کا کذبِ محض اور صریح افتراء ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کی اصل عبارت کا عربی ترجمہ کر کے اس طرح پیش کیا ہے۔ چنانچہ حتام الحریم میں ہے:-

وہذا نصہ الشنیع بلفظہ  
الفظیح ص ۴ شیطان و ملک  
الموت کو الخ ای ان ہذا السعۃ  
فی العلم ثبتت للشیطان و  
ملك الموت بالنص،  
وای نص قطعی فی سعۃ علم  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
حتى تردیہ النصوص جمیعا  
وینت شرک وکتب قبلہ ان  
هذا الشرک لیس فیہ حیۃ  
خردل من ایمان لہ

اب حتام الحریم کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علماءِ حریم کے سامنے براہینِ قاطعہ کی بعینہ اصل عبارت کو پیش کیا۔ ہر شخص اس عبارت کی براہینِ قاطعہ کی عبارت سے تصحیح نقل کر سکتا ہے۔ لہذا اس مصنف کا اس پہلی بات میں کس قدر کذاب و مغتری ہونا ظاہر ہو گیا۔

مصنف نے دوسری بات یہ کہی تھی کہ علماءِ حریم نے براہینِ قاطعہ کی اصل عبارت پر



کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہیں یہ دھوکا ہو گیا کہ وہ اعلیٰ حضرت کے پیش کردہ مضمون عبارت براہین قاطعہ پر جس کو اعلیٰ حضرت نے اپنے الفاظ مذکورہ میں لکھا ہے۔ اس پر علماء حرمین فتوے کفر کا تحریر فرمائیں تو ہم مصنف کے اس کذبِ خالص اور صریح افترا کی حقیقت کا بھی اظہار کر دیں۔ مصنف کے مسلم مفتی الشافعیہ حضرت محقق مولانا السید احمد برزنجی مصنف غایۃ المامول ہی کے فتویٰ کا اتنا جز نقل کرتا ہوں۔

## حسین احمد ٹانڈوی کے مسلم مفتی کا فتویٰ

لیکن رشید احمد گنگوہی کا وہ قول جو اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعاً ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ سے کفر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا

اما قول رشید احمد الکنکوہی المذكور فی کتابہ الذی سماہ بالبراہین القاطعہ ان هذه السعة فی العلم تثبت للشیطان وملك الموت بالنص وای نص قطعی فی سعة علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی ترد یہ النصوص جمیعا ویتثبت شرک الہو کفر من وجہین وجہ الاول انه صریح فی ان ابلیس واسع العلم دونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهذا استحقاق صریح بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والوجه الثانی انه جعل اثبات سعة العلم



اور چاروں مذاہب کے اماموں  
نے تصریحات فرمائی ہیں کہ نبی  
علیہ السلام کی شانِ اقدس گھٹانے  
والا کافر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی  
ایمان کی کسی بات کو شرک و کفر  
بھڑائے وہ کافر ہے۔

لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم شرکاً وقد نص ائمة المذاهب  
الاربعة على ان من استخف  
برسول اللہ کافراً من جعل  
ما هو من الايمان شرکاً و  
کفراً کافر ہے

تو اس فتوے سے ثابت ہو گیا کہ علماءِ حرمین شریفین نے اصل عبارتِ براہینِ قاطعہ  
کو نقل کر کے اسی پر حکم کفر دیا ہے اور انہیں کسی طرح کا دھوکہ نہیں ہوا ہے۔ اب اس  
کاذب و مفتری مصنف کی یہ دوسری بات بھی محض کذب اور صریح افترا قرار پائی مصنف  
کو اپنے اوپر لعنة اللہ علی الکاذبین پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔

## ٹانڈوی کی مجبوط الحواسی پر مفتی صاحب کی گرفت

پھر مصنف نے براہینِ قاطعہ کے بعض مضامین فضائل کو دلیل بناتے ہوئے اس  
کفری عبارت کی صفائی میں ایک یہ حیلہ ایجاد کیا جس کو وہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔  
کوئی ادنیٰ مسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضور علیہ السلام نہیں کر سکتا  
کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو چہ جائیکہ ایک عالم متبحر جس کی تمام عمر دینیات  
کی کتابیں پڑھاتے ہوئے ہو گئی ہزاروں علماء اس سے کتبِ درسیہ و دینیہ  
پڑھ کر مدرس و ہادی خلق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہو سکتا ہے  
اور نہ وہ لکھے گا۔

یہ تو ظاہر ہو گیا کہ مصنف براہینِ قاطعہ والی عبارت کی کوئی ایسی توجیہ و تادیب  
پیش نہیں کر سکا جس سے اس کے اوپر سے حکم کفر اٹھ جائے۔ مصنف نے اس



کوشش میں بہت سی کر دہیں بدلیں۔

○ کبھی اصل عبارت کے براہین میں ہونے ہی سے انکار کر ڈالا۔

○ کبھی اعلیٰ حضرت پر افسر کیا کہ انہوں نے علماء حرمین کے سامنے اصل عبارت ہی پیش نہیں کی۔

○ کبھی علماء حرمین پر دھوکہ کی یہ تہمت لگا دی کہ انہوں نے اصل عبارت براہین پر کفری فتویٰ نہیں دیا ہے۔

جن کی حقیقت ہم نے اچھی طرح ظاہر کر دی۔ اور مصنف کی عیاری اور فریب دہی کا پردہ ہم نے اچھی طرح چاک کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارت براہین قاطعہ میں اب بھی موجود ہے اسی عبارت پر علماء حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے تو اب مصنف اس عبارت کے انکار کو چھوڑ کر اور اس کے توہین آمیز معنے کو مان کر اس عبارت کو اٹیٹھوی صاحب کی طرف نسبت ہی سے انکار کرنے پر اتر پڑا کہ مولوی خلیل احمد جیسے متحجر عالم جنہوں نے عمر بھر دینیات کا درس دیا۔ ہزاروں کو پڑھا کر عالم بنایا وہ ایسی جہیت توہین نہ کر سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں تو گویا مصنف کے نزدیک کسی عالم متحجر استاذ العلماء سے نہ کوئی غلطی ہو سکتی ہے نہ کسی طرح کی کوئی لغزش ہو سکتی ہے۔ اور اس کے حرام یا کفر کرنے کا تو کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اور اگر وہ کوئی حرام کر ہی لے یا کفر تک ہی دے تو اس کے اوپر نہ فاسق ہونے کا حکم دیا جا سکے نہ کافر ہونیکا فتوے لگایا جا سکے تو پھر اگر کوئی استاذ العلماء متحجر عالم اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو مصنف کے نزدیک اس کی طلاق ہو نہیں سکتی کہ وہ طلاق کے مسائل سے پورا واقف، اس نے عمر بھر مسائل طلاق پڑھائے۔ ہزاروں کو مسائل طلاق کا عالم بنا دیا تو اسے نہ طلاق دینے کا خیال آسکتا ہے نہ وہ طلاق دے گا تو یہ مصنف تو اپنے ضابطہ کے تحت غالباً یہی فتوے صادر کرے گا کہ اس کی عورت ہرگز ہرگز مطلقہ نہیں ہو سکتی۔

**معلومات متعلقہ روحانی جدِ اعلیٰ و ہابیت و دیوبندیت**

اور اگر اس دیوبندی ضابطہ کو دیکھ کر کوئی دیوبند (شیطان) کا بندہ یہ کہنے لگا کہ ہمارا



پیشوا ابلیس دیو تو اس قدر زبردست متحجر عالم ہے کہ محیط زمین کی وسعت کا عالم تفصیل افلاک کا عالم علوم دینیہ و دنیویہ کا عالم علوم شریفہ و رذیلیہ کا عالم حتیٰ کہ اعلم الخلق نبی کریم علیہ السلام سے بڑا عالم اور پھر الیسا زبردست عالم جو کہ معلم الملکوت ہو۔ کروڑ نہیں بلکہ بے شمار فرشتوں کا استاذ ہو۔ اور باوجود اس علم و فضل کے ایسا عابد و متقی ہو جس نے نہ فقط محیط زمین بلکہ وسعتِ افلاک میں سجدے کیے ہوں۔ زبردست عبادتیں کی ہوں۔ خدا کا انتہا درجہ کا مطیع و فرماں بردار رہا ہوا پھر اپنی اطاعت کی بنا پر ایسے عہدوں پر عرصہ دراز تک فائز رہا ہو۔

### بقول علامہ صادی کے۔

- — چالیس ہزار برس تک خازنِ جنت رہا ہو۔
- — اسی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا ہو۔
- — بیس ہزار برس تک فرشتوں کو بند و وعظ کہتا رہا ہو۔
- — تیس ہزار برس تک ملائکہ کو بین کا سردار بنا رہا ہو۔ ایک ہزار سال تک روحانیوں کا پیشوا بنا رہا ہو۔
- — چودہ ہزار برس تک عرش کے گرد اطواف کرتا رہا ہو۔ اور

اس کا پہلے آسمان میں نام عابد اور دوسرے آسمان میں نام زاہد۔ اور تیسرے آسمان میں نام عارف۔ اور چوتھے آسمان میں نام ولی۔ اور پانچویں آسمان میں نام تقی۔ اور چھٹے آسمان میں نام خازن اور ساتویں آسمان میں نام عزازیل مشہور ہو تو اس کی طرف یہ ہرگز ہرگز خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اس نے خدا کے حکم کو نہ مانا ہو اور سجدہ سے انکار کیا ہو۔ قرآن کریم میں جو انکار سجدہ کی اس کی طرف نسبت ہے یہ کسی ادنیٰ سمجھ والے کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتی۔

کیئے مصنف صاحب اس دیو کے بندہ کا اپنے پیشوا دیو کی صفائی میں یہ استدلال صحیح ہے یا غلط ہے۔ اور اس سے شیطان کی طرف نافرمانی کی نسبت باطل قرار پائی



یا نہیں۔ اور شیطان پر کافر ہونے کا حکم حق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہیں شیطان کی صفائی کے لیے یہ استدلال غلط ہے اور اس کی طرف نافرمانی کی نسبت صحیح ہے۔ تو آپ نے اپنے ضابطہ کو خود ہی غلط کر دیا۔ اور اپنے استدلال کو خود ہی باطل قرار دیا۔ اور یہ بھی صاف بتائیے کہ وہ اگر دیوبند کا بندہ تھا تو آپ بھی دیوبندی ہیں اس نے اگر شیطان کو ایسا حید متحجر عالم مانا تو آپ بھی تو اسے ایسا عالم بحر و بر مانتے ہیں کہ اسے محیط زمین کی وسعت کا علم نص قطعی سے ثابت کر رہے ہیں۔ وہ اگر اس کو استاذ ملائکہ مانتا ہے تو آپ بھی تو اسے معلم الملکوت کہتے ہیں۔ وہ اگر اس کو علم میں سب سے فائق مانتا ہے تو آپ بھی تو اسے اعلم الخلق فخر عالم سے زائد علم ثابت کر رہے ہیں۔ تو بتائیے کہ آپ اس دیوبند شیطان کو آپ کافر کہتے ہیں یا مسلم موحّد۔ آپ اگر اس کو کافر کہیں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے اپنے پیشوا گنگوہی جی و انبیٹھی جی کے کفر سے بچانے کے لیے آخر میں سب سے بڑی دلیل یہی تو پیش کی ہے کہ انہوں نے عمر بھر دینیات کی کتابیں پڑھائیں ہزاروں ان سے پڑھ کر عالم و ہادی خلق بن گئے۔ یہی دلیل تو وہ دیوبند کا بندہ اپنے پیشوا دیوبند بلیس کے لیے پیش کر رہا ہے کہ گنگوہی جی و انبیٹھی جی نے تو زائد سے زائد پچاس ساٹھ برس ہی دینیات کا درس دیا ہو گا۔ ہمارے پیشوانے تو نہ فقط صد ہا ہزار ہا بلکہ لکھو کھا برس تک دینیات کا درس دیا ہے انہوں نے ہزاروں عالم و ہادی خلق بنائے ہیں اور ہمارے پیشوانے نہ فقط ہزار ہا بلکہ لکھو کھا بلکہ کروڑ ہا بلکہ بے شمار ملائکہ کو عالم و ہادی خلق بنایا۔ پھر انہوں نے زمین پر درس دیا ہے تو ہمارے پیشوانے آسمانوں پر درس دیا ہے۔ انہوں نے عوام انسانوں کو پڑھایا ہے تو ہمارے پیشوانے خواص ملائکہ کو بھی پڑھایا ہے۔ لہذا مصنف کی اس دلیل سے اگر گنگوہی جی و انبیٹھی جی کافر نہیں قرار پاتے تو اسی دلیل سے بدرجہ اولیٰ ہمارا پیشوا شیطان بھی کافر نہیں ٹھہرا۔ جب چھوٹا علم ان کو کفر سے بچا لیتا ہے تو بڑا علم کفر سے کیوں نہیں بچائے گا۔ جب چند سال کا درس دینا اور چند عالم و ہادی بنانا ان کے لیے فتوے کفر سے مانع ہے تو لکھو کھا برس کا درس دینا اور کروڑ ہا عالم و ہادی بنانا کیوں نہ فتوے کفر سے مانع ہو گا۔



لہذا مصنف صاحب اگر آپ کی اس دلیل سے گنگوہی جی و انبیٹھی جی مسلمان قرار پاتے ہیں تو اسی دلیل سے شیطان کو بھی مسلمان ٹھہرائیے تو پھر آپ کا دیوبندی ہونا علی وجہ الحال ثابت ہو جائے گا۔

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف اور دیوبندی قوم کے دلائل جن سے اپنے پیشواؤں کا اسلام ثابت کیا کرتے ہیں۔ کیا ایسے دلائل سے وہ مسلمان ثابت ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ پھر مصنف نے شہاب ثاقب ہی میں ابلیس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم ثابت کرنے والے کے کافر ہونے کا فتوے خود گنگوہی جی کا یہ نقل کیا۔

مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور ادفع علما کے وہ کافر ہے۔

جواب :- ہم گنگوہی جی کے ان متعدد فتاویٰ کا مطالبہ اور پھر ان کی تصحیح نقل کا مطالبہ مصنف سے اس وقت نہیں کرتے ہیں مگر اس قدر اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے یہ فتوے موجود ہوتے تو فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہوتے اور مصنف اپنی عادت کے موافق فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے انہیں لکھتا۔ لیکن جب اس نے حوالہ نہیں دیا تو ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کا ان الفاظ میں کوئی فتویٰ نہیں ہے۔ یہ اس مفتری کا افترا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ مصنف اپنے خصموں کی کتابیں گڑھ لیتا اور ان کے مطبع تراش لیتا ہے ان کے صفحات اور عبارات بنا ڈالتا ہے تو اپنے اکابر کے نام سے فتاویٰ کا بنا لینا اس کو کیا دشوار ہے۔ ہمیں مصنف سے گنگوہی جی کے ان متعدد فتاویٰ کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے پاس سوائے افترا کے اور کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ اس وقت تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جب گنگوہی جی کے ایسے متعدد فتاویٰ موجود ہیں اور مصنف اور ساری دیوبندی قوم ان کو مانتی ہے تو ان فتاویٰ سے



ظاہری مصنف براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد شبیٹھی کا کافر ہونا ثابت ہو گیا بلکہ خود گنگوہی جی مصنف حقیقی براہین قاطعہ کا کافر ہونا بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے یقیناً اسی عبارت براہین میں شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زائد مانا جس کا اعتراف مصنف نے بھی شہاب ثاقب کے ص ۱۳ پر کیا ہے۔ تو یہ فتاوے ان کے حق میں اقبالی ڈگری ہو گئے۔ مصنف نے یہ تو بہت آسانی کر دی کہ اب نہ نسیم الریاض کی عبارت تلاش کرنے کی ضرورت رہی نہ علماء حرمین کے فتاوے پیش کرنے کی حاجت رہی بلکہ مصنف نے انہیں مصنفین براہین کے فتاوے پیش کر کے خود انہیں کو کافر ثابت کر دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حق بات کبھی مخالفت و منکر کی زبان پر بھی جاری ہو جاتی ہے۔ تو مصنف صاحب اب تو ان کے کفر پر خود تمہارے اکابر کی مہر لگ گئی۔ اور فتوے صادر ہو گئے۔ تو جلد از جلد تو بہ کرو۔ اور ان کفری عبارات کی بیجا حمایت اور باطل تاویلات کرنے سے باز آؤ۔ اور علماء اہلسنت پر افسر کرنے۔ بہتان باندھنے۔ ان کو گالی گلوچ دینے سے اجتناب کرو۔  
وما علینا الا البلاغ۔

## فصل سادس اور عبارات براہین قاطعہ کی پہلی بحث

مصنف نے ایک صفحہ سے زائد تو علوم کے انواع و اقسام اور ان کے تفاوت مراتب اور ان کے مابین بحث اشرافیہ اور ہر علم کے کثرت مسائل وغیرہ کی غیر متعلق باتوں کو لکھ کر اپنی قابلیت کو اچھالا۔ لیکن نتیجہ پر اگر وہ ساری قابلیت جہالت سے بدل گئی۔ چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

اور ہر عاقل ہدایت اس کو بھی جانتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اس کے اس کمال میں جو اس نے باعتبار علوم کمالیہ و معارف علیہ حاصل کیے ہیں سر مو تفاوت نہیں ڈالتا۔

۱۰۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۔



مصنّف اپنے اکابر کی حمایت میں اندھا ہو گیا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ جس کو ہر شے کا علم عطا کیا گیا ہو اور اس کا کمال ہی یہ ہو کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے تو اُس کے لیے ادنیٰ درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ماننا صاف طور پر اس کے کمال جامعیت سے انکار کرنا ہے اور اس کی تنقیصِ شان کرنا ہے۔ اور یہ اقرار کرنا ہے کہ اسے ہر شے کا علم حاصل نہیں۔ ایسے جاہل نام کے عاقل انبیٹھ ہی میں جتے ہیں کہ انبیٹھ فقدانِ عقل میں ضرب المثل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ع

یہی کافی ہے وطن آپ کا انبیٹھ ہے

تو مصنّف کا بنیادی قاعدہ ہی غلط ہے بلکہ یہ قاعدہ ہی تنقیصِ شانِ رسالت کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مصنّف اس کے بعد اس قاعدہ پر یہ تصریح کرتا ہے۔

آپ ہی خیال فرمائیں کہ نجاست کا کیرا جو دن رات نجاست میں رہتا ہے۔ بے شک نجاست کے احوال و خواص سے اس قدر واقف ہے کہ جالینوس اور افلاطون کو مجتہد بریلوی کو ہرگز اس کی خبر نہیں علیٰ ہذا القیاس گڈریا بکریوں اور اس کے چرانے وغیرہ سے اس قدر واقف ہے کہ بڑے بڑے متورخ و ڈاکٹر کو اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے ادنیٰ علم میں اس قدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس متورخ و ڈاکٹر کو حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح علمِ شعر میں مبتنی اور ابو تمام اور فردوسی وغالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں ہے۔

جواب :- یہ فرض بھی کر لیجئے کہ جالینوس و افلاطون کو کیرے کی برابر نجاست کے احوال کا علم نہیں اسی طرح بڑے متورخ و ڈاکٹر کو بکریاں چرانے میں گڈریے کی برابر علم نہیں۔ اسی طرح حضرت امامِ اعظم کو شعر گوئی میں۔ مبتنی و ابو تمام فردوسی وغالب کی برابر

لہ :- شبابِ ثاقب منک و صلا۔



علم نہیں تو اس کا دعویٰ کس نے کیا ہے کہ انہیں ہر شے کا علم حاصل ہے۔ یہ علم الخلق میں، انہیں اگر بعض چیزوں کا بالکل علم بھی نہ ہو تو ہمارے اصل دعوے پر کیا اثر دے گا تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا علم عطا فرمایا۔ ان کو علم الخلق بنایا۔ مصنف کا اس دعوے کے جواب میں ان لوگوں کی مثالیں پیش کرنا بالکل مجتہد سے بیگانہ باتیں کرنا ہے جو اس کے اہتہائے جہل کی دلیل ہے۔ پھر مصنف کی ان مثالوں میں بھی مزید جہالت ملاحظہ ہو کہ کیرے کے لیے علم ثابت کرتا ہے اور اس کے علم کا جالینوس و افلاطون کے علم سے مقابلہ، اسی طرح چرواہے کے علم کا تورخ و ڈاکٹر کے علم سے مقابلہ، اسی طرح غالب و فردوسی وغیرہ کے علم کا حضرت امام عظیم علیہ الرحمۃ کے علم وسیع سے مقابلہ، اس جاہل نے اس تقابل میں کون سا تناسب مد نظر رکھ کر یہ مقابلہ کیا۔ اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ توہین کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے، کیا جالینوس و افلاطون کے مقابلہ میں نجاست کے کیرے کو لانا جالینوس و افلاطون کی توہین نہیں، کیا گڈریئے کے مقابلہ میں تورخ و ڈاکٹر کا ذکر کرنا اس تورخ و ڈاکٹر کی توہین نہیں، کیا غالب و فردوسی وغیرہ کے مقابلہ میں حضرت امام عظیم علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی لینا ان کی سمحت توہین نہیں، افسوس یہ دیوبندی قوم توہین خدا و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے کرتے اپنے احساس توہین کو اس قدر کھو بیٹھی کہ ان کو کسی کی توہین ہی نہیں معلوم ہوتی، یہ لوگ اگر اس کو توہین نہیں سمجھتے تو ہم ان کے پیشواؤں کو کہتے ہیں کہ بھنگی کو جو علم خاص حاصل ہے، ایسا قاسم نانوتوی کو حاصل نہیں چار کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا اشرف علی تھانوی کو حاصل نہیں، شیطان کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا رشید احمد گنگوہی کو حاصل نہیں، تو کیا دیوبندیوں کے نزدیک ہمیں نانوتوی و تھانوی و گنگوہی کی توہین نہیں ہوئی ضرور ہوئی۔ ذرا اس کو غور کرو اور حیا کرو۔ لیکن یہ مصنف تو ایسا گستاخ شان رسالت ہے کہ صاف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شہابِ ثاقب میں لکھتا ہے۔

ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو



آدی گئی ہے۔

۱

اور اس گستاخی کے باوجود اپنا نمائشی عقیدہ اور اپنے اکابر کا نمائشی عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے اور اسی شہابِ ثاقب میں لکھتا ہے۔

پس آپ مصداق اعطی علم الاولین والآخرین اور اعلم الخلائق قاطبہ ہوئے کوئی ادنیٰ شخص بھی حضور علیہ السلام کے علم الخلائق قاطبہ بالذات والصفات و افعالہ تعالیٰ اور حکم و اسرار و کلیات کو نہ وغیرہ ہونے میں شک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہوئے۔

جواب :- تو مصنف کو شرم نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم علم الاولین والآخرین اور اعلم الخلائق قاطبہ لکھ کر بھی ابلیس لعین کو حضور کے مقابلہ میں وسعت علمی ثابت کر رہا ہے تو اس میں اس مصنف نے کیا حضور علیہ السلام کی توہین نہیں کی کیا ان کے علم کو نہیں گھٹایا۔ لہذا اس نے ضرور توہین کی۔ تنقیصِ شان کی۔ علم شریف کو گھٹایا۔ بلکہ یہ نجاست کے کیڑے اور گڈریئے کے مقابلہ میں بھی حضور علیہ السلام ہی کا اسم گرامی لکھتا۔ لیکن مسلمانوں کے خوف کی بنا پر سکھ نہ سکا غرض اس کی بھی یہی ہے۔ چنانچہ علم شعر کے متعلق کھل کر کہا۔

## قرآن سے استدلال میں ٹانڈوی کی عیاریاں

خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ما علمنہ الشعر وما ینبغی لہم لے حضور علیہ السلام کو شعر نہیں سکھلایا اور نہ ان کے لائق تھا۔ پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم رویہ کا نہ جانتا انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا۔

جواب :- مصنف نے اس میں چند عیاریاں کیں۔

۱۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۱ - ۲۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۱ -

۳۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۱ -



پہلی عیاری یہ ہے کہ آیت وما علمناہ الشعر کا ترجمہ خلاف تصریحات مفسرین محض اپنی عرض ناپاک کی بنا پر غلط کر گیا۔ آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر کہنا نہ سکھایا یعنی حضور کو شعر کہنے کا ملکہ نہیں دیا تو اس میں علم شعر کی نفی نہیں ہے بلکہ ملکہ کی نفی ہے کہ علم بمعنی ملکہ کے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے دوسری آیت میں ہے۔ و علمندہ صنعتا لبوس لکم اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو تمہارے لیے ایک لباس (زرہ) بنانا سکھایا۔ یہاں بھی علم بمعنی ملکہ ہی کے ہے تو اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم شعر کی نفی نہیں ہے تو مصنف کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم شعر کی نفی کر کے غالب اور فردوسی اور تنبلی و ابو تمام کے لیے علم شعر ثابت کرنا یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور ان کے علم الخلائق قاطبہ ہونے کا صاف انکار ہے۔

دوسری عیاری یہ ہے کہ غالب و فردوسی وغیرہ کے لیے حضرت امام اعظم کے مقابلہ میں تو صرف وسعت ثابت کی اور ان کا حضور علیہ السلام سے جو تقابل کیا تو حضور سے علم شعر ہی کی بالکل نفی کر دی تو حضور مرے سے عالم شعر ہی ثابت نہ ہو سکے اور وہ علم شعر میں اعلم قرار پائے۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم علم الاولین والآخرین کا بھی انکار کر دیا۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی تنقیص شان اور مزح توہین کی۔

تیسری عیاری یہ ہے کہ مصنف کا کسی علم کو ردی یا ردیل کہنا غلط ہے، شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ اول ص ۵۲ پر فرماتے ہیں: علم فی نفسہ مذموم نیست ہرچونکہ باشد یعنی کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں چاہے کسی طرح کا ہو۔ لہذا مصنف کا کسی علم کو ردی یا ردیل کہنا غلط ثابت ہوا تو جو مصنف نے اس پر نتیجہ مرتب کیا تھا وہ بھی غلط ہو گیا۔

چوتھی عیاری یہ ہے کہ بحث تو حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف میں ہے۔ پھر اس کا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنا بحث کو تھوڑا دینا ہے مصنف نے قول بدہر کو کیوں پیش کیا۔ اس کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کے علم شریف پر کیا اثر نہ معلوم بے تعلق امور سے کیوں کتاب کو طویل کرتا ہے، پھر یہ مصنف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کے گھٹانے کے لیے یہ استدلال کرتا ہے۔

## حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور عیاری

خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ انتم اعلم باصوٰر دنیا کم کہ تم اپنی دنیا کی باتوں کے زیادہ جاننے والے ہو، اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان امور جزئیہ دنیاویہ کا بعض جگہ حضور علیہ السلام سے غائب ہو جانا اور نہ جاننا آپ کی علییت میں نقص ڈالتے رہے۔

جواب :- مصنف نے نمائشی عقیدہ اپنا اور اپنے اکابر کا محض عوام کو فریب دینے کے لیے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم علوم اولین و آخرین ہیں اور اعلم الخلائق قاطبہ ہیں۔ لیکن جو اصل عقیدہ و مابیہ تھا اس کا اب اظہار کیا کہ حضور علیہ السلام کو امور جزئیہ دنیاویہ کا علم نہ تھا، وہ امور آپ سے غائب تھے مصنف بتائے کہ ان کلمات حدیث میں کوئی سا کلمہ ایسا ہے جس کا یہ مفہوم ہو کہ حضور علیہ السلام امور دنیویہ کو نہیں جانتے تھے۔ یا وہ آپ سے غائب تھے اور جب کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے تو پھر اس نے حضور علیہ السلام کے علم شریف سے امور دنیویہ کی نفی اس حدیث سے کس طرح نکالی حقیقت یہ ہے کہ مصنف کو اپنے اکابر کی کفری عبارات کی حمایت میں حدیث شریف کا مضمون کچھ کا کچھ بتانا پڑا۔ اور حضور علیہ السلام کا علم وسیع گھٹانا پڑا۔ مصنف نے اس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث سے آنکھیں بند کر لی ہونگی کہ خود حضور فرماتے ہیں



رَفَع لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظُرُ إِلَيْهَا  
وَالْحَمْدُ مَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْ فِيهَا  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ  
إِلَى كَفِّتِ هَذِهِ ۝

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دُنیا کو  
ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور  
جو کچھ اس میں تاقبامت ہو نہوا ہے  
سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا  
ہوں جیسے اپنی اس سٹھیلی کی طرف۔

اس علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے والے کو شرح شفا شریف میں یہ  
عبارت نظر نہ آئی۔

## مُلَّاں علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
روشن معجزات میں سے یہ ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے  
معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات  
ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ  
جمع کیے، اور آپ کو دُنیا و دین کی تمام  
مصلحتوں پر اور امور دنیویہ اور اخرویہ  
کی اصلاح جن سے تمام ہوتی ہے ان  
پر اطلاع دیکر خاص کیا اس پر اعتراض  
وارد ہو سکتا ہے، ایک مرتبہ حضور نے  
ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل (یعنی خرما  
کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے،

وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِمُ الْبَاهِرَةِ أَيُّ  
آيَاتِهِ الظَّاهِرَةِ مَا جَمَعَهُ  
اللَّهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ أَيُّ الْعِزِّيَّةِ  
وَالْعُلُومِ أَيُّ الْكَلِيَّةِ وَالْمَدْرَكَاتِ  
الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ وَالْأَسْرَارِ  
الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ  
وَخَصَّنَا بِهِ أَيُّ مَا خَصَّنَا بِهِ مِنْ  
الْإِطْلَاقِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا  
وَالدِّينِ أَيُّ مَا يَتَوَبَّعُ بِهِ إِصْلَاحُ  
الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْآخِرَةِ يَتَبَرَّ  
وَأَسْتَشْكَلُ بِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَجِدَّ الْأَنْصَارِ يُلْقِحُونَ



التَّغْلَ فَقَالَ الْوَتْرُ كَتَمُوا فَتَرَكَوهُ  
فَلَمْ يَخْرُجْ شَيْئًا اَوْ اَخْرَجَ شَيْئًا فَقَالَ  
انْتُمْ اَعْلَمُ بِاَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَاَجِيبِ  
بِاَنَّهُ اِنَّمَا كَانَ ظَنًّا مِنْهُ لَا وَحْيًا  
وَقَالَ الشَّيْخُ سَيِّدِي مُحَمَّدُ السَّنُوسِيُّ  
اَرَادَ اَنْتَ يَحْمَلُهُمْ عَلٰى حَرْقِ الْعَوَائِدِ  
فِي ذٰلِكَ الْحَبَابِ التَّوَكَّلِ وَاَمَّا  
هٰنَا فَكَلِمَةٌ مِّمْتَثِلَةٌ اِقَالَ اَنْتُمْ  
اَعْرَفُ بِدُنْيَاكُمْ وَاَمَّا مِثْلُ  
تَحْمَلُوْا فِي سَنَةٍ وَاَمَّا  
سَتِيْنٌ لِّكَلِمَةٍ اَمْرٍ  
هٰذِهِ الْمُحَنَّةُ - اَنْتُمْ

مناکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ لائے  
حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے  
(تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو  
چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب  
آئے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو  
خوب جانتے ہو۔ اس اعتراض کا جواب  
دیا گیا کہ یہ حضور کا ظن تھا کوئی وحی اس  
بارے میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ شیخ  
سنوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ  
حضور نے ان کو حرق و خلاف عوائد پر  
براہیگنہ کرنے اور باب توکل کی طرف  
پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

انہوں نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام  
کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تعلق نخل نہ کرتے) تو انہیں تعلق کی  
محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

اس حدیث شریف اور اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو علوم کلیہ و جزئیہ مدرکات ظنیہ اور یقینیہ، انوار ظاہرہ و اسرار باطنہ، امور دنیویہ و  
اخرویہ سب پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا دین و دنیا کی تمام مصلحتیں انہیں بتائیں۔ دنیا ہی  
کو ان پر ظاہر فرما دیا۔ جو کچھ تاقیامت ہونے والا ہے وہ سب انہیں اس طرح دکھا دیا  
جیسے اپنی ہتھیلی کا دیکھنا اور حضور نے جو انصار سے فرمایا تھا انتم علم بامر دنیا کم کہ تم اپنے



دُنیا کے کام کو خوب جانتے ہو۔ یہ ان کی جلد بازی اور بے صبری پر نتیجاً فرما دیا اور نہ وہ اگر سال دو سال صبر کرتے تو انہیں تلیق نخل کی محنت ہی سے نجات مل جاتی، مُصنّف نے ان تصریحات کے خلاف محض اپنے اکابر کی کُفری عبارات کی حمایت کے جذبہ میں ادھر تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو اس طرح گھٹایا کہ اُمورِ دنیویہ ہی کو آپ سے غائب ٹھہرایا اور انہیں حضورِ علیہ السلام کے احاطہ علمی سے خارج قرار دیا۔ اور حضور کو اُمورِ دنیویہ کا عالم نہ مانا، تو اس مُصنّف نے حضورِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلائق ہونے کا صاف انکار کیا، عالمِ علومِ اولین و آخرین نہ مانا، انہیں ہر شے کا عالم نہ جانا۔ لہذا یہ شانِ رسالت میں کھلی ہوئی گستاخی، صریح توہین کر رہا ہے، اور اس کے ساتھ کس دلیری سے یہ کہتا ہے کہ یہ حضور کی علمیت میں نقص نہیں ڈالتا ہے، خود ہی تو اُمورِ دنیویہ کو حضور کے احاطہ علمی سے خارج کر کے صاف طور پر آپ کی وسعتِ علمی کو گھٹا رہا ہے، اور یہ بھی کہتا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی علمیت میں نقص نہیں ڈالتا ہے، تو یہ حضور کی شانِ علمیت میں مزید استہزاء و تمسخر ہوا جو توہین کو مستلزم ہے، اور ادھر شیطان لعین کی وسعتِ علمی کو اس طرح بڑھاتا ہے۔

## ٹانڈوی نے شیطان سے اپنی خوش اعتقادی کا اظہار کر دیا

اسی طرح جزئیاتِ کونیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اس کے کہ وہ عالم کے اضلال و امتحان کے لیے پیدا کیا گیا ہے دے دیا گیا ہو اور وہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

جواب :- مُصنّف نے شیطان سے اپنی خوش اعتقادی کا صاف اظہار کر ہی دیا کہ شیطان کی وسعتِ علمی کا یہ حال ہے کہ اُسے جزئیاتِ کونیہ کا علم دیدیا گیا ہے۔



مسلمانو دیکھو! اس مصنف نے کتنے صاف الفاظ میں شیطان کو جزئیات کوئیہ کا عالم مان لیا۔ صاحب براہین قاطعہ نے تو شیطان کو صرف محیط زمین ہی کی وسعت کا عالم مانا تھا۔ مگر اس مصنف نے نہ صرف محیط زمین کا عالم بلکہ جزئیات کوئیہ یعنی امور دنیویہ کا عالم مانا تو اب مصنف کا یہ دعوے بلکہ عقیدہ ہوا کہ شیطان کے لیے جزئیات کوئیہ اور امور دنیویہ کا علم حاصل ہے۔ اور اس دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث نقل کی۔ مصنف نے محض اپنی جاہل دیوبندی قوم کے اس پر ایمان لانے کے لیے یہ ضرور لکھ دیا ہے۔ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں تو دیوبندی قوم تو آنکھیں بند کر کے اس کو مان ہی لگی۔ لیکن ہر طالب حق اس مصنف سے مطالبہ کرے گا کہ وہ متعدد آیتیں اور احادیث کون سی ہیں اور کس نے انہیں پیش کیا ہے۔ اور وہ کس کتاب میں ہیں اور ان کی دلالت کس طرح کی ہے۔ ان آیات و احادیث کو جنہیں شیطان کے عالم جزئیات کوئیہ ہونے پر دلالت ہے نہ تو کہیں اس کتاب شہاب ثاقب میں مصنف نے پیش کیا نہ براہین قاطعہ میں نقل کیا۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا و غیرت کا کوئی شائبہ باقی ہے تو جلد از جلد ان متعدد آیات و احادیث کو پیش کرے جن میں شیطان کے عالم جزئیات کوئیہ ہونے پر دلالت ہے۔ قرینہ اس کا مقتضی ہے کہ اس کے پاس ایک بھی ایسی آیت و حدیث نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو وہ بجائے ان کے اس قیاس کرنے کے محنت نہ کرتا بوجہ اس کے وہ عالم کے اضلال و امتحان کے لیے پیدا کیا گیا اور وہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف رکھتا ہو مجھے دکھانا یہ ہے کہ مصنف شیطان کے عالم جزئیات کوئیہ ہونے پر تو بغیر کسی آیت و حدیث کے اور بلا کسی دلیل شرعی کے محض اپنے قیاس فاسد ہی سے ثابت کر کے ایمان لے آیا اور اسی کو اپنا عقیدہ بنا لیا۔

لیکن یہ مصنف اس کے مقابلہ میں اعلم خلائق۔ واقف اسرار و قائل عالم علوم اولین و آخرین۔ مطلع مصالح دنیا و دین۔ حاوی علوم کلیہ و جزئیہ۔ مخبر امور دنیویہ و اخرویہ۔ ستید انبیاء و مرسلین و محبوب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو کس قدر گھٹاتا ہے اس کے بعد ہی شہاب ثاقب میں کہتا ہے۔



## مانڈوی نے اپنا عقیدہ کھل کر ظاہر کر دیا

اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کے جزئیات غائب ہوں اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورودِ نصوصِ صریحہ انکار کیا جائے ملخصاً۔

**جواب :-** مصنف نے اسمیں اپنا عقیدہ نہایت کھل کر ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ السلام سے جزئیاتِ کونیہ اور امورِ دنیویہ غائب ہیں اس لیے کہ حضور کے لیے جزئیاتِ کونیہ کو ثابت کرنے والی کوئی نصِ صریح وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے امورِ دنیویہ کے علم کا صاف انکار کیا جائے۔ یہ مصنف ابھی بھی اور گنگوہی جی سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو صرف محیطِ زمین کی وسعتِ علمی کے حضور علیہ السلام کے لیے منکر تھے اور اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے لیے نہ صرف محیطِ زمین کی وسعتِ علمی کا انکار کیا بلکہ جزئیاتِ کونیہ و امورِ دنیویہ کا بھی صاف انکار کر دیا تو اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے علم وسیع کو گھٹایا اور آپ کی علمیت میں یہ نقص نکالا اور یہ صریح توہینِ شانِ رسالت ہے اور خاص کر اس کا شیطان کے لیے جزئیاتِ کونیہ کا علم بلا کسی نصِ صریح کے پیش کیے مان لینا اور اس کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کے لیے ان کے علم کا صاف انکار کرنا کیا حضور علیہ السلام کی بدترین توہین نہیں۔ اور پھر مصنف کا جزئیاتِ کونیہ کا علم شیطان کے لیے تو بلا کسی نصِ صریح کے ماننا اور حضور علیہ السلام کے لیے یہ کہہ کر انکار کرنا کہ نصوصِ صریحہ وارد نہیں ہیں کیا صریح بے ایمانی اور دشمنی رسول نہیں ہے اس دشمن رسول کو قرآن و حدیث میں نصوصِ صریحہ نظر نہیں آئیں۔ بخیاں اختصار چند نصوصِ صریحہ پیش کرتا ہوں۔

## قرآن و حدیث سے علمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثبوت

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ  
جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا  
فضل ہے۔

(آیت) وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ  
تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ  
عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝



پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں  
اور زمینوں میں ہے۔ پس مجھے ہر  
چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان  
لیا۔

(حدیث) فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ (از مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)  
(حدیث) فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ  
فَعَرَفْتُ بِهِ

اور مواہب لدینہ کی حدیث ابھی گزری کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے  
لیے دنیا کو ظاہر فرمایا۔ پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تاقیامت ہونے والا ہے  
سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف۔ اس آیت کریمہ میں جب  
یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حضور نہ جانتے تھے اس کو سکھا دیا تو کیا جزئیات  
کو نبیہ اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوئے احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے سب کو جان لیا۔ مجھے ہر چیز ظاہر ہو  
گئی۔ میرے لیے دنیا کو ظاہر کر دیا گیا۔ اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب  
کی طرف میں مثل اپنی ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ جزئیات کو نبیہ آسمان و زمین کے  
احاطوں سے کیا خارج ہیں؟ یا کیا وہ شے نہیں ہیں اور کیا وہ دنیا کی تاقیامت ہونے  
والی چیزوں سے خارج ہیں تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ وہ جزئیات کو نبیہ  
و امور دنیویہ انہیں احادیث و آیت کے عموم میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے احاطہ علمی میں داخل ہیں۔ تو یہ نصوص صریحہ اس مصنف کو نظر نہ آئیں۔ مگر کیسے نظر آ سکتی  
تھیں۔ جب آنکھوں پر عداوت رسول کا چپترہ لگا ہو، دل میں عداوت رسول بھری ہوئی  
ہو تو اس مصنف نے کیا صاف انکار کر دیا۔ اور شیطان کی محبت سے دل لبریز ہے  
کہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے لکھتا ہے تو اپنے شیخ دیوبند کے لیے کیسا متہ بھر کر جزئیات  
کو نبیہ کا علم مانا اور محض برتاؤ محبت و الفت کہہ دیا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر  
دلالت کرتی ہیں۔ اور پھر لکھنے کو تو لکھ گیا مگر کوئی آیت و حدیث پیش نہ کر سکا پھر بھی



شیطان کے عالمِ جزئیات کو نیک ہونے پر بلا نصوصِ صریحہ ہی کے ایمان لے آیا یہ ہے اس دیوبندی قوم کا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی کا نمونہ اور اس کے مقابلہ میں شیطان سے محبت و عقیدت کا زبردست جذبہ۔ اسے دیوبندیوں تمہیں ایسی تاویلیں کفر سے نہیں بچا سکتیں تو بہ کرو۔ شرماؤ۔ بارگاہِ رسالت کی گستاخیوں سے باز آؤ۔

## حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور شوخی و عیاری

مصنف کی عبارت براہینِ قاطعہ کے متعلق تمام فریب کاریاں ختم ہو چکی ہیں وہ خود بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی یہ تحریفیں چل نہیں سکتیں اور مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علمِ جزئیاتِ کونیہ کی نفی کو قبول نہیں کریں گے تو وہ اس فریب دینے پر اتر پڑا کہ جزئیاتِ کونیہ و امورِ دینیہ کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

ان جزئیاتِ دنیاویہ حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے۔ علاوہ بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصبِ علیا کے مناسب نہیں۔ جیسے کہ شعر کہانتہ و سحر وغیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شانِ کمالی حضور علیہ السلام ہے ہزار نا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سے جزئیاتِ مخصوصہ کا علم نہ ہوا۔ پس مدارِ کمال و فضل یہ جزئیات ہرگز نہیں نہ ان کی وجہ سے علمیت و اوسعیت علم بھتی۔ بلخصاً لہ

جواب :- مصنف کی شوخی و عیاری ملاحظہ ہو کہ دعوائے تو اتنا بڑا کر دیا کہ جزئیاتِ دنیاویہ کا علم کوئی کمال نہیں اور دلیل کچھ نہیں۔ اگر اس کے دعوائے میں ادنیٰ سا بھی صداقت کا شائبہ ہوتا تو اس پر کوئی آیت پیش کرتا یا کوئی حدیث نقل کرتا۔ محض منہ زوری اور وہ بھی آیات و احادیث کے خلاف اس کو شرم نہیں آتی۔ ہم نے اوپر ثابت کیا کہ فی نفسہ کوئی علم مذموم و قبیح نہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہر چیز کا جاننا کمال ہے اور نہ جاننا بے کمالی ہے۔



مصنف اس قدر جاہل اور مذہب سے نادان ہے کہ جزئیاتِ دُنیاویہ اور شعر و کہانت و سحر وغیرہ کے علوم کو حیبِ قبح جانتا ہے۔ اور ان کے علوم کو خلافِ شانِ رسالت کہتا ہے تو اس کے نزدیک ان جزئیاتِ دنیویہ اور شعر و کہانت و سحر وغیرہ کے علوم اللہ تعالیٰ کو بھی حاصل نہ ہونگے کہ اس کی ذاتِ پاکِ قبح و مذموم سے منزہ و پاک ہے۔ اور جب ان کے علومِ شانِ رسالت ہی کے خلاف ہیں اور شانِ رسالت کے لیے کمال نہیں تو شانِ الوہیت کے تو بدرجہ اولیٰ خلاف ہوں گے اور اس کے لیے بھی کمال نہ ہوں گے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ و ماہیہ کے نزدیک بِكَلِّ شَيْءٍ عَلِيمٍ ہی قرار نہ پایا۔ بلکہ وہ ماہیہ علم اللہ تعالیٰ کے ہر شے کے عالم ہونے پر ایمان لائے ہو یا نہیں۔ اگر کہو کہ خدا کے بیکل شئیِ علم ہونے پر ایمان لائے ہیں تو جزئیاتِ دنیویہ شعر و کہانت و سحر وغیرہ بھی تو شے ہونے کی بنا پر اسی کے تحت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ جزئیاتِ دنیویہ شعر و کہانت و سحر وغیرہ کا بھی علیم ہوا۔ اور ان کے علوم تمہارے نزدیک قبح و مذموم تھے۔ تو تم نے قبح و مذموم کو خدا کے لیے ثابت مانا اور یہ صریح کفر ہے۔ نیز تمہارے عقیدے میں ان کے علوم کا حصول کمال نہیں تو تم نے بے کمالی کو خدا کے لیے حاصل مانا اور یہ بھی کفر ہے۔ لہذا اب کھل کر بلا اعلان کہو کہ ہمارے دیوبندی عقیدے میں اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا نہیں ہم اس کے بیکل شئیِ علیم ہونے پر ایمان اس لیے نہیں لائے کہ جزئیاتِ دنیویہ شعر و کہانت و سحر وغیرہ علومِ رذیلیہ مذموم و قبح ہیں جب یہ شانِ رسالت ہی کے خلاف ہیں تو شانِ الوہیت کے بھی خلاف ہوئے ان کے حصول میں خدا کے لیے کوئی کمال نہیں یہ اس کی شانِ اعلیٰ و ارفع کے مناسب نہیں تو تمہارے نزدیک خدا ان کا ہرگز ہرگز علیم نہ ہوا۔ اور شیطان ان کا جاننے والا تمہارے نزدیک بدلاتِ آیات و احادیث ہے تو اسے و ماہیہ اب یہ چھاپو۔ کہ جزئیاتِ دنیویہ شعر و سحر وغیرہ کے علوم خدا کو تو حاصل نہیں۔ ہاں شیطان کو ان کے تفصیلی علوم حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کرو کہ چونکہ مدارِ کمال و فضل یہ جزئیاتِ دنیویہ ہرگز نہیں تو کسی طرح ابلیس لعین کا خدا سے اعلم و اوسع علما ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر واقعی تم نے ایسا چھاپ دیا تو پھر تو تمہارے دیوبندی اور دیوبندی ہونے پر مہر ہی



لگ جائے گی۔

مصنف صاحب آپ کی کچھ تو آنکھیں کھلیں کہ آپ کی طرف سے کفری عبارت کی حمایت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارے استدلال اور کلام سے شان الوہیت کی بھنی کیسی سخت توہین ہو گئی اور اس کے عقیدے میں خدا بھی بکل شی علیہم نہیں قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم خدا کے علم سے زائد ٹھہرا۔ العباد باللہ تعالیٰ۔

مسلمانو! یہ ہے اس مصنف کی غلط گفتگو کا ناپاک نتیجہ۔ اس گستاخ کو نہ شان علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ احترام ہے نہ شان الوہیت کی عظمت کا کچھ لحاظ ہے۔ بلکہ اس کی توجہ اپنے شیخ شیطان لعین کے وسعت علم ثابت کرنے کی طرف مبذول ہے یا اپنے اکابر کے کفر کے حمایت کرنے کی طرف اس نادان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کا کمال علمی اسی میں ہے کہ وہ ہر شے کا علیم ہو۔ اس کے فضل و عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال علمی بھی یہی ہے کہ وہ ہر شے کے عالم ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں گذر افتح لیلیٰ کل شیء فعرنت یعنی مجھے ہر شے ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان بھی لیا ہر شے کا جاننا کمال تھا اسی شکر نعمت کی بنا پر حضور نے اپنے کمال علمی کا اظہار فرمایا۔ اس مضمون کی بکثرت آیات و احادیث موجود ہیں جن میں سے متعدد میں نے اپنی کتاب رد سیف یمانہ میں پیش کی ہیں۔ تو جب نصوص صریحہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر شے کا علم ثابت ہو چکا۔ تو مصنف کا ان کے خلاف جزئیات دنیویہ اور شعر کہانت و سحر وغیرہ کا آپ کے احاطہ علمی سے خارج کرنا کیا حضور کے علم شریف کو گھٹانا اور تنقیص شان رستا کرنا نہیں ہے۔ تو جو عبارت براہین میں مرتجح توہین تھی وہ باقی رہی بلکہ وہ توہین اس مصنف کی تقریر سے اور واضح ہو گئی۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ مرتجح جھوٹ کہ ہزار ہا ایسی احادیث ہیں جن سے حضور علیہ السلام کو جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اگر کوئی ایسی ایک حدیث بھی مصنف کو مل جاتی تو اس کو بہت اچھل کر پیش کرتا اور جب اس نے ایک حدیث بھی پیش نہیں کی تو ثابت ہو گیا کہ سخت جھوٹا اور مفتری ہے اس کی اس طرح لکھ دینے کی عادت



ہے جیسے ابلیس کے لیے جزئیات کو تیر کے اثبات میں صرف یہ لکھ دیا تھا کہ متعدد آیات و احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حالانکہ وہاں ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکا۔ اسی طرح اس نے یہاں بھی لکھ دیا ہے کہ ہزار ہا احادیث موجود ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث بھی اگر موجود ہوتی تو اسے پیش کرتا۔ اور نفی علم کی احادیث ہو بھی نہیں سکتیں جب بکثرت احادیث میں یہ اچھا کہ حضور علیہ السلام کو ہر شے کا علم دے دیا گیا جن میں سے چند احادیث ابھی ہم نے پیش کیں۔ لہذا یہ مصنف سخت جھوٹا ہے۔ بڑا کذاب ہے۔ بہت مفتری ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔

پھر مصنف عبارت براہین قاطعہ کی توجیہ اپنے ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔  
 وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے لفظیہ "کافر" رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوار سا طعنے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آ رہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اضلال عالم کرے یہ

**جواب:** مصنف عبارت براہین میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے لیکن کوئی بات بنائے سے بنتی نہیں۔ اس کا کفر بجائے اٹھنے کے اور مستحکم ہوتا ہے۔ ہم مصنف کی خاطر سے اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ بحث مطلق علم کی وسعت پر نہیں ہے اور بحث محیط ارض کی وسعت پر ہے اور لفظ یہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ تو عبارت براہین قاطعہ کا مضمون بقول مصنف یہ ہوا کہ محیط زمین کی وسعت علی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔ اور شیطان لعین کو دی گئی ہے۔ لہذا صاحب براہین کا محیط زمین کی وسعت کا ہی علم شیطان لعین کو تو ثابت کرنا اور اس کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے



صاف انکار کرنا کیا حضور کے علم وسیع کا گھٹانا نہیں ہے۔ اور کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں ہے۔

مگر مصنف کی تفہیم کے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزانِ صرف مبتدی طالب علم سمجھ لیتا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے تھانوی صاحب کی توہین نہیں کی۔ کیا یہ مصنف والا عذر کام دے جائے گا کہ تھانوی صاحب کے لیے ایک علم خاص ہی کا تو انکار کیا ہے۔ مطلق وسعت علم کا انکار تو نہیں کیا۔ لہذا تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی۔ اے گستاخانِ شانِ رسالت ایسے عذر اس کو کفر سے نہیں بچا سکتے۔ جلد تو بہ کرو اور ایسی گستاخیوں سے باز آؤ۔

پھر جب مصنف نے دیکھا کہ اس توجیہ سے بھی کام بنتا نظر نہیں آتا تو براہِ فریب اس کی ایک یہ مثال پیش کرتا ہے۔

## ٹانڈوی کا اوٹ پٹانگ مثال دینا

دیکھئے کوئی بھی سیویہ اور ابنِ حاجب کو امام ابوحنیفہ سے اعلم نہیں کہہ سکتا۔ اسی عبارت میں مذکور ہے۔ ”اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چکا ہے۔“

زیادہ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جا رہا ہے۔

جواب: مصنف کی ایسی بے تکی مثالوں کے مکمل جوابات اوپر گزر چکے کہ سیویہ اور ابنِ حاجب اگر ایک خاص فن میں جب انہیں زیادہ کمال حاصل ہے تو انہیں اس فن کے لحاظ سے اعلم کہا جاسکتا ہے اور حضرت امامِ اعظم کو ہر فن کے اعتبار سے اعلم نہیں مانا جاتا ان کے لیے یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ ہر فن کے امام ہر شے کے عالم ہیں۔ تو یہ مثال



بے محل ہوئی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ علم الخلق ہیں ہر شے کے عالم ہیں۔ تو ان سے ایک شے کے علم کا انکار کرنا اور ان کے مقابلہ میں اسی شے کا علم کسی دوسرے مخلوق کے لیے ثابت کرنا ان کے علم وسیع کو گھٹانا ہے جس میں ان کی صریح توہین ہے۔

مصنف کا اور اس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ تو یہ تھا جس کو اس نے اسی شہابِ ثاقب میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

## ٹانڈوی اور اس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ

یہ حضرات (اکابر علماء دیوبند) علم اور ماسوا اسکے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خدا و خدا کریم عز اسمہ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا ہے۔ علوم اولین و آخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو۔

جواب :- اب دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے زیادہ تو کیا بلکہ برابر بھی نہیں یہاں تک کہ مصنف نے بھی شیطان کو آپ سے زائد علم ثابت کیا دیکھو شہابِ ثاقب ص ۱۱۳ تو دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے بھی کم ہے اور شیطان سے بھی کم ہے۔ اور پھر عذر یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت ہم حضور کے لیے نہیں مانتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسی خاص علم کو ملک الموت اور شیطان کے لیے ثابت کر رہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے دیوبندی خاص علم کی وسعت میں حضور علیہ السلام سے زائد ملک الموت اور شیطان کو عالم مانتے ہیں۔ تو یہ کیا علم مصنف نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں۔



اور کیا شانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین و گستاخی نہیں۔ تو صاحبِ براہین قاطعہ یقیناً کافر ثابت ہو گیا کہ اس نے صاف طور پر ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد مانا۔ بلکہ اس کے کافر ہونے کا اقرار خود اسی کی زبان سے پیش کرنا ہوں۔ المہند میں صاف لکھتا ہے۔

## خلیل بیٹھوی نے اپنی تکفیر خود ہی کر دی

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے یہ

اور صاف دیکھو خود اسی نے براہین قاطعہ کے ص ۵۲ پر یہ صاف لکھ دیا۔ اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اس میں خود ہی اقرار کر لیا کہ ملک الموت کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے تو وہ اپنے ہی حکم سے کافر ہو گیا اور اقبالی ڈگری ہو گئی اور مصنف بھی کافر ہو گیا کہ اس نے بھی شیطان کا علم نبی علیہ السلام سے زائد مانا۔

مسلمانو! یہ ہیں ان کی شانِ رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں العیاذ باللہ تعالیٰ

## پھر مصنفِ علم کی تحقیق کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے

ہمارے مقدس بزرگانِ دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علومِ شریفہ و معارفِ کمالیہ کو حادی اور جاننے والا ہو۔ جن کو دوسرا شخص نہ جانتا ہو۔ پس ان علوم کے نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور ادب علماء اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں وہ علوم



موجود ہوں جو کہ نہایت اونے درجہ کے بہ نسبت شخص سابق کے علوم  
کے ہیں۔

## لفظ علم اور بے علم کی نفس تحقیق

مصنف صاحب تمہارے نزدیک کے معنی اعلیٰ ت کو کون پوچھتا ہے، یہ معنی  
سلف میں سے کس نے بیان کیے ہیں، اور کونسی معتبر کتاب میں ہیں اس کا بھی حوالہ دیا  
ہوتا۔ اور جب حوالہ ہی نہیں دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگان دین سے مراد دیوبندی  
تھے ہیں۔ اور یہ معنی ہو بھی انہیں کے سکتے ہیں، دنیا جانتی ہے کہ ہر شے کا علم کمال ہے  
اور نہ جانتا بے کمالی ہے اور جب ایک شخص ایک فن کو جانتا ہے اور دوسرا اس کو بالکل  
نہیں جانتا تو ہر فاعقل ان میں فرق عالمیت اور غیر عالمیت کا کرتا ہے کہ جاننے والے  
کو عالم کہیں گے اور نہ جاننے والے کو غیر عالم یعنی جاہل کہیں گے، مثلاً زید علم طب کو جانتا  
ہے تو اس کو عالم طب کہا جائے گا، اور عمر علم طب کو بالکل نہیں جانتا تو اس کو غیر عالم طب  
کہا جائے گا، تو زید اور عمر میں بلحاظ طب فرق عالمیت اور جاہلیت کا ہوا کہ زید عالم الطب  
کہلائے گا اور عمر جاہل عن الطب کہلائے گا، اور اعلیٰ ت کا فرق یہ ہوتا ہے کہ زید تو علم  
طب میں بہت کافی مہارت و کمال رکھتا ہے اور خالد علم طب کو جانتا ہے مگر اس کو زید  
کی برابر مہارت اور کمال طب میں حاصل نہیں تو کہا جائے گا کہ طب میں زید بمقابلہ خالد  
کے علم و ادب علمائے یالیوں سمجھے کہ مدرسہ عزنی کا صدر مدرس تو صرف علم حدیث و علم  
تفسیر و علم فقہ کی اچھی مہارت و مشق درس کی رکھتا ہے، اور علم منطق، علم فلسفہ، علم ریاضی،  
علم حساب، علم نحو، علم معانی، علم ادب وغیرہ علوم مروجہ کا علم تو رکھتا ہے لیکن اُسے ان کے  
درس کی مشق نہیں، اور مدرس دوم ان سب علوم اور علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ کے بھی درس  
کی مشق و مہارت اچھی رکھتا ہے جب تو اس مدرس دوم کو مدرس اول سے علم اور

۱۰ : شہاب شاقب ص ۱۱۱



اوسع علماء کہیں گے، اور اگر وہ مدرس اول سوائے تفسیر و حدیث اور فقہ و اصول فقہ کے اور ان علومِ درسیہ کو جانتا ہی نہیں اور مدرس دوم تمام درسِ نظامی ان چاروں اشرفِ علوم اور باقی تمام مرادجہ علوم کا سب سے اچھا عالم ہے۔ تو صرف مدرس اول کو بوجہ اشرفِ علوم کے عالم ہونے کے بمقابلہ اس مدرس دوم کے اعلم و اوسع علماء اور زائد فی العلوم کہنا کسی عاقل کا قول تو ہو نہیں سکتا۔

## دیوبندی ملوں کو اعلم اور زائد فی العلوم کا بھی مطلب نہیں آتا

تعجب کہ یہ دیوبندی ملتے اپنے علماء کے علم کی بڑی ڈینگے مارا کرتے ہیں۔ اور اچھی انہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ اعلم اور زائد فی العلوم ہونے کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ان کے مدارس میں ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ فقہ تفسیر کی ایک دو کتابیں پڑھا دیں اور دورہ حدیث کرادیا۔ اور وہ باقی علومِ درسیہ سے بالکل جاہل ہوتا ہے اُسے اعلم و زائد فی العلوم قرار دیدیا کہ وہ اشرفِ علوم سے واقف ہی ہو گیا۔ مگر دنیا کے علم میں ایسے نام کے معلم کو اعلم و زائد فی العلوم و بحر العلوم نہیں کہتے۔

مصنف کے اس معنی کا یہ مطلب ہوا کہ ملک الموت اور شیطان علوم شریفہ اور معارفِ کمالیہ کے بھی جاننے والے اور علوم غیر شریفہ و معارف غیر کمالیہ کے بھی جانتے والے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف علوم شریفہ اور معارف کمالیہ پر حاوی اور علوم غیر شریفہ و معارف غیر کمالیہ سے بالکل نادان واقف تو یہ دیوبندی لوگ حضور کے لیے براہ فریب یہ کہتے ہیں۔

پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائق اولین و آخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنی ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کی برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہو سکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے بلکہ



جواب :- لیکن اصل عقیدہ دیوبندی یہ ہے جو براہین قاطعہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ سے اور مصنف کہتا ہے ایک خاص علم کی وسعت آپکو نہیں دی گئی، اور ابلیس لعین کو دی گئی، اور تقانوی صاحب حفظ الایمان میں لکھتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و منجوں بلکہ جمع حیوانات دیہام کے لیے بھی حاصل ہے، تو ان دیوبندیوں کی ان تصریحات کے بعد ظاہر ہو گیا کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام... کا علم وادسع علما و زائد فی العلوم کہنا بالکل غلط ہے اور یہ کہہ کر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں، اور اعلیٰ کے معنی گڑھ کر بھی یہی مقصد ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے بعض علوم سے انکار کر کے ان کے کمال علمی کی تفتیص کی جائے، چنانچہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ کوئی کئی جزئی شریف ہو یا ردی علوم کمالیہ اور علوم دینیہ سے نہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا۔

## اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم الخلق ہونے کا مطلب

اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے علم الخلق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عطا سے معارف جزئیہ و علوم کلیہ، مدرکات ظہریہ و یقینیہ، اسرار باطنہ و انوار ظاہرہ، احکام دینیہ و امور دنیویہ، اخبار گزشتہ و آئندہ، زمین و آسمان کی ہر شے، تمام ماکان و مایکون کے علوم ان کو حاصل ہیں، تمام مخلوق ان کی امت ہے اور جب وہ







نہیں جانتے فقہ کے صد ہا بلکہ ہزار ہا مسائل کو نہیں جانتے مگر میں ان کو مفتی اعظم ہی کہتا ہوں تو کیا یہ شخص تقانوی کو مفتی اعظم کہہ کر استہزاء نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ مصنف بھی شان رسالت کے ساتھ استہزاء کر رہا ہے، کہ برابر حضور کا عدم علم ثابت کرتا جاتا ہے اور پھر آپ کو اعلم الخلق کہہ کر استہزاء کرتا ہے۔ اور مصنف کا یہ بھی ایک فریب ہے جس کو وہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصفِ اعلیٰت  
کو نفی کرے وہ مستوجب تکفیر و تفسیق ہے بلکہ

مصنف خود ہی تو شیطان اور ملک الموت کی اعلیٰت کو بمقابلہ حضور علیہ السلام کے ثابت کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور حضور کی اعلیٰت کی نفی میں ورق کے ورق سیاہ کر رہا ہے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام سے نہ فقط اعلیٰت کی نفی بلکہ عدم علم کے لیے ہزاروں قصص کی دلالت ثابت کر رہا ہے۔ تو اپنے ہی حکم سے نہ فقط وہ مستوجب تکفیر و تفسیق بلکہ قطعاً کافر و مرتد قرار پایا۔ اور نسیم الریاض کے حکم کا خود ہی مصداق بنا۔ اور پھر ایسی تنقیص شان رسالت پر محبت رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ اعلیٰت مانتے ہیں جو احادیث سے ثابت۔ تفاسیر سے ثابت صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت۔ سلف صالحین کی تصریحات سے ثابت ہے۔ مصنف کو چاہیے کہ جلد تو بہ کرے۔ اور شان رسالت کی ایسی گستاخی سے باز رہے اور ان اکابر و نابیہ کی حمایت کو ترک کرے۔

۱۷ :- شہاب شاقب ص ۱۱۱ -



## فصل سابع اور عبارت براہین قاطعہ کی دوسری بحث

براہین قاطعہ کی عبارت میں گذارا کہ محیط زمین کی وسعت علمی شیطان و ملک الموت کے لیے تو نفس سے ثابت ہے اور حضور علیہ السلام کے لیے خلافِ نصوص قطعہ ہے اور اگر حضور علیہ السلام کے لیے محیط زمین کی وسعت علمی ثابت کی جائے تو وہ شرک ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ کی پوری عبارت یہ ہے۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نفس سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نفسِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے بلکہ

اعلحضرت قدس سرہ نے حتام الحرین میں جو المعتمد المستند سے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اس میں اس عبارت براہین کے رد میں ایک یہ مواخذہ بھی فرمایا ہے۔ جس کی پوری عبارت یہ ہے۔

ابلیس کے لیے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے، یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو۔ وہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہو گا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیا ایمان رکھتا ہے شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے بلکہ

۱۵ :- براہین قاطعہ ص ۱۵۔ ۱۶ :- حتام الحرین ص ۱۷۔



اس عبارت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو فرمایا وہ صحیح ہے کہ عبارت براہین کا واقعی یہی مضمون ہے کہ محیط زمین کا علم شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت ہونا شرک نہیں اور حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کیا جانا شرک ہے۔ تو اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ اسی لیے کہ محیط زمین کا علم جب حضور علیہ السلام کے لیے شر ہے تو جو شرک ہوتا ہے وہ جہان میں جس مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہوگا۔ لہذا اس شرک کو جب شیطان کے لیے وہ مان رہا ہے تو اس کا نتیجہ یہی تو ہوا کہ صاحب براہین قاطعہ نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

مصنف نے اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو تہمت لگانے والا محض افتراء خالص کرنے والا۔ دروغ سفید بولنے والا۔ بے سمجھ غیر متدین عبارات کی قطع و برید کرنے والا غیر طالب انصاف و تحقیق کی گالی گلوچ خوب لکھی حالانکہ ہر اردو خواں مصنف مزاج خود ہی اس فیصلہ پر مجبور ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے جو عبارت براہین پر مواخذہ کیا وہ بالکل حق ہے اور فی الواقع اس عبارت براہین سے یہی لازم آتا ہے کہ اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ مصنف اس کی کوئی صحیح توجیہ پیش نہیں کر سکتا ہے۔ تو عاجز ہو کر گالیاں بکتا ہے اور یہ فریب دیتا ہے۔

شیطان کو برائے اضلال عالمیان علم بعض جزئیات حادثہ کا باری تعالیٰ سے دیدینا نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت براہین میں صاف طور سے فرما رہے ہیں۔ پھر جس کو جس قدر وسعت علم و قدرت وغیرہ عطا فرما دی ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس قدر وسعت دی الخ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اور پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں کو ذاتی نہیں بلکہ باعطاء اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ لفظ دیدینے کا مستعد جگہ موجود ہے بلکہ



جواب :- مصنف اس میں محیط زمین کا علم ملک الموت و شیطان کے لیے نصوص قطعہ سے ثابت مان رہا ہے۔ تو دعویٰ تو یہ ہے اور صاحب براہین نے اور مصنف نے اپنے اس دعویٰ پر کوئی نص قطعی پیش نہیں کی۔

وہاں پورا وہ نصوص قطعہ پیش کرو جن سے تم ملک الموت اور شیطان کے لیے محیط زمین کی وسعت علمی پر ایمان لائے ہو۔ دوسری بات مصنف کی یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو محیط زمین کا علم ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ علم عطائی ہے۔ مصنف کی اس توجیہ کو اس کے امام الوہاب سے مولوی اسماعیل دہلوی کا قول کاٹ رہا ہے کہ وہ تقویت الایمان میں تصریح کرتا ہے۔

## بقول سمائل قتل ٹانڈوی اور انبیٹھی مشرک ہیں

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ

اگر مصنف کا قول مانا جائے کہ شیطان کی یہ وسعت علم عطائی ہے۔ اور صاحب براہین ان کو علم عطائی ہی کا اثبات کر رہا ہے تو یہ صاحب براہین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ٹھہرے گا کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ جس طرح ذاتی سے شرک ثابت ہوتا ہے اسی طرح عطائی سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو مصنف صاحب نے اپنے انبیٹھی جی کی اچھی حمایت کی کہ اُسے مشرک بنا دیا۔ کھر سے بچا کر شرک کے گڈھے میں ڈال دیا۔ بلکہ مصنف کی علم عطائی کی توجیہ خود صاحب براہین ہی کے کلام سے باطل قرار پائی ہے۔ خود مصنف ناقل ہے :-

دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرنے کے یہ عقیدہ کرے بلکہ

بخیال مصنف عبارت براہین قاطعہ میں محیط زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی



بحث علم ذاتی میں ہے۔ تو عبارت براہین کا اس بنا پر مفہوم یہ ہوا کہ محیط زمین کے علم ذاتی کا حضور علیہ السلام کے لیے ثنابت کرنا تو شرک ہے اور شیطان و ملک الموت کے لیے ثنابت کرنا ایمان ہے کہ نصوص قطعہ سے ثنابت ہے۔ تو شیطان و ملک الموت کا علم ذاتی قرار پایا کہ بخیال مصنف محیط زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی بحث ہی علم ذاتی میں ہے۔ ورنہ اس کا حضور علیہ السلام کے لیے ثنابت کرنا شرک کیسے قرار پایا۔ لہذا جب عبارت براہین قاطعہ میں یہ بحث ہی علم ذاتی میں ہے تو مصنف کا خلاف مراد صاحب براہین و خلاف بحث کتاب اس کو عطائی کہنا یہ اس کی توجیہ و تاویل یا تحریف تبدیل تو پھر ان میں سچا کون ہے مصنف یا صاحب براہین۔ اچھی توجیہ کی کہ اس کی تکذیب کر ڈالی۔ اور حقیقت یہ ہے عبارت براہین قاطعہ قابل تاویل و توجیہ ہی نہیں ہے۔ باطل کی حمایت کا یہ بُرا انجام نکلتا ہے۔ تو مصنف کا اس کو عطائی کہنا ہر طرح غلط و باطل قرار پایا۔ تو ثنابت ہو گیا کہ ذاتی تھا اور ذاتی کا شیطان کو ثنابت کرنا شرک ہے۔ لہذا شیطان کا خدا کے ساتھ شریک ہونا عبارت براہین سے ثنابت ہو گیا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مواخذہ صحیح ثنابت ہو گیا۔ پھر یہ مصنف عبارت براہین کی دوسری توجیہ یہ پیش کرتا ہے۔

## وہابیّت کی عمارت میں شکاف ڈالنے والا تضاد

حضرت رسول مقبول علیہ السلام کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا۔ بے شک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا صاحب براہین نے جو حکم مشرک لگایا ہے وہ صورت ادلے میں ہے۔ صورت ثانیہ میں نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثنابت کر کے یہ عقیدہ کرے اور صفحہ ۴۴ سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیا کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر اپنے فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے



زیادہ عطا فرماوے ممکن ہے۔ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلف براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرما رہے ہیں اور باعطاء اللہ سبحانہ جاز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت نصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں۔

**جواب :-** مصنف نے اس میں چند باتیں لکھیں پہلی بات یہ ہے کہ عبارت براہین میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ لکھا ہے علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ (نیز) فخر عالم کے وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو مؤلف براہین اسمیں علم ذاتی کو شرک فرما رہے ہیں۔ اور جو شخص ذاتی قرار دے گا۔ وہ مشرک ہوگا۔ تو مصنف یہ مؤلف براہین پر افترا و بہتان کر رہا ہے کہ اس عبارت میں ان کی مراد علم ذاتی ہے۔ اس لیے کہ مؤلف براہین ایسے بے عقل تو نہ تھے کہ وہ اس بات کا رد کرتے جس کا قائل ان کا خصم ہی نہیں ہے۔ انوارِ ساطعہ (جس کے رد میں براہین قاطعہ لکھی گئی ہے) موجود ہے مصنف کہیں اس میں دکھاوے کہ مولانا عبد السمیع صاحب مصنف انوارِ ساطعہ نے حضور کے لیے علم ذاتی ثابت کیا ہو یا دنیا میں کسی سنی عالم نے حضور علیہ السلام کے لیے علم ذاتی کا اثبات کیا ہو۔ تو جب کوئی علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے۔ تو کیا یہ رد کرنے والا دیوانہ ہے۔ جو علم ذاتی کا رد کرے گا۔ مصنف نے یہ مؤلف براہین کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کی تجہیل و تحقیق کی۔ اور یہ توجیہ نہیں بلکہ اس پر افترا و بہتان ہوا۔

علاوہ بریں عبارت براہین اس بہتان کی متحمل نہیں ورنہ علم محیط زمین کا ذکر کیا معنی کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا اس کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ اور اگر اس کو علم ذاتی ہی کا رد کرنا ہوتا تو براہین میں اس طرح لکھتا کہ شیطان و ملک الموت کو محیط زمین کا علم عطائی ثابت ہے۔ اس سے فخر عالم کے علم ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی غور کرو کہ مؤلف براہین نے وسعت علم کو شرک کہا کہ اس کی عبارت



دیکھو "فخر عالم کے وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" تو اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک علمِ ذاتی کی وسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علمِ ذاتی غیر وسیع مانا جائے تو نہ شرک ہی ہے نہ خلافِ نصوص ہی ہے۔ تو اس تقدیر پر مؤلفِ براہینِ مشرک ٹھہرا۔ مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ اس کو بجائے کفر سے بچانے کے شرک بنا ڈالا۔

نیز مؤلفِ براہین کی اس عبارت کے بعد تیسری سطر میں یہ ہے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت میں نفی ملک الموت کی برابری اور زیادتی کی ہے اس سے کم کی نہیں ہے تو وہاں یوں کیا ملک الموت سے کم علمِ ذاتی حضور علیہ السلام کے لیے تم مانتے ہو۔

نیز مؤلفِ براہین اس کے ایک سطر کے بعد لکھتا ہے۔ الغرض یہ تحقیق وہی مؤلف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو۔ مصنف سے پوچھو کہ جب علمِ ذاتی مراد تھا تو اس کو مان کر اور ملک الموت سے زائد مان کر بھی مؤلف انوارِ ساطعہ شرک میں مبتلا نہ ہوا۔ مصنف نے صاف کہا تھا کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بے شک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا۔ تو مصنف سے پوچھو جب علمِ ذاتی مراد تھا۔ تو یہ مؤلف انوارِ ساطعہ مشرک کیوں نہیں ہوا۔ یہ ہے مصنف کی توجیہ کی حقیقت۔ کیا اب بھی یہ مصنف یا کوئی وہابی یہ کہہ سکتا ہے کہ مؤلفِ براہین کی مراد اس میں علمِ ذاتی تھی۔

اور اگر اب بھی مصنف کی تسلی میں کچھ کسر باقی ہو تو ایک ضرب اور رسید کروں کہ مصنف ہی کی براہین سے پیش کردہ عبارت دوم جس کو وہ علمِ عطائی کے ثبوت ہی میں پیش کرتا ہے۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمائے مگر ہے مگر ثبوتِ فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔ مصنف بھی اس عبارت کو علمِ عطائی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے۔ اور ٹوڈ بھی مانتا ہے کہ اس میں علمِ عطائی کا صاف طور پر اقرار ہے۔ خود اس کے الفاظ عطا فرماوے عطا کیا پکار کر یہی اعلان کر



رہے ہیں کہ براہین کی عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم عطائی کا انکار کیا ہے۔ اسی پر نص طلب کی جا رہی ہے۔ اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ پھر اس کو اب یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ زیر بحث عبارت براہین میں علم ذاتی مراد ہے۔ مصنف اس سے پہلے خود ہی اقرار کر چکا ہے کہ شیطان کے لیے محیط زمین کی وسعت علمی باعطاء اللہ تعالیٰ نصوص قطعہ واحدیت نبویہ سے ثابت ہے اور اس کے لیے لفظ دیدینا عبارت براہین میں بتین دلیل تھا اسی طرح حضور علیہ السلام کے لیے الفاظ عطا فرماوے عطا کیا۔ اس عبارت براہین کی روشن دلیل ہیں اور خود اس کا اقرار کہ حضور علیہ السلام کے لیے باعطاء اللہ سبحانہ جائز فرماتے ہیں تو ہر دو جگہ بحث علم عطائی میں ہے مگر شیطان کے لیے اس علم عطائی کا ثبوت نصوص قطعہ سے مان لیا اور حضور کے لیے اس علم عطائی کا ثبوت نصوص سے نہیں مانا تو بحث ہر دو جگہ علم عطائی میں ہوئی۔ تو پھر اس مصنف کا علم عطائی کی بحث کا اقرار کر کے اب یہ کہنا علم ذاتی مراد ہے کیسی بے ایمانی ہے۔ اور خود اپنے آپ کی صریح تکذیب کر دینا ہے۔ جو مصنف کی بدحواسی و عاجزی کی دلیل ہے۔ اور یہ اقرار کر لینا ہے کہ عبارت براہین کی ایسی کوئی توجیہ نہیں ہے۔ جو مؤلف کو کفر سے بچا سکے۔ لہذا اعلم حضرت قدس سرہ کا الزام صحیح ہے اور شیطان خدا کا شریک ثابت ہو گیا۔

اب باقی رہا مصنف کا علم ذاتی کے مراد ہونے پر یہ عبارت براہین پیش کرنا یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کر لے۔ تو یہ اس کا مغالطہ اور فریب دہی ہے کہ اس میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت زیر بحث کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے کہ خود براہین میں اس کے بعد یہ ہے جیسا کہ جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ مصنف نے اس کو خود ہی نقل بھی کیا ہے۔ تو اس میں حاضر اعتقاد کرنے کی طرف (یہ) کا اشارہ کیا ہے۔ او مؤلف براہین نے اصل بحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجوع کیا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک علم ذاتی کی بنا پر اس سے تو حاضر اعتقاد



کرتے والا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک علم عطائی کی بنا پر اس سے مشرک نہیں ہوتا۔  
مصنّف کا (یہ) اشارہ براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث کی طرف بتا کر علم ذاتی  
مراد لینا سخت مغالطہ و صریح فریب ہے۔ اور اگر مصنّف کی خاطر سے فرض بھی کر لیا جائے  
کہ علم ذاتی مراد ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے تو علم ذاتی مراد لیا  
جائے اور شیطان کے لیے علم عطائی۔ یہ تفرقہ محض بیجا اور باطل ہے۔ تو اب عبارت براہین  
کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ شیطان و ملک الموت کے لیے تو علم ذاتی کی وسعت نص سے ثابت  
مان لی۔ اور حضور علیہ السلام کے لیے علم ذاتی کی وسعت کا انکار کرتا ہے اور اس پر نص طلب  
کرتا ہے۔ تو مصنّف شیطان و ملک الموت کے لیے علم ذاتی ثابت مان کر اپنے ہی حکم سے  
خود مشرک قرار پاتا ہے۔ اور پھر نطف یہ ہے کہ مصنّف بلکہ مؤلف براہین تو یہ حکم لگاتا ہے  
کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا علم ذاتی قرار دے گا۔ وہ مشرک و کافر ہے۔ اور اصل مصنّف براہین  
گنگوہی جی یہ فتوے لکھتے ہیں کہ۔

اور جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا۔ بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ  
کفر کا ہے لہذا پہلی شق (علم عطائی) میں امامت درست ہے دوسری شق  
(علم ذاتی) میں امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور  
مناویل کرے واللہ تعالیٰ اعلم بہ

دیکھو گنگوہی جی علم ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے  
ہیں۔ اب بتاؤ اس میں کون سچا ہے اور کون بھوٹا اور کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط۔

## ابھیٹھوی اور ٹانڈوی گنگوہی کی زد میں

مصنّف کی دوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے علم کمالی کو باعطاء اللہ تعالیٰ  
اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا اور مؤلف براہین اس کو جائز فرماتے ہیں۔ مصنّف اور



مؤلفِ براہین کا یہ قول نالٹھی ہے۔ اصل وہابیہ کا عقیدہ وہ ہے جو براہین کے اصل مصنف گنگوہی جی کے فتوؤں میں ہے۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔ فقط یہ دوسرے فتوے میں ہے۔

علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہامِ شرک سے خالی نہیں ہے۔ امامِ اویاہیہ لکھتا ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

ان عبارات سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو علمِ غیب باعطاء اللہ تعالیٰ اعتقاد کرنا بھی صریح شرک ہے۔ تو اب مصنف بتائے کہ اس کی بات صحیح ہے یا اس کے ان اکابر کی۔ اور وہ خود جھوٹا ہے یا اس کے اکابر۔ اور وہ اپنے اکابر کی حمایت کرتے ہوئے ان کے خلاف لکھتا ہے۔ اور ان کی کھلی ہوئی تکذیب کرتا ہے یہ ہے مصنف کی بدحواسی کا عالم۔

اور اگر مصنف کی یہ بات صحیح ہے کہ مؤلفِ براہین قاطعہ حضور علیہ السلام کے علمِ کمالی کو باعطاء اللہ جائز فرماتے ہیں اور وہ محیطِ زمین کے علمِ عطائی کا حضور کے لیے انکار نہیں کرتے تو اب حضور کو بر بنائے علمِ عطائی حاضر کہنا درست ہو گیا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب مؤلفِ انوارِ ساطعہ کا مدعا ثابت ہو گیا تو پھر مؤلفِ براہین کی عبارت ہی خبط ہو گئی۔ مصنف سے کہو کہ باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابلِ تاویل و توجیہ نہیں۔ اس لیے ساری دیوبندی قوم کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کا کفر تمہارے

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸ مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

۲۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۱۔ ۳۔ تقویۃ الایمان ص ۱۰۔



ٹالے سے نہیں ٹل سکتا۔ تو آپ تو توبہ کرو۔  
 پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیش کردہ آیات و احادیث پر یہ نمائشی قول  
 پیش کر کے دُنیا کو فریب دیتا ہے۔

## ٹانڈوی کا نمائشی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا

جو اس نے آیات وغیرہ علومِ نبویہ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیے ہیں ان  
 کا کب کسی کو انکار ہے علومِ نبویہ میں اور اس کی وسعت و کمال کے بارے  
 میں سیکڑوں رسالے ہمارے اکابر نے تالیف کر دیئے ہیں یہ جملہ آیات و احادیث  
 علی الراس والعین ہیں حضور علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق و اشرف المخلوق  
 باتفاق ہیں کسی کو اس میں کوئی کلام ہی نہیں البتہ اطلاق عالم الغیب خصوصاً  
 باری تعالیٰ عزوجل کی ہے اور اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معرُوف و  
 مشہور ہیں۔

**جواب :-** مصنف یا دیوبندی قوم اگر اپنے اس دعوے میں سچی ہے کہ وہ ان آیات  
 و احادیث کو مانتی ہے جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علمی اور اعلم  
 الخلق و اشرف المخلوق ہونا ثابت ہو رہا ہے تو پھر ان سے اہلسنت کا اختلاف ہی کیوں ہوتا  
 اور ان و ماہیہ کو توہینِ شانِ رسالت کرنے والا کس بنا پر کہا جاتا۔ مصنف کا یہ سخت فریب  
 ہے اور مغالطہ ہے۔ اور یہ صریح کذب اور جپٹا جھوٹ ہے کہ اکابر دیوبند نے حضور علیہ السلام  
 کی وسعتِ علمی کے اثبات میں رسالے لکھے ہیں۔ مصنف اگر اپنے اس دعوے میں سچا تھا  
 تو کم از کم دس رسائل کے نام تو یہاں شمار کرا دیتا سیکڑوں رسالے کہدینا تو سفید جھوٹ  
 ہے صریح کذب ہے۔ ہاں دیوبندیوں نے تنقیصِ علمِ مصطفیٰ و توہینِ شانِ حبیبِ کبریا صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم میں مزور رسالے لکھے ہیں۔ دیکھئے ہم بطور نمونہ کے چند رسائل کی عبارات

۱۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۔



پیش کرتے ہیں، ہر ذی عقل اس کا خود فیصلہ کر لے گا کہ اس میں وسعتِ علم ثابت کی ہے یا تنقیصِ رسالت کی ہے۔ ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا اور حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ جانوروں کے برابر قرار دیا۔

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافتِ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تنقیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے بلکہ

انہیں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی اپنے رسالہ تحذیر الناس میں امتی کو اعمال میں نبیاء کی برابری کر بلکہ امتی کو ان سے بڑھا کر شانِ انبیاء کرام کی اس طرح تنقیصِ شان کرتا ہے۔

## بقول نانوتوی امتی اپنے نبی سے بڑھ جاتا ہے

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں بلکہ اور برابرینِ قاطعہ کی عبارت زیر بحث میں حضور علیہ السلام سے زاید شیطان و ملک الموت کے لیے وسعتِ علمی ثابت کی۔ تو ان اکابر دیوبند نے کیا تنقیصِ علمِ نبوی اور توہینِ شانِ رسالت نہیں کی ضرور کی وسعتِ علمی کو گھٹایا۔ تو کیا یہ اکابر دیوبند ان آیات و احادیث پر ایمان لائے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اور کیا ایسے گستاخانِ شانِ رسالت کے متعلق کوئی ذی عقل یہ باور کر سکتا ہے کہ بے ادب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم الخلق و اشرف المخلوق ہونے پر ایمان لاسکتے ہیں۔ اور ایسے علمِ نبوی کے گھٹانے والے کیا وسعتِ علمِ نبوی میں کوئی رسالہ لکھ سکتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ مصنف کا صریح کذب ہے فریب ہے۔

باقی رہا اطلاقِ عالم الغیب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اس کو مصنف نے کسی



دلیل سے ثابت نہیں کیا اپنی عادت کی بنا پر صرف یہ کہہ دیا اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں۔ اب میں کوئی آیت کوئی حدیث پیش نہیں کرتا ہوں کہ اس پر پوری گفتگو اگلی فصلوں میں پیش کی جائے گی، اس کے بعد مصنف ایک موضوع حدیث قابل حجت ٹھہراتا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگر اس روایت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو بوجہ دلائل آخر صحیحہ مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابل احتجاج ہے حتیٰ کہ خود دجال بریلوی نفی علم ذاتی کا اسی طرز پر موافق حدیث منقول قائل ہے یہ

جواب :- مصنف اس میں مؤلف براہین قاطعہ کی باطل و بے اصل روایت کی سند پکڑنے کی حمایت میں ناپاک سعی کر رہا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مؤلف براہین کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کی نفی میں کوئی آیت یا حدیث تو مل نہ سکی، اور کس طرح مل سکتی تھی کہ آیات و اسادیت تو ان کے علم کی وسعت ثابت کرتی ہیں مان کے نفی علم میں کوئی آیت یا حدیث ہو نہیں سکتی، تو مؤلف براہین نے ایک بے اصل اور باطل روایت ہی کو اپنی سند بنا لیا اور براہین میں یہ لکھا۔

اور شیخ سب سے حق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (یعنی حضور نبی علیہ السلام فرماتے

میں مجھ کو) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے

مؤلف براہین کی بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ شیطان کا علم تمام زمین کو محیط مانا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کے حال سے بے خبر ٹھہرا کر اس کی سند میں کسی بے اصل اور مردود روایت کو پیش کر دیا اور بحال بے حیائی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سراسر روایت دھردی اور طرفہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اُسے روایت نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے چنانچہ حضرت شیخ نے مدارج النبوة میں فرمایا۔

۱۰ :- براہین قاطعہ ص ۱۰۰

۱۱ :- شہاب ثاقب ص ۱۱۰



یہاں ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندہ ہوں۔ اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے نہیں معلوم اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات محض بے اصل ہے اور اسکی روایت صحیح نہیں۔

اسی جاشکال می آرند کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نیدانم آنچه در پس این دیوار است جوابش آنست کہ این سخن اصلے ندارد و روایت بدل صحیح نشدہ است

### علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

حدیث ما علم ما خلف جدارى هذا قال العتقانى لا اصل له

یہ حدیث کہ میں اپنی اس دیوار کے پیچھے کا حال نہیں جانتا ہوں۔ امام عسقلانی نے فرمایا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

### علامہ ابن حجر مکی افضل القرے میں فرماتے ہیں۔

لم يعرف له سند اب مصنف کی بے ایمانی دیکھو کہ اس بے اصل اور بلا سند باطل روایت کی محض اپنے پیر کی محبت میں حمایت کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و وسیع کو گھٹا رہا ہے۔ اور خود یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ باعتبار اسناد کے بے اصل ہے۔ اور پھر اس سے سند پکڑتا ہے اور پھر بے حیائی ملاحظہ ہو کہ یہ بحسب المعنی قابل حجت ہے اور اس کے مقبول المعنی ہونے پر دلائل صحیحہ کا صرف نام لیتا ہے۔ اگر ایک دلیل صحیح بھی مصنف کے پاس ہوتی تو اس کو پیش کرتا اور جب ایسے اہم موقع پر پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ اس کے پاس مکڑی



کے جانے برابر بھی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ مصنف کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور پھر یہ صریح افتراء بہتان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کرتا ہے کہ وہ بھی موافق حدیث منقول کے طرز کے قائل ہیں۔ اگر وہ قائل ہوتے تو ان کا قول نقل کرنا ضروری تھا تا کہ مصنف کی صداقت ظاہر ہو جاتی اور جب وہ ان کا کوئی قول پیش نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ مصنف سخت مفتری و کذاب ہے۔ فلعلنا اللہ علی الکاذبین۔

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ایک ورق اعلیٰ حضرت قبلہ کو صرف گالیاں دے کر اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ اور آخر میں عبارت براہین کی صفائی میں ایک یہ قسط لکھا ہے۔

## امام الکاذبین ٹانڈوی کا ایک نرالا جھوٹ

ہم نے ہزاروں مصنفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت انوارِ ساطعہ پیش کی جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام لغو کے سوہنٹی حضرت مؤلف براہین سے ہر چکی تھی انہوں نے جب بتامل دونوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے کہ بے شک حضرت مؤلف براہین پر افتراء محض ہے ہرگز یہ عبارت اس بات پر جو جہاں زمانہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی۔ صاحبو مضمون دقیق نہیں عبارت عزنی و ترکی نہیں سلیس اردو ہے غور فرمائیے!

جواب :- مصنف نے عبارت براہین قاطعہ کی صفائی میں خوب اچھی طرح ایڑھی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن اس کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل پیش نہ کر سکا جس سے اس کا کفر اٹھ جاتا۔ اور اس کا مؤلف حکم کفر سے بچ جاتا۔ خود مصنف کا دل بھی جانتا ہے کہ انتہائی سعی کے بعد بھی نتیجہ صفر ثابت ہوا۔ تو اس نے اس عبارت کی صفائی میں ایک یہ قسط گڑھا۔ اور خوب دل بھر کر جھوٹ بولا۔ افتراء کیا۔ مگر اس کا کذب پھر بھی پکڑا گیا کہ اگر اس قسط کا کچھ بھی



وجود ہوتا تو مصنف ان ہزاروں مصنفین میں سے کم از کم دس بیس کے نام لکھ دیتا تو ہر مخالف و موافق اس کی تصدیق کر سکتا تھا نام سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا کہ وہ مصنفین کس قابلیت و شہرت کے مالک ہیں اور کس فرقہ و جماعت کے ہیں تاکہ ان کے جواب پر توجہ کی جاتی اور بقول مصنف ہی کے وہ عبارت براہین جب عزنی ترقی نہیں سلیس اردو ہے تو ان کے جواب ہی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ مصنفین بھی مصنف کی طرح دیوبندی و بابی ہونگے۔ ورنہ ہر سلیس اردو خواں اس عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ کہے گا کہ اس عبارت براہین میں شیطان و ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد ثابت کر کے حضور کے علم کو گھٹایا گیا ہے۔ اور شان رسالت کی سخت توہین و تنقیص کی گئی ہے۔ جب وہ مصنفین اس قدر سلیس اردو کو بھی نہیں سمجھ سکے تو وہ مصنف کی طرح جاہل مصنفین ہونگے۔

**مسلمانو! اگر ایسے مجہول الحال مجہول الاسماء کی شہادت اس عبارت کی صفائی کے لیے کافی ہو۔ تو ہر قادیانی غلام احمد قادیانی کی عبارات توہین آمیز کی صفائی میں ایسا قصہ گڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ہزاروں مصنفین پر اس کی عبارات کو پیش کیا ہے۔ تو انہوں نے بعد غور و تامل کے خود بخود کہا بے شک مصنف قادیانی پر افتراء محض ہے۔ ہرگز اس کی عبارات اس بات پر جو جہاں دیوبند اس کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتیں۔**

کیئے مصنف صاحب تو کیا ایسا قصہ گڑھ کر عبارات قادیانی کی صفائی ہو جائے گی۔ اور یہ ثابت ہو جائیگا کہ اس نے شان رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں نہیں کی ہیں۔ مصنف کی ایسی حرکت سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کے پاس عبارت براہین کی صفائی میں ادنیٰ سے ادنیٰ توجہ و تامل بھی نہیں ہے۔ پھر آخر میں اس کا یہ کہنا۔

## ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت

اہم نے جب مجدد صاحب مدنیہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی کیوں فرار کیا تھا۔ |



جواب :- کس قدر جھوٹ اور کیا صریح کذب ہے۔ مصنف کو آج تک ایسی جرأت کب ہوئی ہے کہ ان کفری عبارات پر کوئی گفتگو کرتا۔ اور کسی سے مناظرہ کرتا۔ مصنف کو مناظرہ کا نام سن کر تو بخار آجاتا ہے۔ اور جہاں مناظرہ کا شبہ بھی ہو جاتا ہے۔ وہاں پر جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا۔ تو اس حالِ زار پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے گفتگو کرنے کی جرأت۔ یہ منتر اور مسور کی دال۔ تمہارے پیشوا تھانوی جی تو مراد آباد میں گھر کے اندر چوڑیاں پہن کر چھپ گئے۔ اور اعلیٰ حضرت کے مقابلہ میں میدان میں نہ آسکے۔ اور وہاں سے فریضہ فریاداً کی گردان کرتے تھانہ بھون پہنچ کر سانس لیا۔ اور یہ پدی نہ پدی کا شور با اور مناظرہ کی ڈینگ چیلنج۔ مصنف کو اگر ان کفری عبارات پر مناظرہ کی ہمت ہو اور اس کے پاس ان کی کوئی توجیہ موجود ہو تو کسی مشہور شہر میں مناظرہ کا انتظام کر کے مجھے طلب کر لے میں انشاء اللہ اس کی مقرر کردہ تاریخ پر اسی مقام پر حاضر ہو جاؤنگا۔ مصنف کی ساری سنجی کر کری ہو جائے گی۔ اور دنیا دیکھ لے گی کہ اس کی ساری تعلیماں خاک میں مل جائیں گی۔ اور اکابر دیوبند کا کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے گا۔ مجھے اس کا چیلنج قبول ہے۔ اب وہ مناظرہ کے لیے تاریخ و مقام سے مطلع کرے۔

## فصل تاسم اور تھانوی صتا کا کلمہ درود

مصنف نے تین سطروں میں اس کے ایسے اوصاف بیان کیے اور ایسے القاب ذکر کیے جن کا وہ غریب نادار ہرگز ہرگز اہل نہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے وہ ایک سیدھا ملا آدمی تھا۔ مصنف نے اس کے یہ اوصاف ہی بیان کیے لیکن اس کی نبوت کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علیٰ دسولہ اللہ اور اس کا درود اللہم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علیٰ لکھنا قبول کیا جس کو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ء ص ۲۵ پر چھاپ کر شائع کیا گیا ہے۔ مصنف کو اس اپنے دیوبندی قوم کے کلمہ درود کا بھی لکھنا ضرور تھا۔ تاکہ دیوبندیوں پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ ان کا وہ ایسا نبی ہے جس کا نام کلمہ میں داخل درود اس کے نام پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ یہی تھانوی جی ہیں۔



مصنف نے اس موقع پر یہ سخت حق تلفی کی۔ بلکہ ان تھانوی جی کی اس زبردست عظمت کا اظہار نہیں کیا۔ جس کو اسی رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۵۵ھ میں چھاپا۔

## تھانوی گستاخ کی خباہتیں یعنی ام المؤمنین عائشہ کی ان میں گستاخی

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کس عورت کا حق آئیگی۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔

**جواب :-** یہ دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کی ماں ہیں کوئی بے غیرت سے بے غیرت بھنگلی چھاپر بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر اس کی تعبیر جوڑو سے کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ کوئی بے حیا سے بے حیا جاہل بھی ماں کے آنے کی یہ تعبیر نہیں کر سکتا کہ اس کی کس مرغوبہ سے شادی ہوگی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کو قصہ کہہ کر یہ لکھنا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ اور ان حالات قدسیہ سے اپنی حالت کو تشبیہ دینا اور اپنے ناپاک حال کو حضور کے پاک حال کا عین ٹھہرانا۔ یعنی جو واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ کا تھا۔ بعینہ بلا تفاوت تھانوی و تھانویہ کا قرار دینا یہ اسی قلب کی پیداوار ہو سکتی ہے جو اپنے آپ کو نبی جانتا ہو۔ اپنا نام کلمہ میں داخل کرنے درود میں شامل کرنے کو تسلی بخش بتا کر مردود کو لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے کی ترغیب دیتا ہو۔ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ اور اپنی جوڑو کو حضرت ام المؤمنین کی جگہ سمجھتا ہو۔

مسلمانو! یہ وہ اکابر دیوبند ہیں جن کی تعریف میں مصنف اور دیوبندی قوم شمس العلماء بدرالفضلا محی السنہ۔ قاصح البدعتہ۔ امام اہل السنہ والجماعۃ حکیم الامت۔ وغیرہ وغیرہ کہا کرتی ہے۔ اور کس بنا پر محض اس بات پر کہ یہ اکابر دیوبند خدا و رسول کو توب گالیاں



دیتے ہیں۔ ان کی شانوں میں گستاخیاں ویلے ادبیاں کرتے ہیں۔ ان کی توہین و متقیص  
 شان کرتے ہیں۔ ان کے علم و وسیع کو گھٹاتے ہیں۔ چنانچہ گنگوہی جی و انبیہ طی جی نے تو صرف شیطان  
 و ملک الموت کے علم کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کا علم گھٹایا تھا۔ اب ان مقالوں کی صاحب کی توہین  
 شان رسالت و متقیص علم نبوی کا کارنامہ بھی سینے۔ چنانچہ یہی مقالوں جی اپنے اپنے پونے سات صحت  
 کے مبسوط رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں۔

## مقالوں کا شان رسالت پر ڈاکہ

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو  
 تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب  
 اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب  
 تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

جواب :- اس عبارت میں مقالوں جی نے آقا و مولانا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی شان میں کیسی توہین کی کہ وہ یہ کہتا ہے کہ دیوبندی مذہب میں تو حضور کی ذات پاک  
 پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی سرے سے صحیح نہیں بلکہ صریح شرک ہے۔ لیکن زید حضور کی ذات  
 پاک پر علم غیب کا حکم کرتا ہے تو ہم اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ اسے زید تو حضور کے لیے غیب  
 کے کل علوم ثابت کرتا ہے یا غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے۔ اگر حضور کے لیے غیب  
 کے بعض علوم ثابت کرتا ہے تو اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت او  
 اور کیا فوقیت نکلی۔ کہ جیسا علم غیب حضور کا ثابت ہوا ایسا علم غیب تو زید و عمر کو یعنی ہر ہر  
 معمولی شخص کو بھی حاصل ہے۔ پھر مقالوں جی کو خیال آیا کہ زید عمر اگرچہ ناخواندہ جاہل سہی  
 لیکن پڑھ کر مولوی عالم ہو سکتے ہیں۔ ان کے علم کی برابر حضور کے علم کو کرنے میں دلوں تکین  
 نہیں ہوئی تو اس نے اس سے اتر کر کہا ایسا علم تو صبی یعنی بچے اور مجنون یعنی پاگل کو بھی حاصل

۱۔ حفظ الایمان ص ۱ مطبوعہ بلالی سٹیم سائڈ بورہ۔



ہے پھر تقاضی جی کو یہ وہم ہوا کہ میں نے حضور کا علم اگرچہ بچے اور پاگل کے برابر بتا دیا لیکن بعض بچے زیرک اور عقلمند ہوتے ہیں اور بعض پاگل پڑھ لکھ کر مجنون ہو جاتے ہیں تو حضور کے علم کو ان کے علم سے تشبیہ دینے میں بھی کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو اس سے بھی بچے اتر کر کہتے ہیں بلکہ جمیع حیوانات یعنی جانوروں اور بہائم یعنی چوپایوں کو بھی حاصل ہے کہ جب تمام جانور اور چوپائے کہا تو گدھے کتے سور سب کو شامل ہو گیا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ حیوانات ذوی العقول نہیں اور جب ذوالعقول نہیں تو سرے سے ذی علم ہی نہیں ہوئے۔ تو جب تقاضی نے حضور کو حیوانات کے ساتھ تشبیہ دی تو گویا یہ کہہ دیا کہ حیوانات کو جس طرح علم حاصل نہیں اس طرح حضور کو بھی علم حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ زید حضور کو بعض غیب کا علم ثابت کرتا ہے پھر اس عبارت میں ایک بات قابل توجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم غیب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص مانتے ہیں اسی بنا پر حضور علیہ السلام کے لیے صاف انکار ہے اور اس کے لیے دلائل قطعیہ کا مطالبہ ہے اور اس کے مقابلہ میں حیوانات گدھے کتے سور وغیرہ کے لیے علم غیب حاصل ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور حیوانات کے علم غیب ثابت کرنے کے لیے کسی نص قطعی کے ہونے کی ضرورت نہیں ان کو خاصہ الہی بھی بغیر کسی نص قطعی کے مان لیا۔ یہ ہے ان تقاضی جی کی عداوت خدا و رسول کا نمونہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے المعتمد المسند میں اس عبارت کو نقل فرما کر علماء حرمین کے سامنے پیش کیا۔ اور عربی میں ترجمہ کر کے اصل عبارت حفظ الایمان ہی کو پیش کیا۔

## تقاضی مجرم کا ٹانڈوی دلیل کہتا ہے

اس پر مصنف لکھتا ہے۔

(تقاضی) پر یہ تہمت لگائی کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو زید و عمر بلکہ چوپایوں اور مجنونوں کے علم کی برابر کہتے ہیں اب آپ حضرات ذرا غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں صاحبو محض دروغ اور افترا بندی پر اس گمراہ



کنندہ عالم نے کمر باندھ رکھی ہے اس جواب و بہتان بندی پر تعجب و حیرت کے ساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیبِ علم کوئی لفظ مجتہدِ بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ ملخصاً۔

**جواب :-** ہر اردو خواں کے سامنے حفظ الایمان کی اصل عبارت موجود ہے۔ بقول مصنف وہ عربی دتر کی نہیں ہے۔ سلیس اردو ہے تو ہر اردو کا پڑھنے والا اپنے آپ یہ فیصلہ کرے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو مضمون بیان فرمایا ہے وہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں موجود ہے۔ مصنف کا اس کو تہمت کہنا یا دروغ یا افتراء بہتان بندی کہنا گویا دن میں بوقت دوپہر آفتاب کا انکار کرنا ہے۔ حتام الحرین میں جو عبارت ہے وہ حفظ الایمان کی اصل عبارت کا ترجمہ ہے جس کو ہم ناظرین کی تسکین خاطر کے لیے بلفظ نقل کرتے ہیں۔

اس کی ملعون عبارت یہ ہے: آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

هذا لفظه الملعون ان  
صح الحكم على ذات النبي  
المقدسه، بعلم الغيبات كما  
يقول به زيد فالمستول عنه  
انه ما اذا اراد بهذا البعض  
الغيوب امر كل هاتان  
اراد البعض فاي خصوصية  
فيه لحضرة الرسالة فان  
مثل هذا العلم بالغيب حاصل  
لزيد و عمرو بل لكل صبي و  
مجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم.

۱۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۹ و ص ۱۲۰ - ۲۔ حتام الحرین ص ۲

۳۔ ترجمہ حتام الحرین ص ۲۱ -



تو اب ہر اردو خواں اپنے گھر بیٹھ کر حفظ الایمان کی عبارت اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی پیش کردہ عبارت میں مطابقت کر لے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے تقاضوی کی طرف جس عبارت کی نسبت کی ہے وہ بلفظ حفظ الایمان میں موجود ہے۔ اب اس مصنف کا اعلیٰ حضرت قبلہ کو گالی گلوچ دینا۔ اس کی دریدہ دہنی اور کذاب ہونے کی دلیل ہے۔ اور پھر مصنف کی پارسائی اور بھولا پن ملاحظہ ہوئے ابتدائے کتاب میں اس کی چھ سو چالیس گالیوں کی فہرست پیش کر دی ہے۔ اور صد ہا گالیاں اس میں درج بھی نہیں کیں ہیں۔ مگر برسکیں اور بگلہ بھگت بن کر کیا لکھتا ہے۔ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ محید بریلوی کے شایان شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ ارے تیری شوخی۔ ساری شہاب ثاقب تو گالیوں سے پرے کوئی صفحہ چارچھ گالیوں سے خالی نہ ہوگا اور کہتا ہے کہ کوئی لفظ نہیں کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے نہ اس کو اپنے ہکے کا کچھ پاس ہے۔ نہ جھوٹ بولنے کا خوف ہے نہ گالی گلوچ بکنا اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔ نہ افترا دہننا باندھنے سے اس کو شرم آتی۔ اس مصرع کا پورا مصداق ہے ع

بے سیاباش آنچه خواہی کن

پھر مصنف حفظ الایمان کی ایک صفحہ سے زائد عبارت نقل کر کے عبارت زیر بحث کی صفائی کے درپے ہوتا ہے اور ایک بے نظیر صریح افترا اور جتیا بہتان اس طرح کرتا ہے۔

## ٹانڈوی دجال کا بہتان دجل نمبر ۱

افسوس صد افسوس اپنے گھر کی خبر نہیں یہ الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا یہ تو مجتہد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو بھی نہیں پھوڑتا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزنیۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں علم غیب صفت خاص ہے۔ رب العزۃ کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے جو شخص رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امورِ مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علمِ غیب کہنا گمراہی ہے۔ ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی حضرات اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ محدث صاحب کے دادا پیر صاحب کے قول نہایت وضاحت سے علمِ غیب میں مجملہ مخلوقات دیو، پری، جن بھوت، کیرے، مکوڑے، مجنون و پاگل گدھے کتے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ رسول مقبول علیہ السلام کے مساوی ہو گئے۔ اگر اس کلام میں کوئی تاویل نکالتا ہے تو تھا نوی کا کلام کیوں نہ اس تاویل کا محتمل ہوگا۔ **مختصاً**

**جواب :-** دنیا میں بہت سے جھوٹے پیدا ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے جھوٹ پر شرمندگی لاحق ہو جاتی ہوگی۔ جہان میں بہت سے مفتری مشہور ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے افترا پر شرمساری آگئی ہوگی۔ عالم میں بہت سے بہتان طراز کہلائے لیکن کبھی انہیں بہتان طرازی پر حیا پیدا ہوگئی ہوگی۔ مگر ایسا کتاب جو اپنے کذب پر فخر کرتا ہو۔ ایسا مفتری جو اپنی افترا پر دازی پر نہ شرماتا ہو۔ ایسا بہتان طراز جو اپنی بہتان طرازی پر حیا نہ کرتا ہو۔ ایسا سلطان الکاذبین۔ امام المفترین اس مصنف کے سوا کوئی دوسرا مشکل ہی سے دستیاب ہوگا۔ اس کا جھوٹ بولنا افترا کرنا عادتِ ثانیہ ہو چکا ہے۔ اس سے جب عبارت حفظ الایمان کی توجیہ نہ بن سکی تو اس نے حضرت قدوة السالکین زبدۃ العارفين حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بجمال بے حیائی اس کا نام بھی خزنیتہ الاولیاء گڑھ لیا اور بجمال بے شرمی اس کا مطبع بھی کانپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بجمال بے غیرتی اس کا صفحہ ۱۵ بھی اپنی طرف سے تجزیہ کیا۔ اور بجمال شیطنیت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسبِ منشا اپنے ناپاک قلب سے حفظ الایمان جیسی اختراع کر ڈالی۔ اور پیر اس مفتری کتاب کی دیرہ دلیری دیکھو کہ خود اس کی من گڑھت



چیز اور اپنے خصم کو کس شوخ چٹھی۔ کس بلند آہنگی کے ساتھ الزام دے رہا ہے کہ مجھ کو صاحب کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی کا کلام عبارت حفظ الایمان سے بھی زیادہ صریح تر گالی اور توہین آمیز ہے کہ وہ علم غیب میں کیڑے، مکوڑے، پاگل، گدھے کتے وغیرہ کو حضور کے مساوی لکھتے ہیں۔ نوان کے کلام میں اگر کوئی تاویل نکلتی ہے تو تھاوی جی کا کلام بھی اسی تاویل کا متحمل ہے۔ درہ ان کو بھی کافر کہو وغیرہ بے ہودہ بکواس۔

مسلمانو! روافض کی تحریف مشہور ہے لیکن ایسی دلیری کہ کسی کے نام سے کتاب تصنیف کر لی گئی ہو۔ ایسی جرات کہ اس کتاب کا نام اپنی طرف سے گڑھ لیا گیا ہو۔ ایسی بے حیائی کہ اس کا مطبع اپنی طرف سے تراش لیا ہو۔ ایسی بے شرمی کہ اس کا صفحہ اپنی طرف سے تجریز کر لیا گیا ہو۔ ایسی بے غیرتی کہ اس کی باکل ساری عبارت اپنے حسبِ منشا اپنی طرف سے بنا ڈالی گئی ہو۔ شاید ان روافض نے بھی نہ کی ہوگی مصنف اس صریح جھوٹ اس افترا اس بہتان پر شیخ الوقت بتائے اور اس کی ساری دیوبندی قوم اس کو شیخ اسکل کہتی تو کیا یہ اسی افترا و کذب ہی کا شیخ ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ مصنف سلطان الکافرین۔

امام المفتر بین ہے۔ اور ابلیس لعین کا خاص چہیتا فرزند ہے۔

فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ الْحَيِّ يَوْمَ الدِّينِ۔

پھر اس مصنف نے دیکھا کہ اس ایک جھوٹ اور افترا سے عبارت حفظ الایمان کی صفائی نہ ہو سکے گی چوتھم از کم عدد شہادت کو تو پورا کر دیا جائے لہذا دوسرا افترا و کذب یہ پیش کرتا ہے۔

## ٹانڈوی دجال کا بے مثال دجل نمبر ۲

جناب بندہ درہم و دینار صاحب کے دادا یعنی مولوی رضا علیخان صاحب ہدایتہ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتا پور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا۔ یعنی بذریعہ وحی کے تعلیم معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق وبالذات کا اعتقاد رکھنا مفسی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف۔ اس میں تاویل



اور ایر پھیر کر نابے دین کا کام ہے اذ اب مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور وہ اس تصریح سے تو گدھے کتے بچتر بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کے شریک عالم الغیب ہونے میں کر رہے ہیں۔ بالفرض اگر مولانا تقانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور ان کی تحریر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے تو جب اپنے ہر دو داداؤں کی تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تقانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے۔ (ملخصاً) ۱۷

**جواب :-** مسلمانو! مصنف کی برابر کاذب مفتری۔ فریبی شاید کسی فرقہ میں بھی نہ مل سکے۔ یہود و نصاریٰ نے تحریفیں کیں۔ اور دیگر فرق باطلہ نے تحریفیں کیں مگر مصنف نے سب کے منہ پر مشکوک دیا۔ سب سے اس تحریف میں سبقت لے گیا۔ اس کی ایک تحریف کس قدر افزاؤں کا مجموعہ ہے کہ بجمال بیجیائی حضرت حامی دین و ملت۔ ناصر سنت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے اسم گرامی سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بجمال بے شرمی اس کتاب کا نام بھی ہدایتہ الاسلام گڑھ لیا۔ اور بجمال بے غیرتی اس کا مطبع بھی صبح صادق سینا پور اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بجمال بیباکی اس کا صفحہ ۳۰ اپنی طرف سے تجویز کر لیا۔ پھر بجمال شیطنیت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسب مطلب اپنے ناپاک دل سے مثل عبارت حفظ الایمان اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس سلطان الکاذبین۔ امام المفترین کی انتہائی بے حیائی دیکھئے کہ خود ہی تو اس کو گڑھا اور اپنے خصم کو کس دیدہ دلیری اور شوم چہنمی کے ساتھ چیلنج دے رہا ہے کہ تم اپنے دادا کی بھی تکفیر کرو۔ وہ بھی علم غیب گدھے کتے بچتر بندر وغیرہ کو بتا رہے ہیں۔ اور جب تم اپنے دادا کی تکفیر نہیں کرتے تو تقانوی جی کی بھی تکفیر مت کرو۔ دیوبندیو بولو۔ یہ مصنف کذب کی ایجنسی کا ٹھیکیدار اور افترا کی کھسال کا مالک و مختار ثابت ہوایا نہیں۔ کہ ضرور ہوا ضرور ہوا۔



حیرت ہے کہ دیوبندی قوم ایسی اندھی ہے جو ایسے مفتری و کذاب کو اپنا شیخ بنااتی ہے جس کے کذب و افترا کی یہ پھٹی ہوئی نہیں بلکہ چھپی ہوئی دستاویزیں موجود ہیں دیوبندی قوم ایسی بے حس اور بے غیرت ہے جو ایسے مکار فریبی جھوٹے کو پیر بنااتی ہے جس کے مکر و فریب کی یہ چکیتی دو تحریریں طبع شدہ موجود ہیں۔

دیوبند لو۔ ○ — کیا تمہارا شیخ وہی ہوتا ہے جو ایسے صریح کذب بولے ایسے جیتے افترا باندھے۔

○ — کیا تمہارا پیر وہی ہوتا جو ایسا مکار ہو اتنا فریبی۔

○ — کیا تم ایسے ہی کو اپنا پیشوا بناتے ہو جو انتہا درجہ کا جھوٹا اور بے جبا ہو۔

○ — کیا تم ایسے ہی کو اپنا مقتدا ٹھہراتے ہو جو اس قدر مکار اور عیار ہو۔

مسلمانو! اس مصنف نے یہ دونوں افترا محض اس بنیاد پر کیے کہ عبارت حفظ الایمان کی توہین و تنقیص اور اس کا کفر اس قدر صریح تھا کہ یہ مصنف کیا خود صاحب حفظ الایمان ہی اپنی جیات میں اس کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل نہ کر سکا جس سے وہ حکم کفر سے بیخ جاٹے اس مصنف نے اس کی جیب کوئی توجیہ و تاویل نہ پائی تو وہ یہ دو افترا کرنے پر مجبور ہوا۔ اور اس نے حفظ الایمان جیسی یہ دو عبارتیں گڑھ کر ان دو حضرات کی طرف منسوب کر دیں اور یہ سمجھ لیا کہ دیوبندی قوم پر تو ان اکابر دیوبند کا وقار باقی بنا رہ جائے گا۔ اور پھر اس کی تحقیق کون کرے گا۔ مگر اس کو یہ کیا خبر تھی کہ اس شہابِ ثاقب کا رو دکھا جائے گا۔ اور اس کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور یہ طلسم خاک میں مل جائے گا۔

دیوبند لو! عبارت حفظ الایمان کا جب تمہارے پاس کوئی جواب نہیں اس کی کوئی ایسی تاویل نہیں جو اس کو کفر سے بچائے۔ جب تم نے اس کے لیے انتہائی عرق ریزیاں کر لیں۔ امکانی کوششیں کر لیں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے شرمناک جھوٹ بولے۔ جیسا سوز افترا و بہتان باندھ لیے۔ انفرادی و اجتماعی محنتیں کر لیں اور کسی طرح اس کا کفر نہ اٹھ سکا۔ کسی طرح اس کی توہین نہ مٹ سکی تو جلد تو بہ رو۔ ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی توہین سے بچو۔ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخوں سے باز آؤ۔ اور ان مفتری و کذاب



اکابر دیوبند مرتدین و کفار کی پیروی اور اندھی تقلید سے بچو۔

## ٹانڈوی کا دیوبندی قوم کو قتل دینا

پھر مصنف نے خود ہی غور کیا کہ اگرچہ میں نے یہ افترائے کئے لیکن انکا بھانڈا ضرور پھوٹ جائے گا۔ اور دیوبندی قوم ہاتھ سے نکل جائے گی۔ تو ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتا ہے۔

اس کے بعد آپ غور کریں کہ جو تہمتیں مولانا تھانوی پر رکھی ہیں آیا وہ موجود ہیں یا نہیں دیکھئے ص ۲۱ میں لکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کسی برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنیں و چناں میں۔ اھ یہ مضمون دروغِ خالص نہیں تو کیا ہے۔ ہم نے حفظ الایمان کی تمام عبارت نقل کر دی ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہیں یہ موجود ہے۔ کیوں نہیں عبارت مولانا کی دکھاتا بلخصاً۔

جواب :- اس بے حیا مصنف کو شرم نہیں آتی۔ صریح جھوٹ بولتا ہے دن میں آفتاب کا انکار کرتا ہے اور شر ماتا نہیں۔ کہ حتام الحزین ص ۲۱ کی جو یہ عبارت نقل کر رہا ہے اس سے پہلے اصل حفظ الایمان کی عبارت موجود ہے جو ہم نے ابھی اوپر مع عربی ترجمے کے نقل کی ہے اس اصل عبارت حفظ الایمان کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کسی برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنیں و چناں میں۔ اس مصنف سے پوچھو کہ اعلیٰ حضرت نے جو حفظ الایمان کی عبارت نقل کی وہ مصنف کی پیش کردہ عبارت حفظ الایمان میں بعینہ و بلفظ موجود ہے جو چاہے اس کے لفظ لفظ حرف حرف نقطہ نقطہ مطابق کرے۔ اگر مطابق نہ اترے تو اعلیٰ حضرت قبلہ پر تہمت لگانے اور دروغِ خالص بولنے کا الزام ہے۔ جب بالکل مطابق



اُتر آئے تو وہ تہمت اور دروغ کی بلا اسی مصنف پر تو واپس آئے گی خود تو جھوٹ بولتے  
ہے اور دوسرے کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ جیسا کہ کوئی حصہ اس میں ہے ہی نہیں باقی  
رہی اعلیٰ حضرت کی یہ عبارت کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو تو یہ نہ تھا نوی کی عبارت  
ہے نہ اعلیٰ حضرت یہ فرما رہے کہ یہ تھا نوی کی عبارت ہے بلکہ اعلیٰ حضرت اس عبارت حفظ  
الایمان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ظاہر فرما رہے ہیں مصنف کا فریب اور مغالطہ یہ ہے  
کہ اصل منقولہ عبارت حفظ الایمان کی توضیح نقل کا مطالبہ کرتا نہیں۔ اور اس خلاصہ کا مطالبہ کرتا  
ہے کہ اس کو بلفظ حفظ الایمان میں دکھا دو۔ یہ بالکل ایسا ہی جاہلانہ مطالبہ ہے جیسا  
پہلے براہین قاطعہ کے متعلق کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اس جاہلانہ مطالبہ پر گفتگو کی ہے۔  
مسلمانو!۔ دکھانا یہ ہے کہ مصنف کے پاس عبارت حفظ الایمان کا جواب نہیں  
ہے ایسے ہی فریب اور مغالطہ دیکر ادراک کو سپاہ کرتا ہے اسی طرح کا فریب  
یہ ہے۔

دوسرا اہتمام خبیث دیکھئے اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا  
علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہرنے کے کو اور ہر پاگل کو بلکہ  
ہر جانور اور ہر چوہا پائے کو حاصل ہے۔ اب اس خبیث عبارت کو ڈھونڈ بیٹے  
کہیں بھی پتہ نہیں چلتا اس مضمون کے ثبوت کرنے کے واسطے ایک دو  
سطر حفظ الایمان نقل کر دیئے اور اگلی پچھلی عبارت حذف کر دیئے  
تاکہ لوگوں پر اصلی معنی اور مقصد مؤلف کا کھل نہ جاوے اور اس کے مکر اور  
بہتان کا ظہور نہ ہو جائے۔ ملخصاً یہ

**جواب** | مصنف کی کوئی بات کذب و فریب سے خالی نہیں ہوتی کہ نہایت صاف  
بات تھی اعلیٰ حضرت نے حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کر کے اس کے مضمون کو صاف  
الفاظ میں کہا تھا اس کو یہ مصنف مکر و بہتان کہہ کر انصاف کا خون کر رہا ہے۔ ہم ناظرین



کے فیصلہ کے لیے ہر دو عبارات کو مقابلہ میں رکھ کر اس غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دو عبارتوں میں کیا فرق ہے مضمون ہر دو کا ایک ہے یا نہیں۔

## اصل عبارت حفظ الایمان بلفظہ

### خلاصہ مضمون عبارت حفظ الایمان بالفاظ علیحضرت قبلہ

غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر نچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔	اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو ہمیں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔
---	---

ہر اردو خواں ان دونوں عبارتوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرے گا کہ اصل عبارت حفظ الایمان میں جو مضمون تھا اس خلاصہ میں بھی بالکل اپنی مضمون کو مختصر الفاظ میں سلیس اردو میں لکھ دیا گیا ہے مضمون میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ اب مصنف کا اس خلاصہ مضمون کے متعلق یہ لکھنا کہ اس کا کہیں حفظ الایمان میں پتہ نہیں چلتا۔ کیسا صریح بھوٹ ہے۔ نیز اس کا اس خلاصہ مضمون کو مکرو بہتان قرار دینا خود اس کے مکار اور بہتان طراز ہونے کی روشن دلیل ہے اب باقی رہا مصنف کا یہ کہنا کہ اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دوسرے حفظ الایمان نقل کر دی ہے۔ الحمد للہ کہ مصنف نے یہ تو اقرار کر ہی لیا کہ ایک دوسرے حفظ الایمان نقل کر دی ہے تو خود اپنے ہی کلام کا رد کر دیا اور خود اپنے ہی منہ پر پتھوک لیا۔ اب رہی یہ بات کہ ایک دوسرے حفظ الایمان کی نقل کی ہے تو جب یہ خلاصہ مضمون ہی ایک دوسرے کا ہے تو اس سے زائد کا نقل کرنا خلاصہ مضمون سے زائد ہو جاتا اور اسکی حاجت



ہی نہیں تھی کہ حکم کفر تو صرف اس عبارت پر ہے کہ تو ہیں شان رسالت تو اسی میں ہے کہ حضور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں، جانوروں چوپایوں کے مشابہ ٹھہرا دیا اب اس پر مصنف کا یہ کہنا اگلی پھلی حذف کر دی ہے تو مصنف ناواقف ہے اس کی اگلی پھلی کی ضرورت تمہیں ہوگی۔ مفتی کو کوئی حاجت نہیں اگر مصنف فتویٰ لکھنا جانتا تو ایسی بے اٹکل بات نہ کہتا کہ بعضے طلاق کے استفتے میں ایک دو ورق بھرے ہوتے ہیں اور حکم ایقاع طلاق کا ایک جملہ پر ہوتا ہے۔ اس میں اگلی پھلی عبارت کی مفتی کو خاص حاجت نہیں ہوتی۔ ہاں تو اب ہم مصنف کو اس کی اجازت دیتے ہیں کہ تم اس کی اگلی پھلی خوب دیکھ بھال کراڑی چوٹی کا زور لگا کر اس عبارت زیر بحث کے حکم کفر کو اگر ٹال سکتے ہو تو ٹال دو۔ کوئی صحیح توجیہ و تاویل بتا سکتے ہو تو پیش کر دو اور اس کے اصل معنی اور مقصد کو کھول سکتے ہو تو کھول کر دکھاؤ۔

## تھانوی کی عبارت ٹانڈوی کا استدلال

پھر مصنف خود تھانوی جی کی ایک عبارت کو اپنے استدلال میں اس طرح پیش کرتا ہے۔

خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور البقاء عالم کے سبب ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب سے کوئی چیز ہوا کرتی ہے وہ ہمیشہ تابع اور غیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبد و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ کسی طرح اصلی مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے پس کیونکہ یہ ہو سکے گا کہ وہ حضور علیہ السلام کو برابر چنیں و چنیاں کے اعتقاد کریں۔ **مخلصاً لہ**

**جواب :-** مصنف کا یہ کلام محض امکاں ہے کہ تھانوی جی جب حضور کو سبب ایجاد و بقاء عالم کہتے ہیں تو آپ کو چنیں و چنیاں کی برابر کیسے کہہ سکتے ہیں اور وقوع یہ ہے کہ تھانوی جی



نے لکھ دیا کہ حضور علیہ السلام چنیں و چناں کی برابر ہیں جیسا کہ عبارت زیر بحث سے ظاہر ہے  
 تو مصنف کی ساری کوششیں ہی بیکار اور رایگان ثابت ہو گئی اور مصنف کی اس تقریر  
 سے ایک نئی بات مذہب دیوبندیت کے خلاف یہ ثابت ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام  
 سب ایجادِ عالم ہوئے تو اہل عالم حضور کے بمنزلہ عبد و خدام ہوئے تو افرادِ عالم اپنے آپ  
 کو غلام محمد، غلام احمد، غلام مصطفیٰ، عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول کہہ سکتے ہیں خصوصاً جو  
 امتیازِ اجابت میں ہیں وہ اپنی اولاد کے یہ نام رکھ سکتے ہیں۔ مصنف کے نزدیک ان  
 اسماء کی کوئی ممانعت نہیں۔ تو یہ مصنف اپنے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے حکم سے مشرک  
 و کافر ہو گیا (دیکھو تقویۃ الایمان ص ۵ و ص ۱۳) تو مصنف حقانوی جی کو بچانے کی سعی  
 کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تو کفر سے بیخ نہ سکا اور یہ خود اپنے ہی امام کے حکم سے کافر و  
 مشرک ہو گیا۔

پھر مصنف ڈوبنے والے کی طرح جوتکے کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح  
 حفظ الایمان کی اس عبارت سے استدلال کرتا ہے۔

دیکھئے ص ۶ کی سطر ۲ میں فرماتے ہیں کہ پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے  
 کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے  
 تھے! اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟ آیا معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور  
 علیہ السلام اور زید عمر بکر وغیرہ وغیرہ کے علوم میں مساوات ہے یا بہت بڑے  
 فرق پر حضرت مولانا کی عبارت صراحتاً دلالت کر رہی ہے۔ اگر ہم تسلیم بھی کر  
 لیں کہ ان کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے۔ جو مجدد صاحب نے  
 ان کی نسبت لکھا ہے تو جب یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور  
 ہے پس یہ معنی نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے اور نہ ان کے دامن کو کوئی  
 دہبہ لگ سکے گا مخلصاً!



**جواب :-** اس عبارت حفظ الایمان سے بھی یہی نکتہ ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر و بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات اور برابری ہو۔ اس لیے کہ علوم لازمہ نبوت بعض علم ہیں یا کل علم۔ اگر بعض علم ہیں تو بالذات ہیں یا بالواسطہ تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کو بعض علم بالذات تو ہونے میں سکتے اب رہے بعض علم بالواسطہ تو یہ بعض علم بالواسطہ اگر حضور علیہ السلام کو ہیں تو بعض علم بالواسطہ زید و عمر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہیں۔ تو بعض علم بالواسطہ ہونے کی بنا پر بھی تھانوی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر۔ بچوں یا گاون جانوروں چوپایوں میں مساوات اور برابری لازم آگئی۔ نو تھانوی جی کی اس عبارت میں بہت بڑے فرق پر صراحت و دلالت کہاں ثابت ہوئی تو اب تو مصنف کو تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ تھانوی جی کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو علم غنوت نے تحریر فرمایا ہے اور اگر تسلی نہیں ہوئی تو اور بھی سن لیجئے۔

اگر سعید یہ کہے کہ

- — جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو حاصل ہے۔
- — جیسا علم جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر اُٹو کو حاصل ہے۔
- — جیسا علم جناب تھانوی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر گدھے کو حاصل ہے۔
- — جیسا علم جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سور کو بھی حاصل ہے۔

اور وجہ شبہ یہ بتائے کہ ان گنگوہی و نانوتوی و تھانوی۔ دہلوی کو بھی بعض علم ہی تو ہے کہ کل علم کا انہیں حاصل ہونا تو عقلاً نقلًا باطل ہے۔ اور کتے۔ اُٹو گدھے۔ سور کو بھی بعض علم ہی حاصل ہے اگرچہ گنگوہی و نانوتوی۔ تھانوی۔ دہلوی صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولویت کو لازم و ضروری ہے وہ انہیں بتماہا حاصل تھا۔

تو اسے دیوبند پور! کیا تم ان کے لیے ایسا کہنا۔ لکھنا۔ چھاپنا۔ شائع کرنا پسند کرو گے۔ کیا اس جیسی عبارت میں ان کی توہین نہ کہو گے۔ اگر کہو کہ ہمیں ایسی عبارت پسند ہے۔ اور اس میں ان کی کوئی توہین نہیں ہے۔ تو ان سب کے نام بنام لکھ کر ایسی عبارت



چھاپو۔ اور اس پر اپنے اکابر کے مہر و دستخط بھی کرادو۔ تو دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی تمہارا  
 نزدیک ایسی عبارت میں توہین نہیں تھی اسی بنا پر تم نے اپنے اکابر کے لیے اس  
 عبارت کو چھپو اور یا شائع کر دیا۔ اور اس پر اپنے مہر و دستخط بھی کر دیئے۔ ورنہ ہر شخص  
 یہ یقین کرنے کے لیے مجبور ہے کہ جب تم ایسی عبارت کو اپنے اکابر کے لیے چھپوانا  
 شائع کرنا گوارا نہیں کرتے تو اس عبارت میں ضرور توہین ہے۔ اور کوئی تاویل کوئی توجیہ  
 کوئی عذر اس کا توہین ہونا میٹ نہیں سکتا۔ کوئی حیلہ بہانہ اس عبارت کو توہین سے  
 پاک ثابت نہیں کر سکتا۔ تو اے گستاخ دیوبند یو۔ اے بے ادب و مایوس۔ اس  
 ناپاک توہین آمیز عبارت کو سید انبیاء محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی جناب میں لکھتے ہو چھاپتے ہو، شائع کرتے ہو، جب تم سے مسلمان یہ مطالبہ کرتے  
 ہیں کہ اس عبارت میں سرکار رسالت کی توہین و تنقیص شان ہے تو اس بات پر اڑے  
 ہوئے ہو کہ اس میں توہین نہیں ہے اس کی تاویل ہے یہ توجیہ ہے۔ اور جھوٹے بہانے  
 کر کے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو کہ اس میں تنقیص شان رسالت ہرگز  
 نہیں ہے۔ فلاں کلمہ فلاں جملہ اس کی صفائی کر رہا ہے۔ لہذا اگر تم اپنے اس دعوے  
 میں سچے ہو کہ اس عبارت میں توہین علم نبوی نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت اپنے اکابر  
 کے نام سے کیوں نہیں چھاپتے، ایسی ہی عبارت اپنے پیشواؤں کے لیے کیوں نہیں  
 شائع کرتے۔ تمہاری یہ تاویلیں یہ توجیہیں آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں  
 تو صفائیاں ہیں۔ اور اکابر دیوبند کے لیے صفائی نہیں ہے۔ گستاخ عبارت سید انبیاء  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے گالی اور توہین نہیں اور تمہارے اکابر کے لیے گالیاں  
 اور توہین ہے۔ تو ظاہر ہو گیا کہ جو عزت تمہارے دلوں میں اپنے اکابر دیوبند کی ہے  
 وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز نہیں۔

اب باقی رہا مصنف کا ناپاک عذر اور گندہ بہانہ کہ یہ عبارت اسی صفحہ میں اس  
 کے بعد مذکور ہے پس یہ معنی نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے تو اس مسمی سعید نے بھی اسی  
 صفحہ میں چند سطر کے بعد ہی لنگوہی۔ نانو تروی۔ تقانوی۔ دہلوی کے لیے ان کے علموں



کو کہتے۔ اور گدھے، سور کے علموں سے تشبیہ دے کر یہ عبارت لکھدی تھی کہ اگرچہ ان صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولویت کو لازم و ضروری ہے وہ انہیں بتماہا حاصل تھا۔ اب تمہارے قاعدہ سے گنگوہی دانا تو ہی تھا تو ہی۔ دہلوی کے لیے توہین کے معنی نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے۔ اور پھر سعید کے اس عبارت کے لکھنے کے بعد اس کے دامن پر نہ کوئی دھبہ لگ سکے گا۔ تو مصنف صاحب اگر تھانوی کی اس پچھلی عبارت سے پہلی عبارت کی صفائی ہوتی ہے تو سعید کی پچھلی عبارت سے بھی پہلی کی صفائی ہو جائے گی۔ تو اب سعید والی پوری عبارت اپنے اکابر کے حق میں وہی ان کے تین تین سطر کے القاب و اوصاف لکھ کر چھاپو۔ شائع کرو۔ مگر ہمارا دعوئے ہے کہ تم اپنے اکابر کے لیے سعید کی عبارت جو عبارت حفظ الایمان کا چربہ ہے ہرگز ہرگز نہیں چھاپ سکتے۔ کہ فقط نہ تمہارے قلوب بلکہ تمہارا عمل شہادت دیگا کہ سعید والی عبارت کو تم اپنے اکابر کے حق میں توہین جانتے ہو۔ تو بے ایمانوں! تھانوی کی عبارت کو آقا و مولا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں توہین نہیں جانتے۔

ممکن ہے کہ مصنف کی ابھی تسلی نہیں ہوئی ہو تو اور لیجئے۔ کہ ولید تھانوی صاحب کو لکھے حامی سنت حکیم الامتہ مولوی اشرف علی صاحب احمق دامت برکاتہم و فیوضہم تو غالباً آپ اس سے ناراض تو نہ ہوں گے کہ وہ تھانوی صاحب کے اوصاف و مدح کے کلمے اول میں بھی لکھ رہا ہے۔ اور آخر میں بھی لکھ رہا ہے نہیں بلکہ ضرور ناراض ہوں گے کہ لفظ احمق گالی ہے اور گالی کو اس کی تعریف کے الفاظ نہیں میٹ سکتے بلکہ یہ تعریف کے الفاظ مسخر قرار پائیں گے تو مصنف اپنے اس قاعدہ کو کہ توہین کو تعریف میٹ دیا کرتی ہے اگر خود بھی صحیح جانتا ہے تو اپنے اکابر کے کئی سطر میں القاب و اوصاف لکھے اور ان سے پہلے ایک کلمہ گالی کا بھی لکھ کر چھاپے۔ شائع کرے۔ اور اگر نہیں چھاپتا اور نہیں شائع کرتا ہے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ قاعدہ صرف اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی



دیکر عذر کرنے کے لیے بنایا۔ اپنے اکابر دیوبند کے لیے تیار نہیں کیا۔  
 وہاں یہو! ایسے ناپاک عذروں باطل تاویلوں سے تھانوی کا کفر اٹھانا چاہتے  
 ہو۔ تمہاری ان غلط باتوں سے ثابت ہو گیا کہ تمہارے پاس عبارت حفظ الایمان کی کوئی  
 ایسی تاویل نہیں جس سے اس کا کفر اٹھ سکے۔ تو جلد توبہ کرو۔ اور ان گستاخ اکابر دیوبند  
 کی پیر دی چھوڑ دو۔ پھر مصنف نے ایک صفحہ تک علوم و لازمہ نبوت کا ذکر کیا۔ جن کا زیر  
 بحث عبارت حفظ الایمان سے کوئی تعلق نہیں اور پھر مصنف نے اسی کے ضمن میں لکھا۔  
 اگر آپ کو اس (علم نبوت) کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب امامت  
 مصنف جناب مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ ملاحظہ فرمائیں اور پھر معلوم کریں  
 کہ کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا  
 شہیدؒ کس طرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور نیز آج  
 حیات قبلہ نما۔ ہدایتہ الشیعہ وغیرہ وغیرہ رسائل جناب مولانا نانوتویؒ کے  
 دیکھیں جن سے وہ علوم مضامین معلوم ہونگے کہ جنکو مجدد صاحب کی سات  
 پشت نے خواب میں بھی حضور علیہ السلام کے فضائل کی بابت نہ دیکھا ہوگا۔  
**جواب :-** مصنف نے یہ ایک صفحہ علوم لازمہ نبوت کے شمار ہی میں صرف کیا اور  
 عبارت زیر بحث کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکا ہم نے جو یہ عبارت شہاب ثاقب سے  
 نقل کی یہ بھی مجتہد سے غیر متعلق ہے لیکن جو اس میں مصنف نے کئی صریح جھوٹ  
 بولے ہیں ان کا اظہار کرنا اور حقیقت واقعی کا کماحقہ ظاہر کرنا ضروری سمجھا محض اس  
 بنا پر اس عبارت کو پیش کیا گیا ہے۔ مصنف کا پہلا دوسرا کذب یہ ہے کہ اس نے  
 یہ کہا منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے  
 اور اس کا مصنف دہلوی کس طرح اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کا ہے۔ تو میں اس کی صرف  
 ایک دو عبارات نقل کرتا ہوں۔ تاظرین بغور ملاحظہ کریں۔



## بقول اسماعیل دہلوی جادو اور طلسم معجزے اور کرامت سے زیادہ باکمال ہے

بسیار چیز است کہ ظہور آں از  
مقبولین حق از قبیل خرق عادت  
شمر دن میشود و حالانکہ امثال ہماں  
افعال بلکہ اقوی و اکمل از ارباب  
سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد  
بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ  
یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ  
قوت و کمال میں ان سے بڑھ کر  
جادوگر اور طلسم والے کر سکتے  
ہیں۔

اس منصبِ امامت میں امام الوہابیہ نے صاف کہہ دیا اور وہابی عقیدہ کا اظہار  
کر دیا کہ کرامت اور معجزے کی برابری بلکہ ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے دکھا سکتے  
ہیں تو وہابی عقیدے میں معجزہ نبوت کی دلیل نہیں کہ اس سے کامل و قوی تر عجائب  
جادوگر دکھا سکتے ہیں تو وہابیہ نے نہ تو نبوت ہی کو سمجھانہ معجزہ کو جاننا اور جب ان کے  
نزدیک جادوگر حضرات انبیاء کرام سے بڑھ کر عجائبات دکھا سکتے ہیں تو ان کے عقیدہ  
میں انبیاء کرام کے مقابلہ میں زیادہ عظمت جادوگروں کو حاصل ہوئی تو ان بد بختوں نے  
جادوگروں کے مقابلہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت گھٹادی۔ اب مصنف کا  
صریح کذب دیکھئے کہ اسی منصبِ امامت اور اس کے مصنف کے متعلق خلاف واقعہ  
یہ لکھتا ہے کہ اس میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور اس  
کا مصنف دہلوی اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اس مصنف سے پوچھو کہ تمہارے عقیدہ  
میں تو حضرات انبیاء کرام کی عظمت سے ناڈ جادوگروں کی عظمت ہے کہ جادوگر ان  
سے بڑھ کر عجائب دکھا سکتے ہیں اور یہی تو تمہارے امام کا حضرات انبیاء کرام کے متعلق  
اعلیٰ درجہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ پھر مصنف منصبِ امامت اور اس کے مصنف کی تصریح  
اور عقیدہ کے خلاف لکھ کر صریح تجھوٹ بولتا ہے۔ اور ان پر صریح افترا کرتا ہے ان کی تحریر

۱۔ منصبِ امامت مصنف اسماعیل دہلوی منقول فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۲۔



کی تصریح کے بالکل خلاف لکھتا ہے اور جاہل دیوبندی قوم کو الٹا سمجھا کر صریح فریب دیتا ہے، پھر اسی منصبِ امامت کی دوسری شہادت بھی سن لیجئے۔

## بقول سہیل دہلوی انبیاء کو قدرت تصرف ماننا شرک اور کفر ہے

بیانش آنکہ حق جل و علا بقدرت کاملہ خود در عالم تکوین تصرف عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میز ماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در و ایجاد میفر ماید اور اہا ظہار آن امور می نماید (فیہ ایضاً) نہ اینکہ حق جل و علا ایشان را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ (آخر میں یہ حکم ہے) این اعتقاد شرک محض است و کفر بحت، مخلصاً لہ

معجزہ کا بیان یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے تکوین میں اپنے مقبولوں میں سے کسی مقبول کی تصدیق کیلئے ایک عجیب و غریب تصرف کرتا ہے نہ یہ کہ معجزہ دکھانے کی قدرت اُس مقبول نبی کو دے اور اس کو اس کے اظہار کا حکم کرے، نہ یہ کہ حق تعالیٰ نے ان انبیاء کو تصرف عالم کی قدرت عطا فرمادی اور یہ اعتقاد کہ (انبیاء کو قدرت تصرف دی) شرک محض اور کفر خالص ہے۔

مسلمانو! اسی منصبِ امامت میں امام الوہابیہ نے وہابی عقیدہ بیان کیا کہ نبی معجزہ میں عاجز ہے۔ نبی کو خدا کی عطا کی ہوئی قدرت کا ماننا شرک محض اور کفر خالص ہے، تو وہابی نبی کو تو معجزہ پر قدرت نہیں مانتا، اور اس کے مقابل جادوگر کو عجائب دکھانے پر قدرت مانتا ہے، اول تو اوپر کی عبارت میں جادوگر کی قدرت پر ایمان لے آنے کی تصریح گزری، علاوہ بریں وہابی جادو کو حرام جانتا ہے، اور ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ حرام و حلال افعال اختیار یہ ہیں جو تحت قدرت انسان ہوتے ہیں، تو وہابی نے بھی جادو کو حرام

۱۔ منصبِ امامت منقولہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱۔



کہہ کر جاؤ وگر کے تحت قدرت عطا ئیہ اور اس کا فعل اختیاری ہونا مان لیا۔ تو وہاں بیہ جاؤ وگر کے عجائب دکھانے کی قدرت عطا ئیہ پر ایمان لائے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزہ دکھانے کی قدرت عطا ئیہ پر ایمان لانے کی بجائے اس کو شرک محض اور کفرِ خالص اعتقاد کرتے ہیں تو اب مصنف سے پوچھو کہ تم نے بہت اچھل کر یہ کہا تھا کہ منصبِ امامت میں کس قدر عظمت انبیاء ہے۔ اور اس کا مصنف دہلوی کتنا اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اب آنکھیں کھول کر دیکھ لے کہ انہوں نے حضرات انبیاء کرام کی عظمت جاؤ وگروں کی عظمت سے بھی گھٹا دی کہ انہوں نے حضرات انبیاء کو خرقِ عادت کے دکھانے سے عاجز مانا۔ اور جاؤ وگروں کو اس پر قادر جانا۔ تو یہ مصنف اس منصبِ امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے بالکل خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ان پر صریح افسر کر رہا ہے اور اپنی جاہل دیوبندی قوم کو کیسا صریح فریب دے رہا ہے۔

## امام الوہاب یہ نے آیات کی تکذیب کی

ہاں اس میں ایک بات اور باقی رہ گئی کہ اس امام الوہاب یہ نے نبی میں معجزہ کی خدا واد قدرت کے اعتقاد کو شرک محض اور کفرِ خالص کہہ کر قرآن کریم کی صریح تکذیب کی۔ اور فرمانِ قرآنی کو صاف جھٹلایا۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْنِ کَهِیئَۃَ الطَّیْرِ فَالْفَخُّ فِیْہِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا  
بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

**ترجمہ :-** تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت میں بناتا ہوں۔ پھر اسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے۔  
اور حضرت یسح نے فرمایا۔

وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ یعنی مادر زاد اندھے اور برص والے کو میں



اچھا کر دیتا ہوں۔ اور فرمایا اُحَى الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی میں مُردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تو وہاں پہنچو۔ دیکھو ان آیات میں یہ افعال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے تو ہیں اور یہ افعال خدا داد تصرف کی قدرت ہی سے تو ہیں۔ اور تمہارے نزدیک انبیاء کو قدرت تصرف عطا نہیں ہوئی۔ تو تم ان آیات کے منکر ہوئے اور تمہارے نزدیک یہ مشرک ہوئے تو ذرا سوچو کہ یہ مشرک کس کے ہوئے۔ قرآن عظیم کے حضرت مسیح علیہ السلام کے۔ العیاذ باللہ۔

نیز تمہارے امام دہلوی نے یہ بھی کہا ہے کہ خدا نبی کو معجزہ کے اظہار کا حکم نہیں دیتا یہ کہہ کر بھی اس نے قرآن کریم کی تکذیب کی اور فرمانِ قرآنی کو جھٹلایا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاَضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا۔

**ترجمہ:** اے موسیٰ تم ان (بنی اسرائیل) کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دو کہ بنی اسرائیل پار ہو جائیں۔

اور اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے۔

وَاَتْرَكَ الْبَحْرَ مَرْمُورًا هُوَا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّفْرَقُونَ۔

**ترجمہ:** اے موسیٰ تم دریا کو یوہیں کھلا چھوڑ دینا (پار اتر کر پانی ملا نہ دینا) کہ فرعونی ڈوبنے والے ہیں۔ یعنی وہ اسمیں اتریں اس کے بعد پانی طے اور وہ ڈوبیں وہاں پہنچو! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نبی کو اظہار معجزہ کا حکم دے رہا ہے تمہارے امام نے ان دونوں آیات کی تکذیب کی کہ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پھر پانی کو پار اترنے کے بعد بھی رکنا اگر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی قدرت نہیں دی تھی تو ان کے لیے حکم انہیں کیوں فرمایا۔ تو تمہارے نزدیک قرآن عظیم کے یہ دو مشرک ہوئے۔

وہاں پہنچو! اب اگر اپنے امام الوہابیہ دہلوی جی کی بات پر ایمان لاتے ہو تو قرآن کریم چھوڑتا ہے۔ رب العالمین سے تعلق ٹوٹتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



سے رشتہ قطع ہوتا ہے۔ لہذا اس دہلوی ہی سے تعلق توڑو، اور اس مصنف کے فریب میں نہ آؤ، یہ سخت چھوٹا ہے جو اس دہلوی کو اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء علیہم السلام کہتا ہے۔ اگرچہ اہل انصاف اور اصحاب فہم کے لیے تو یہ منصب امامت کی دو عبارتیں کافی ہیں لیکن دیوبندی قوم کے لیے ابھی اور بھی چند عبارات کا پیش کرنا ضروری ہے۔ تو ہم اسی امام الوہاب امیر اسماعیل دہلوی کی اور دیگر تصنیفات سے کچھ روشنی ڈالیں۔

تقویۃ الایمان کے ص ۴۷ پر ہے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

ص ۴۶ پر ہے۔

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

ص ۴۳ پر ہے۔

جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو ہر پنجمبر اپنی امت کا

سردار ہے۔

ص ۴۳ پر ہے۔

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روپر ایک ذرہ ناچیر سے بھی کمتر ہیں۔

ص ۴۱ پر ہے۔

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

ص ۴۱ پر ہے۔

ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں

اور نادان۔

ص ۴۸ پر ہے۔

اولیاء اور انبیاء امام زادہ پر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب

انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے۔ وہ

بڑے بھائی ہوئے۔



صفحہ ۶۹ پر ہے۔

ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار۔

صفحہ ۳۴ پر ہے۔

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب

میں اگر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

صراطِ مستقیم کے صفحہ ۸۶ پر (فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

منار میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت

مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے

بدتر ہے۔

اس امام الوہابیر دہلوی کی یہ دس عبارت بطور نمونہ کے پیش کیں جن میں حضرات

انبیاء علیہم السلام کو اس نے ذرہ نا چیز سے کمتر۔ چارٹ سے زیادہ ذلیل۔ بے خبر۔ نادان بڑے

جہانی۔ عاجز۔ بے اختیار۔ بے حواس ان کی طرف خیال لے جانا۔ بیل اور گدھے کے

تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر۔ ان کی سرداری کو مثل چودھری اور زمیندار کے

کہا اور بتایا۔

اب مصنف سے پوچھو کہ کیا اس دہلوی گستاخ و بے ادب کو اعلیٰ درجہ کا معتقد

انبیاء کہتا ہے اور اس تنقیص شان رسالت کرنے والے کو انبیاء کی اور ان کے علوم کی بڑی

عظمت کرنے والا لکھتا ہے۔ اور اسی طرح اُس نا نو توہی کو جو حضور علیہ السلام کی ختم نبوت

کا منکر ہے۔ اور حضرات انبیاء کرام کی شان میں یہ سخت گستاخی و بے ادبی کرتا ہے کہ اپنے

رسالہ تحذیر الناس میں لکھتا ہے۔

انبیاء اپنی اُمت سے اگر متاثر ہوتے ہیں تو علوم ہی میں متاثر ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس

میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مسادی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

۱۷ :- تحذیر الناس ص ۵ :-



مسلمانوں! یہ ہیں اس مصنف کے وہ دہلوی دنانو توی اکابر۔ جو شانِ انبیاء علیہم السلام میں ایسے سخت گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور فضائلِ سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے والے ان کو یہ مفری و کذاب مصنف اعلیٰ درجہ کا معتقدِ انبیاء لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے اور عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور پھر اس کی دیدہ دلیری دکھو کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی طرف نسبت کر کے لکھتا ہے کہ انہیں ان کی سات پشت نے نہ دیکھا ہوگا۔

وہاں جو ایشانِ انبیاء علیہم السلام میں ان گستاخیوں کا لبوں کو اعلیٰ حضرت کی سات پشت ہی کیا بلکہ سارے خلف اور تمام سلفِ صالحین۔ صحابہ و تابعین کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ اُس وقت ایسے گستاخ و بے ادب تو واجب القتل ہوتے تھے۔ اور ایسی ناپاک کتابیں تو دریا برد کر دی جاتی تھیں۔

پھر مصنف ان علومِ لازمہ نبوت کے سلسلہ گفتگو کو ختم کر کے پھر اصل مسجت کی طرف رُخ کرتا ہے اور یہ لکھتا ہے۔

الحاصل جبکہ علومِ لازمہ نبوت تمامہا آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس کی تصریح خود تھانوی ذکر فرما رہے ہیں تو اب کون سی مخلوق آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے۔ خود انبیاء علیہم السلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کہ تمامہا علوم کا جاننا مخصوص آپ ہی کیساتھ ہے۔

جواب :- مصنف اس کا تھانوی جی ہی سے سوال کرتا کہ وہ حضور علیہ السلام کے لیے جب جملہ علومِ لازمہ نبوت کو ثابت ماننا تھا اور بقول مصنف یہ اعلیٰ حضرت ہی کے ساتھ خاص تھی حتیٰ کہ خود انبیاء علیہم السلام بھی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور کوئی مخلوق بھی آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ تو اسے تھانوی جی! جب حضور کا ایک درجہ علمی مخصوص و ممتاز تھا۔ وہ مرتبہ ناقابلِ شرکت اختیار تھا۔ تو تم نے



حضور کو اس درجہ خاص و ممتاز سے کیوں نیچے اتارا اور مرتبہ ناقابلِ شرکت میں مطلق و بعض کی شق لے کر کیوں زید و عمر صبی و مجنون حیوان کو شریک کیا۔

لہذا اے مصنف اس تھانوی کا حضور کو اس درجہ خاص و ممتاز سے نیچے اتارنا ہی تو تنقیصِ شانِ رسالت ہے۔ اور مرتبہ ناقابلِ شرکتِ علم میں مطلق بعض کی آرٹ لے کر اغیار کو شریک کرنا ہی تو توہینِ علمِ نبوی ہے اور اغیار بھی ایسے جو ادنیٰ مخلوق ہوں اور ان میں بھی بعض ایسے ہوں جو ناقابلِ ہوں تو یہ اور زبردست توہین و تنقیصِ رسالت ہے اور توہینِ تنقیصِ شانِ رسالت تمہارے نزدیک بھی کفر ہے۔ تو اب تو مصنف اعتراف کر لے کہ تھانوی جی نے فی الواقع توہین و تنقیصِ شانِ رسالت کی۔ اور حضور کو ان کے درجہ مخصوصہ سے واقعی نیچے اتارا۔ اور ان کے مرتبہ ناقابلِ شرکتِ علم میں ادنیٰ مخلوق کو قصداً شریک کیا۔ تو وہ تھانوی ان امور کا مرتکب ہو کر یقیناً کافر و مرتد ثابت ہو گیا۔ تو بجدہ تعالیٰ اب تو تھانوی کا کفر خود مصنف کے کلام سے ثابت ہو گیا۔

## حسین احمد ٹانڈوی کی مجنوط الحواسی

پھر مصنف نے یہ خود ہی احساس کیا کہ میں نے سات صفحات ادھر ادھر کی بے تعلق باتوں میں سیاہ کر دیئے، اور عبارت زیر بحث کی ان سے کچھ صفائی نہ ہو سکی، تو اس کی اب یہ توجیہ پیش کرتا ہوں۔

ان کی دھوکہ دہی پر نظر ڈالنے کے گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کون سی لائنکالی۔ گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظ عالم الغیب جائز ہے یا نہیں۔ حضور علیہ السلام کے علم اور مقدارِ علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے آپ ابتدا سے لیکر اخیر تک عبارت دیکھیں کہ تھانوی اس میں بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذات مقدسہ پر جائز نہیں ہے۔ اس میں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو مغیبات میں سے



ا کسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے معنیات کا ہے ملخصاً ۱۔  
**جواب :-** مصنف کی کوئی بات جھوٹ اور فریب سے خالی نہیں ہوتی جب اس کو عبارت  
 زیر بحث میں کوئی واقعی تو جہیہ نہ مل سکی تو اس نے یہ تحریف شروع کی کہ تھانوی جی اس عبارت  
 میں حضور علیہ السلام کے علم غیب حاصل ہونے یا نہ ہونے میں بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ  
 بحث اس بات میں ہے کہ حضور پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور کہنا جائز ہے یا نہیں یہ  
 مصنف کی تحریف ہے بلکہ تھانوی جی اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم غیب حاصل  
 ہونے ہی پر بحث کرتے ہیں۔ اطلاق عالم الغیب پر یہ بحث ہرگز نہیں ہے اس کے  
 فیصلہ کے لیے ہم پہلے مصنف ہی کا ایک حوالہ پیش کر دیں وہ لکھتا ہے۔

جواب عقلا کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے جو سوال میں مذکور ہو  
 اور نہ جواب نہ ہوگا ۱۔

تو مصنف کے اس قول کی بنا پر پہلے تو ہم حفظ الایمان سے سوال کو نقل کریں تاکہ  
 یہ ظاہر ہو جائے کہ سائل آیا حضور علیہ السلام کے لیے حصول علم غیب کا سوال کر رہا ہے یا  
 اطلاق لفظ عالم الغیب کا۔ تو الفاظ سوال یہ ہیں۔

کیا فرماتے ہیں حامیان دین و ناصران شرع متین اس بارے میں کہ زید کہتا  
 ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی کہ عالم الغیب خد تعالیٰ  
 کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ و عمل کیا ہے ۱۔

سوال ناظرین کے سامنے موجود ہے کہ سائل زید کے اس عقیدہ کو دریافت کرتا ہے  
 کہ زید علم غیب کی دو قسمیں کر کے ذاتی علم غیب کو تو سوائے خدا  
 کے اور کسی کے لیے نہیں مانتا، اور بواسطہ علم غیب کو حضور علیہ السلام کے لیے حاصل

۱۔ :- شہابِ ثاقب ص ۱۶۶ ۔ ۲۔ :- شہابِ ثاقب ص ۱۱۱ ۔

۳۔ :- حفظ الایمان ص ۱۔



جانتا ہے۔ تو سائل صاف صاف زید کے اس عقیدہ کو پوچھتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق آیا جائز ہے یا نہیں۔

تھانوی صاحب ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان ہیں کوئی لایعقل یا دیوانے تو تھے نہیں، کہ وہ جواب دیتے لفظ عالم الغیب کے اطلاق کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا کہ سائل اس کو دریافت ہی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ سائل تو زید کے عقیدہ کو پوچھتا ہے تو تھانوی صاحب اسی عقیدہ زید کے متعلق لکھتے ہیں۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔  
دیکھو تھانوی صاف حضور کے لیے حصول علم غیب میں بحث کرتا ہے، یہ نہیں کہتا کہ حضور کو علم غیب تو حاصل ہے مگر ان پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں۔  
بلکہ کہتا ہے ”اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔“  
دیکھو تھانوی صاف بواسطہ علم غیب کے حضور کو حاصل ہونے کو بقول زید ہے صحیح نہیں مانتا نہ کہ صرف لفظ عالم الغیب کے مراد لینا تھا۔  
اس کے بعد کہتا ہے کہ۔

اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔  
ظاہر ہے کہ یہ تقسیم بحیثیت حصول علم غیب کے ہے نہ کہ بحیثیت اطلاق عالم الغیب کے، اس لیے کہ وہ کل غیب کے لیے آگے لکھتا ہے۔  
اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی نقلی سے ثابت ہے۔

تو تھانوی نے اس میں حضور کے لیے کل علم غیب کے حصول ہی کو تو باطل کیا ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب کو۔ اور بعض علم غیب کے لیے اسی طرح یوں کہتا ہے۔  
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔  
اس میں تھانوی صاحب نے بالکل صاف ہی کہہ دیا کہ حاصل ہے یعنی علم غیب



حاصل ہے تو بحث حصول علم غیب میں ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب میں۔ ورنہ مصنف بتائے کہ حاصل ہے کے معنی ”بولتا جاتا ہے“ یا اطلاق کیا جاتا ہے۔ کس لغت میں ہے۔ مسلمانو! دیکھو تھانوی نے اس حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت میں صاف صاف حصول علم غیب ہی کو غیر صحیح بتایا اور اس کی ہر دو قسموں میں حصول علم غیب ہی کی نفی کی تو تھانوی اس عبارت میں حصول علم غیب ہی کی بحث کر رہا ہے۔ اب مصنف کا اس عبارت میں یہ تحریف کرنا کہ تھانوی صاحب اس میں اطلاق لفظ عالم الغیب کی بحث کر رہے ہیں یہ تھانوی کی حمایت اور دوستی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تجہیل و تحقیر کرنی ہے۔ یعنی تھانوی اس قدر جاہل کہ سائل کے سوال ہی کو نہ سمجھا کہ سائل تو زید کے عقیدہ کو لپوچتا ہے۔ اور تھانوی صاحب لفظ عالم الغیب کے اطلاق کا جواب دیتے ہیں۔ تو مصنف نے حمایت کے پردے میں تھانوی صاحب کی خوب تجہیل کی۔ اور حفظ الایمان کی عبارت زیر بحث کی یہ توجیہ ہوئی یا تحریف ہوئی۔

اب یہ بھی دکھا دیا جائے کہ مصنف نے اس ایک تحریف میں کیا کیا تصرفات کیے۔  
**اولاً :-** سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا۔  
**ثانیاً :-** نفی حکم کو تصحیح حکم قرار دیا۔  
**ثالثاً :-** تفتیش مراد معنی کو بحث لفظ ٹھہرایا۔  
**رابعاً :-** ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا۔  
**خامساً :-** دلیل ابطال معنی کو دلیل ممانعت لفظ بنایا۔

تو مصنف نے اس توجیہ کو بہت اچھل کر پیش کیا تھا تو یہ توجیہ تو ہوئی نہیں بلکہ نہایت شرمناک تحریف ثابت ہوئی اور تحریف بھی ایسی کہ پانچ تحریفوں کا مجموعہ قرار پائی۔ مصنف نے یہود کی سنت کو تازہ کر دیا۔

پھر مصنف نے جب یہ دیکھا کہ عبارت حفظ الایمان میں تحریف کرنے پر بھی اس کا کفر نہ اٹھ سکا تو اس نے لفظ ایسا پر اس طرح گفتگو شروع کی۔



## ٹانڈوی حنا کی بے بسی میں باواگوئیاں

حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔

**جواب :-** مصنف نے اس میں دو باتیں کہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے تو عبارت حفظ الایمان کا آب یہ مضمون ہوا کہ حضور علیہ السلام کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب تو زید و عمر کو بلکہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت میں تھانوی حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چوپایوں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے تو مصنف کے نزدیک حضور علیہ السلام کے علم شریف کو ذیل چیزوں سے تشبیہ دینے میں نہ توہین لازم آئے۔ نہ تھانوی پر حکم کفر ہو سکے۔ تو زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے حکم کفر بچلنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ مانا جائے اور اس کے معنی مثل مانند کے ہوں۔

**دوسری بات یہ ہے کہ** زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کا مراد نہ لیں اور اگر ایسا کو معنی اس قدر اور اتنا کے مراد لیں تو عبارت حفظ الایمان کا یہ مضمون ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کا جتنا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب تو زید و عمر کو بلکہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر و بچوں پاگلوں۔ جانوروں

۱۶۔ شہابِ ثاقب ص ۱۶۶۔



چھ پالیوں کے علموں کے برابر کر دیا۔ تو مصنف کے نزدیک اس صورت میں توہین لازم آ جائے گی اور تھانوی صاحب پر حکم کفر کا فتوے صحیح قرار پائے گا۔ تو عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو اتنا کے معنی میں مراد لینا جہالت محضہ ہے اور تھانوی کو کافر بنانے اور تھانوی کو حکم کفر سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو بمعنی اس قدر اور اتنا کے برگز نہ لیا جائے۔

بالجملہ مصنف کے نزدیک زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ ہے جو معنی مثل اور مانند کے ہے۔ اور جو لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ نہیں جانتا اور اس کو بمعنی اس قدر اور اتنا کے مراد لیتا ہے وہ محض جاہل ہے اور تھانوی کا کفر ہے۔ اور توہین کنندہ شان رسالت ہے۔ لہذا جو اس عبارت میں لفظ ایسا کو بمعنی اتنا کے لیتا ہے وہ محض جاہل کافر اور مکفر تھانوی ہے۔

مسلمانو! تم نے مصنف کی لفظ ایسا کی گفتگو پڑھ لی۔ اب تھانوی صاحب کی وکالت کے مدعی مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند کی بھی سینے وہ اس زیر بحث عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں اس مصنف شہابِ ناقب کے بالکل خلاف اپنے رسالہ توضیح البیان میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں۔

## تھانوی کے دو سر وکیل صفائی کی تحقیق

واضح ہو کہ ”ایسا“ کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنا کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ (عبارت حفظ الایمان میں) مستعمل ہیں (از صفحہ ۸) اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبویؐ و علم زید و عمرؓ ہے تو یہاں پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو۔ حالانکہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا (از صفحہ ۱۳) عبارت متنازعہ فیہا (عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی (از صفحہ ۱۴)۔



اس عبارت میں در بھنگی جی نے بھی دو باتیں لکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو تشبیہ ہو اور بمعنی مانند اور مثل کے ہو تو علم نبوی اور علم زید و عمر بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علموں سے تشبیہ ہو جائے گی۔ جس سے توہین شان رسالت لازم آئے گی جو وجہ تکفیر تھانوی صاحب ہے لہذا عبارت حفظ الایمان کو توہین شان رسالت و تکفیر تھانوی سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو تشبیہ نہ مانا جائے جو بمعنی مانند اور مثل کے ہے تو در بھنگی جی کے نزدیک اس میں لفظ ایسا کو تشبیہ کہا۔ اور اس کو بمعنی مانند اور مثل کے لینا غلط ہے اور کلام کا مسخ کرنا ہے تو ان کے نزدیک جو شخص لفظ ایسا کو تشبیہ کہہ کر بمعنی مانند و مثل کے عبارت حفظ الایمان میں مراد لیتا ہے وہ غلط گو اور کلام کو مسخ کر سوا لٹھرتا ہے، اور توہین کنندہ شان رسالت قرار پاتا ہے اور تھانوی کا مفسر ثابت ہوتا دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث حفظ الایمان میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا کے ہے۔ لہذا عبارت حفظ الایمان کو توہین اور وجہ تکفیر سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو بمعنی اس قدر اتنا مراد لیا جائے تو در بھنگی جی کے نزدیک ایسا کو بمعنی اس قدر اور اتنا مراد لینے میں عبارت حفظ الایمان کی صفائی ہوتی ہے۔ اور تھانوی جی حکم کفر سے بچتے ہیں۔

## تھانوی کے دونوں وہل تاویلا فاسدہ کے بھتوز میں

مسئلہ تو! ان دونوں در بھنگی جی اور مصنف شہاب ثاقب کا اختلاف دیکھو۔  
 اولاً :- مصنف کہتا ہے۔ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو تشبیہ بمعنی مثل و مانند کے ہے (یعنی اتنا کے ہرگز نہیں) در بھنگی کہتا ہے اس میں لفظ ایسا ہرگز کو تشبیہ نہیں بلکہ بمعنی اس قدر اور اتنا کے ہے۔

ثانیاً :- مصنف کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو اس میں بمعنی اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں توہین شان رسالت ہوگی۔ در بھنگی کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو بمعنی اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں ہرگز ہرگز توہین شان رسالت نہ ہوگی۔



مثالاً: مصنف کہتا ہے کہ حضور کے علم کو رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر نہیں  
در بھنگی کہتا ہے کہ حضور کے علم کو رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر ہے۔

رالغاً: مصنف کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنی اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں  
پاگلوں جانوروں کے علموں کی برابری مان کر کافر ہو گیا۔ در بھنگی کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنی  
اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاگلوں جانوروں کی برابری مان کر کافر نہیں ہوا۔

خامساً: مصنف کہتا ہے کہ تقانوی صاحب نے ایسا بمعنی مثل کے کلمہ تشبیہ مراد لے  
کر لکھا ہے تو وہ کافر نہیں۔ در بھنگی کہتا ہے کہ تقانوی صاحب نے اگر ایسا کو بمعنی مثل کلمہ  
تشبیہ مراد لے کر لکھا تو وہ یقیناً کافر ہو گئے۔

سادساً: مصنف کہتا ہے تقانوی صاحب نے ایسا کو اگر بمعنی اتنا مراد لیا ہے تو کافر  
ہو گئے۔ در بھنگی کہتا ہے تقانوی صاحب نے ایسا کو اگر بمعنی اتنا کے مراد لیا تو ہرگز کافر  
نہیں ہوئے۔

سابعاً: مصنف کہتا ہے جو عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو بمعنی اتنا کے کہتا ہے وہ  
محض جاہل ہے۔ در بھنگی کہتا ہے کہ جو اس میں لفظ ایسا کو بمعنی اتنا کہتا ہے، وہ ہرگز جاہل  
محض نہیں۔

ثامناً: در بھنگی کہتا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا بمعنی اتنا اور اس قدر میں متعین  
ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ اس میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا میں ہرگز متعین نہیں  
بلکہ کلمہ تشبیہ میں متعین ہے۔

ثالثاً: در بھنگی کہتا ہے عبارت مذکور میں ایسا کو بمعنی تشبیہ کے لینا غلط ہے۔ مصنف  
کہتا ہے اس میں ایسا کو بمعنی تشبہ کے لینا غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔

عاشراً: در بھنگی کہتا ہے کہ ایسا کو بمعنی تشبیہ کے لینے میں کلام کا مسخ کرنا ہے۔ مصنف  
کہتا ہے اس میں ایسا کو بمعنی تشبہ کے لینے میں کلام مسخ نہیں ہوتا ہے۔

○ — تو اب ان دونوں میں کون سچا ہے۔

○ — کون جھوٹا ہے؟



○ — کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے؟

○ — کس کی بات صحیح ہے؟ اور کس کی غلط ہے؟

## دیوبندی گورکھ دہندہ یعنی وہابی گتھی

یہ دیوبندی گورکھ دہندہ ہے۔ اور وہابی گتھی ہے۔

میں اب مصنف ہی سے دریافت کروں کہ اس دیوبندی گورکھ دہندہ اور وہابی گتھی کو آپ ہی سلجھائیے کہ آپ اور درہنگی صاحب کی مناقص باتوں، مختلف مرادوں، مقابل حکموں، مخالفت توجیہوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے، کس کی مراد درست ہے اور کس کی نادرست اور کس کا حکم حق ہے اور کس کا باطل ہے اور کس کی توجیہ سچی ہے اور کس کی بھوٹی ہے۔ اور تم میں ہر ایک نے دوسرے کی جھیل و ٹکھیر کی ہے تو تم میں کون جاہل ہے اور کون غیر جاہل اور کون کافر ہے اور کون غیر کافر۔ اب رہ گئی تمہاری جاہل دیوبندی قوم۔ یہ دکھیا آپ کے قدموں پر اگر پڑے۔ یاد رہنگی کے چرنوں لگے۔ آپ کا اتباع کرے۔ یاد رہنگی کی پیروی کرے۔ اور پھروہ آپ کے قول کو حق جانے اور درہنگی کی بات کو باطل ماننے یاد رہنگی کے قول کو صحیح جانے اور آپ کے قول کو غلط ماننے۔ نیز آپ کے حکم کی بنا پر درہنگی جی کو اب جاہل محض اور کافر و مرتد ماننے۔ یاد رہنگی جی کے حکم کی بنا پر آپ کو غلط گو اور کافر اعتقاد کیا جائے۔ اور قابل عمل آپ کا حکم ہے۔ یاد رہنگی کا حکم۔ اور اگر دیوبندی قوم اس الجھن اور گتھی کو سلجھانا چاہے۔ تو دونوں کے اقوال کو مان لے۔ اور دونوں میں سے کسی کے حکم کو مسترد نہ کرے۔ یعنی دونوں کو جاہل غلط گو۔ کافر و مرتد ماننے اور دونوں کے اقوال کو غلط و باطل جانے۔ ورنہ ان میں سے جس ایک کے قول کو مانے گی دوسرے کے حکم سے خود کافر ہو جائے گی۔ تو ایک کے اتباع میں خود کافر ہو جائے گی اور ان میں سے کسی کو نہ مانے گی تو اس کفر سے خود توبیح جائے گی۔

اب باقی رہے تقانوی جی تو انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت میں اگر لفظ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنے میں استعمال کیا تو تقانوی جی مصنف کے حکم سے محض جاہل اور



کافر اور توہین کنندہ شان رسالت ثابت ہوئے اور اگر تھانوی جی نے لفظ ایسا سے کلمہ تشبیہ مراد لیا ہے تو تھانوی جی اپنے وکیل در بھنگی جی کے حکم سے کافر اور توہین کنندہ شان رسالت قرار پائے۔ بیچارے تھانوی کے نصیب ہی میں جب کفر سے تو وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے یہ دونوں بہادر حمایتی بن کر اس کو کفر سے بچانے کے لیے میدان میں اترے تھے آخر تنگ آکر انہوں نے بھی تھانوی جی کو کافر اور توہین کنندہ شان رسالت قرار دے ہی ڈالا۔

مسلمانو! یہ مصنف تھانوی جی کو کفر سے بچانے کی فکر میں لفظ ایسا کی توجیہ اور معنی مراد کے درپے ہوا تھا نتیجہ یہ برآمد ہوا نہ تھانوی کو کفر سے بچا سکا۔ نہ خود اپنے آپ کو کفر سے بچا سکا۔ پھر مصنف نے تشبیہ کی مثالوں میں ایک صفحہ سے زائد لکھ مارا اور مثالوں میں ایک اپنی بے ادبی و گستاخ طبیعت کی بنا پر یہ مثال تشبیہ بھی لکھ ہی دی۔

## ٹانڈوی کی شان رسالت میں گستاخی

دیکھئے باری تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ  
إِلَيَّ۔ یعنی کفار کو خطاب کر کے کہہ دو کہ جزا میں نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں  
مجھ پر وحی کی جاتی ہے اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار  
قرآن میں آگیا ہے۔ ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ یہ مماثلت  
فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی عرض و تعلق نہیں  
ہے اس لیے کوئی امر خلاف نہ ہوگا (چند سطروں کے بعد ہے) لیکن بوجہ  
تحقیق نفس بشریت مثل کہا گیا۔ ملخصاً یہ

جواب :- مصنف کا شان رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے کرتے ابھی دل  
نہیں بھرا تھا اسی بنا پر آیتہ انما انا بشر مثلکم پیش کر کے یہ ناپاک استدلال کر ڈالا



کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مماثلت کفار سے فقط بشریت میں ظاہر کی جا رہی ہے اور بوجہ تحقق نفس بشریت کے مثل کہا گیا ہے کیا اس بے ادب مصنف کو یہ خبر نہیں ہے کہ جو کلمات براہ تواضع اپنی طرف نسبت کیے جاتے ہیں ان کو سند بنا کر پیش کرنا یا ان سے استدلال کرنا کسی بے ادب و گستاخ یا دشمن کا کام ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کے یہی اکابر براہ تواضع لکھتے ہیں احقر رشید احمد، احقر اشرف علی احقر الناس خلیل احمد، العبد المذنبیت محمد قاسم اب کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کے کلمات تواضع کو سند بنا کر یہ استدلال کریں کہ رشید احمد سب سے زیادہ حقیر ہے اشرف علی بھی بڑا حقیر آدمی ہے اور خلیل احمد تو سب لوگوں سے زیادہ حقیر ہے اور محمد قاسم بھی گنہگار بندہ ہے پھر یہ لوگ بوجہ تحقق نفس حقارت کے بھنگی، چار وغیرہ حقیروں کے مثل ہیں اور چونکہ وہ احقر خود لکھتے ہیں تو بھنگی چار وغیرہ سے زیادہ حقیر ثابت ہوئے تو مصنف کیا اس کے استدلال سے ناخوش تو نہیں ہوگا۔ ضرور ناخوش ہوگا۔ تو یہ گستاخ مصنف اپنے اکابر کے لیے ایسے استدلال سے تو ناخوش ہوتا ہے اور آقا و مولے سید انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمات تواضع سے یہ ناپاک خود استدلال کر کے اپنے آپ کو اور کفار کو ان کا مثل ثابت کرتا ہے۔

## جاہل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابرین امت کی نظر میں

اس نے پہلے اس آیت کریمہ کی تفسیر ہی دیکھ لی ہوتی تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

قُلْ إِنَّمَا آفَا بَشَرٍ مِّثْلَكُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّوَّاضِعَ  
یعنی آیت قُلْ إِنَّمَا آفَا بَشَرٍ مِّثْلَكُمْ کے متعلق حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم دی۔

۱۰ :- تفسیر خازن و معالم التنزیل مصری ص ۱۹۳۔



ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ اس آیتہ کریمہ میں حضور علیہ السلام کو تو واضح کی تعلیم دی گئی ہے۔ تو یہ حضور کے کلمات تو واضح ہوئے۔ لہذا یہ گستاخ مصتف کلمات تو واضح سے استدلال کر کے رسول علیہ السلام سے اپنی عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ اگر اس کی ان تفاسیر تک رسائی نہیں تھی۔ اور عربی زبان سمجھنے کی قابلیت نہیں تھی تو فارسی زبان کی مدارج النبوة ہی میں دیکھ لیا ہوتا۔

حضور علیہ السلام کی طرف اپنی بندگی اور انکسار اور امتیاج اور عجز اور مسکنت کے کلمات صادر ہوں۔ جیسے انما انا بشر مثلکم اور اس کے مثل آیات و حدیث۔ تو ہم کو اس میں دخل دینا اور شرکت تلاش کرنا اور خوشی ظاہر نہ کرنی چاہیے بلکہ ہم حد ادب اور سکوت اور علیحدگی کا اظہار کریں۔ آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بندے کو جو چاہے کہے اور کرے اور غلٹ و سطوت کا اظہار کرے اور غلام بھی اپنے آقا کے روبرو بندگی اور عجز کا اظہار کرے کسی دوسرے کی کیا مجال و طاقت ہے کہ اس مقام میں مداخلت کرے اور حد آدم سے باہر نکلے۔ یہ مقام بہت سے ضعیفوں جاہلوں کی لغزش کا اور انکے ضرر کا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس عبارت میں اس آیتہ کریمہ سے استدلال

از جانب نبوت عبودیتے وانکسارے وافتقارے و عجزے و مسکنتے بوجہ و آید مثل انما انا بشر مثلکم و مانند آن بوجہ و آید مارا بناید کہ در اں دخل کنیم و اشتراک جوئیم و انبساط نمائیم بلکہ بر حد ادب سکوت و تمامی توقف نمائیم خواجہ رامیرسد کہ بابتہ خود بر چہ خواہد بگوید و بکند و استیلا و استعلا نماید و بند نیز با خواجہ بندگی و فرد تنی کند و گیرے راچہ مجال و یارائے آنکہ دریں مقام در آید و دخل کند و از حد ادب بیرون رود و ایں مقام پائے لغز بسیارے از ضعف و جہل و تضر ایشاں است  
مخلصاً لہ



کرنے والوں کا خاتمہ ہی کر دیا اور یہ بتا دیا کہ باادب تو ایسی آیات و احادیث میں سکوت برتتے ہیں اور حدادب پر رہتے ہیں کسی طرح کی مداخلت و استدلال نہیں کرتے اور بے ادب گستاخ جاہل ان سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں انہیں مداخلت کرتے ہیں اور استدلال کر کے شرکت تلاش کرتے ہیں اور یہی مقام ان کے لیے لغزش اور ضرر کا ہے۔

تو اس مصنف کے بے ادب و جاہل ہونے پر حضرت شیخ نے رجسٹری کر دی کہ یہ اسی آیت کریمہ سے شرکت مماثلت کا استدلال کر رہا ہے اور نہ فقط اہل ایمان کو بلکہ کفار تک کو حضور علیہ السلام کا مثل ثنابت کر رہا ہے۔ اگر اس مصنف میں ادب کا کوئی جز بھی ہوتا اور ایمان کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو ہرگز ہرگز حضور سے مماثلت اور برابری کا دعویٰ نہ کرتا۔ مصنف اتنا غور کرتا کہ نبوت سے نیچے مرتبہ صحابیت کا ہے تو اگر حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت کا دعویٰ کر سکتے تھے تو صحابہ کرام کرتے۔

## صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم امین کا ایمان افروز بیان

صحابہ کرام تو خود یہ فرماتے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کے مثل نہیں ہیں۔

لسنا مثل رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرات صحابہ کرام اپنے آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل نہیں جانتے تھے اور یہ حضرات یہ کیسے جانتے کہ انہوں نے خود حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ سنا تھا۔

تم میں کون سا میری مثل ہے۔  
(دوسری روایت میں ہے) میں  
تمہاری مثل نہیں ہوں۔

ایکم مثلی (وفی روایت)  
لست مثلكم۔

۱۔ شرح شفا شریف لعل القاری مصری ص ۲۶۲۔ ۲۔ بخاری شریف مجتبیٰ ج ۱ (ص ۲۶۳)۔



اس گستاخ مصنف کو نہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرمان نظر آیا نہ یہ بخاری شریف کی احادیث نظر آئیں کہ خود حضور علیہ السلام نے مدعیانِ مماثلت کا منہ بند کر دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں کون سا میری مثل ہے۔ یہ مصنف اگر حق پر ہوتا اور ما انا علیہ و اصحابی پر ایمان لاتا تو ہرگز ایسی جرات نہ کرتا۔ مصنف کی نظر میں اگر احادیث کی عظمت اور اقوال صحابہ کرام کی عزت ہوتی تو ہرگز مدعیِ مماثلت نہ بنتا۔

لیکن مصنف نے تو اپنے بزرگوں کی سنت کو زندہ کیا ہے اور اپنے پیشواؤں کا اتباع کیا ہے جسکو قرآن کریم نے نفل فرمایا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
مِنْ قَوْمِهِ مَا تُرِيدُ إِلَّا  
بَشَرًا مِثْلَنَا ۖ

مخواری قوم کے سردار جو کافر تھے  
بولے ہم تو تمہیں اپنا مثل بشر دیکھتے  
ہیں۔

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ  
مِثْلَنَا ۖ

کافروں نے کہا تم تو نہیں مگر ہماری  
مثل بشر۔

ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہنا کفار کا قول ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہا کرتے تھے۔ مصنف نے بھی انہیں اپنے بزرگ کفار کی سنت کو زندہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کفار کی مماثلت ثابت کر کے اپنا سلسلہ اتباع کو ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے بزرگ کفار کے قول پر اور مسلک پر ہے۔ تو جب یہ مصنف کفار کا متبع ہے۔ ان کے قول پر ایمان لایا ہے تو پھر اس کو نہ کوئی حدیث فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ نہ اقوال صحابہ کرام نہ اقوال سلف صالحین نافع ہو سکتے ہیں۔ پھر مصنف انہیں تشبیہ کی مثالوں میں ایک مثال پیش کر کے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کرتا ہے۔



حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایمانی کا ایمان جبویل  
میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے اور بعض نصوص میں کا ایمان الانبیاء  
مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ فرمایا گیا۔ چومکہ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفس ایمان  
میں تشبیہ دی اس لیے جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا  
کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظم نے احادیث کو جبریل علیہ السلام اور انبیاء کے  
برابر کر دیا نفس ایمان سب مومنین میں موجود ہے۔ اگرچہ ایمان انبیاء اور رسل و  
ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف ملخصاً یہ

**جواب :-** مصنف کا ایک فریب یہ ہے کہ جس عبارت کو نقل کرتا ہے تو یہ نہیں ظاہر  
کرتا کہ کس کتاب میں ہے اور اس میں اس کا فریب یہ ہوتا ہے کہ اگر کتاب کا نام لکھ دیا  
تو عبارت کی خیانت پکڑ لی جائے گی اور وہ چوری سب پر ظاہر ہو جائے گی تو اس بناء پر  
کتاب کا نام ہی نہیں لکھتا۔ اسی قول امام کا حال سینے کہ وہ خود ابھی لکھتا ہے کہ حضرت امام  
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے۔ اب یہ ذکر نہیں کہ کس کتاب میں منقول ہے۔  
اور کون ناقل ہے۔ پھر کہتا ہے وہ فرماتے ہیں ایمانی کا ایمان جبویل میرا ایمان مثل  
جبریل کے ایمان کے ہے۔ اس روایت کی تلاش کی گئی تو حضرت امام اعظم صاحب کی  
فقہ اکبر کی شرح جو حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے کی ہے میں یہ روایت بصیغہ مجہول ہے  
اور اس میں اتنے الفاظ اور زائد ہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت بیان	روی عن ابی حنیفۃ رحمہ
کی گئی کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا ایمان مانند	اللہ انہ قال ایمانی کا ایمان
ایمان جبریل علیہ السلام کے ہے اور میں یہ	جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام
نہیں کہتا کہ مثل جبریل علیہ السلام کے	ولا اقول مثل ایمان جبریل علیہ
ایمان کے ہے۔	الصلوٰۃ والسلام۔



اس عبارت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ اس کو رومی کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا جو ضعف روایت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری بات یہ نکلی کہ مصنف کے منقولہ الفاظ سے اتنے الفاظ اور زائد ہیں و لا اقول مثل ایمان جبیریل علیہ السلام یعنی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرا ایمان مثل جبیریل علیہ السلام کے ایمان کے ہے مصنف نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہیں کیا۔ یہ کیسی شرمناک خیانت ہے پھر مصنف نے جو ترجمہ کیا ہے اسی کی ممانعت حضرت امام ان الفاظ میں خود فرما رہے ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف نے ان الفاظ کو پیش نہیں کیا۔ یہ کیسی صریح خیانت ہے۔ علاوہ بریں علامہ شامی خلاصہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال ابو حنیفہ اکرہ ان یقول  
الرجل ایمانی کا ایمان جبیریل  
ولکن یقول امنت بما امن  
بہ جبیریل (علیہ السلام)  
حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا میں آدمی کی  
اس بات کو ناپسند رکھتا ہوں کہ وہ یہ کہے  
کہ میرا ایمان مانند جبیریل کے ایمان کے ہے  
لیکن وہ کہے کہ میں ان تمام چیزوں پر  
ایمان لایا جن پر جبیریل علیہ السلام ایمان لائے۔

تو حضرت امام عظیم رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور یہ زیادہ قوی ہے کہ اس کو رومی کے صیغہ سے شروع نہیں کیا۔ نیز اس کی تائید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا قول کرتا ہے۔

قال محمد رحمہ اللہ اکرہ  
ان یقول ایمانی کا ایمان جبیریل  
علیہ السلام بل یقول امنت  
بما امن بہ جبیریل علیہ السلام۔  
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس کہنے  
کو مکروہ جانتا ہوں کہ میرا ایمان مانند جبیریل  
علیہ السلام کے ایمان کے ہے۔ بلکہ یوں  
کہے کہ میں اس پر ایمان لایا جس پر جبیریل  
علیہ السلام ایمان لائے۔

تو اب ثابت ہو گیا کہ غالباً امام صاحب کی صحیح روایت یہی ہے کہ جس کی تائید بھی موجود



ہے اور مصنف نے جس روایت کو نقل کیا یا تو وہ صحیح روایت ہی نہیں ہے اور ہے  
تو ضعیف ہے مگر مصنف نے تو اس میں بھی یہ خیانت کی کہ پوری روایت کو نقل ہی نہیں  
کیا اور جو کلمات اس کے مقصد کے خلاف تھے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مصنف نے  
لکھا "اور بعض نصوص میں کا ایمان الا نبیاء فرمایا گیا۔ (یعنی میرا ایمان) مثل انبیاء کے ایمان کے  
ہے۔" اس میں مصنف کا فریب یہ ہے کہ نہ تو ان بعض نصوص کا ذکر ہے نہ یہ بیان ہے  
کہ اس کو کس نے نقل کیا۔ اس کو ایسی حرکت کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ جب کتابوں تک  
رسائی نہیں تھی تو مصنف بننے کا کیا شوق تھا۔ میں نے اس کو بہت تلاش کیا مگر اسکا امام  
صاحب کا قول ہونا ہی ثابت نہیں۔ کیونکہ اس کے خلاف اقوال ملتے ہیں۔

## ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

ہم یقین کیا تھا اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک  
افراد اُمت کا ایمان مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ایمان کے نہیں ہے اور ابو بکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کے ایمان کے مثل۔ اس  
تحقیق کی بنا پر اور یہی وہ بات ہے  
جو وارد ہوئی ہے کہ اگر تمام مومنین  
کے ایمان کے مقابلہ میں ابو بکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تو لا جائے تو  
ان کا ایمان راجح ہوگا۔

نحن نعلم قطعاً ان ایمان  
احاد الامت، لیسو کا ایمان النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ولا کا ایمان ابی بکر الصدیق  
رضی اللہ عنہ باعتبار هذا  
لتحقیق و هذا مع ما ورد لہون  
ایمان انج بکر الصدیق رضی  
اللہ عنہ با ایمان جمیع المومنین  
لرجح ایمانہ۔

نیز یہی علامہ علی قاری اسی شرح فقہ اکبر میں صاف تحریر کرتے ہیں۔  
لا یجوز ان یقول احد ایمانی کسی کو یہ کہنا جائز نہیں کہ میرا ایمان مثل



کایمان الا نبیاء علیہم السلام  
بل ولا ینبغی ان یقول ایمانی  
کایمان الحج بکرو عمر  
رضی اللہ عنہما و امثالہما۔  
انبیاء علیہم السلام کے ایمان کے ہئے  
بلکہ یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ میرا  
ایمان مثل ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما یا  
اور بزرگوں کے ایمان کے ہئے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ کسی شخص کو یہ کہنا جائز ہی نہیں ہئے کہ میرا ایمان مثل  
انبیاء کے ایمان کے ہئے، لہذا اگر مصنف کا پیش کردہ قول واقعی امام صاحب کا قول ہوتا  
تو ان مقلدین کی یہ جرأت نہیں تھی کہ اپنے امام کے قول کے خلاف لکھ دیں اور اپنے  
امام کو ناجائز فعل کا مرتکب بنائیں تو اس کو قول امام بنانا مصنف کا حضرت امام اعظم پر  
افترا ہئے، پھر مصنف کا اس کے بعد یہ کہنا جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی ہئے جملہ  
علماء سے مراد وہی دیوبندی ملے ہوں گے کہ وہی حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت  
کے مدعی ہیں، اور ان سے امتیوں کو اعمال میں بڑھا ہوا مانتے ہیں، تو ایمان میں بھی امتیوں  
کو انبیاء کی مثل ثابت کرتے ہونگے علماء اہلسنت کی تصریحات آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ امت اور  
انبیاء کے ایمان کی مماثلت کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو وہ اس کلام کی تصدیق کس طرح کر سکتے  
ہیں۔ مصنف کا یہ علماء حقانی پر صریح افترا ہئے اس کذاب مصنف کے افترا سے کوئی  
شہیح سکے گا۔ حتیٰ کہ اس نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی پر افترا کر دیا۔

پھر مصنف تشبیہ کی مثالوں کو ختم کر کے دوبارہ اصل عبارت حفظ الایمان کی طرف  
لوٹتا ہئے، اور اس میں یہ توجیہ پیش کرتا ہئے کہ تشبیہ فقط بعضیت میں ہئے اسکویں  
کہتا ہئے۔

الحاصل نفس بعضیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہوگی۔ ہاں اگر تمام  
غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہوگا۔ پس وجہ تشبیہ  
فقط یہی صفت ہئے، دوسری صفتیں نہیں دیکھئے اگلی عبارت حفظ الایمان ہماری



گفتگو پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے اھ یعنی نفس بعض مغیبات کا علم سب میں ہو گیا۔ اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مقدار اس کی حضور علیہ السلام میں کیاتے۔ اور دوسروں میں کیا۔ اور ایسا سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے۔ عرض سیاق و سباق دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ ہے مقدار بعضیت میں نہیں ہے۔

جواب :- بقول مصنف کے ہی جس کو اونے درجہ کا عبارت دانی کا سلیقہ حاصل ہو گا وہ اس کی جہالت آمیز گفتگو کو دیکھ کر کف افسوس ملے گا کہ مصنف تشبیہ کو بھی نہیں جانتا۔ اور وہ مشبہ و مشبہ بہ اور وجہ تشبیہ کو بھی نہیں پہچانتا۔ ہم ناظرین کے لیے حفظ الایمان کی اصل عبارت کو یہاں نقل کریں تاکہ ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہو عبارت یہ ہے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مہی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس عبارت میں ظاہر ہے کہ کل غیب کی تقدیر پر تو تشبیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا تشبیہ جو دی جا رہی ہے وہ بعض علم غیب میں ہے۔ تو زید و عمر ہر چہ پاگل جانور کے علم مشبہ بہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مشبہ ہیں اور مطلق علم بعض مغیبات و جب مشبہ ہے ایسا حرف تشبیہ ہے۔ تو اس میں صاف طور پر ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی جا رہی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو زید و عمر اور بچے پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی ہے اور وجہ مشبہ مطلق علم بعض مغیبات کو قرار دیا ہے۔ اب

۱۲۸ :- مطلقاً شہاب ثاقب ص ۱۲۸ - ۱۲۹ :- حفظ الایمان ص ۶ -



مصنف کی جہالت یا فریب یہ ہے کہ یہ مشبہ بـ مطلق علم بعض علوم کو قرار دیتا ہے۔ یعنی علم زید وغیرہ کو تشبیہ دیتا ہے مطلق بعض علوم سے، تو آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہیے کہ تقاضی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی، تو یہ مصنف کی توجیہ نہیں ہوتی، بلکہ خود اپنی لاعلمی اور جہالت کا اظہار ہو گیا۔

## تمام دیوبندی توجیہوں اور تاویلوں کا پوسٹ حکم

اب ایک ایسی تشبیہ کی مثال پیش کر دوں کہ جو ان کی ساری توجیہوں اور تاویلوں پر مشتمل ہوگی جیسے۔

مولوی حسین احمد صاحب پر عالم ہونے کا اطلاق اور بولا جانا اگر بقول وہابی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بھنگی چار ہر کتے ہر آٹو ہر سور کو بھی حاصل ہے۔ اگرچہ ان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے تبہما مہا حاصل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ یہ چیز اس کے کھانے کی ہے، تو مولوی حسین احمد صاحب میں اور بھنگی چار اور آٹو گدھے کتے، سور میں وحی فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

اولاً۔ اس عبارت میں یہ بھی تصریح موجود ہے کہ ان کو علم درسیات بقدر لازم مولویت تبہما مہا حاصل ہے۔

ثانیاً۔ اس میں گفتگو مولوی حسین احمد پر اطلاق لفظ "عالم" میں ہے۔ ان کے علم اور مقدار علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔

ثالثاً۔ اس عبارت میں لفظ ایسا ہے لفظ اتنا تو نہیں ہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ہوتا کہ ان کے علم کو بھنگی چار آٹو، کتے، گدھے، سور کے برابر کر دیا۔

رابعاً۔ لفظ ایسا کو تشبیہ کا ہے۔

خامساً۔ اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم میں تشبیہ مقصود ہو۔



سادسا، نفسِ بعضیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے مقدرِ بعضیت میں نہیں ہے۔  
 سابعاً، اگلی یہ عبارت کیونکہ انہیں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ  
 اس قدر کہ یہ چیز کھانے کی ہے صاف طور پر دلالت کر رہی ہے۔  
 ثاسعاً، بعض علم سب میں ہے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی مقدار مولوی حسین احمد  
 میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔

ثامناً، لفظ ایسا کو بعد بعض کے کہا ہے دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علم مراد ہے  
 تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم ایسا ہے تو ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے  
 کہ اسی میں گفتگو ہے۔

عاشراً، لفظ ایسا سے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو مولوی حسین احمد کو حاصل ہے کہ  
 اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں۔

وہابیو: جیسی یہ حفظ الایمان کی عبارت ہے اور اس کو تو تم نے اللہ تعالیٰ کے  
 حبیب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا ہے اور  
 تم اس پر اڑے ہوئے ہو کہ یہ تو ہین نہیں ہے اس میں کسی طرح کی کوئی گستاخی نہیں  
 ہے۔ ان تو جیہوں۔ تاویلوں۔ بہانوں سے اس کو بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو ہم  
 نے بالکل اسی عبارت کا چربہ مولوی حسین احمد صاحب کے لیے لکھ دیا ہے تم اس کو  
 بھی چھاپو حفظ الایمان کی طرح اس کو بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع کرو۔ اس پر اپنے  
 اس وقت کے تمام اکابر کے دستخط کرا لو۔ اور جو عبارت حفظ الایمان میں تم نے یہ دس  
 تاویلیں تو جہیں بہانے، عذر صفائی کے گڑھے ہیں وہی دس کے دس اس مولوی حسین احمد  
 کے متعلق عبارت میں بھی جاری کر لینا کہ تمہارے نزدیک ان تو جیہوں عذروں سے  
 ان مولوی صاحب کے حق میں یہ عبارت تو ہین نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر تمہارے اس  
 دعوے میں صداقت کا شائبہ بھی ہے اور یہ دس عذر واقعی صفائی کے لیے کافی ہیں تو  
 ان کو جلد از جلد چھاپو اور مسلمانوں کے اس اختلاف کو ختم کر دو۔ اگر تم نے اس عبارت کو  
 مولوی حسین احمد کے لیے چھاپ دیا اپنے اکابر کی اس پر مہربانی اور دستخط کرا دیئے تو ہم



مسلمان لوگوں کو سمجھادیں گے کہ بھائیو! تقانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص عداوت نہیں تھی دیوبندی قوم کی بولنی ہی ایسی ہے۔ وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ دیکھو جیسی حفظ الایمان کی عبارت سے بالکل ایسی جیسی ہی عبارت انہوں نے مولوی حسین احمد کے لیے بھی معاً اپنے اکابر کے دستخطوں مہروں کے چھاپ دی اور اس کی غیب اشاعت کر رہے ہیں۔

مسلمانو! وہ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کے لیے ہر گالی۔ ہر گستاخی ہر بے ادبی ان دیوبندیوں کو گوارا تھی۔ ہر توجیہ ہر تاویل، ہر بہانہ، ہر عذر ان کی گالیوں گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی تھا۔ لیکن ان دیوبندیوں کے سامنے اگر مولوی حسین احمد گنگوہی، دہلوی، تقانوی صاحبان کی شانوں میں ایسی سخت عبارتیں لکھی جائیں تو کہیں گے سخت توہین ہے۔ گستاخی ہے۔ اور کیا مجال ہے کہ وہ ان کے لیے ایسی عبارت سن سکیں اور اس پر اگر کوئی انہیں خود انہیں کی پیش کردہ تاویلیں، توجیہیں کہے تو کسی طرح سننے کے لیے تیار نہیں ہونگے۔ یہ دیوبندی جب اپنے ان اکابر کے لیے ایک کلمہ تک نہیں سن سکتے تو یہ ایسی گندی عبارتیں خود کس طرح پھپھو سکتے ہیں اور ان پر اپنے مہر و دستخط کر سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کیسے کر سکتے ہیں۔

لہذا آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان تاویلوں توجیہوں حیلوں بہانوں عذروں کو وہ اپنے اکابر دیوبندی ملوں کے لیے کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت جیسی عبارت وہ اپنے بڑوں کے لیے چھاپ کر شائع کرنے کے لیے راضی نہیں تو ثابت ہوا کہ اس عبارت میں ضرور توہین اور گستاخی ہے۔ اور ان تاویلوں توجیہوں سے ان کی صفائی نہیں ہوتی۔ ان بہانوں عذروں سے ان کی توہین و گستاخی کی گندگی نہیں دلتی۔

مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ ان دیوبندیوں کی نظریں جس قدر اپنے دیوبندی اکابر کی عزت و عظمت ہے اتنی محبوب کبریاستی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت نہیں ان دنیاویوں کے دل میں جتنی اپنے دہائی ملوں کی محبت و الفت ہے اس قدر سید المرسلین خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و الفت نہیں۔ ہر شخص



جانتا ہے کہ محبت کا صحیح اندازہ تقابل کے موقع پر اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔  
ہم مصنف کو بھی یہی چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس کے نزدیک اس عبارت حفظ الایمان میں  
توہین سرکار رسالت نہیں ہے اور اس کی یہ توجیہیں تاویلیں اس عبارت سے توہین و تنقیص  
علم نبوی کو اٹھا دیتی ہیں تو اپنے ان چاروں اکابر دہلوی، گنگوہی، شبلی، تھانوی کے لیے ایسی  
عبارات لکھ کر اس پر اپنے مہر دستخط ثبت کر کے چھاپے اور ہزاروں کی تعداد میں شائع  
کرے جب تو تیرے دعوے میں صداقت ہے ورنہ تو سخت جھوٹا کاذب ہے مگر  
ہمارا یہ دعویٰ کہ مصنف اپنے اکابر کے لیے نہ ایسی عبارت کو گوارا کر سکے گا نہ ایسی ناپاک  
تاویلوں بہانوں کو سن سکے گا۔ الا لعنة الله على الظالمین۔

## فصل ناسع اور عبارت حفظ الایمان

مصنف عبارت حفظ الایمان پر جو کچھ تاویل کر سکتا تھا اور جس قدر توجیہیں کر سکتا تھا اور  
اس میں جسد مغالطے دے سکتا تھا وہ سب اس سے پہلی فصل میں دے چکا لکھ چکا اور  
یہ بھی اس نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ ان کے ذہن نارسا کی پیداوار نہیں ہے چونکہ مصنف  
جیسے کم علم ناقابل میں اتنی صلاحیت کہاں ہے یہ سب اس نے تھانوی جی کے ساڑھے  
تین ورق کے مبسوط رسالہ سے اخذ کیا ہے جس کا مختصر سا نام بسط البنان لکت اللسان  
عن کاتب حفظ الایمان ہے جس کے رد میں مبسوط کتاب وقعات السنان الی حلفت  
المسماة بسط البنان ۷۴ صفحات کی بریلی شریف میں ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی جس  
میں تھانوی جی سے ایک سو بیس سوالات کیے گئے ہیں اور آخر میں ان کو چیلنج مناظرہ  
دیا گیا ہے پھر اس رسالہ بسط البنان کی چند سطریں رد سے اس واقعات السنان میں  
باقی رہ گئی تھیں ان کے رد میں مستقل کتاب ادخال السنان الی الحلقی بسط البنان  
نوشے صفحات کی ۱۳۳۱ھ میں بریلی شریف میں چھپی اس میں ایک سرسٹھ مطابقت  
کیے گئے اور یہ ہر دو کتابیں وقعات السنان و ادخال السنان تھانوی صاحب کے  
پاس رجسٹری کر کے روانہ کر دی گئیں تھانوی صاحب ان کے پہنچ جانے کے بعد







باعبار بمعنی کے صحیح ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اب باقی رہا اس پر الفاظ کا اطلاق نہ کیا جانا اس کی چند صورتیں ہیں۔

ایک قسم تو وہ ہے جس کی مصنف نے دو مثالیں خالق القردة والمخنازیر اور ذالغ پیش کیں ان الفاظ کا اطلاق شرعاً ممنوع ہے، مگر جو شرعاً ممنوع ہو اس کے ممنوع ہونے کے لیے کسی دلیل شرعی کی حاجت ہے ان دونوں کے ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نقص و اہانت کے معنی پر بھی مشتمل ہے۔

ایک قسم وہ ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق شرعاً ممنوع نہیں اس لیے اس کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں لیکن عرف میں ان کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ جن کی مثالیں مصنف نے یہ دی ہیں۔

مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا جائز نہیں ہے کہ جو ایک مسئلہ کا جاننے والا ہو بلکہ اگر کسی نے دس پندرہ مسئلے یاد کر لیے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ باعتبار لغت کے وہ عالم ہو گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر مالدار کو سیٹھ نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ

ایک قسم وہ ہے کہ ان الفاظ کے اطلاق کی ممنوعیت پر کوئی دلیل شرعی نہیں لیکن ان کا اطلاق محض ادب کی بنا پر نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر اسماء الہی ایسے ہی ہیں کہ ان کا اطلاق خالق پر بھی آیا ہے اور مخلوق پر بھی وارد ہوا ہے۔

**قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں**

ان ما جاء اى من الاسم	جس نام اور صفت کا شریعت نے
والصفة مما اطلقه الشرح اى	کتاب و سنت میں کبھی خالق پر
فى الكتاب والسنة على الخالق	کبھی مخلوق پر اشتقاق لغوی کی بنا

۱۲۹۔ شہاب ثاقب ص ۱۲۹۔



پر اطلاق کیا ہے۔ تو حقیقی معنی میں ان ہر دو میں کوئی تشابہ نہیں ہے بلکہ اس کا غیر خدا پر اطلاق صرف بطریق مجاز ہے اس لیے کہ قدیم ازلی ابدی کی صفتیں جن کا قدیم ہونا ثابت ہوا اور معدوم ہونا محال ہو وہ مخلوق کی ان صفتوں کے خلاف ہیں جن کا حادث ہونا دلیل عقلی و نقلی کے مشاہدہ سے ثابت ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں ہے۔ اگرچہ لفظ ذات کے اطلاق میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کی صفتیں جیسے علیم حلیم بصور شکور سمیع بصیر حی مرید متکلم قادر مخلوق کی تمام جہات سے صفتوں کے مشابہ نہیں اس لیے کہ صفات مخلوق اپنے حدوث کی بنا پر اعراض و اغراض کے عارض ہونے سے جدا نہیں ہوتیں اور وہ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے بلکہ وہ اپنے صفات و اسماء کیساتھ ہمیشہ متصف ہے۔

ای تازة و علی المخلوق اے  
 اخر لے لما بینہما من  
 الاشتقاق اللغوی فلا  
 تشابہ بینہما فی المعنی الحقیقی  
 بل اطلاقہ علی غیرہ سبحانہ و  
 تعالیٰ انما ہو بالطریق المجازی  
 از صفات القدیم ای الازلی الابدی  
 لان ما ثبت قدمہ استحال  
 عدمہ بخلاف صفات المخلوق  
 ای المشاہد حدوثہ بالدلیل  
 العقلی والنقلی فکما ان ذاته تعالیٰ  
 لا تشبہ الذوات ای وان وقع  
 الاشتراک فی اطلاق الذات  
 كذلك صفاتہ كالعلیم والمحلیم  
 والصبور والشکور والسمیع والبصیر  
 والحی والمرید والمتکلم والقادر لا  
 تشبہ صفات المخلوقین ای من  
 جمیع الجهات اذ صفاتہم ای  
 لحدوثہا لا تنفک ای لا تزول  
 عن الاعراض و الاعراض ای  
 عروصہما و هو تعالیٰ منزہ عن ذلك۔

لہ :- از شرح شفا مصری ج ۱ ص ۱۸۵۔



حضرت ملا علی قاری اسی شرح شفا شریف میں اسماء الہی کے مخلوق پر اطلاق کرتے ہیں  
مدعیانِ شرکت کار و فرماتے ہیں۔

باعتبار وصفِ حقیقی کے صفات سے  
کسی صفت میں خالق و مخلوق میں شرکت  
متصور نہیں اور جو شرکت ہوتی ہے  
وہ معنی مجازی یا عرفی کے لحاظ سے۔  
تو اللہ تعالیٰ سميع بصيرِ علیم۔ حی۔ قدیر  
مریدِ متکلم ہے۔ اور یہ صفات بعض  
مخلوقات کے لیے بھی ثابت ہیں  
لیکن ان ہر دو اطلاق کے درمیان  
فرق کھلا ہوا ہے۔

لا يتصور اشتراك المخلوق مع  
الخالق في نعت من النوات  
بحسب الوصف الحقيقي وانما  
يكون بملاحظة المعنى المجازی  
او العرفی فالله سميع بصيرِ علیم  
حی قدیر مرید متکلم وقد  
اثبتت هذه الصفات ايضا لبعض  
المخلوقات ولكن بينهما بون  
بين۔

## قرآن کریم بھی مسلکِ اہلسنت کا مؤید ہے

خود قرآن کریم نے بعض اسماء الہی کو انسان کے لیے اطلاق کیا ہے۔ چنانچہ کون  
ہیں جانتا ہے کہ سميع و بصير اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔

خود قرآن فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔

بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔  
بیشک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں سميع و بصير اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن کریم نے بیان فرمائے۔ اب انہیں

۱۔ شرح شفا مصری ج ۱ ص ۱۰۱۔ ۲۔ سورہ حج۔

۳۔ سورہ اسراء۔



کا اطلاق قرآن کریم نے مطلق انسان کے لیے ذکر کیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِن نُّطْفَةٍ  
أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِمْ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا  
بَصِيرًا ۝

بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ملی  
ہوئی مٹی سے کہ اُسے جانچیں پھر  
اُسے سمیع و بصیر (یعنی دیکھتا اور سنتا) کر دیا۔

قرآن کریم نے اس آیت میں انسان پر سمیع و بصیر کا اطلاق کیا۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر تو بہت سے اسماء الہی کا قرآن کریم نے اطلاق کیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض نے ان کو جمع کیا ہے۔

## قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ان اللہ تعالیٰ خص کثیرا من  
الانبياء بكرامة خلعها عليهم  
من اسمائهم كسميت اسحق و  
اسماعيل بعليم وحليم و ابراهيم  
بجليل ونوح يشكور وعيسى ويحيى  
ببر وموسى بكريم وقوى ويوسف  
بحفيظ عليهم كما نطق به الكتاب  
العزيم في مواضع ذكرهم ۝

بیشک اللہ تعالیٰ نے بہت سے  
انبیاء کو اپنے اسماء کی خلعت و کرامت  
کیساتھ مخصوص فرمایا جیسے حضرت اسحاق  
و اسماعیل کا نام علیم و حلیم حضرت ابراہیم  
کا نام حلیم حضرت نوح کا شکور حضرت  
عیسیٰ و یحییٰ کا بر حضرت موسیٰ کا کریم  
و قوی حضرت یوسف کا حفیظ و علیم جیسا  
کہ قرآن کریم ان کے ذکر کے مواضع میں  
ناطق ہے۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عیاض نے بعض انبیاء علیہم السلام پر اسماء الہی کا اطلاق جو قرآن کریم نے کیا ہے، بیان فرمایا۔ اب باقی رہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ان کو افضل الانبیاء والمرسلین بنایا تو انہیں تمام اسماء و صفات الہی سے

۱۵ :- سورہ الدھر ۱۰۹ ج ۱ - ۱۶ :- شرح شفا شریف ص ۵۵



متصف کر کے اپنا منظر اسماء و صفات کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی درج النبوة کا خطبہ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

## شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

وہی اَدل اور آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شئی کا جاننے والا ہے یہ معجزنا کلمات جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں کہ قرآن مجید میں انکے ساتھ خدا کی کبریائی کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی طرح یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت پر بھی مشتمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کلمات کیساتھ مسے اور موصوف کیا اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء حسنیٰ ہیں جو اس نے وحی متلو اور غیر متلو میں ان کے ساتھ اپنے حبیب کو متصف کیا۔ اور ان کے جمال کمال کو ان سے فرمایا۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسماء و صفات الہی کیساتھ متصف اور مخلوق میں باوجود اسکے ان میں سے بعض کے ساتھ خصوصیت سے نامزد فرمایا۔ جیسے نور حق۔ علیم حکیم۔ مومن۔ مہمین۔ ولی۔ ہادی۔ رؤف۔ رحیم و جزآن داین اسم اول و آخر و ظاہر و باطن نیز

هُوَ الْأَدْلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ  
 این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنا الہی ست تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائے خود بدایں خواندہ۔ وہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ دی سبحانہ اور ابدال تسمیہ و توصیف نمودہ و چندین اسمائے حسنیٰ الہی جل شاست کہ در وحی متلو و غیر متلو حبیب خود را بدار نامیدہ و حلیہ جمال و حل کمال دے ساخته اگر وہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتمام اسماء و صفات الہی متعلق و متصف ست با وجوداں بہ بعضے ازاں بخصوص نامزدہ و نامور گشتہ است مثل نور۔ حق۔ علیم حکیم۔ مومن۔ مہمین۔ ولی۔ ہادی رؤف۔ رحیم و جزآن داین اسم اول و آخر و ظاہر و باطن نیز



ازان قبلیست۔ اور یہ چار اسم اقل۔ آخر باطن۔ ظاہر بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تصریح فرمادی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اسماء و صفات الہی سے متصف ہیں اور ان میں سے چودہ اسماء الہی کا اطلاق اس مقام پر شمار کرایا۔ اور اس کتاب میں ایک فصل علیحدہ تحریر فرمایا جس میں یہ تیس اسماء الہی وہ گنائے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرمایا۔ حمید۔ رؤف۔ رحیم۔ حق۔ مبین۔ نور۔ شہید۔ کریم۔ عظیم۔ جبار۔ خیر۔ فتاح۔ شکور۔ علیم۔ علام۔ عالم الغیوب والشہادہ۔ اول آخر۔ قوی۔ ذوالقوۃ المتین۔ ولی۔ موعی۔ عفو۔ ہادی۔ مؤمن۔ مہین۔ مقدس۔ عزیز۔ قدوس۔ طہ۔ یسین۔

انہیں اسماء الہی کو حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں شمار کیا، لیکن بجائے عالم الغیوب کے عالم الغیب والشہادہ لکھا۔ حضرت امام محقق شیخ عبدالکریم جیلی شافعی مبنی نے اپنی کتاب الانسان الکامل میں تمام اسماء الہی کا تفصیل اثبات کیا ہے۔

اب مصنف کا دو مثالوں کو پیش کر کے اور اطلاقوں کو اسی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ ان مثالوں کے ممنوع ہونے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اور دیگر الفاظ کے اطلاقوں کی ممنوعیت پر کون سی دلیل شرعی قائم کی ہے۔ اور بغیر دلیل شرعی کسی کو محض اپنی رائے ناقص سے ممنوع کہنا صریح دین میں مداخلت ہے۔ مصنف کی یہ جرأت ہے کہ محض اپنی عقل سے ناجائز ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور پھر جس بنیاد پر یہ تقریر کی تھی اسکو کہتا ہے۔

پس مولینا تھانوی اس بحث میں فقط اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا اور یہ کلمہ بولنا آیا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں کلام نہیں کر رہے ہیں کہ مغیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل ہے یا نہیں۔ پس خلاصہ مولینا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپ کی ذات مقدسہ کے واسطے جائز نہیں ہے۔



**جواب:** مصنف نے اس میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ یہی بات اس سے پہلے فصل میں کہی گئی جس کا مکمل جواب ہم نے دیدیا اور یہ ثابت کر دیا کہ تھانوی جی عبارت زیرین میں اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ حصول علم غیب کی بحث ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں وہ عبارت بحث اطلاق عالم الغیب کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی کہ اس میں یہ ہے کہ۔

ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

تو اگر تھانوی صاحب اس میں عالم الغیب کے اطلاق کی بحث کرتے تو اس عبارت کو یوں لکھتے۔

ایسا عالم الغیب ہونا تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا بولا جاتا ہے۔

اور جب یہ نہیں لکھا تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی اطلاق عالم الغیب میں بحث ہی نہیں کر رہے بلکہ اس کے الفاظ خود اعلان کر رہے ہیں کہ بحث حصول علم غیب میں ہے کہ وہ صاف کہہ رہے کہ ایسا علم غیب تو ان کے لیے بھی حاصل ہے یعنی حصول علم غیب ان کے لیے بھی ہے۔ ایسی صاف اردو جس کو ہر اردو خواں بھی بے تکلف سمجھتا ہو کہ یہ عبارت حصول علم غیب کی بحث میں ہے مصنف کا اس کے خلاف یہ لکھنا کہ بحث اطلاق عالم الغیب میں ہے۔ یا تو خود اس کے اردو نہ سمجھنے کی دلیل ہے یا تھانوی کے اردو نہ جانتے کی دلیل ہے کہ وہ حاصل ہے کو بجائے اطلاق کیا جاتا ہے یا بولا جاتا ہے محض اپنی جہالت سے لکھ گیا تو بتاؤ تم دونوں میں جاہل کون ہے۔

مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ تھانوی جی کی تجہیل کر ڈالی اور خود اپنے آپ کو اردو سے ناواقف اور نا آشنا ثابت کیا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ حضور علیہ السلام کی ذات پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں تو مصنف کا یہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے دلیل اس کی کچھ نہیں۔ اس میں تو دلیل قائم کرنے کی کوئی اہلیت ہی نہیں خود تھانوی جی اس پر جب کوئی دلیل قائم نہ کر سکا



تو یہ نادار مصنف کیا دلیل پیش کر سکتا ہے اور جب اس پر کوئی دلیل نہیں تو بے دلیل بات کو مصنف کی جاہل دیوبندی قوم ہی مان سکتی ہے۔ رہے اہل علم تو وہ ایسے دعوے کو قابل قبول نہیں سمجھتے جس پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ اگر مصنف یہ لکھتا کہ بلحاظ ادب کے ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہیں کہ صرف میں یہ اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ مستعمل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ خود ہم بھی اس کو عام طور پر حضور علیہ السلام کے لیے استعمال کرنا ناپسند اور نامناسب قرار دیتے ہیں۔ نہ یہ بات کہ اس کے معنی صحیح نہ ہوں۔ بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں حضور علیہ السلام کو بلاشبک علم غیب حاصل ہے بکثرت آیات و احادیث اس کی مثبت ہیں صدائے اقوال صحابہ و تابعین و سلف صالحین اسکو ثابت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مصنف اور تھانوی جی بھی اس کو اس طرح مانتے ہیں۔

جتنے مغیبات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو بتامہا معلوم کرادیئے گئے۔ علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلانی گئیں جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں۔

اگرچہ مصنف و تھانوی حضور علیہ السلام کو مغیبات کا علم مان کر اپنے دلہوی و گنگوہی کے حکم سے مشرک ہو گئے جس کو مع ان کی عبارت کے ہم نے تفصیل سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن سنت نے خود اور بقول اس کے تھانوی جی نے بھی یہ لکھ دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو مغیبات لازمہ نبوت سب کے سب اور غیر لازمہ نبوت بہت سے بتلا دیئے گئے تو جب علم غیب آپ کو حاصل ہوا تو پھر اس لفظ کے معنی کیوں نہ صحیح ہوئے۔ نیز قاضی عیاض اور شیخ محقق کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم عالم الغیب والشہادہ سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرما دیا ہے۔ تو پھر مصنف کا اس کو ناجائز قرار دینا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر مصنف کے پاس اس کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل ہوتی تو اس کو ضرور پیش کرتا۔ اور جب اس نے مقام اثبات میں کوئی دلیل پیش نہیں کی



تو ثابت ہو گیا کہ دعویٰ بلا دلیل ہے  
دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں

## ٹانڈوی صنادیو بندی قوم کو اپک دھوکہ دیتے ہیں

پھر مصنف اپنی دیوبندی قوم کو یہ فریب دیتا ہے کہ تھانوی جی صرف عالم الغیب ہی کے اطلاق کی بحث کر رہا ہے وہ اس طرح نقل کرتا ہے۔

اس کے لیے دو دلیلیں نقل فرمائیں اول یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور اصلی بغیر تعلیم کے ہو اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہو گا۔

جواب :- مصنف کی یہ خیانت ہے کہ حفظ الایمان میں جواب سوال سوم کو بحث اطلاق غیب ہی سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس میں یہ ہے۔

جواب سوال سوم مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لیے کوئی واسطہ اور وسیلہ نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موسوم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع ناجائز ہو گا۔

اس عبارت حفظ الایمان سے ظاہر ہے کہ تھانوی جی اصل بحث علم غیب میں کرتا ہے اور عالم الغیب کا ذکر تو ضمناً آجاتا ہے۔ مصنف کی بلفظ عبارت کہیں حفظ الایمان میں تو نہیں

۱ :- شہاب شاہد ص ۱۳۰ ۔ ۲ :- از حفظ الایمان ص ۶ ۔



ہے اسی طرح دلیل دوم کی بحث حصول علم غیب ہی سے شروع کرتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تو مصنف کا ان دو دلیلوں کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تھانوی صرف اطلاق عالم الغیب میں بحث کر رہا ہے۔ صریح فریب اور تھوٹ ہے۔ اس کو تھوٹ بولتے ہوئے اور اپنے اکابر پر افسر کرتے ہوئے بھی تو شرم نہیں آتی۔ پھر مصنف نے سیٹھ اور عالم کے دو حربے اس عبارت حفظ الایمان پر بنانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ ان کو صحیح طور پیش نہ کر سکا تو ان دونوں کے صحیح حربے موافق عبارت حفظ الایمان کے ہم سے سینے اور پھر عبارت حفظ الایمان کے توہین آمیز ہونے کا اندازہ کیجئے

اولاً :- خالد پر سیٹھ و مالدار ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مال سے مراد بعض مال ہے یا کل مال اگر بعض مال مراد ہے تو اس میں سیٹھ خالد کی کیا تخصیص ہے ایسا مال تو ہر بھنگی چمدا بلکہ تمام فقیروں محتاجوں کے لیے بھی حاصل ہے۔

ثانیاً :- تھانوی صاحب پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول فیض آبادی ٹانڈوی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر بھنگی چمدا بلکہ ہرنچے اور پاگل بلکہ تمام گدھوں کتوں سوڑوں کو بھی حاصل ہے۔

لہذا اب ہر اردو خواں خود ہی فیصلہ کر لے گا کہ ان سیٹھ خالد اور تھانوی عالم کی توہین ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اگر مصنف اب بھی اس میں توہین نہیں سمجھتا ہے تو وہ اپنے پیشوا تھانوی صاحب کو ایسا لکھ کر چھاپ کر شائع کرے۔ تو ہر عاقل یہ فیصلہ کر لے گا کہ مصنف اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتا کہ اردو کو سمجھ سکے۔ اور پھر دیوبندیوں کو یہی سمجھا دے کہ اسمیں تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی کہ اس میں اطلاق عالم کی بحث ہے اور میں نے بہت سے لوگوں کو یہ عبارت دکھائی مگر کسی کے خیال میں یہ نہ آیا کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب کو بھنگی چمدا۔ بچوں پاگلوں۔ گدھوں کتوں کے برابر کر دیا۔ اور بے عقل بے شعور ہیں۔ تھانوی صاحب کے وہ مریدین متوسلین جو اس کو توہین سمجھ کر وہ بات ادراک کرتے



میں جس کو کوئی سمجھدار آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ تو ان میں جو اس پر اعتراض کرے۔ وہ دجال  
فریبی ہے اور سخت غبی بے عقل ہے۔

لیکن مصنف تھانوی جی کے لیے ہرگز ہرگز ایسا نہیں لکھ سکتا تو آفتاب سے زیادہ  
روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ تاویلیں، توجیہیں، عذر بہانے اس کی توہین کو نہیں میٹ  
سکتے۔

تو اے دشمنانِ مسطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عبارت حفظ الایمان کو کیوں  
توہین و تنقیص شان رسالت نہیں مانتے اور کیوں ایسی رکبیک تاویلوں تو جیہوں کو وہاں  
پیش کرتے ہو۔ تو ثابت ہو گیا کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں ضرور بالضرور توہین  
شان رسالت ہے اور اس کا مصنف تھانوی یقیناً توہین کنندہ شان رسالت ہے اور  
وہ حتماً جزاً کافر و مرتد ہے۔

پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارت حاتم الحرمین کو پیش کر کے اس پر اعتراض  
کر کے اپنی جہالت ظاہر کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت کو ان گستاخانہ الفاظ کے ساتھ ذکر کرتا  
ہے۔

اب اس کے بعد جو عبدالدنیا دج کج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی  
کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر بکر وغیرہ کا غیب کے ساتھ نہیں ہوگا۔  
مگر ظن یہ محض جہالت ہے۔ کیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ و التعلیم آپ کے  
نزدیک غیب ہے تو جتنے مغیبات کی معرفتیں نبی آدم کو خصوصاً مومنین  
کو حاصل ہوں گی۔ وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پہلے اپنے  
اور متعلقین کے ایمان کو سنبھالیے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس دار دنیا میں  
ہو رہا ہے مگر مومن بہ مغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ  
کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں اس لیے بقول خود آپ  
کافر شہرے۔ اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے ادھر  
جو کچھ جس کو بطریق قطعیت انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا بواسطہ عقل



صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم کا دیتا ہے۔ اس لیے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا۔

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو فرمایا وہ سچ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے علوم غیبیہ مفید یقین ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ علوم غیبیہ ان کی ثبوت نبوت کی دلیل اور ان کے صدق رسالت کی علامت ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی موابب الدنیہ میں فرماتے ہیں۔

## علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

فکل ما ورد عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من الانباء المنبوعۃ عن الغیوب لیس ہو الامن اعلام اللہ لہ یہ اعلام علی ثبوت نبوتہ و دلائل علی صدق رسالۃ لہ

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیبوں کی خبروں سے جو کچھ بھی وارد ہوا تو وہ سب اللہ کی تعلیم ہی سے ہے جو ان کو حاصل ہوئی اور ان کی نبوت کے ثبوت پر علامت ہے اور ان کی رسالت کی صداقت پر دلیل ہے۔

## علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

والذی یحب الایمان یہ ان رسول اللہ لم یتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات الستی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فهو یعلمها کماھی

وہ بات کہ جس پر ایمان لانا واجب ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو وہ تمام غیب سکھا دیئے جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونگے

۱۔ :۔ مفضلاً از شہاب شاہ ص ۱۳۱۔ ۲۔ :۔ شرح الموابب الدنیہ مصری ص ۱۹۹۔



عین یقین لما ورد رفعت لی الدینا  
فانا النظر فیہا کما انظر الی کفی غدا

تو حضور ان کو عین یقین کے ساتھ  
جانتے ہیں کیونکہ حدیث میں وارد  
ہوا میرے لیے دنیا کو بلند کیا گیا تو میں نے  
اس پر اس طرح نظر کی جس طرح میں اپنی اس  
ہتھیلی کی طرف دیکھتا ہوں۔

## علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں

لیکن حضور علیہ السلام سے علم غیب کی  
نقی تو وہ ضروری نہیں بلکہ ثبوت  
علم غیب حضور کے منجملہ معجزات سے  
ہے پھر اللہ تعالیٰ کا انبیاء و اولیاء  
کے لیے بعض غیب کا بتانا ممکن ہے  
کسی وجہ سے محال کو مستلزم نہیں۔  
تو تعلیم علم غیب کے وقوع کا انکار  
کرنا عناد ہے۔ اور کھلی بات یہ ہے  
کہ ان کی خدا سے اس علم میں مشارکت  
کی طرف نہیں پہنچاتا جس میں وہ  
متفرد ممتاز ہے اور اس کے ساتھ  
ازل میں اس نے اپنی مدح و توصیف  
کی۔

اما انتفاء علم الغیب عنہ  
(علیہ السلام) ففیہ ضروری بل  
ثبوتہ لہ من جملة المعجزات  
(فیہ ایضاً) ثم اعلام اللہ تعالیٰ  
للانبياء و اولیاء ببعض الغیب  
ممكن لا يستلزم محالاً بوجہ  
فانکاد وقوعه عناد و من  
البداهة انه لا یؤدی  
الے مشارکتہ لہ  
تعلی فیما تقدیرہ من  
العلم الذی تمدح بہ  
و اتصف بہ فی الاذل

۱۰ :- تفسیر صاوی جلد ۲ ص ۹۶۔

۱۱ :- فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۲۳۔



اور علامہ قسطلانی مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں۔

النبوۃ هی الاطلاع علی الغیب۔

یعنی نبوت کے معنی ہی غیب پر مطلع ہونا ہے۔

تو ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء خصوصاً سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مغیبات حاصل ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان کو علوم غیب بتعلیم الہی حاصل ہیں۔ ان کے ثبوت نبوت کی دلیل اور صدق رسالت کی علامت ہیں اور منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہیں۔ اور انہیں ان کا علم عین الیقین کے مرتبہ کا ہے اور جو ان کے لیے حصول علم غیب کا انکار کرتا ہے۔ وہ سخت معاند ہے ایک معجزہ کا منکر ہے بلکہ ان کی نبوت ہی کا منکر ہے۔

پھر انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں انکے علوم میں شیطان تبیس کر نہیں سکتا تو انکے علوم یقینہ ہوئے کہ ان میں کسی طرح کے شک اور تبیس کو راہ نہیں۔

## علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

اور نبی کے معصوم ہونے کی طرح اس کیلئے شیطان کا بصورت فرشتہ متصور ہونا اور اس پر تعلیم خداوندی تبیس کر دینا صحیح نہیں، نہ ابتدائے رسالت میں نہ بعد میں اور اس پر اعتماد کرنا معجزہ کی دلیل ہے بلکہ نبی اس کی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ فرشتہ جو خدا کی جانب سے لایا ہی بلا تردید حقیقت ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے یا تو وہ اس علم ضروری سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پیدا فرما

و کذلک لا یصح ان یتصور لہ الشیطان فی سورۃ الملک ۱۱ یلبس علیہ لانی اول الرسالۃ ولا یجد والاعتماد فی ذلک دلیل المعجزۃ بل لا یشک النبی ان ما یتیہ من اللہ الملک ورسولہ حقیقۃ ما یعلم ضروری یحلقہ اللہ تعالیٰ لہ او یرہان یظہرہ لدیہ لتتم



کلمة ربك صدقاً وعدلاً  
لا يبدل بکلماته

دیباچے یا ایسی برہان سے جو اس کے  
نزدیک ظاہر کر دے تاکہ اللہ کا کلمہ صدقاً  
وعدلاً پورا ہو جائے اور اس کے کلمات  
کا کوئی بدلنے والا نہیں۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ نبی اپنی ابتداء سے رسالت ہی سے وحی و تعلیم الہی  
میں تلبیسِ شیطان سے معصوم ہے تو اس کے علوم معجزہ ہونے کی بنا پر ایسے یقینی ہیں کہ ان  
میں کسی طرح کے شک اور تردد کو راہ نہیں۔ لہذا حضرات انبیاء علیہم السلام کے مغیبات  
تو یقین کا افادہ کرتے ہیں ان پر ایمان لانا تو واجب ہے اور ان کے بعد حضرات اولیاء  
کرام کے مغیبات ہیں لیکن وہ یقین کا افادہ کریں نہ ان پر ایمان واجب کیونکہ ان میں  
تلبیسِ شیطان کو راہ ہے کہ وہ معصوم نہیں چنانچہ حضرت قطبِ ربانی سیدی عبدالوہاب  
شعرانی میزانِ الشریعہ میں فرماتے ہیں۔

## سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

لیس عدم ایجاب العمل بعلم الکشف من حیث ضعفها ونقصها فمن حیث عدم عممة الاخذ لذلك العلم فقد یكون دخل کشفه التلبیس من ابلیس فان اللہ تعالیٰ قد اقدر ابلیس مخلصاً	علوم کشف پر عمل کا واجب نہ ہونا ان کے ضعف و نقص کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس علم کے لینے والے کے معصوم نہ ہونے کی بنا پر ہے کہ کبھی اس کے کشف میں تلبیسِ شیطان کا دخل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس پر قدرت دی ہے۔
---	---

۱۔ از شرح شفا مصری ج ۲ ص ۲۱۸۔ ۲۔ از میزان ح ۱ ص ۱۔



اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کے مغیبات پر ایمان تو کیا عمل بھی واجب نہیں کہ ان میں تلبیس شیطان کا احتمال ہے اور اولیاء کو عصمت حاصل نہیں تو ان کے مغیبات محض ظن کا افادہ کرتے ہیں تو جب علوم اولیاء کرام ہی ظن کا مفید تو زید و عمر وغیرہ کے علوم بھی بطور ظن بدرجہ اولیٰ حاصل ہونگے۔ تو ثابت ہو گیا کہ امور غیب پر علم یقینی تو اصالتاً خاص حضرات انبیاء علیہم السلام کو حاصل اور غیر انبیاء کرام کو جو علوم سے بعض غیب پر اطلاع حاصل ہو سکتی ہے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قول بالکل تصریحات سلف صالحین کے موافق ہے۔ تو مصنف کا اس پر اعتراض کرنا حقیقتہً اقوال سلف پر اعتراض کرنا ہے۔ جو مصنف کی نہ صرف جہالت بلکہ گمراہی کی دلیل ہے۔

پھر مصنف کی انتہائی جہالت اور بے علمی ملاحظہ ہو کہ وہ کہتا ہے۔

اکیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک علم غیب ہے۔

جاہل کو یہ خبر نہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء کو علم غیب بہ تعلیم الہی بواسطہ وحی کے انبیاء کو اور بواسطہ الہام کے اولیاء کے لیے ہونا اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

## شرح عقائدی میں و شرح فقہ اکبر میں ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا	بِالْجُمْلَةِ فَالْعِلْمُ بِالْغَيْبِ أَمْرٌ
امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ	تَفَرَّدَ بِهِ اللَّهُ تَعَالَى لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ
منفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ	لِلْعِبَادِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْهُ وَإِلَهُامٍ
نہیں مگر اسی کے علم دینے یا الہام	بِطَرِيقَةِ الْمُحَجَّرِ وَالْكَرَامَةِ
کرنے سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔	

خود یہی تھانوی صاحب بھی اپنی کتاب ہستی زیور میں عقائد اسلام میں عقیدہ لکھتے ہیں۔

۱۲۶۔ شرح عقائد ص ۱۰۷ و شرح فقہ اکبر ص ۱۲۶۔



عقیدہ نمبر ۳۳: غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا  
البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو  
انشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو علم غیب بہ تعلیم الہی بواسطہ وحی کے اور اولیاء کرام کو  
علم غیب بہ تعلیم الہی بواسطہ کشف و الہام کے مسلمانوں کے نزدیک جائز ہے۔ اور یہ عقائد  
اسلام میں سے ایک عقیدہ ہے جس کا اقرار اس کا پیشوا تھانوی بھی کرتا ہے۔ مصنف کو  
نہ اہل اسلام سے کوئی تعلق نہ عقائد اسلام سے کوئی واسطہ اسی بنا پر وہ لکھتا ہے آپ  
کے نزدیک علم غیب ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی مخالف اور عقائد اسلام کا بھی۔ مخالف خود  
اپنے قول سے بنا۔ اس بے ایمانی پر اس کو یہ سمجھتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہمارے  
ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا۔ تم اللہ رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی شانوں میں گستاخیاں کرو خدا کو کاذب بالفعل کہو۔ حضور کے علم شریف  
کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دو اور تمہارا ایمان باقی رہ سکتا ہے۔  
ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر انہیں کا رہے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے لیے کذب  
کو محال جانتے اس کے رسول کے علم شریف کو سارے عالم سے زیادہ وسیع اعتقاد کریں

فلعنۃ اللہ علی الکاذبین

پھر مصنف کا جاہلانہ الزام دیکھئے وہ کہتا ہے تو جتنے معنیات کی معرفتیں بنی آدم  
کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہونگی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اس بے علم سے پوچھو کہ  
مومنین کو جن معنیات کی معرفت بنی کے بتانے سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ ظن کس طرح ہو  
سکتی ہے بلکہ وہ ان کے لیے یقینی ہے کیونکہ وہ معنیات انبیاء ہیں خود وہ ان مومنین  
کے معنیات کب ہوئے۔ ہاں جن پر ان کو خود واقفیت حاصل ہو وہ ظن ہی ہیں کہ یہ نہ معلوم  
ہیں۔ نہ تلبیس شیطان سے پاک ہیں تو ان کے ایسے معلومات یقیناً ظن ہیں اس جاہل مصنف

سہ ہشتی زبور حصہ اول مطبوعہ ہلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ص ۳۵۔



کی جہالت ملاحظہ کیجئے کہ یہ جاہلانہ بات لکھتا ہے۔

عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہیں پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں۔

تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو مغیبات بہ مومن ہیں وہ تو نبی کے مغیبات یقینی ہیں اور نبی کے بتانے سے وہ اُمت کو ملے ہیں تو ان پر تو یقین ہی حاصل ہوتا ہے۔ ان میں ظن کی مداخلت کیسی، اس مُصنّف سے کہو کیا اسی جہالت پر تصنیف کرنے اور کسی عالم پر اعتراض کرنے کا شوق ہے۔ کیا اسی جہالت پر افتخار ہے۔ کیا اہل علم ایسے ہی جاہلانہ الزامات دیا کرتے ہیں۔

جب مُصنّف کے نزدیک بھی عموماً مومن بہ مغیبات ہیں، اور ان پر ایمان لانا ضروری، اور ایمان تصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور تصدیق علم ہے تو علم مغیبات بہ مومن کے لیے حاصل ہوا، تو دیوبندی قوم تو اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام ہی کے لیے شرک کہتے تھے، اس طرح تو ہر مومن کو مغیبات کا علم حاصل ہو گیا۔ تو اب بولو وہاں بیو! کیا اب بھی اپنے اکابر کو مانو گے کہ ان کی تصریحات سے ایمان بھی شرک قرار پاتا ہے اور ہر مومن مشرک ٹھہرتا ہے۔ فلعنة الله على الظالمین۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت کا اس طرح اظہار کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت پر نہایت جاہلانہ اعتراض اس طرح کرتا ہے۔

## جاہل مصنف کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جاہلانہ اعتراض

آگے چل کر جو آپ پذیران بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصالتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں مجھ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا



انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے اور پھر ابھی اس کے خلاف فرما رہے ہیں۔

جواب :- یہ خط کشیدہ عبارت مصنف نے حسام الحرمین سے نقل کی۔ پہلی خیانت تو یہ کہ شروع میں یہ لفظ چھوڑ دیا۔ امور غیب پر دوسری خیانت یہ کہ لفظ خاص کو لفظ اصالتہ کے بعد چھوڑ دیا۔ تیسری خیانت یہ کہ بجائے جن امور غیب پر کے جن چیزوں کا اپنی طرف سے لکھ دیا۔

چوتھی خیانت یہ کہ بجائے انبیاء ہی کے بتائے سے ملتا ہے علیہم الصلاة والسلام کے اپنی جانب سے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے بنا کر لکھ دیا۔

پانچویں خیانت یہ کہ بجائے نہ اور کسی کے اپنی طرف سے اور کسی ذریعہ سے نہیں بدل کر لکھ دیا۔ حسام الحرمین کی عبارت بلفظ یہ ہے جس کو بغرض تقابل درج کیا جاتا ہے۔

امور غیب پر علم یقینی تو اصالتہ خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے علیہم الصلاة والسلام نہ اور کسی کے ہے۔

مصنف کی غیر ذمہ داری ملاحظہ ہو کہ دو سطر کی عبارت کے نقل کرنے میں پانچ خیانتیں کر ڈالیں تو یہ مصنف اسی خیانت، کذب، افتراء، فریب، کید ہی کرنے والوں کا تواریخ بنا ہوا ہے اور یہ خیانتیں فقط اس لیے کیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ پر یہ اعتراض کرنا تھا آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے پھر اس کے خلاف فرما رہے ہیں، اور یہ اعتراض جب اصل عبارت سامنے ہو تو وار دہی نہیں ہوتا کہ اعلیٰ حضرت صاف فرماتے ہیں



غیر انبیاء کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے۔ وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے یعنی انبیاء کے بتانے سے جو امورِ غیب غیر انبیاء کو ملتے ہیں وہ تو یقینی ہیں اور غیر انبیاء کو جو امورِ غیب حاصل ہوں اور وہ انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وہ یقینی نہیں ہیں ظنی ہیں۔ تو دونوں باتوں میں مخالفت کیا ہے۔ مصنف اتنا جاہل ہے کہ یہ کھلا ہوا فرق بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ غیر انبیاء کو امورِ غیب جو حاصل ہوتے ہیں۔ وہ دو طرح کے ہیں جو ان کو انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں وہ یقینی ہیں اور جو انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وہ ظنی ہیں۔ کس قدر روشن فرق ہے اور اس کج فہم کی فہم میں نہ آیا تو اسی بد فہمی پر دوسرے کج فہم کہتے ہوئے شرم نہیں آئی۔

پھر یہ مصنف اس کے بعد اپنی اور زبردست جہالت اور بد فہمی کا اظہار کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت کی عبارت پر یہ جاہلانہ اعتراض کرتا ہے۔

اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کون سا فائدہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے۔ لیکن ان کو بھی تو بذریعہ وحی و ملائک حاصل ہوا ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی بجمیع اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوتی تو ان کا بھی علم بواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ ہو یا زیادہ تو جیسے علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر برکیوں نہیں کرتے۔ ہاں اگر کوئی مقدار واسطے کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بواسطہ بھی غیب ہے تو جو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی غیب ہونگے۔ پھر آپ کی اس لڑ عبارت کے کیا معنی ہوں گے۔ مجدد صاحب ال فل ما زنا نفع نہیں دیتا ہے ہوش میں آئیے اور سوخ سمجھ کر باتیں کیجئے بلکہ

جواب :- اس کج فہم مصنف کی سمجھ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کی عبارت کا فائدہ ہی نہیں



داخل ہوا۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ غیر انبیاء کو غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی۔ تو ممکن تھا مصنف جیسا کہ فہم کی فہم یہ کہہ دیتا کہ جب ان کو غیب محض بطور ظن ہی حاصل ہوتا ہے تو جو امور غیب انہیں انبیاء کے بتانے سے ملے وہ بھی بطور ظن ہونگے تو اس کی فہمی کے ازالہ کے لیے یہ عبارت لکھ کر یہ افادہ فرمایا کہ غیر انبیاء کو جو امور غیب انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں تو وہ بطور یقین کے حاصل ہونگے لیکن یہ فائدہ اس کی فہم کی فہم میں نہیں آسکا۔ اب کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے تو جب مصنف حضرات انبیاء علیہم السلام کا امور غیب پر علم یقینی تسلیم کرتا ہے۔ تو یہ اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اس کے اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے حتیٰ کہ وہ اپنے اس قول پر اپنے اکابر کے حکم سے مشرک ہو گیا۔ خیر یہ تو وہ جانے اور اپنے مشرک ہونے پر خوش رہے۔ مجھے تو یہ کہتا ہے کہ جب مصنف نے امور غیب پر انبیاء کا علم یقینی مان ہی لیا۔ تو بقول اس کے ذاتی تو ہے نہیں تو بواسطہ وحی و ملائک کے حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ وحی و بیچ اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان انبیاء کا یہ علم بالواسطہ ہوا تو اب مصنف کے نزدیک بھی علم بواسطہ غیب ثابت ہو گیا۔ دکھانا یہ ہے کہ علم بواسطہ کے غیب ہونے پر مصنف نے جس قدر جاہلانہ اعتراضات ہم پر کیے تھے وہ سب کے سب اسی کی طرف لڑ گئے اب خود ہی اپنے منہ پر ٹھوک لے۔ اور باہوش ہو کر بولے اور سوش سمجھ کر بات کرے۔ بلکہ اپنے اکابر سے مشورہ لے کر زبان کھولے بلا وہ برس یہ کم فہم حضرات انبیاء عظام اور غیر انبیاء کے واسطوں میں فرق نہیں جانتا کہ حضرات انبیاء کو تعلیم الہی سے علوم حاصل ہوتے ہیں چاہے وہ وحی جلی سے ہوں یا حنفی سے ہوں۔ اور غیر انبیاء کے لیے حضرات انبیاء واسطہ ہیں کہ ان کو بلا واسطہ انبیاء کے نہیں ملتا۔

علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح۔  
 علامہ صاوی فرماتے ہیں۔

کسی کو کوئی علم بغیر واسطہ انبیاء کے  
 نہیں ملتا تو انبیاء اپنی امتوں کے لیے

لا یصل لاحد علم الا بواسطۃ  
 الانبیاء فالانبیاء وسانط



لا مہمہ فی کل شیء

ہر شے میں واسطہ ہیں۔

تو اب مصنف ان واسطوں کے فرق کو سمجھے اور اپنی لچر باتوں سے حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے علومِ یقینیہ کو غیر انبیاء کے علومِ ظنیہ سے برابر کرنے کی سعی نہ کرے اور یقینیہ و ظنیہ کے روشن فرق کو سمجھ کر بولے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارت صاف ہے کج فہمی مصنف کی تھی کہ اپنی کم علمی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا۔  
مانڈوی کی کج فہمی۔

پھر مصنف اپنی اور مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے اور عبارتِ حتام الحرمین پر اپنی کم فہمی کا اظہار کرتا ہے۔

اگر ہم اس عبارت کو بہتہ ماہانہ بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد میں ولیا اللہ کے واسطے بھی علمِ غیب ثابت کیا ہے، اس کی کیا سیل ہوگی جن اولیاء کو حضور علیہ السلام سے لقاٹے ظاہری کی نوبت ہی نہ آئی ہو اور ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام کیسے علمِ غیب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے استدلالِ مطلب کے واسطے آیت دَکَانَ اللّٰهُ لِيَطَّلِعَ كُمْ عَلَيِ الْغَيْبِ لَا يَدْرِي كُو ذَكَرَ كِيَا هِي۔ ذرا مہربانی فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ کر لیجئے اور تفصیل استدراک وَ لٰكِنَّا اللّٰهُ اَلَا يَدْرِ كُو دَهِيَا ن كَر كِي هَم پَر اَسْتَدْلَال كَرِي ن حَالَا ن كُو مَع اِن مَعَانِي كِي جُو كُو اَپ نِي لِي هِي هَم پَر كُو ثِي خَلَا ف لَا زَم نِهِي ن اَنَا اَلْبَتَّة اَپ هِي كَا كُو دَهِيَا جَا تَا هِي لِي

جواب :- ہم اوپر شرح عقائد و شرح فقہ اکبر سے بلکہ تقاضی جی کی بہشتی زیور کی عبارت پیش کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امورِ غیب پر بذریعہ کشف و الہام کے حضراتِ اولیاء کرام کا مطلع ہونا تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے شرح عقائد و شرح فقہ اکبر عقائد کی مشہور کتابیں ہیں ان کی تصریحات کے باوجود کسی اور کتاب کی حاجت نہیں تھی۔ مگر

۱ :- تفسیر صادی مصری ج ۱ ص ۱۴۱ - ۲ :- شہاب ثاقب ص ۱۳۲ -



مخالف کے انکار اور دیوبندی قوم کی جہالت کا لحاظ کرتے ہوئے دو عبارات ایسی پیش کی جاتی ہیں، جو خود چند عبارات پر مشتمل ہیں۔

## علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی کا موقف

علامہ قسطلانی مواہب الدینیہ میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

جانو کہ بیشک علم غیب یعنی وہ چیز جو ہم سے غائب ہے اللہ علام الغیوب کے ساتھ خاص ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے علاوہ اور انبیاء و صحابین کی زبانوں پر امور غیب کی خبریں ظاہر ہوئیں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے انبیاء کیلئے بطریقہ وحی کے اور غیر انبیاء کے لیے بذریعہ الہام کے، اور اس پر شاہد و دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ عالم الغیب جو بندوں سے غائب ہوا اپنے اس غیب پر کسی کو لوگوں سے مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول کو پسند کرے تاکہ اسکے لیے یہ علم معجزہ ہو جائے اور اولیاء کی کرامتیں جو غیب پر مطلع ہونے کی بنا پر حاصل ہوتی ہیں وہ فرشتوں کی رویت کے توسط سے ہوتی ہیں جیسے ہمارا احوال

اعلم ان علم الغیب ای ما غاب عنا ینحصر باللہ تعالیٰ علام الغیوب و ما وقع منه علی لسان رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی لسان غیرہ من انبیاء و الصالحین فمن اللہ تعالیٰ اما بوحی الانبیاء او الہام لغيرہم والشاہد لهذا ای الدلیل علیہ قولہ تعالیٰ عالم الغیب ما غاب عن العباد فلا یظہر یطلع علی غیبہ احد من الناس الا من ارتضیٰ من رسول لیکون العلم بہ معجزۃ لہ و کرامات الاولیاء الخاصۃ بالہدایۃ علی المغیبات انما تکون برویا الملائکۃ کا اطلاق اطلاقنا علی احوال الاحدۃ ای



علمنا بها بتوسط الانبياء (ملفوظاً) لہ  
 آئزہ پر مطلع ہونا کہ ہم انکو انبیاء کے  
 توسط سے جانتے ہیں۔

## علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثہ میں فرماتے ہیں

من استفصل فقال اردت  
 بقولی المؤمن يعلم الغیب  
 ان بعض الاولیاء قد یعلمہ  
 اللہ ببعض المغیبات قبل منہ  
 ذلك لانه جائن عقلا و واقع  
 نقلاً اذ هو من جملة الکرامات  
 الخارجة عن الحصر علی مر الاعصار  
 فبعضہم یعلمہ بخطاب و  
 بعضہم یعلمہ بکشف حجاب  
 وبعضہم یکشف لہ عن اللوح  
 المحفوظ حتی یرا لاویکفی  
 بذلك ما اخبیہ القرآن  
 عن الحصى بناء علی انه ولی  
 وما جاء عن ابی یکر الصدیق رضی  
 اللہ عنہ انه اخبی عن حمل امرتہ  
 انه ذکر وکان كذلك وعن عمر  
 رضی اللہ عنہ انه کشف عن

جس نے بہ تفصیل کہا کہ میں نے اپنے  
 اس قول سے کہ مومن غیب کو جانتا  
 ہے یہ ارادہ کیا کہ بعض اولیاء کو اللہ نے  
 بعض غیب کا علم دیا تو اس کی یہ بات  
 قبول کر لی جائیگی کیونکہ یہ عقلاً جائز اور  
 نقلاً واقع ہے ایسے کہ یہ منجملہ ان کرامات  
 کے ہے جو مالوں کے گزرنے پر شمار  
 سے باہر ہیں۔ تو بعض اولیاء غیب کو  
 بذریعہ خطاب کے جانتے ہیں اور  
 بعض اولیاء غیب کو کشف حجاب  
 سے جانتے ہیں اور بعض اولیاء کے  
 لیے لوح محفوظ ظاہر کر دی جاتی  
 ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو  
 دیکھ لیتے ہیں، اس پر وہ دلیل کافی  
 ہے جس کی قرآن نے خضر کی خبر  
 دی اس بنا پر کہ وہ ولی ہیں۔ اور  
 جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی

لہ: شرح مواہب معری ص ۱۹۹ ج ۷۔



کہ انہوں نے اپنی زد جبہ کے حمل کی خبر دی کہ وہ لڑکا ہوگا اور وہ لڑکا ہی ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کے انہوں نے ساریہ اور ان کے لشکر کا حال ظاہر کیا اور وہ عجم میں تھے تو انہوں نے جمعہ کے دن ممبر پر قحطہ پڑھتے ہوئے مدینہ میں فرمایا اے ساریہ پہاڑ سے پناہ لے۔ وہ ان کو اس دشمن سے بچا رہے تھے جو اہل اسلام کے استیصال کے ارادہ سے گھات میں بیٹھا تھا۔ اور حضور علیہ السلام سے صحیح روایت میں ہے کہ حضور نے عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ وہ الہام والوں سے ہے اور رسالہ قیشری اور عوارف سہروردی اور ان کے علاوہ قوم اور غیر قوم کی کتابوں میں بی شمار ایسے واقعات ہیں۔ جن میں اولیاء کی غیبوں کی خبریں ہیں جیسے بعض اولیاء کا یہ قول کہ میں کل ظہر کے وقت مرونگا۔ اور ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور اولیاء کے بی شمار ایسے واقعات ہیں۔ اور ہمارے لیے کافی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صحیح حدیث ہے کہ

ساریۃ وجیشہ وہم بالعجم  
فقال علی منیر الدینۃ وهو  
یخطب یوم الجمعة یا ساریۃ  
الجبل یحذره الکمین الذم  
اراد استیصال المسلمین وما صح  
عندہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ  
قال فی حق عمر رضی اللہ تعالیٰ  
عندہ انہ من المحدثین  
ای الملمہمین و فی رسالۃ القشیری  
وعوارف السہروردی وغیرہما  
من کتب القوم وغیرہم ما لا  
یحصى من القضا یا اللتی  
فیہا اخبار الاولیاء بالمقبیات  
کقول بعضهم انا غدا موت  
وقت الظہر وکان کذلک  
وامثال ذلک من الاولیاء  
لا تحصى ویکفی دلیلا  
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فی خبر الصحیح ان فی  
امتی ملہمین او محدثین  
ومنہم عمر وقولہ صلی  
اللہ علیہ وسلم اتقوا قراسۃ  
المومن فانہ ینظر بنور اللہ



بیشک میری امت میں الہام والے  
ہونگے اور انہیں میں سے عمر ہیں۔  
اور حضور کا یہ فرمان ہے مومن کی  
فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور  
سے دیکھتا ہے۔ بعض سے فراست  
کو پوچھا گیا تو کہا کہ رو میں عالم میں پرتی  
ہیں تو غیبوں پر مطلع ہو جاتی ہیں پس  
مخلوق کے پوشیدہ حالات دیکھ کر مشاہدہ  
کر کے بیان کرتی ہیں نہ کہ ظن اور گمان سے  
کہتی ہیں۔

وسئل بعضهم عن  
الفراسة فقال ارواح  
تتقلب في الملكوت  
فتشرف على الغيوب  
فتنطق عن اسرار الخلق  
نطق مشاهدة و عيان  
لا نطق ظن و حسان  
مخلصاً

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کشف والہام سے امور غیب  
پر مطلع ہیں اور اس کے واقعات نہ فقط اقوال سلف صالحین سے بلکہ احادیث صحیحہ اور  
قرآن کی آیات کریمہ سے بکثرت ثابت ہیں۔ مصنف کو چونکہ نہ عقائد اسلام سے کوئی تعلق  
نہ مسلک سلف صالحین سے کوئی واسطہ نہ احادیث صحیحہ کی پیروی سے کوئی غرض نہ  
آیات قرآنی کی اطاعت سے کوئی مطلب تو اولیاء کرام کے مطلع علی الغیب ہونے کے  
عقیدے سے اس کو کیا مطلب و غرض یہ تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مصنف کا یہ عقیدہ  
کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ آیات و احادیث اس کی دلیل ہیں، اس کا عقیدہ تو وہ  
ہوگا جو خلاف قرآن و حدیث ہو۔ عقائد سلف صالحین کے بالکل برخلاف ہو۔ لہذا  
مصنف کو یہ بتانا ہے کہ یہ صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہی عقیدہ نہیں ہے بلکہ تمام  
سلف صالحین صحابہ و تابعین کا عقیدہ ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے  
اب باقی رہا یہ امر کہ جس کو تقاضا ظاہری کی نوبت نہیں آئی اس کو بواسطہ نبی کیسے ملا تو



حضرت ادریاء کی ارواح کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا ہو جاتا ہے وہ اسی میں کسبِ علوم کر لیا کرتے ہیں۔

## قطب شعرانی اور علامہ سیوطی کا موقف

چنانچہ حضرت قطب ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشرعیہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس شخص سے جو ان کی بادشاہ سے سفارش چاہتا تھا فرمایا۔

جانو۔ اے بھائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اس وقت تک بیداری میں بالمشافہہ پچھتر بار حاضر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے حکام کے دربار و نہیں حاضر ہونے کی بنا پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجاب فرما لینے کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ میں جاتا اور تیرے لیے بادشاہ کے پاس سفارش کرتا اور میں احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں سے ایک شخص ہوں اور میں حضور کا ان احادیث کی تصحیح میں محتاج ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقوں سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور بے شک یہ نفع تیرے نفع سے زائد راجع ہے۔

اعلم یا اتح۔ انتی قد اجتمعت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی وقتی هذا خمساً وسبعین مرة یقظة و مشافہہ ولو لا خوفی من احتجابہ صلی اللہ علیہ وسلم عنی بسبب دخولی للولایة لطلعت القلعة و شفعت فیک عند السلطان و اتی رجل من خدام حدیثہ صلی اللہ علیہ وسلم و احتاج الیہ فی تصحیح الاحادیث اللتی ضعفها المحدثون من طریقتہم و لا شک ان نفع ذلک ارجح من نفعک۔

لہ: میزان الشرعیہ مصری ج ۱ ص ۱۰۰۔



نیز اسی میں ہے۔

کثیر اولیاء سے یہ حد شہرت تک پہنچا کہ وہ بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوتے اور ان کے ہم عصر اس کی تصدیق کرتے۔ کتاب طبقات اولیاء میں ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا اور ان کے نام ذکر فرمائے۔

قل اشتهر عن كثير من  
الاولياء انهم كانوا يجتمعون  
برسول الله صلى الله عليه  
وسلم كثيرا ويصدقهم  
اهل عصره على ذلك  
(ثم ذكر اسمائهم) وجماعة  
ذكرناهم في كتاب طبقات الاولياء.  
نیز اسی میں ہے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد  
شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ  
اولیاء کا قول ہم تک پہنچا کہ وہ فرماتے  
تھے کہ اگر ہم سے پلک مارنے کی مقدار  
حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
رویت محبوب ہو جائے تو ہم اپنے  
آپ کو منجملہ مسلمین کے شمار نہ کریں تو  
جب یہ قول آحاد اولیاء کا ہے تو  
ائمہ مجتہدین تو اس مقام سے بھی بالاتر  
ہوئے۔

وقد بلغنا عن الشيخ ابن  
الحسن الشاذلي وتلميذه  
الشيخ ابي العباس المرسي و  
غيرهما انهم كانوا يقولون  
لوا حجتبت عن ادوية رسول  
الله صلى الله عليه وسلم  
طرفه عين ما اعدنا لفسنا  
من جملة المسلمين فاذا  
كان هذا قول آحاد اولياء فالدعة  
المجتهدون اولئك بهذا المقام له

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجتماع اور تقاریر بیداری میں بالمشافہہ کلام ہو جاتا ہے اور یہ کسب علوم کر

۱۰۰۔ از میزان الشریعہ ج ۱۔



لیتے ہیں عرض معروض کر لیا کرتے ہیں مصنف اپنی بے علمی کی بنا پر ناواقف ہے  
پوچھتا ہے کہ اولیاء کو حضور علیہ السلام سے علم غیب کیسے حاصل ہوگا۔ لہذا اب اس کو  
معلوم ہو گیا کہ ایسے حاصل ہوگا۔ اگر کچھ پڑھ لیتا علم سیکھ لیتا تو اسی کو سوال کی حاجت ہی  
پیش نہ آتی۔

تھانوی نے حفظ الایمان کی عبارت زیر بحث کے بعد یہ کہا تھا۔

نبی غیر نبی میں فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان دو آیات کو پیش کر کے فرق بیان فرمایا ہے۔  
مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى  
الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي  
مَنْ رُسُلِهِ مَنْ  
يَشَاءُ لَهُ

اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے  
غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ تعالیٰ  
اس کے لیے اپنی مشیت کے موافق  
اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے تو  
اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا  
اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى  
غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ  
مِنْ رَسُولٍ أَلَيْسَ

مصنف ان میں سے پہلی آیت کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ان کی تفسیر دیکھ کر ہم پر  
استدلال کریں۔ لہذا چند تفسیریں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اس کا کذب ظاہر ہو جائے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔

فَيُطْلِعُهُ عَلَى غَيْبِهِ  
كَمَا أَطْلَعَ النَّبِيَّ

اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے  
غیب پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو



علیٰ حال المنافقین ۱۰

منافقین کے حال پر مطلع کیا۔

تفسیر صاوی میں ہے۔

وقوله ولكن الله استدرأك  
على ما تقدم في قوله وما  
كان الله ليطلعكم على الغيب  
كانه قال الا لرسول فانه  
يطلعهم على الغيب.

لیکن پہلے کلام پر استدراک ہے تو آیت کی  
مراد یہ ہے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ  
تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے مگر  
وہ اللہ بلا شک رسول کو غیب پر  
مطلع کرتا ہے۔

تفسیر جبل میں ہے۔

هذا استدراك على معنى الكلام  
المتقدم لانه لما قال وما كان  
الله ليطلعكم يوهم انه لا يطلع  
احدا على غيبه لعموم  
الخطاب فاستدرأك  
بالرسول والمعنى ولكن الله  
يحتج ان يصطفى من  
رسله من يشاء  
فيطلع الغيب فهو  
صند لما قبله في المعنى ۱۰

یہ کلام مقدم پر استدراک ہے ایسے  
کہ جب یہ فرمایا کہ اللہ کی یہ شان نہیں  
کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے تو دم  
ہوتا تھا کہ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع  
نہیں کرے گا کہ خطاب عام ہے تو  
رسل کیساتھ استدراک کیا اور معنی یہ ہیں  
لیکن اپنی مشیت کے موافق اپنے  
رسولوں کو چن لیتا ہے تو ان کو غیب  
پر مطلع کرتا ہے۔ تو یہ معنی میں اپنے  
ما قبل کی ضد ہے۔

۱۰: تفسیر صاوی مصری ج ۱ ص ۱۰۱۔

۱۰: تفسیر جلالین۔

۱۰: جبل مصری ج ۱ ص ۱۰۱۔



## تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

(ولكن الله يجتبي من رسله  
من يشاء) فيطلع على بعض  
علم الغيب نظيره قوله تعالى  
عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يظهد  
على غيبه احد الا  
من ارتضى من رسول له

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو  
چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کو بعض  
علم غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اس کی  
نظیر یہ آیت ہے اللہ غیب کا بانٹنے  
والا اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا۔  
سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

## تفسیر خازن میں ہے۔

ولكن الله يصطفى ويختار  
من رسله من يشاء  
فيطلع على ما يشاء من  
غيبه<sup>۲</sup>

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو  
چاہتا ہے اختیار فرماتا ہے تو اس کو  
اپنے جس غیب پر چاہے مطلع فرمادیتا  
ہے۔

## تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

ولكن الله يرسل الرسول فيوحى  
اليه ويخبره بان في الغيب  
كذا وان فلانا في قلبه النفاق  
وفلانا في قلبه الاحداص فيعلم  
ذلك من جهة اخبار الله لا  
من جهة نفسه<sup>۳</sup>

لیکن اللہ رسول کو بھیجتا ہے پھر اس کی  
طرف وحی کرتا ہے اور اس کو اس  
بات کی خبر دیتا ہے کہ غیب میں ایسا  
ہے اور فلاں کے قلب میں نفاق ہے اور  
فلاں کے قلب میں اخلاص ہے تو وہ اللہ  
کے خبرینے کی بنا پر اسکو جانتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔

۲ :- خازن مصری ج ۱ ص ۳۸۲۔

۱ :- معالم مصری ج ۱ ص ۳۸۲۔

۳ :- مدارک مصری ج ۱ ص ۱۵۳۔



## تفسیر السال بیان فی حقائق القرآن میں ہے

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسکو چاہے  
چن لیتا ہے جیسے محمد علیہ وسلم۔  
ابراہیم آدم صلوات اللہ علیہم اجمعین  
اور اس کی شرح اللہ کے اس قول  
میں ہے۔ اللہ غیب کا جاننے والا  
اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا مگر  
اس رسول کو جو پسندیدہ ہو۔ اور اس  
کے اوصاف میں فانی ہو اور اوصاف  
حق سے متصف ہو۔ اور بیان کیا  
کہ بعض غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
پر ظاہر ہوئے بدلیل قول خدا کے۔  
لیکن اللہ نے اپنے رسولوں سے  
اپنی مشیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کو چن لیا اور یہی ہے ان کا علم غیب  
کے ساتھ اور ان کا علم غیب پر اپنے  
اس قول سے کہ دس شخص قریش  
جنت میں ہیں اور اسی کے مثل ہیں  
جو اللہ سبحانہ سے اور امور دنیا و آخرت  
کی خبریں دی ہیں۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجِيبُ مَن رُّسِلِهِ  
مَن يَشَاءُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَعِيسَىٰ وَ  
مُوسَىٰ وَابْرَاهِيمَ وَأَدَمَ صَلَوَاتُ  
اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَذَلِكَ مَشْرُوحٌ  
فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ عَلِيمُ الْغَيْبِ  
فَلَا يُظَاهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا  
إِلَّا مَن أَرَادَ مَن رُّسُولٍ  
هُوَ الْفَانِي مِّنْ أَوْصَافِ الْمُتَصَفِّينَ  
بِأَوْصَافِ الْحَقِّ وَبَيْنَ أَنْ  
بَعْضُ الْغَيْبِ ظَهَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ وَلَكِنَّ  
اللَّهُ يُجِيبُ مَن رُّسِلَ مِنْ  
يَشَاءُ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَذَلِكَ حَكْمُهُ بِالْغَيْبِ  
وَحَكْمُهُ عَلَى الْغَيْبِ بِقَوْلِهِ  
عَشْرَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ  
وَ مِثْلُ مَا أَخْبَرَتْ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَمَنْ أَمَرَ الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةَ لَهُ

۱۔ :۔ السال کشوری ص ۱۲۳۔ ملخصاً۔



اس آیتہ کریمہ کی یہ سات تفسیریں پیش کیں اور ان میں تفصیل استدراک بھی ہے لہذا منکرین علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان آیات سے استدلال بالکل صحیح ہے بلکہ ان آیات نے اور ان کی تفاسیر نے علم نبی وغیر نبی میں کیا بتیں فرق بتا دیا اور تھانوی جو ان میں برابر ہی ثابت کرنا چاہتا تھا اس کا ردِ بلیغ فرما دیا۔ مصنف کو محض اپنی لاعلمی کی بنا پر ان کا اپنے خلاف ہونا نظر نہیں آتا۔

پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبارت حفظ الایمان پر المعتمد المستند میں یہ اعتراض کیا تھا وہ عربی میں تھا اس کا ترجمہ حتام الحرمین میں اس طرح لکھا گیا۔

پھر خیال کرو اس نے (تھانوی نے) کیونکہ مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جانتے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہو اور اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا۔ اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے۔

یہ نادار مصنف عربی عبارت کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس کی سمجھ میں اس کا اردو کا ترجمہ بھی نہیں آیا۔ مگر اپنی دیوبندی جاہل قوم کو خوش کرنے کے لیے اپنی منطوق دانی کی ڈینگیں مارتا ہے اور معقول دانی کی حالت زار یہ ہے کہ شاید اس نے صغریٰ کبریٰ کی بھی صورت نہیں دیکھی ہو۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں متہ شگافی کرنا منطوق جان لینے کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر گایاں پکنے کا نام



ہی منطق دانی ٹھہرا لیا ہے تو مصنف سے زیادہ منطقی بھٹیاریا کو بجز اثبات ہوگا۔  
اب مصنف کی منطق دانی کا کمال ملاحظہ ہو کہ بجائے جواب کے خود سوال کرتا ہے۔  
یہ پوچھئے کہ آیا علم خلق کے خارج از عدد و عد ہو سکتے یا نہیں، کیا متناہی احاطہ  
غیر متناہی کا کر سکتا ہے یا نہیں احصی کل شیء اور عدہ عدا کے کیا معنی  
ہیں ذرا تفاسیر کا ملاحظہ کریں۔

جواب :- معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے منطق کو پڑھا ہی نہیں ہے اور متناہی و  
غیر متناہی کے الفاظ کسی سے سن لیے ہیں یہ نادار نہ تو ان کے مفہوموں سے واقف معلوم  
ہوتا ہے، نہ غیر متناہی کے اقسام کی اس کو کچھ خبر ہے اور جب وہ ان امور کو ہی نہیں  
جانتا تو اس کو کیا معلوم ہے کہ۔

کون سا غیر متناہی علم خالق کے ساتھ خاص ہے۔  
اور کون سا غیر متناہی علم مخلوق کے ساتھ خاص ہے۔  
اور کون سا غیر متناہی ہے جسکو علم مخلوق احاطہ نہیں کر سکتا۔  
مصنف نے کسی سے سن کر سوالات تو کر لیے، لیکن اگر وہ اپنے سوالات کو خود بھی  
سمجھتا ہے تو یہ بتائے کہ۔

اُس نے علم خلق میں علم سے کونسا علم مراد لیا ہے مطلق العلم یا العلم المطلق اور پھر اجمالی  
مراد ہے یا تفصیلی، پھر تمام مراد ہے یا ناقص۔

اور حد سے علی سبیل الاجمال مراد ہے یا علی سبیل التفصیل۔  
اور حد سے اگر لغوی معنی مراد ہیں تو حد یقینی مراد ہے یا لایقینی۔

اور یہ بھی بتائے کہ علم اعداد کا خارج از عدد ہے یا نہیں، اور خلق کو یہ علم حاصل  
ہو سکتا ہے یا نہیں اور احاطہ سے تمام مراد ہے یا ناقص پھر تفصیلی مراد ہے یا اجمالی۔  
بیرؤہ احاطہ دفعۃً واحدة ہو یا علی سبیل التقیب والتدریج۔



مصنف کے یہ سوالات محض اس کے سُننے ہوئے ہیں اور اگر اسی کے ہیں تو اپنے سوالوں کی تفصیل کر کے بھیجے۔ ساری معقول دانی کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ اور دُنیا دیکھ لے گی کہ آسمان کی طرف جو جھٹکا تھا وہ اپنے ہی مُتہ پر آکر گرا۔ اور منطوق دانی کی سُنجی و بال جان بن گئی۔ جب آپ کے سوالات کی تفصیل موصول ہو گئی تو پھر اِحصیٰ کل شئی اور عدد ۵۵۵ کے معنی خود ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اگر ان کے معنی کی جلد ضرورت ہے تو اہلسنت کے مدرسہ کے کسی طالب علم سے مصنف دریافت کر لے۔ لیکن جب بے علمی کا یہ حال ہے کہ ان کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہے تو پھر مولویوں میں کیوں اپنا نام درج کراتا ہے۔ اور کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اور پھر اس جہالت پر اہل علم سے مقابلہ کا شوق۔

پھر یہ مصنف ایک مغالطہ دیتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت کی تائید میں یہ گہر افشانی کرتا ہے۔

ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ علوم خارجہ عن العدوالحد احاطہ نامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں۔ اگر خارج نہیں ہیں بلکہ عین احاطہ نامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ و نقلیہ قائم ہی ہیں اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں درنہ معاذ اللہ مسادات علم خالق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل نہیں تو استغراق اضافی اور احاطہ ناقصہ ہوگا۔ اس کے کب مولانا تھانوی مُتکرہ ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اسی صفحہ حفظ الایمان کی اشارہ ہویں سطر کو ملاحظہ کر لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فعلت مافی السموات والارض پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ پر مغیبات کے علم میں ان کو ہرگز کلام نہیں ہے۔



جواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم اگرچہ اس قدر ہیں جن کی نہ حد ہے نہ شمار ہے، لیکن باوجود اس کے وہ محدود اور متناہی ہیں کہ وہ ماکان و مایکون کے تمام علوم ہیں۔ اول یوم سے آخر یوم تک کی حدود میں محدود ہیں اور ان کو علوم الہی کیسا تھوڑا نسبت بھی نہیں جو ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ کہ مخلوق کے متناہی علوم کو خالق کے غیر متناہی علوم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے تو ظاہر کہ علوم مخلوق نہ احاطہ تامہ کر سکتا ہے نہ اس میں استغراق حقیقی کا وہم ہو سکتا ہے۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ مغالطہ کہ تھانوی حضور علیہ السلام کے استغراق اصنافی اور احاطہ ناقصہ کا منکر نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حفظ الایمان کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تھانوی حضور علیہ السلام کے لیے اس درجہ پر مغیبات کا علم مانتا ہے یہ مصنف کا کھلا ہوا کذب اور صریح فریب ہے کہ جب امام الوہابیہ دہلوی اور مجدد وہابیہ گنگوہی کے یہ اقوال ہیں۔

## امام الوہابیہ دہلوی اور مجدد وہابیہ گنگوہی کے اقوال

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا۔ صریح شرک ہے فقط۔

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے عرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

جواب :- جب پیشوایان وہابیہ حضور علیہ السلام کے لیے مغیبات کا علم نہیں مانتے اور بتعلیم الہی عطائی ماننے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں تو تھانوی حضور علیہ السلام کے

۱۔ از فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۔ ۲۔ از فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۔

۳۔ تقویۃ الایمان ص ۱۔



لیے مغیبات کا علم ثابت کر کے کیا اپنے اکابر کی مخالفت کرے گا اور ان کے لیے مغیبات کا علم مان کر کیا خود مشرک بنے گا حقیقت میں یہ مصنف کی مثال نادان طرفدار کی سی ہے کہ تھانوی کی حمایت کے لیے چلا اور اس کو مشرک بنا ڈالا۔ اور اگر تھانوی حضور کے لیے علم مغیبات ماننا تو ان کے علم شریف کو بچوں پاگلوں سے تشبیہ دیتا۔ اگر تھانوی کی نظر میں اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی ہوتی تو وہ ان کے علم کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیتا۔ اور وہ بعض اکثر جو بے حد بے شمار بے اس کو بعض اقل کے مساوی کر کے اس کی خصوصیت کی نفی کر دیتا اور بعض کثیر و بعض قلیل و حقیر کے روشن فرق کو میٹ دیتا۔ لہذا مصنف کا یہ صریح کذب اور زبردست فریب ہے۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت پیش کر کے عوام کو ایک اور مغالطہ اس طرح دیتا ہے۔

اب اس کے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں داخل ہے یا العلم المطلق میں؟ اگر ثانی میں ہے تو بدیہی البطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا؟ باقی آپ کا یہ رونا کہ ان کے نزدیک فضل منحصر انہیں دو قسموں میں ہے۔ یہ محض آپ کی بے عقلی ہے۔ وہ یہاں پر فضیلت نبوی اور کمالات علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور خود اگلی عبارت جس کو عرض کر آیا ہوں آپ کے کمال علمی پر صریح دال ہے۔ ان کا مقصد اس بیان سے فقط لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث ہے کہ آیا اس قدر علوم کے احاطہ پر جو کہ فی نفسہا بہت زیادہ اور حیلہ خلائق سے اکثر ہیں مگر حیلہ جزایت کو محیط اور نہ بالذات حاصل آیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں طفقاً یہ

جواب :- اگر وہ درجہ علم غیب کا علم مطلق اجمالی ہے تو بدیہی البطلان کس طرح ہے۔



مصنف اپنے سب اکابر دیوبند کو جمع کر کے اس کا بدیہی البطلان ہونا ثابت کر دے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دے کہ علم مطلق اجمالی اللہ عزوجل کے مختصات میں سے ہے۔ جب اس جاہل کو یہ ہی خبر نہیں کہ علم خالق کون سا ہے اور علم مخلوق کون سا ہے تو اس لاعلمی پر کتاب لکھنے کا شوق کیوں ہو گیا تھا اور اسی معقول دانی پر ڈینگیں مارتا تھا کہ مطلقاً علم المطلق کو بدیہی البطلان قرار دے دیا اور معقول کو نامعقول بنا ڈالا۔ یہ شیخی مارنے کا نتیجہ نکلا، بلکہ اس نے اس کو بدیہی البطلان کہہ کر اور اپنے لیے مزید کفر کا اضافہ کر لیا۔ کفر تو مصنف کے نصیب میں ہی ہے تو وہ اس میں اضافہ کرتا ہی رہتا ہے۔ اب باقی ربا درجہ علم غیب کا مطلق اعلم میں تھا نوی کا قصور اور غلطی یہ ہے کہ اس نے بالاصالت و بالبتبعیت کے امتیاز کو میٹ دیا۔ اور سمندر اور قطرہ کو برابر کر دیا اور کثیر و قلیل کے فرق کو ختم کر دیا۔ اور حضور علیہ السلام کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم کے برابر کر دیا۔ تو اہل ایمان کے نزدیک تو تھا نوی کا یہ وہ قصور ہے جس کی بنا پر وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اور دیوبندی قوم کا جب مذہب ہی توہین و تنقیص شان رسالت و الوہیت ہے تو ان کے نزدیک تھا نوی کا یہ کیا قصور ہوتا اور انہیں اس کی یہ غلطی کیا نظر آتی۔

عبارت زیر بحث حفظ الایمان کو دیکھ کر اور اس میں توہین و تنقیص شان رسالت کا خیال کر کے اہل ایمان کو تو فی الحقیقہ رونا ہی آتا ہے کہ رب العزت جل جلالہ جس محبوب پاک کے لیے کلمہ راعنا کہنے کو روانہ رکھے جو صرف ابہام توہین پر مشتمل تھا اور یہ گستاخ تھا نوی اس خالق عالم کی زمین پر رہ کر اس کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے پردہ پوش پا کر اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی سڑی سڑی گالیاں دیتا ہے اور ایسی صریح توہین کر رہا ہے کہ ان کے علم شریف اور وسیع کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے تو عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی توہین دیکھ کر رونا ہی آتا ہے۔ اور اس توہین شان رسالت کو دیکھ کر خوشی اور مسرت دیوبندی قوم کو ہوگی کہ عداوت رسول ان کے سینوں میں موجزن ہے اور مصنف کے نزدیک اہل عقل تو یہی دیوبندی قوم ہے جو توہین شان رسالت پر خوشیاں کرے۔ اور منہ بھر بھر حضرت انبیاء علیہم السلام



کو گایاں دے کہ اسی توہینِ انبیاء کا نام تو اس نے عقلمندی رکھا ہے۔  
 اس زیرِ بحث عبارتِ حفظِ الایمان میں ہم شرح و بسط سے اُوپر یہ ثابت کر چکے  
 ہیں کہ بحثِ اطلاقِ عالمِ الغیب پر نہیں ہے بلکہ بحثِ حصولِ علمِ غیب کی ہے تو تقاضا  
 نے اس میں فضیلتِ نبوی اور کمالاتِ علمی ہی کا انکار کیا ہے کہ حضور کے علمِ شریف کو  
 بچوں یا گلوں جانوروں کے علموں کی برابر کیا ہے۔ مصنف کی یہ بات کہ اس میں فقط  
 لفظِ عالمِ الغیب کے اطلاق کی بحث ہے بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کلام کی تحریف  
 ہے۔ اور مصنف نے حفظِ الایمان کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر بھی مفصل  
 گفتگو ہم نے کر دی ہے کہ نتیجہ اس کا بھی پھر یہی بعض علم قرار پاتا ہے۔ اور پھر وہ بچوں  
 یا گلوں جانوروں کے علموں کے برابر ٹھہرتا ہے اور کمالِ علمی کو ختم کرتا ہے۔ اور مصنف  
 جب حضور علیہ السلام کے علوم کو فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلایق سے اکثر کہہ رہا ہے  
 اگر اس کا عقیدہ یہ بھی ہوتا تو اس علمِ شریف کی بچوں یا گلوں جانوروں کے علموں سے  
 تشبیہ دینے کو کفر قرار دیتا اور تقاضا کو کافر و مرتد کہتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا  
 عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ محض عوام کو قریب دینے کے لیے یہ لکھ دیا ہے اس کا کلام  
 خود اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ پھر مصنف نے اپنے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالا اور اس  
 کے چھپانے کی بہت کوشش کی مگر آخر میں اس کو یہ کہنا ہی پڑ گیا کہ اگرچہ علومِ مُصطفیٰ  
 بہت زیادہ اور جملہ خلایق سے اکثر ہے مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط ہیں نہ بالذات حاصل  
 ہوئے۔ تو ان میں کچھ فضیلتِ نبوی اور کمالِ علمی نہیں اور وہ بعض ہی تو ہو گا اور جب  
 بعض ہے تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا تو بچوں یا گلوں جانوروں سب  
 کو حاصل ہے۔ تو مصنف کی یہ ساری تقریر خبط ہو گئی اور بات نہ بن سکی اور تقاضا کا  
 کفر اپنے حال پر باقی رہا ہے۔ البتہ اس میں علیت کی قلعی کھل گئی اور اس کی جہالت اور  
 زیادہ چمک گئی۔

ٹانڈوی و جمال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی؛

پھر مصنف کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی ملاحظہ ہو اور عالمِ الغیب کی تشریح کرنے میں



اس کی جہالت و ناقابلیت دیکھو۔

ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ عالم الغیب اور عالم غیب میں الف لام اور اضافت چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عہد خارجی ہوگی یا برائے جنسیت یا استغراق یا عہد ذہنی۔ اگر عہد خارجی ہے تو اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجہ کوئی تعین ان مغیبات کی واقع نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارجہ عن الحد والحدیہ بالکل لغو ہے نہ فی نفسہ صحیح ہے نہ یقین پر وال ہے ہاں آپ کوئی حد مقرر کر دیں تو اس وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا۔ اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو مرتبہ العلم المطلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استغراق اضافی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں مسلم ہے لیکن بوجہ ایہام اس لفظ کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہد ذہنی ہے تو دونوں ارادے بعض افراد کو مستلزم ہیں جس کو علما فرد ما سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی شق اول اور مرتبہ مطلق العلم ہے غرض کہ مولانا کی تقریر مجملہ و جملہ محتملہ کو حاوی ہے احتمال عہد خارجی کو بوجہ بدیہی البطلان ہوں گے چھوڑ دیا ہے، مگر مجتہد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں یہ

جواب :- مصنف نے الغیب کی الف لام کی بحث کی اور اس کی چار قسموں - جنسی استغراقی - عہد ذہنی - عہد خارجی کو شمار کر کے ہر ایک کا انکار کرتا ہے۔ الف لام عہد خارجی کے متعلق کہتا ہے اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجہ کوئی تعین ال مغیبات کی واقع نہیں ہوئی اس نایبنا کو ان مغیبات کی تعین احادیث میں نظر نہ آئی۔

حدیث نمبر ۱۱:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
شب معراج میرے خلق میں ایک

قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم لیلۃ المعراج

۱۱ :- شب معراج میں ایک



قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جو ہو گیا تھا اور  
جو ہو گا سب جاں لیا۔

قطرت فی حلقی قطرة  
فعلمت ما كان وما سيكون به  
حدیث نمبر ۲ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی  
نماز پڑھائی اور ممبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ  
دیا یہاں تک کہ وقت ظہر آگیا۔ تو ممبر سے اتر  
کر نماز ظہر پڑھی پھر ممبر پر تشریف لے گئے  
اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت عصر آ  
گیا۔ پھر ممبر سے اتر کر نماز عصر پڑھی۔ پھر  
ممبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ  
دیا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا تو جو کچھ ہو  
گیا تھا اور جو کچھ ہو نیوالا تھا سب کی خبر دی۔

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر  
فخطبنا حتى حضرت الظهر  
فنزول فصلی ثم صعد المنبر  
فخطبنا حتى حضرت العصر  
ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر  
فخطبنا حتى غربت الشمس  
فاخبر بما كان وما  
هو كائن به

حدیث نمبر ۳ :-

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس  
میں قیام فرمایا اور ابتداءً آفرینش سے  
لیکر جنیتوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی  
منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر  
دی۔

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم مقاما فاخبرنا عن  
بدا الخلق حتی دخل اهل  
الجنة ساد لهم واهل النار  
منازلهم

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام  
ماکان وما یکون کے علوم اول یوم سے تا یوم قیامتہ حاصل تھے تو ان منیبات کی یہ تعیین خود

۱ :- از تفسیر روح البیان - ۲ :- صحیح مسلم شریف مولانا ج ۲ ص ۳۹ -

۳ :- بخاری شریف از مشکوٰۃ شریف ص ۵۶ -



احادیث میں موجود ہے بلکہ تمام ماکان و مایکون کے مغیبات کی تعیین قرآن کریم کی آیات میں بھی ہے۔

## مفسرین کرام آیت کریمہ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کے تحت فرماتے ہیں

پناچہ امام محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔  
قال ابن کيسان خلق الانسان  
یعنی محمدًا صلے اللہ علیہ وسلم  
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ  
لانہ کان یبین عن  
الاولین والآخرین وعن  
یوم الدین۔

ابن کيسان نے کہا اللہ نے انسان یعنی  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو  
جو کچھ ہو گیا تھا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور  
جو کچھ ہو گا یہ بیان سکھایا اس لیے وہ  
اولین آخرین اور روز قیامت کا بیان  
فرماتے تھے۔

## علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
لانہ الانسان الكامل والمراد  
بالبيان علم ما كان وما  
یکون وما هو کائن۔

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہی  
انسان کامل ہیں اور بیان سے جو کچھ  
ہو گیا تھا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے  
والا ہے مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔  
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتًا

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز



لِكُلِّ شَيْءٍ ۱۰

کا روشن بیان ہے۔

## علامہ صاوی کتاب کی تفسیر کرتے ہیں

کتاب وہ لوح محفوظ ہے تو قرآن ہمارے لیے تفسیر کرنے والا ہے اس کی جو لوح محفوظ میں جو کچھ ہو گیا اور جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے دنیا و آخرت میں سب کا علم لکھا ہے تو جس کو کچھ اسرار قرآن سے دیا گیا تو اس کو لوح محفوظ پر اطلاع کی حاجت نہیں بلکہ وہ جو ارادہ کرے گا اس سے اخذ کر لے گا۔

الكتاب هو اللوح المحفوظ فالقرآن مفصل لنا لما كتب في اللوح المحفوظ من علم ما كان وما يكون وما هو كائن في الدنيا والاخرة فمن اعطى شيئا من اسرار القرات فلا يحتاج للاطلاع على اللوح المحفوظ بل ياخذ منها ما اراد ۱۰

## علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

حضور علیہ السلام کے معارف زیادہ تھے مع ان تمام علوم و فنون کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے اخبار گذشتہ اور آئندہ عجائب قدرت اور عظیم ملکوت رب العزۃ کے جن پر کہ اس سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ کو وہ

كانت معارفه عليه الصلوة والسلام الحی سائر ما علمه الله تعالى واطلعه عليه من علم ما يكون وما كان و عجائب قدرته وعظیم ملكوته قال الله تعالى وعلّمك ما لم تكن تعلم وكان

۱۰ :- صاوی ج ۲ ص ۱۶۱ -

۱۰ :- سورہ نحل -



فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَعَظِيمًا ۱؎ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور

آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (شمیم الرایض)

قرآن کریم کی ان تین آیات کی تفاسیر سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کے معنیات عطا فرمادیئے گئے اس مصنف کو یہ احادیث شریفہ اور آیات کریمہ نظر نہ آئیں اور ان معنیات کی تعبیر کا واقع ہو جانا نہ دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معنیات کی یہ حد آیات و احادیث ہی نے مقرر فرمادی۔ تو وہ اپنے اقرار کی بموجب صحیح مان کر اپنے منہ پر خود ہی تھوک لے اور اس کو بدیہی البطلان کہتا چھوڑ دے اور الغیب میں الف لام عہد خارجی ہی کا مان لے۔

اب رہا استعراق اصنافی تو ظاہر ہے کہ جب تمام ماکان و مایکون کے معنیات کو حضور علیہ السلام کا علم محیط ہے تو مصنف اس کا انکار کس منہ سے کر سکتا ہے اب باقی رہا اس کا ایہام کی وجہ سے ناجائز کہنا تو یہ محض اس کی راٹے ہٹے کہ یہاں ایہام کا تو شائبہ بھی نہیں کہ ماکان و مایکون کے علوم متناہی اور اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی۔ نیز حضور علیہ السلام کے علوم عطائی۔ ممکن لذاتہ حادث۔ مخلوق۔ مقدور۔ جائز انقائ۔ ممکن التبدل۔ اور اللہ تعالیٰ کے علوم ذاتی۔

ازلی ابدی قدیم غیر مخلوق غیر مقدور۔ واجب البقاء۔ متنع التبعیر۔ تو اس قدر وجہ فرق کے باوجود بھی اس کو ایہام ہوتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنا علاج کر لے۔ اور دماغی توازن صحیح کر لے۔ اگر مصنف میں یہی وہم پرستی باقی رہی تو پھر وہ اپنی ساری دیوبندی قوم کو۔ موجود۔ سمیع و بصیر مرید کہتے ہوئے بھی ایہام کرے گا اور ان کو معدوم۔ بہرا۔ اندھا پاگل کہنے کو ایمان قرار دے گا۔

اب باقی رہا الف لام جنسی یا عہد ذہنی وہ بعض افراد کو مستلزم ہے تو تقانوی نے اس کو زید و عمرو پچوں پاگلوں جانوروں کے برابر کر کے حضور کی خصوصیت کو میٹ دیا تو



تھانوی نے نہ عہدِ خارجی کو مانا نہ استعراقِ اضافی کو مانا نہ جنسی کو مانا نہ عہدِ ذہنی کو مانا۔  
تو اس نے تمام وجوہِ محتملہ سے انکار کر کے حضورِ علیہ السلام کے لیے علمِ غیب کا باسکل ہی  
انکار کر ڈالا۔

پھر مصنف نے اپنی کم علمی و کم فہمی کا خوب مظاہرہ کرایا اور اپنی ناقابلیت کا اس طرح  
اظہار کیا۔

اس تقریر کو مجرد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ وہاں اطلاق کسی لفظ کا  
جس میں استعراق و غیرہ موہم ہوں نہیں ہے۔

جواب :- مصنف اس قدر کم فہم ہے کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ تقریر مطلق  
علم میں کیسے جاری ہوگی۔ اگر کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو جاری کر لیتا۔ اس قدر تو مصنف کی بے علمی  
ہے اور شیخی کتنی مارتا ہے خیر ہم اس مطلق علم کو جاری کر کے دکھاتے ہیں سنو مصنف  
کی ذات پر مطلق علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دلیہ بندی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ  
اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مصنف کی کیا تخصیص  
ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی  
حاصل ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو  
اس کا بطلان دلیلِ نقلی و عقلی سے ثابت ہے اس تقریر میں اطلاق لفظِ عالم کی بحث  
ہی نہیں ہے بلکہ حصولِ مطلق علم کی بحث ہے اور یہ تقریر مطلق علم میں ظاہر اس لیے کہ ہر  
آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہوتا ان کو علمِ غیب حاصل ہونے سے  
زائد روشن ہے۔ مصنف نے اس کو لچر کہہ کر خود اپنے لچر اور بے علم ہونے کا ثبوت پیش  
کر دیا۔

پھر اس کے بعد مصنف اپنی مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔  
اور آپ کا اس تقریر کو قدرتِ باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کج فہمی



اور کم عقلی پر دلالت کرتا ہے اولاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاقِ لفظ سے بحث ہے انصاف معنی سے کوئی تعلق ہی نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کی جاوے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید و عمرو و کبر میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے کیا قدرۃ خلق کسی فرد بشر میں کسی مخلوق میں متحقق ہے کیا مذہب علماء سنت یہی ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرتِ تامہ کے یہ معنی کہ وہ واجباتِ ذاتیہ و ممکنات و متغیباتِ ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو سکے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جملہ ممکناتِ ذاتیہ سے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہے۔

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے الدولۃ الملکیہ میں اس زیر بحث عبارت حفظ الایمان کے متعلق تھانوی کو یہ الزام دیا ہے کہ تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علومِ عظیمہ و وسیعہ کثیرہ کو زید و عمرو اور ہر بچہ اور پاگل اور ہر جانور اور چوپائے کے علومِ صغیرہ ذلیلہ و قلیلہ کے برابر کر دیا اور حضور کی خصوصیت کے میٹنے کے لیے فقط بعض کے صادق ہو جانے کو برابری اور مثلیت کے لیے کافی قرار دے دیا۔ تو تھانوی کے نزدیک جب فقط لفظ بعض کا صادق ہونا ہی تساوی اور تماثل کے لیے اور خصوصیت کی نفی کے لیے کافی ہے تو وہ قدرت میں یہ ہی تقریر جاری کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو زید و عمرو بلکہ ہر بچے اور چوپائے کی قدرتوں کے برابر ہونے کا حکم کرے۔ کیونکہ تمام حیوانات بعض افعال اور کسی نہ کسی حرکت پر قدرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی قدرت باجماعِ اہلسنت و جماعت خلق و ایجاد میں کچھ موثر نہیں۔ پس بعض قدرت کا صادق ہونا پایا گیا اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفاتِ قدیمہ پر قادر نہیں ورنہ خدا کی ذات و صفات بھی مقدور و مخلوق بلکہ ممکن و حادث قرار پائیں گی اور وہ اللہ نہ ہو گا تو یہاں بھی بعض ہی صادق ہوا کہ ذات و صفات تحت قدرت داخل نہ ہوئے۔ لہذا تھانوی کی تقریر کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور زید و عمرو وغیرہ کی قدرتوں میں تساوی اور برابری لازم آگئی۔



تھانوی کی ناپاک تقریر یہ ہے کہ وہ جس میں پہلے کل یا بعض ہونا دیکھتا ہے اور بعض ہونے کی صورت میں وہ برابر ہونا ثابت کر دیتا ہے پھر نہ انہیں کثیر و قلیل کا فرق کرتا ہے نہ اصل اور تبع کا امتیاز کرتا ہے۔ نہ عظمت اور حقارت کا لحاظ کرتا ہے نہ اور کوئی خصوصیت کو مد نظر رکھتا ہے تو اس کے نزدیک فضیلت صرف کل کے حاصل ہونے میں ہے اور بعض کے حاصل ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ وہ بعض جو ہزاروں لاکھوں کر ڈروں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس بعض کی برابر ہے جو ایک دو ہو۔ یہ ہے اس تھانوی کا اندھا پن اور فرق مراتب کا میٹنا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ مضمون اور الزام عربی زبان میں ہے مصنف اپنی جہالت اور عربی سے ناواقفی اور پھر اس پر کج فہمی و کم عقلی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا اور مطلق قدرہ کو قدرہ علی الخلق سمجھ گیا یا اس نے جان بوجہ کر یہ تقریر اور افترا کیا کہ مطلق قدرہ کو قدرہ علی الخلق بنا ڈالا۔ اور یہ تقریر و افترا محض اس لیے کیا ہے کہ مطلق قدرت میں تھانوی کی تقریر جاری ہو رہی تھی اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہو رہا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مخلوق کی قدرت کا برابر ہونا لازم آ رہا تھا۔ جس کا کوئی جواب مصنف کے پاس نہیں تھا تو اس نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے یہ تقریر کیا کہ اس مطلق قدرت کو قدرہ علی الخلق بنا دیا اور یہ نہ سوچا کہ کوئی ناخواند مسلمان بھی کسی غیر خدا میں قدرہ علی الخلق کا عیب نہیں رکھتا تو کوئی عالم ایسی بات کس طرح کہہ سکتا ہے۔ تو قدرہ علی الخلق کا اعلیٰ حضرت قبلہ نے ذکر ہی نہیں کیا یہ مصنف کا کھلا ہوا جھوٹ اور صریح افترا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ صاف فرما رہے ہیں۔

فان الحيوانات جميعا تقدر	تو بیشک تمام جانور کسی نہ کسی فعل و حرکت
على بعض الافعال والحركات	پر قدرت رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت
وان لم تكن قدرتها موثرة	باجماع اہل سنت و جماعت خلق و ایجاد
في الخلق و الايجاد باجماع	میں موثر نہیں۔ اور بندے کے لیے
اهل السنة والجماعة	خلق میں باکل کوئی حقہ نہیں اور جو کچھ



(فیه ایضاً) ولیس للعبد من  
الخلق شیء جملةً وأحدةً وما  
یحس فی نفسه من تدبیر  
وإرادة واختیار فإنا خلقها الله  
تعالی فیہ <sup>س</sup> الخ.

اپنے اندر قدرت اور ارادہ اور اختیار  
مخسوس کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ  
ہی نے اس میں پیدا فرمایا ہے۔

تو مصنف کا اب اعلیٰ حضرت قبلہ پر افترا اور بہتان باندھنا ظاہر ہو گیا تو مصنف نے  
قدرت علی الخلق پر جو کچھ کہا اور نصف صفحہ اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر دیا اس کا اعلیٰ حضرت  
قبلہ پر کوئی اثر نہیں نہ ان کے جوابات کی کوئی حاجت رہی کہ اس کا کوئی قائل ہی نہیں  
ہے، رہی مطلق قدرت تو وہ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہے جو قدرت  
حادثہ کا یہ ہے نہ کہ خالق ہے۔

## خاتمة الكتاب

الحمد للہ اس رد و جواب نے شہابِ ثاقب کی تمام فریب کاریوں، افترا بندیوں  
بہتان طرازیوں، طمع سازیوں کیا دیوں، مکاریوں کو طشت از بام کر دیا اور مصنف کی  
عرقریزیوں جھوٹی تاویلوں اور نامعقول تو جیبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ناحق کی طرفداری، باطل  
کی حمایت کا پردہ چاک کر دیا، کفر کی تائید، توہین شان الوہیت و رسالت کی طمع کاری کا  
پردہ فاش کر دیا اکابر علماء دیوبند کی ناپاک عبارات پر جو مصنف نے روغن قاز ملا تھا، اور  
ان کی ناقابل قبول تاویل کی تھیں ان سب کی حقیقتوں کو آشکارا کر دیا اور یہ ثابت کر  
دیا کہ یہ عبارات اپنے کفری معنی میں متعین و متین ہیں، کوئی تاویل کوئی تو جیبہ ایسی  
نہیں جو ان سے کفر کو اٹھا دے کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال ایسا نہیں جو ان میں کوئی  
دجہ ایمان پیدا کر دے، دیوبندیوں نے انتہائی عرقریزیاں کر لیں، وہابیوں نے ان میں امکانی



کوششیں کیں لیکن نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ان کا کفر اور واضح و مستحکم ہوتا گیا اور کوئی وجہ ایمان کی پیدا نہ ہو سکی اسی بناء پر علماء حرمین شریفین نے ان عبارات کو شان رسالت میں توہین و تنقیص قرار دیکر ان کے مصنفین رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیہی، اشرف علی تھانوی پر کفر کے فتوے صادر فرمائے اور ان کو ایسا مرتد و کافر ٹھہرایا من شک فح کفرہ و عذابہ فقد کفر جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو وہ خود کافر ہو گیا اور ایسے کافروں کے حق میں جو کتب فقہ، درمختار، رد المحتار، مجمع الآہر، دورر، عزر، فناوسے خیرہ، بزازیہ، میں احکام میں بتائے۔

بحر الرائق میں ہے۔

جو بد مذہبوں کی بات کو اچھا بتائے	من حسن کلام اهل الاہواء
یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کے کلام	او قال معنوی او کلام لم معنی
کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر کہنے والے	صحيح انکان ذلك کفرا
کی وہ بات کفر تھی تو جو اس کو اچھا بتاتا	من القائل کفرا
ہے وہ بھی کافر ہو جائے گا جو کفر کی	لمحسن من تلفظ
بات کہے وہ کافر ہے جو اس کو اچھا بتائے	بلفظ الکفر یکفرو
یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔	وکل من استحسنہ اور منی بہ بیکفر

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہو گیا جو اس کفری بات کو صحیح کہے یا اچھا بتائے۔ یا اس پر رضا ظاہر کرے۔ یا یہ کہے کہ اس کے کچھ اور معنی ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان اکابر و یوہبند کی یہ ناپاک عبارات اور اس پر فتوے کفر تکمہ کے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی ان کے مجموعہ کا نام حتام الحرمین ہے جب اس کتاب کو مع ترجمہ کے شائع کیا گیا تو اس مصنف نے اس کے جواب میں یہ کتاب رجوم المدنیین علی روس الشاطین لکھی جس کا مشہور نام الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب رکھا جس میں اس نے صدمہ افترا کیے صدمہ



جھوٹ بولے، صد ہا فریب دیئے صد ہا مکرو فریب کیے، صد ہا لغو باتیں کیں کبھی نہ معقول  
تاویلیں گڑھیں۔ کتنے ناقابل قبول عذر تراشے، کتنے جیلے حوالے بنائے، لیکن کوئی بات  
قابل قبول نہ بن سکی کوئی تاویل صحیح ثابت نہ ہو سکی کوئی کلام میزان شریعت پر نہ اتر سکا۔  
کوئی قول معیار سلف کی موافقت نہ کر سکا۔

تو کیا کسی سچے مذہب کی ایسی ناپاک کتاب ہو سکتی ہے؟

کیا کسی حق مسلک کی ایسی لغو کتاب تائید کر سکتی ہے؟

اور پھر مصنف کی ایسی دریدہ دہنی کیا اہل حق کی حقانیت پر پردہ ڈال سکتی ہے؟

اس کی ایسی گالی گلوٹج کیا اعلم حضرت قبلہ کی صداقت کو میٹ سکتی ہے؟

اس کی ایسی گندی گستاخانی باتیں کیا اس کی اور اس کے اکابر کی عظمت پیدا کر سکتی ہیں؟

اس کی ایسی سوقیانہ سب و شتم کیا اس کی شرافت کی دلیل بن سکتی ہے؟

ناظرین نے خود ہی فیصلہ کر لیا ہو گا کہ۔

○ — گالیاں وہی دیا کرتا ہے جو واقعی جواب دینے سے عاجز ہو۔

○ — افتراء وہی کیا کرتا ہے جو سچی بات کہنے سے مجبور ہو۔

○ — فریب وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔

○ — جھوٹ وہی بولا کرتا ہے جس کے پاس سچ نہ ہو۔

○ — باطل کی حمایت وہی کیا کرتا ہے جس کا قلب گمراہی سے لبریز ہو۔

○ — ناحق کی تائید وہی کرتا ہے جس کا دل ضلالت سے پر ہو۔

بلکہ جو حق کا علمبردار ہوتا ہے۔

○ — نہ جھوٹ بولتا ہے نہ افتراء کرتا ہے۔

○ — صداقت کا حامل فریب دیتا ہے نہ بجائے جواب کے گالیاں بکتا ہے۔

مسلمانوں! تم نے یہ شہابِ ثاقب کارو دیکھا اس میں اس گندی کتاب، شہابِ ثاقب

کی گالی، گلوٹج، سب و شتم کو چھوڑ کر ہر بات کا جواب دیا گیا، اکثر و بیشتر جوابات، مذہب

اہلسنت کی معتد و مستند کتابوں کے حوالجات سے دیئے گئے اور حق کا احقاق اور باطل کا



ابطال آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا اور شہاب ثاقب کی گالیاں (۶۴۰) اس کے جھوٹ اور افترا (۱۶۱) اس کے فریب اور کید (۱۰۵) پیش کر دیئے گئے، اگر اس کے مصنف میں بلکہ اس کی ساری دیوبندی قوم میں جبا و غیرت، جرات و ہمت اور علم و قابلیت ہے، سچائی اور صداقت ادعاۓ حقانیت ہے تو ایک سال کے اندر اندر میری اس کتاب کا جواب دیں اور جس طرح میں نے ہر بات کا جواب مع حوالہ کے دیا ہے اسی طرح مدلل جواب ہر ہر بات کا لکھ کر شائع کر دیں تو ہر شخص حق و باطل کا امتیاز گھڑ بیٹھ کر کر لے گا اور یہ بھی فیصلہ کر لے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے، اور کون اہل حق ہے اور کون اہل باطل، اور کس میں علم و قابلیت ہے اور کس میں لاعلمی اور جاہلیت ہے اور اگر سال بھر میں اس کا جواب شائع نہ ہو تو دنیا تمہاری صداقت و راستبازی، ادعاۓ حقانیت و قابلیت کے متعلق خود ہی رائے قائم کر لے گی اور تمہاری شیخیوں اور تالیفوں سے واقف ہو جائے گی۔

مسلمانو! تم نے ان اکابر دیوبند کی خدا و رسول کی شانوں میں گستاخیاں بے ادبیاں گالیاں دیکھیں، ان کی وہ گندی گھنونی وہ ناپاک توہین و تنقیص کی عبارات پڑھیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ ساری دیوبندی قوم کے پاس ان کفری عبارات کی نہ کوئی صحیح توجیہ تاویل نہ کوئی واقعی عذر ہے نہ جواب، تو ان کے دشمنان خدا و رسول جل علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے میں کیا شک باقی رہا اللہ الصاف کوئی۔

- تمہارے ماں باپ یا استاد و پیر کو گالیاں دے۔
- تمہارے ماں باپ کی صورت کو بندر، گدھے، سور کی صورتوں سے تشبیہ دے۔
- تمہارے استاد و پیر کے علم سے زائد بھنگی چمار کے لیے علم ثابت کرے۔
- تمہارے ان بزرگوں کو جھوٹا اور کاذب بالفعل کہے اور انہیں لکھ لکھ کر چھاپے شائع کرے۔

کیا تم اس کا ساتھ دو گے! اس سے محبت کرو گے؟ اس کی عزت کرو گے؟ اس کی ان گالیوں کی تاویل میں کرو گے؟ اس کی اس بکو اس سے بلے بہرہ ہو کر اس سے



بات پچیت کرتے رہو گے اس کے پاس نشست برخاست کرتے رہو گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اگر تم میں انسانی غیرت و محبت ہے ماں باپ کی عزت و اُلفت کا نام و نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگوئی صورت سے نفرت کرو گے اس کے سایہ سے دور بھاگو گے اس کا نام سُکر چہرہ سُرخ ہو جائے گا۔ جو ان گالیوں کی تاویلیں کرے گا اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے۔ پھر خدا کے لیے ماں باپ کی عزت و محبت اُستاد پیر کی عظمت و اُلفت کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و اُلفت کو دوسرے پلہ میں رکھو۔ اگر سچے مسلمان ہو تو ماں باپ کی اُستاد پیر کی عزت و محبت کو خدا و رسول کی عزت و محبت سے اُلفت کے مقابلہ میں ناچیز اور حقیر جانو گے۔ تو واجب بلکہ صد ہا ہزار یا واہیوں سے واجب تر گستاخانِ خدا و رسول سے جس قدر نفرت و دشمنی غصہ اور جدائی ہو۔ ماں باپ اُستاد پیر کے گستاخوں کے ساتھ اس کا ہزار واں حصہ نہ ہو۔ جب تو سمجھ لو کہ ایمان کامل ہے اللہ و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت و عظمت اُلفت و محبت سب پر غالبِ اعظم ہے اور سب کی عزتیں اور محبتیں ان کے مقابلہ میں بیچ ہیں اور اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہارا مسلمان ہونے کا دعویٰ محض زبانی ہے، دل میں اوروں کی عزت و محبت زائد ہے اس میں کسی منہتی کے فتوے کی حاجت نہیں، بلکہ تمہارا قلب اس کا خود مفتی ہے تو اپنے قلب ہی سے اس تقابل میں فتوے لو۔

رذقتنا اللہ تعلقاً بحرمۃ حبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم ایماناً صحیحاً۔  
 و محبةً کاملۃ۔ و اُلفۃ صادقۃ۔ و احینا علی مذهب اہل السنۃ  
 و الجماعۃ و امتنا علی محبتہ و محبة حبیبہ و احشردنا تحت لواء نبیہ  
 و ارتقنا شفاعۃ رسولہ سیدنا محمد و صلے اللہ علیہ و آلہ و  
 اصحابہ اجمعین تمت بالخیر



## مولوی حسین احمد فیض آبادی مصنف شہاب ثاقب کے کفریات

مصنف شہاب ثاقب اپنے اکابر علماء دیوبند کے تمام کفریات کی طرفداری و حمایت کر کے اور ان پر اپنی رضا و تحسین کر کے ان تمام کفریات کو مان کر خود کافر و مرتد ثابت ہو گیا۔ مگر چونکہ اس کو شیخ علماء دیوبند بننا تھا اس بنا پر اس نے اپنے اکابر کے خاص ترکہ توہین و تنقیص شان رسالت میں تجدید کر کے امتیازی کارنامہ کیا اور اپنی دشمنی سرکار رسالت کے جذبات کے ماتحت یہ جدید کفریات بکے۔

واقعہ یہ ہوا کہ سنبھل میں ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۷۱ھ میں یہ مصنف حسین احمد ٹانڈوی وہابیہ کے جلسہ میں (جو سیرت پاک کے نام سے مشہور تھا) شریک ہوا اور اس نے ہزار ہا کے مجمع عام میں سیرت پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاش کا ذریعہ یہ تھا کہ آپ اہل مکہ کی اجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے اور حضور کے بچپن کی سیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے دو مرتبہ نایح کی مجلس میں شرکت کی لیکن آپ کو اس مجلس میں نیندا آگئی، ان دونوں واقعات سے شہر میں شور مچ گیا۔ کچھ لوگ حضرت حامی سنن، ماحی فتن، سلطان المناظرین، سند المفتیین، فقیہ اعظم مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی اعظم سنبھل کے پاس آئے، اور ان ہر دو واقعات کو دریافت کیا۔ پھر مولوی حسین احمد کا حکم پوچھا، تو حضرت مفتی صاحب نے یہ کمال احتیاط کی کہ ان الفاظ کا سوال کارکنان جلسہ وہابیہ سے لکھوا کر دستخط کر کے میرے پاس لاؤ تو میں اس سوال پر فتوے لکھ دوں گا۔ تو لوگ اختر حسین سرگرم کارکن سے سوال لکھوا کر لائے اور سائل خود بھی آیا، اور حضرت مفتی صاحب کے رو برو اس نے سوال پر دستخط کیے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ فتوے فوراً قلم اٹھا کر لکھ دیا۔ یہ فتوے دیوبند، سہارنپور، بھٹنہ، جہاں بھیا گیا اور کئی کارڈ یاد دہانی کے لیے روانہ کیے لیکن اب تقریباً تین سال ہو گئے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب چند مقامات سے یہ خبر موصول ہو رہی ہے کہ مولوی حسین احمد ان واقعات



کو برابر بیان کر رہے ہیں تو بغرض آگاہی عوام اس سوال اور جواب کو بلفظ نقل کر کے شائع کرایا جاتا ہے۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین زید نے وعظ میں بیان کیا۔

نمبر ۱ :- سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجرت پر بکریاں چرائیں اور یہ بھی فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

نمبر ۲ :- آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوسرے بچپن میں ایسا اتفاق پیش آیا کہ آپ نانچ گانے بجانے کی مجلس میں تشریف لے گئے لیکن وہاں پہنچ کر خداوند تعالیٰ نے آپ کی اس طریقہ پر حفاظت کی کہ آپ کو نیند آگئی اور برخواست مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔

نمبر ۳ :- اور عمر نے وعظ میں یہ بیان کیا کہ یہ ہر دو واقعہ مذکورہ بالا غلط ہیں ان دونوں سے تو بن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے، ایسا کہنے والا اور لکھنے والا دونوں کافر ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کون سچا ہے اور دوسرے کے لیے کیا حکم ہے۔

مقطع اختر حسین بقلم خود محلہ درہ پور ۱۹ دسمبر ۱۹۵۱ء۔

سوال نمبر ۱۔ الجواب :- اہل اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہر ایسا امر جو مخلوق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب، جہل، خیانت، وغیرہ اور ہر ایسا فعل جو وجاہت و مروت کی مخالفت ہو جیسے نسب، پستی، کینہ، زنا، امہات وغیرہ اور ہر ایسا مرض جو سبب نفرت ہو جیسے جذام، برص وغیرہ اور ہر ایسا ذلیل کام اور پیشہ جو باعث ننگ و عار ہو اور سبب عیب و نقص ہو جیسے حجامت اور اجرت پر ذلیل پیشہ تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام ان سب سے منزہ و پاک ہیں، عقائد کی نہایت مشہور معتبر کتاب مسایسہ اور اس کی شرح مسامرہ میں ہے۔

و شرط النبوۃ والسلامۃ من اوجہت کی شرط پستی نسب اور اتہام

وفاء الایاء ومن غمزا لامہات امہات اور سخت دلی سے سلامتی



ہے اور باعثِ نفرتِ عیبوں جیسے  
برص عذام سے اور قلتِ مروت  
جیسے راستہ میں کھانا کھانے سے اور  
پیشہ کی ذلت و لپتی جیسے حجامت سے  
پاک ہونا ہے اس لیے کہ نبوتِ مناسبا  
خلق میں بہتر شرف ہے اور اس کے  
لیے انتہائی عزت کی طالب ہے تو  
نبوت کے لیے اس کے منافی امور کا  
نہ ہونا اعتبار کیا گیا۔

ومن القسوة والسلامة من  
العيوب المنفرة كالبرص والجذام  
ومن قلة المروءة كالأكل على  
الطريق ومن دناءة الصناعة  
كالعجامة لان النبوة اشرف  
مناصب الخلق مقتضية الغاية  
لاجلال اللائق بالمخلوق  
فيعتبر لهما انتفاء ما ينافي  
ذلك ملخصاً

## حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

قد اختلف في عصمتهم (ای الانبیاء)  
من المعاصی قبل التیوة فمنها  
قوم وجوزها اخذت والصحيح  
تنزيهم من كل  
عیب و عصمتهم من  
كل یوجب الريب. ملخصاً  
اور یہ ظاہر ہے کہ اجرت پر کبریوں کا چرانا ایسا ذلیل پیشہ ہے کہ جو باعثِ تنگ و  
عار اور سببِ عیب و نقص ہے، اسی بنا پر شارح مشکوٰۃ شریف حضرت علامہ علی قاری  
شرح شفا شریف میں خاص اسی مسئلہ میں تصریح فرماتے ہیں۔  
قال المحققون انه عليه الصلاة  
اور محققین فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم



والسلام لم یبرع لاحد بالاجرة  
وانما رعى غنم  
نفسه وهذا لم یکن  
عیباً فی قومہ۔

نے اجرت پر کسی کی بکریاں نہیں  
چرائیں، آپ نے تو صرف اپنی بکریاں  
چرائیں اور اپنی بکریاں چرانا آپ کی  
قوم میں عیب نہیں تھا۔

اس عبارت نے آفتاب کی طرح ثابت کر دیا کہ محققین امت کے نزدیک حضور  
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کی بکریاں اجرت پر نہیں چرائیں، اب باقی رہتی ہے وہ  
حدیث جس کو بخاری و مسلم شریف اور ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث نے روایت کی تو اس  
کے بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کنت ارجعها علی  
قراریط اهل مكة تو ان کلمات میں نہ تو کہیں اجرت کی تصریح ہے نہ اجرت پر  
ولالت کرنے والا کوئی کلمہ ہے حدیث شریف میں قراریط کا ایک لفظ ہے جس سے  
بعض کو اشتباہ ہو گیا ہے اور چاندی سونے کے سکوں کے کسی جز کو سمجھ لیا ہے حالانکہ  
قراریط سے اس حدیث میں یہ معنی مراد لینے غلط اور خطا ہیں۔ چنانچہ علامہ علی قاری  
اسی حدیث کی شرح میں شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

قال محمد بن ناصر خطا سوید  
فی تفسیر القیراط بالذهب  
والفضة اذ لم یبرع النبی صلی  
الله تعالیٰ علیہ وسلم لاحد  
بالاجرة قط وانما کان یرعى  
الغنم اهلہ والصحیح ما فسره  
بما ابراهیم بن اسحاق الحرابی  
الامام فی الحدیث واللغة

محمد بن ناصر نے فرمایا کہ حضرت سوید  
نے قیراط کی تفسیر سونے چاندی کیساتھ  
بیان کرنے میں خطا کی اس لیے کہ نبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بکریاں  
اجرت پر نہیں چرائیں، آپ تو اپنی ہی  
بکریاں چراتے تھے اور قراریط کی صحیح  
تفسیر وہ ہے جو حدیث ولغت وغیرہ  
کے امام حضرت ابراہیم بن اسحاق نے

۱۰۰ شرح شفا شریف ج ۲ ص ۲۲۸۔



وغیر ہما ان قرار یط اسم  
مکان فی نواحی مکة ۱۰

بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ قرار یط  
نواحی مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جب حدیث شریف کے لفظ قرار یط سے مراد سونے  
چاندی کا کوئی سکہ نہیں ہے بلکہ قرار یط مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے تو اب  
حدیث بخاری شریف کا ترجمہ یہ ہوا کہ میں مکہ معظمہ کے مقام قرار یط پر بکریاں چراتا تھا تو  
اس حدیث سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجرت پر بکریاں چرانے کا استدلال  
کرنا خطا اور غلط ہے۔ اور باوجود ان تصریحات اور عقیدہ اسلام کے خلاف جو حضور اکرم صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اجرت پر بکریاں چرانانا ثابت کرے اور آپ کو چروانا ثابت  
کرنے کی سعی کرے اور اس کو علی روس الا شہاد بلا کسی ضرورت شرعی کے بیان کرے  
تو یہ آپ کی توہین کو مستلزم ہے سلف و خلف اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کی شانوں میں  
ایسے کلمات کا استعمال روا نہیں رکھتے جن میں ادنیٰ توہین و گستاخی کا شائبہ بھی ہو چنانچہ  
عقائد کی کتاب شرح مواقف میں ہے۔

یصح بالاجماع والنص ان یقال  
اللہ خالق کل شیء ولا یصح  
ان یقال انه خالق القاذورات  
وخالق القردة والمنازیر مع كونها  
مخلوقة الله تعالى اتفقا ۱۰

اجماع و نص سے یہ کہنا صحیح ہے کہ اللہ  
ہر چیز کا خالق ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ  
نجاسیوں کا خالق ہے۔ اور بندوں اور سوروں  
کا خالق ہے باوجودیکہ بہ اتفاق اللہ  
تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجمع عام میں چروانا ثابت کرنے اور اجرت پر بکریاں  
چرانے کے ثابت کرنے کی وہی کوشش کرے گا جو تحقیر شانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا عادی ہو اور جس کی حضور علیہ السلام کے لیے عیب و نقص کی نسبت کرنے کی عادت  
قرار پائی ہو شرح شفا شریف میں ایسے شخصوں کا حکم بیان فرمایا۔

۱۰۔ شرح شفا مصری ج ۲ ص ۳۶۔ ۱۱۔ شرح مواقف کشوری ص ۶۳۔



اسی طرح میں اس شخص کا حکم بیان کرتا۔  
ہوں جس نے حضور علیہ السلام پر عیب  
لگایا یا اجرت پر بکریاں چرانے کے ساتھ  
تحقیر کی یا سہو و نسیان کیساتھ حقارت کی باوجود کہ  
یہ سہرو و امور آپ سے ثابت ہیں تو وہ کافر ہو  
گیا تحقیر و تعزیر کے سبب سے۔

وكذلك اقول حكم من  
غصه او غيره برعاية الغنم  
اي برعيها بالاجرة او السهو  
النسيان مع انهما ثابتان  
عنه الا انه انما يكفر لاجل التعبير  
وسبب التحقير لمخصاً له

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اجرت بدر  
بکریاں چرانا جو زید نے اپنے وعظ میں بیان کیا یہ غلط ہے کسی حدیث کے صریح مضمونوں  
سے ثابت نہیں اور یہ وہ ذلیل پیشہ ہے جو منافق نبوت ہے کہ یہ باعث تنگ عار  
ہے اور سبب عیب و نقص ہے اور اس کا اس طرح بیان کرنا تو ہین و گستاخی کو  
مستلزم ہے۔

جواب سوال نمبر ۲: مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو امام الائمہ سراج الائمہ حضرت  
امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام تمام صغیرہ  
اور کبیرہ گناہوں سے قبیح باتوں سے  
منزہ اور پاک ہیں۔

الانبياء عليهم الصلوة  
والسلام كلهم متزهون  
عن الصغائر والكبائر والكد القبايح

حضرت علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اور صحیح مذہب میں حضرات انبیاء کیلئے یہ عصمت  
قبل نبوت اور بعد نبوت ہر دو حال کیلئے ثابت ہے۔

هذه العصمة ثابتة لانبیاء  
قبل النبوة ولبعدها علی الاصح

۱۔ شرح شفا ج ۲ ص ۴۰۱ . ۲۔ فقہ اکبر مصری

۳۔ شرح فقہ اکبر مصری ص ۵۵ .



ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے جس طرح بعد نبوت معصوم ہیں اسی طرح قبل نبوت بھی معصوم ہیں، اور ناسخ گانے بجانے کا حرام ہونا و کبیرہ گناہ ہونا ہر مسلم جانتا ہے، اور کسی نبی کے لیے معصیت و گناہ کا ثابت کرنا کفر ہے۔

### تفسیر صاوی میں ہے۔

جس نے نبی پر معصیت کو جائز رکھا  
تو وہ کافر ہو گیا کہ یہ عصمت واجبہ کے  
منافی ہو گیا۔

فمن جاز المعصية على  
النبي فقد كفر لما فات  
للعصمة الواجبة له

اب باقی رہا یہ عذر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناسخ میں بچپن میں لہجہ ۸ سال کے شرکت فرمائی ہے تو اس سے یہ الزام نہیں اٹھتا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت تھے، علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی نبوت چالیس سال  
کی عمر کے بعد کے لیے منحصر نہیں جیسا  
کہ ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات  
کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اپنے یوم  
ولادت ہی سے متصف بہ نبوت ہیں  
بلکہ اس حدیث میں ذکر میں نبی تھا و  
آدم ابھی روح و جسم کے درمیان تھے  
سے ثابت کہ حضور خلق اجسام سے پہلے  
عالم ارواح میں بھی متصف بوصف

ان نبوته لم تكن منحصورة فيما  
بعد الاربعين كما قال جماعة  
بل اشارة الى انه من يوم ولادته  
متصف بنعت نبوته بل يدل  
حدیث کنت نبیا و آدم بین  
الروح و الجسد على انه  
متصف بوصف النبوة  
في عالم الارواح قبل  
خلق الاشياح و هذا



وصف خاص لہے نبوت تھے اور یہ حضور علیہ السلام کا وصف

خاص ہے۔

تو آپ کے بچپن میں بھی نایح جیسی حرام چیز کو ثابت کرنے کی کوئی مسلمان تو حرات نہیں کر سکتا۔ اب باقی رہا سائل کا یہ قول کہ آپ کو نیند آگئی اور برخواست مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔ تو اس تاویل سے بھی کام نہیں چلتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صرف آنکھیں سوتی تھیں اور قلب مبارک بیدار رہتا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں قول ملا کہ اس طرح مروی ہے۔

ان العین نائمة والقلب  
يقظان ۛ

بیشک حضور کی چشم مبارک سوتی ہیں۔  
اور قلب مبارک بیدار رہتا ہے۔

علاوہ بریں معصیت کا عزم بھی گناہ معصیت کی طرف چلنا بھی گناہ معصیت کی مجلس میں شرکت کرنا بھی گناہ۔ تو اگر مان لیجئے کہ حضور کی سماعت سے حفاظت کی گئی۔ تو ان تین گناہوں سے حفاظت کیسے ہوئی۔ پھر یہ کہ نایح میں جانا ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ ہوا۔ پھر یہ واقعہ کسی نص قطعی سے ثابت نہیں اور عقائد میں حدیث خبر واحد مفید نہیں بلکہ نص قطعی درکار ہے۔ بخود مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں۔  
قطعاً نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔  
لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعاً اس سے اس  
کو ثابت کرے ۛ

اور اس پر یہ اندھا پن کہ عقیدہ اسلام کے خلات تواریخ سے حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ۛ۔ شرح فقہ اکبر مصری ص ۵۵۔ ۛ۔ مشکوٰۃ شریف

ۛ۔ براہین قاطعہ ص ۵۵۔



کے لیے ناسخ میں جانے کے ثبوت کی سعی کی جا رہی ہے تو تاریخ سے کسی عقیدہ اسلام کا رد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر کے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔

ان الانبياء معصومون قبل  
النبوۃ و بعدھا من الکياثر  
والصفاۃ عمد او سموا وجميع  
ماروى عنهم مما يخالف  
ذلك يتاول كما بينه  
المحققون في محاله خلافا  
لمن وهم فيه كجماعة  
من المفسرين ولاخبايين  
ممن لو يحققوا ما يقولون  
ويدرون ما يترتب عليه  
فيجب الاعراض عن  
كلماتهم وترهات  
قصصهم الكاذبة وحكاياتهم

بے شک انبیاء کرام قبل نبوت اور  
بعد نبوت صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے  
قصداً و سہواً معصوم ہیں اور ان انبیاء  
سے اس عقیدہ کے خلاف جس قدر  
امور مروی ہوں ان سب کی تاویل  
کی جائے گی جیسا کہ محققین نے ہر  
ایک کے محل پر بیان کیا بخلاف  
اہل تفسیر و تاریخ کہ وہ وہم میں پڑے  
اور اپنے اقوال کی تحقیق نہیں کی اور  
ان پر مرتب ہوئی والے نتائج کو نہ سوچا  
تو ایسے اہل تفسیر و تاریخ کے کلمات  
سے ان کے جھوٹے قصوں و حکایتوں  
کے بطلان سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زید نے جو وعظ  
میں دو مرتبہ ناسخ کی مجلس میں جانا بیان کیا یہ کسی نص قطعی سے ثابت نہیں بلکہ غلط  
اور باطل ہے۔ اور عقیدہ اسلام کے خلاف ہے اور اس میں ناسخ جیسی معصیت کا حضور  
کے لیے ثابت کرنا کفر ہے واللہ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۳۱۔ عمر کا اپنے وعظ میں زید کے بیان کردہ یعنی حضور علیہ السلام  
کے لیے اجرت پر بجزایا چرانے اور مجلس ناسخ میں شریک ہونے کو غلط کہنا اور عقائد



اسلام کے خلاف بتانا بالکل صحیح ہے اور ان باتوں کو مقامِ مدح کی جگہ بیان کرنے کو توہینِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرار دینا اور قائل کی عادتِ تحقیر کی بنا پر اس پر حکم کفر دینا درست ہے اور جب زید نے ان باتوں کو صرف زبانی کہا ہے تو لکھنے والے پر حکم کس طرح صادر کیا جائے۔ بالجملہ عمر سچا ہے اور زید غلط گو۔ اور عقائدِ اسلام کی مخالفت کرنے والا اور اپنی عادت کی بنا پر کفر کرنے والا ہے۔

کتبہ المعتمد بذیل سید کل نبی و مرسل۔ العبد محمد اجمل المفتی فی بدہ سنہ ۱۲۱۱ ریح الاول  
۱۳۴۱ھ



# مولوی حسین احمد

پر

دیوبند کا فتوے اور ان ہی سوالوں کا جواب مطابقت ہے

الجواب نمبر ۴۸۵۶ عمر کا یہ کہنا کہ زید نے دونوں واقعہ غلط بیان کیے صحیح ہے اور زید کا قول غلط ہے لیکن زید پر کفر کا فتوے لگا دینا صحیح نہیں کہ فقہاً تصریح کرتے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں تناوے احتمال کفر کے اور ایک اس کی نفی کا پایا جائے تو کفر کا فتوے نہیں لگانا چاہیے۔ فقط واللہ عالم

سید احمد علی سعید ناٹ  
مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۸/۱۲/۴۷

الجواب صحیح  
مسعود احمد عطاء اللہ عنہ

۱۹/۱۲/۴۷





رِسْفِیَانِی

درجوف

لکھنوی و تھانی

دک

از قلم

اجل العلماء مفتی محمد احمیل حب الشہیدتہ تعالیٰ علیہ  
ضارحمة تعالیٰ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

+



وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

# توزیر الخواطر بتحقیق الحاضر المناظر

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محی الدین صاحب الشہداء علیہ  
السلام وصار رحمۃ لعلی علیہ

شیر

ادارہ اشاعت العلوم لاہور پاکستان



اجمل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے ۷۲ سالہ پرانے شہ پارے کی اشاعت نو

# ردِ سیفِ یمانی

— ۱۳۵۲ھ —

- ﴿ فاضل مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مختصر حالات زندگی پر مبنی پیش لفظ۔
- ﴿ مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کے نام سے شائع ہونے والی کتاب کا مکمل رد
- ﴿ قرآن و حدیث، اقوال فقہاء و صوفیہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے آئینے میں مسلک اہل سنت و جماعت
- ﴿ شفاعت، میلاد پاک، علوم انبیاء کرام علیہم السلام، اعراس و زیارت قبور مسلمین، ایصالِ ثواب (سوم، چہلم، فاتحہ خوانی) پر بد مذہبوں کے گھسے پٹے اعتراضات کا علمی محاسبہ
- ﴿ تصانیفِ علمائے محققین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی روشنی میں بدعت کا مفہوم و اقسام
- ﴿ بد مذہبوں کی گستاخانہ عبارات و عقائد کی نقاب کشائی اور ان کی شرعی گرفت
- ﴿ "حسام الحرمین" و "الصوارم الہندیہ" کے سلسلہ صیانت کی سنہری کڑی
- ﴿ دیوبندیوں و ہابیوں کے جدید کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی (تھانوی) رسول اللہ (والحیاذ باللہ) اور نئے درود کا محققانہ جائزہ
- ﴿ وہابیوں ہند کے معلم اول (قتل ۱۸۳۱ء) کی تکفیر علماء دیوبند کے قلم سے
- ﴿ خارجی خصلت ملا کی دروغ گوئیوں، مغالطہ آمیزیوں، فریبوں اور جہالتوں کا پوسٹ مارٹم
- ﴿ 100 سوالات دیابند و ہابیہ اور جوابات اہل سنت و جماعت اور بہت سارے دیگر علمی حقائق جنہیں آپ پڑھنا چاہتے ہیں...

کیا آپ نے ابھی تک اس نثر انداز کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے؟

ہدیہ: ۱۲۰ روپے

صفحات ۳۲۰